۷۸۶

تذکرۃ الشعراء

از

دولتشاہ سمرقندی

بہ تصحیح و تمہید

از

جناب شیخ محمد اقبال صاحب صافی ایم۔ اے۔ گورداسپوری

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

بار اول — سنہ ۱۹۲۴ء — قیمت فی جلد ۸/عہ

در مطبع کریمی واقع لاہور باہتمام میر قدرت اللہ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اس ایڈیشن کے لئے میں نے تذکرہ دولت شاہ مطبوعہ بمبئی اور ولایتی ایڈیشن مصححہ براؤن صاحب کا مطالعہ کیا ہے۔ بمبئی ایڈیشن کو ولایتی ایڈیشن کے مطابق درست کیا گیا ہے۔ اس ایڈیشن کا متن بمبئی ایڈیشن کے مطابق ہے۔ مقابلہ کے بعد جہاں کہیں تاریخی اختلاف یا شعر وغیرہ کی خواندگی میں فرق پایا۔ میں نے ولایتی ایڈیشن کو ترجیح دی ہے۔

تذکرہ دولت شاہ کو میں نے زیادہ تر تاریخی نقطۂ نگاہ سے دیکھا ہے۔ ولایتی اور بمبئی ایڈیشنوں کے دیباچہ میں کچھ فرق ہے۔ یعنی ولایتی ایڈیشن میں سلطان حسین شاہ الغازی کی شان میں مدحیہ اشعار زیادہ ہیں۔ دوسرے مشاہیر کے القاب ولایتی ایڈیشن میں کچھ زیادہ طویل ہیں۔ تیسرے دولت شاہ نے دیباچہ میں کئی صفحے عربی شاعری و مشاہیر پر بھی لکھے ہیں۔ میں نے ان باتوں کے زیادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی۔ کیونکہ میرے خیال میں ان سے متن پر چنداں اثر نہیں پڑتا خود متن میں خاص قسم کا اختلاف ضرور ہے۔ مثلاً شاعر کے حالات کے بعد جب مصنف اس کے اشعار نقل کرتا ہے۔ تو اس وقت دونوں ایڈیشنوں میں اختلاف ہے مثلاً ولایتی ایڈیشن میں ایسے مقامات پر "میفرماید" یا "ولہ" وغیرہ لکھا ہے۔ اور اس ایڈیشن میں بمبئی ایڈیشن کے مطابق "میگوید" ہے۔ لیکن یہ ایسا اختلاف ہے جو بآسانی نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

واقعات اور تاریخوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میں نے مندرجۂ ذیل کتابوں سے مدد لی ہے۔

لٹریری ہسٹری آف پرشیا	مصنفہ پروفیسر براؤن	حصہ دوم و سوم
شعر العجم	" علامہ شبلی نعمانی	حصہ اول۔ دوم و سوم

چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی تعلیقات ولایتی ایڈیشن علامہ محمد بن عبدالوہاب قزوینی

جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی ۔ ۱۸۹۹ء

مقدمہ دولت شاہ ۔ ولایتی ایڈیشن ۔ پروفیسر براؤن

اس کتاب میں جو ترکی اشعار درج ہیں اُن کے غلط یا صحیح ہونے کی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس زبان میں مجھے دسترس نہیں۔ دوسرے میرا یہ خیال ہے کہ ہندوستانی قارئین کو شاید ان سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ زبان موجودہ ترکی زبان سے مختلف ہے۔ اگرچہ متن کو درست کرنے کی بہت کوشش کی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی بعض مقامات پر خاص نوعیت کی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ بمبئی ایڈیشن کا کاتب ایرانی ہے۔ اور ایرانی لوگ ک اور گ ۔ ج اور چ کی کتابت میں فرق نہیں کرتے بعض جگہ زائد نقطے لگا دیتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکا میں نے ان کو قرأت کے مطابق بنا دیا ہے۔ لیکن بعض مقامات پر اگر ایسا نہ ہو تو بھی قارئین کے لئے کوئی دقت نہیں۔ کیونکہ یہ باتیں عام فہم سے کچھ بہت بالا نہیں ہیں ؛

محمد اقبال صافی

تذکرۃ الشعرا

دولت شاہ سمرقندی

حالات زندگی دولت شاہ کے حالات زندگی کے لئے دو ہی معتبر ماخذ ہیں۔

(۱) دولت شاہ نے خود اسی تذکرہ میں کہیں کہیں اپنی بابت کچھ نوٹ دیئے ہیں ۔

(۲) مجالس النفائس ۔ دیباچہ مجلس ششم ۔ چونکہ اس کا مصنف امیر علی شیر نوائی ۔ دولت شاہ کا ہمعصر اور مربی تھا۔ اس لئے اس کے دیئے ہوئے حالات مستند قرار دیئے جا سکتے ہیں اور چونکہ یہ کتاب ترکی زبان میں ہے ۔ اور ہماری رسائی سے باہر ہے۔ اس لئے اس مجلس ششم درباۂ دولت شاہ کے انگریزی ترجمے کے پروفیسر براؤن کے ممنون ہیں ؛

امیر دولت شاہ اسفرائن کے ایک شریف خاندان سے تھا۔ اسکا باپ علاءالدولہ بختی شاہِ الغازی شاہرخ سلطان سنہ ۱۴۰۴ء سے سنہ ۱۴۴۷ء (جو امیر تیمور کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا) مشہور درباریوں میں سے تھا اسکا چچا فیروز شاہ بیگ اسکی مشاہیر میں سے تھا اسکا بھائی امیر رضی الدین علی جوانمرد عالم اور محمد خدایداد کے اہلِ دربار سے تھا۔ فارسی اور ترکی دونوں زبانوں کا شاعر تھا۔

دولت شاہ ایک قابل۔ منکسر المزاج اور ہونہار نوجوان تھا۔ اس نے اپنے آبا و اجداد کی شان و شوکت اور حکومت کے طریق کو خیرباد کہا۔ معمولی زمینداری کی آمدنی پر قناعت کرکے گوشۂ عافیت اختیار کیا اور کسب علوم و فنون میں پوری کوشش کی۔ تقریباً پچاس سال کی عمر میں تذکرۃ الشعرا لکھنا شروع کیا۔ اور اپنے مربی سلطان حسین غازی کے نام پر معنون کیا۔

دولت شاہ سلطان الغازی کے ہمرکاب چکن سرائے کی لڑائی میں شامل ہوا۔ جو دولت شاہ کے ممدوح اور سلطان محمود کے درمیان واقع ہوئی۔

امیر علی شیر نوائی مجالس النفائس کی مجلس ششم میں رقمطراز ہے :- تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ مجھے امیر دولت شاہ کی وفات کی خبر ملی ہے۔ اگر یہ سچ ہو تو خدا تعالیٰ اُسے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

کتاب تذکرۃ الشعرا سنہ ۸۹۲ھ۔ مطابق سنہ ۱۴۸۷ء میں ختم ہوئی۔

مرأۃ الصفا کے مصنف نے دولت شاہ کا سنِ وفات سنہ ۹۰۲ھ لکھا ہے۔ یہ مصنف دولت شاہ کا ہمعصر تھا۔

دولت شاہ کے زمانہ کے عام حالات

دولت شاہ ناقدریِ زمانہ کا بہت شاکی ہے۔ اپنے زمانہ کی بابت لکھتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں علم کی کوئی قدر نہیں۔ شعرا کو بہت قلیل صلے ملتے ہیں۔ رذیل اور چھوٹے درجہ کے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں۔ خود اسے باوجود علمی قابلیت۔ خاندانی شرافت اور وسیع تعلقات کے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ ایک مقام پر وہ اس زمانہ کے علمائے دین پر الزام دیتا ہے کہ وہ ابن الوقت اور طامع ہیں شر کو روکنے کے لئے اخلاقی جرأت سے کام نہیں لیتے۔ دوسرے موقع پر اپنے بارِ قرض کا ذکر کرتا ہے۔ اور محصل کی سختی سے نالاں ہے۔ اپنی ناداری کی بابت جو کچھ وہ لکھتا ہے اس کی ذمہ دار ممکن ہے اس کی گوشہ نشینی اور منکسر المزاجی ہو۔ جس کی طرف نوائی نے مجالس النفائس کی چھٹی مجلس میں اشارہ کیا ہے۔ اور اغلب ہے کہ اسی وجہ سے باقی زمانہ کی شکایت کرتی ہو

ورنہ مشکل ہے کہ سلطان حسین کی بادشاہت اور امیر علی شیر نوائی کی وزارت ہو اور علمار کی بیقدری

دولت شاہ کے مواخذ | تذکرۃ الشعراء میں مصنف نے جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ اُن کی فہرست یہ ہے:-

(۱) آثار الباقیہ (عربی)	البیرونی	سنہ ۱۰۴۸ء	ایک دفعہ	حوالہ دیا	ہے
(۲) احیار العلوم "	الغزالی	سنہ ۱۱۱۱ء	۱	"	"
(۳) اخبار الطوال "	دینوری	سنہ ۸۹۵ء	۱	"	"
(۴) جغرافیہ "	الاصطخری	سنہ ۹۴۰ء	۱	"	"
(۵) تاج الشیوخ (فارسی)	(حاجی خلیفہ اس کا صرف نام لکھتا ہے مصنف سن وغیرہ معلوم نہیں)		۱	"	"
(۶) تاریخ استظهاری یا استظهار الاخبار	قاضی احمد داغانی	(حاجی خلیفہ کچھ نہیں)	۲	"	"
(۷) تاریخ آل ابوطاہر خاتونی سلجوق، تاریخ سلاجقہ، تاریخ سلجوق	×	×	×		
(۸) تاریخ بناکتی	ابوسلیمان داؤد بناکتی	سنہ ۱۳۱۷ء	۵	"	"
(۹) تاریخ بیہقی	×	سنہ ۱۰۶۰ء	ایک دفعہ	حوالہ دیا	ہے
(۱۰) تاریخ رشیدی یا جامع التواریخ	رشید الدین فضل اللہ	سنہ ۱۳۱۸ء	۲	"	"
(۱۱) تاریخ طبری	مترجمہ بلعمی	(ترجمہ) سنہ ۹۶۳ء	۱	"	"
(۱۲) مطلع السعدین و مجمع البحرین	کمال الدین عبد الرزاق	سنہ ۱۴۸۲ء	۱	"	"
(۱۳) تاریخ گزیدہ	حمد اللہ مستوفی قزوینی	سنہ ۱۳۳۰ء	۵	"	"
(۱۴) تذکرۃ الاولیا	فرید الدین عطار	(قتل فی سنہ ۱۲۳۰ء)	۳	"	"
(۱۵) ترجمان البلاغۃ	فرخی	(حاجی خلیفہ صرف نام جانتا ہے)	۲	"	"
(۱۶) تاریخ ملک شاہی	×	×	۱	"	"
(۱۷) جواہر الاسرار	آذری	×	۸	"	"
(۱۸) جہاں کشائے جوینی	علار الدین عطا ملک جوینی	سنہ ۱۲۶۰ء	۵	"	"
(۱۹) چہار مقالہ	نظامی عروضی سمرقندی	تقریباً سنہ ۱۱۶۰ء	۳	"	"
(۲۰) حدائق السحر	رشید الدین وطواط	×	۶	"	"

(۲۱) تاریخ	حمزہ اصفہانی	سنہ ۹۶۰ع	۱	″	″
(۲۲) ذخیرۂ خوارزم شاہی	زین الدین ابو ابراہیم اسمٰعیل الجرجانی	سنہ ۱۱۳۶ع	۱	″	″
(۲۳) روضۃ الازہار	میر اخوند	سنہ ۱۴۵۷ع	۱	″	″
(۲۴) سیاست نامہ یا سیر الملوک	نظام الملک	(قتل فی سنہ ۱۰۹۲ع)	۱	″	″
(۲۵) شرف النبی	×	×	۱	″	″
(۲۶) صور الاقالیم	ابو سلیمان ذکریا کوفی	×	۵	″	″
(۲۷) طبقات ناصری	جرجانی	سنہ ۱۲۶۰ع	۳	″	″
(۲۸) ظفر نامہ	شرف الدین علی یزدی	سنہ ۱۴۲۵ع	۴	″	″
(۲۹) قابوس نامہ	کیکاؤس بن سکندر بن قابوس بن وشمگیر	سنہ ۱۰۸۲-۳ع	۱	″	″
(۳۰) کتاب آداب العرب و الفرس	ابو علی احمد محمد بن مسکویہ	سنہ ۱۰۳۰ع	۱	″	″
(درذکر شعرائے عرب کہ دریں کتاب موجود نیست)					
(۳۱) کتاب الممالک و المسالک	علی ابن عیسیٰ کمال		۲		
(۳۲) مناقب الشعرا	ابو طاہر خاتونی (بقول حاجی خلیفہ بفارسی نوشتہ بود) گیارہویں صدی کے اخیر میں		۲	″	″
(۳۳) نزہت القلوب	حمد اللہ مستوفی قزوینی	×	۱	″	″
(۳۴) نصیحت نامہ یا	نظام الملک	×	۱	″	″
(وصایا۔ یا نصائح منسوب بہ نظام الملک برائے پسرش فخر الملک ایں کتاب در اصل در صدی پانزدہم عیسوی نوشتہ شدہ و فسانۂ نظام الملک و حسن صباح و عمر خیام درآں مندرج است)					
(۳۵) نظام التواریخ	البیضاوی	×	۳	″	″
(۳۶) نفحات الانس	جامی	سنہ ۱۴۷۲ع	۲	″	″
(۳۷) نگارستان	معین الدین جوینی	×	۴	″	″

دولت شاہ اپنے خیال میں پہلا آدمی تھا جس نے کہ شعرا کے حالات لکھے ہیں۔ حالانکہ ان مندرجۂ بالا

کتابوں کے حوالے دیتا ہے جن میں مناقب الشعرا بھی شامل ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے لباب الالباب عوفی کو نہیں دیکھا۔ کیونکہ وہ اس کا کہیں ذکر نہیں کرتا۔

تذکرۃ الشعرا فارسی تاریخ ادب پر فارسی زبان میں بہترین کتب سے ہے یہ ایک مقدمہ سات طبقات اور ایک تتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں فارسی شعر کی مختصر سی تاریخ لکھی ہے۔ ہر ایک طبقہ میں تقریباً بیس شعرا اور اُن کے مربی بادشاہوں کے حالات درج ہیں۔ تتمہ میں مؤلف نے سلطان حسین غازی اور چھ ہمعصروں کے حالات دیئے ہیں۔ شاعر کے حالات کے بعد اُس کے کلام کا انتخاب درج ہے۔ جو مؤلف کے مذاق کی داد دیتا ہے۔ تذکرۃ الشعرا کو چیدہ اشعار کے مجموعہ کی وجہ سے ایک نفیس بیاض کہا جاسکتا ہے جس میں تقریباً ۱۵۰ شعرائے متقدمین کے کلام کا انتخاب درج ہے جو مؤلف کی قابلیت اور ذہانت پر دال ہے۔ اس کے مندرجہ اشعار میں سے بعض نایاب ہیں۔ اور بعض علیحدہ کبھی نہیں چھپے۔ اشعار کے علاوہ عام تاریخی حالات بھی موجود ہیں۔ جو اس زمانہ کے حالات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ بہت سی پُر لطف حکائتیں دی ہیں۔ کتاب بحیثیت مجموعی فارسی زبان کے طالب علم کے لئے دلچسپ اور مفید ہے۔ اس کی زبان شیریں اور لطیف ہے۔ انوار سہیلی (جو مؤلف کے ہمعصر مُلا حسین واعظ کاشفی کی تصنیفات سے ہے) کی طرح ثقیل بلاغت وغیرہ سے پاک ہے+

تذکرۃ الشعرا کا ساتواں طبقہ اور تتمہ تاریخی نقطۂ نگاہ سے دلچسپ ہے۔ دولت شاہ کی معلومات اس طبقہ کی بابت بڑی حد تک مستند قرار دی جاسکتی ہیں۔ کیوں کہ ان دونوں حصّوں میں اُن لوگوں کے حالات درج ہیں جو مؤلف کے ہمعصر تھے۔ باقی کتاب کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعات کے جمع کرنے میں مؤلف نے احتیاط سے کام نہیں لیا۔ ضعیف یا معتبر روایت جیسی ملی لکھ دی۔ خود اسے پرکھا نہیں۔ اسی وجہ سے کتاب میں بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں جن کی وجہ سے بڑے بڑے فاضل مثل ریو اور علامہ شبلی ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ جسقدر واقعات کی تاریخیں بہم پہنچ سکیں۔ مؤلف نے جمع کیں۔ چند ایک نظم میں ہیں اور باقی عربی لفظوں میں۔ تاریخ لکھنے کا یہ بہت محفوظ ذریعہ ہے۔ کیونکہ ہندسوں کے بدل جانے کا اندیشہ دور ہوجاتا ہے۔ اور ایسا اندیشہ مشرقی پرانی کتابوں کی نسبت عام ہوسکتا ہو۔ دولت شاہ کے اس فاضلانہ تاریخیں لکھنے کی نسبت کم از کم یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ مؤلف نے جو لکھی ہونگی وہ تقریباً ویسی ہی ہم تک پہنچ سکی ہیں+

تاریخی لغزشیں:۔ تذکرۃ الشعرا میں تاریخی لغزشیں بہت ہیں لیکن جو شعرا سے تعلق رکھتی ہیں اُنکا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

دولت شاہ نے رودکی کا نام وغیرہ نہیں لکھا۔ فقط اس کی کنیت ابوالحسن لکھی ہے۔ لیکن علامہ محمد بن عبد الوہاب قزوینی نے تعلیقات چہار مقالہ میں اس کا نام اور وجہ تخلص یوں لکھی ہے۔ ابوعبداللہ جعفر بن محمد الرودکی منسوب بہ رودک۔ ناحیہ ایست بسمرقند و در آں ناحیہ قریہ ایست کہ او را لح میگویند و ہذا القریہ قطب رودک وہی علی فرسخین من سمرقند"۔ قریہ قطب رودک سمرقند سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ اور رودکی اس قریہ کی طرف منسوب ہے۔ علامہ قزوینی کا قول قابل ترجیح ہے اور تازہ تحقیقات پر مبنی ہے۔ علامہ موصوف نے رودکی کا سن وفات ۳۲۹ھ لکھا ہے۔

دولت شاہ نے رودکی کا قصیدہ "بوئے جوئے مولیاں آید ہمے" کے چند اشعار لکھنے کے بعد اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ یہ اشعار صنائع و بدائع اور متانت سے عاری ہیں) اور اگر ایسے اشعار اس کے زمانہ میں کسی بادشاہ کے دربار میں پڑھے جاتے تو سب لوگ ان کی خوبی کا انکار کرتے لیکن دولت شاہ کی رائے اس معاملہ میں مستند نہیں ممکن ہے کہ زمانہ کے گذرنے سے مذاق بدل گیا ہو اور رودکی کے اشعار کی قدر نہ کر سکتے ہوں حقیقت یہ ہے کہ آدم الشعراء استاد رودکی نے یہ قصیدہ بہت خوب لکھا ہے۔ امیر معزی نے باوجود شیریں کلام شاعر ہونے کے اس کا جو جواب لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معزی ایسا کرنے میں کس طرح ناکام رہا ہے مقابلہ سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

رودکی بوئے جوئے مولیاں آید ہمے یاد یار مہرباں آید ہمے

امیر معزی رستم از مازندراں آید ہمے زین ملک از اصفہاں آید ہمے

دولت شاہ نے غضایری کا نام اور سن وفات نہیں دیا اس کا نام ابویزید محمد بن علی غضایری الرازی ہے اسکی وفات ۴۲۶ھ میں ہوئی۔ تذکرۃ الشعراء میں منوچہری کا نام نہیں دیا گیا۔ تعلیقات چہار مقالہ میں یوں درج ہے۔ ابوالنجم احمد بن قوش دامغان کا رہنے والا تھا سنہ ۴۳۲ء تک زندہ رہا۔

بندار رازی۔ دولت شاہ نے اس کا سن وفات نہیں دیا۔ البتہ مجد الدولہ کا سن وفات سنہ ۴۲۰ھ لکھا ہے۔ صاحب مجمع الفصحا نے بندار کا سن وفات ۴۰۱ھ لکھا ہے نیز وہ کہتا ہے کہ مجد الدولہ بھی اسی سال قتل ہوا۔ اس بنا پر یا تو بندار کا سن وفات ۴۰۱ھ غلط ہے۔ ممکن ہے ۴۲۱ھ ہو یا مجد الدولہ کی وفات کے متعلق مجمع الفصحا میں یہ اطلاع غلط ہے۔

دولت شاہ نے استاد عنصری کی تاریخ وفات ۴۳۱ھ مقرر کی ہے نئی تحقیقات کی رو سے اسکی وفات کی تاریخ سنہ ۱۰۴۰ء اور سنہ ۱۰۵۰ء کے درمیان مقرر کی گئی ہے۔

مسعود بن سلمان کی بابت دولت شاہ نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے اسکی ولادت کا سن صحیح اقوال کے مطابق

سنہ ۴۳۳ھ یا ۴۳۸ھ ہے۔ اور سن وفات ۵۱۵ھ ہے اس کا خاندان ہمدان سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن مسعود ہندوستان میں آیا۔ لاہور اس کے اہل و عیال کا مسکن تھا۔ چنانچہ حبسیات میں لاہور کا مسعود نے ذکر کیا ہے +

فردوسی۔ دولت شاہ نے فردوسی کا نام حسن بن اسحاق بن شرف شاہ لکھا ہے۔ لیکن پروفیسر براؤن نے اپنی کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشین لٹریچر جلد دوم میں اسکا نام ابوالقاسم حسن بن علی طوسی لکھا ہے۔ دولت شاہ نے فردوسی عنصری۔ عسجدی اور فرخی کی ملاقات کی جو حکایت لکھی ہے۔ اسکے متعلق چہار مقالہ اور لباب الالباب جو پرانے اور مستند تذکرے ہیں خاموش ہیں اس لئے یہ حکایت قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ اسدی طوسی کے ذکر میں دولت شاہ نے لکھا ہے کہ اسدی نے شاہنامہ کے آخری چار ہزار اشعار فردوسی کی فرمائش پر ایک رات اور ایک دن میں کہے۔ اور فردوسی کو جو کہ وہ بستر مرگ پر تھا۔ سنائے۔ یہ حکایت بے بنیاد ہے کیونکہ ایک رات اور ایک دن میں تا نماز دیگر چار ہزار اشعار لکھنا۔ خلاف قیاس ہے۔ پھر دولت شاہ نے لکھا ہے کہ اسدی فردوسی کا اُستاد ہے۔ یہ بھی قرینِ صحت نہیں۔

دولت شاہ نے فردوسی کا سن وفات سنہ ۴۱۱ھ لکھا ہے۔ لیکن پروفیسر براؤن نے بڑی تحقیق کے بعد سنہ ۴۱۶ھ مطابق سنہ ۱۰۲۵-۲۶ء مقرر کیا ہے یہ قول دولت شاہ کے قول پر فوقیت رکھتا ہے۔ امیر معزی کی تاریخ وفات کی نسبت دولت شاہ خاموش ہے۔ صحیح ترین اقوال سے امیر معزی کا سن وفات سنہ ۵۴۲ھ ہے جو غلطی سے سلطان سنجر کے تیر سے مارا گیا تھا +

دولت شاہ نے امیر معزی کے حالات کے ساتھ نظام الملک کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور چار شعر دیئے ہیں۔ جن کو نظام الملک کی طرف منسوب کیا ہے تیسرے شعر میں نظام الملک کی عمر اور مقام وفات کا ذکر ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ دراصل یہ چاروں شعر برہانی والد معزی نے وفات کے وقت لکھے تھے۔ تیسرا شعر چوں شد۔۔۔۔۔۔ الخ مصنوعی ہے۔ اصل یوں ہے:۔ آمد چہل و شش ز قضا مدت عمرم + در خدمت درگاہ تو صد سال بسر دم ؟ یہ قول نظامی عروضی سمرقندی کا ہے اور دولت شاہ کے قول پر مقدم ہے کیونکہ عروضی نے بالمشافہ امیر معزی سے سنا ہے۔

دولت شاہ نے نظام الملک کا سن وفات سنہ ۴۸۲ھ لکھا ہے۔ لیکن پروفیسر براؤن نے سنہ ۴۸۵ھ مطابق سنہ ۱۰۹۲ء لکھا ہے۔

تذکرۃ الشعرا میں امامی ہروی کا سن نہیں دیا گیا۔ اس کا سن وفات سنہ ۶۶۷ھ مطابق سنہ ۱۲۶۸-۹ء ہے۔ مجد الدین ہمگر کا سن وفات سنہ ۶۷۸ھ مطابق سنہ ۱۲۷۹ عیسوی ہے۔ دولت شاہ اس کے متعلق خاموش ہے۔ عراقی کا سن وفات دولت شاہ نے سنہ ۷۰۹ھ لکھا ہے۔ لیکن پروفیسر براؤن نے لکھا ہے کہ عراقی نے ۸ ذیقعدہ سنہ ۶۸۸ھ مطابق سنہ ۱۲۸۹ء کو وفات پائی۔ یہ قول معتبر ہے +

محمد اقبال صافی ایم۔ اے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحمیدی کہ شاہباز بلند پرواز اندیشہ بساحت فضای کبریایئے آن طیران نتواند نمود و تمجیدی کہ سیمرغ قلہ قاف عقول انسانی بذروۂ عزت و عظمت آن مال نتواند گشود حضرت بارفعت واجب الوجود را سزاوار است جل شانہ و عظم کبریائہ کہ از خواص آبا ہفت گانہ علوی و آثار امہات چہارگانہ سفلی موالید سہ گانہ را بجیز وجود موجود ساخت و ہریک را از افراد کائنات برحسب استعداد و قابلیات بہ محلی و مرتبتی لایق مرتب و ممہد گردانید۔ شعر۔

ففی کل شیئ لہ آیۃ تدل علی انہ واحد

وازبدو فطرت نوع انسان را از جملہ اجناس موجودات و تمامت مکونات بتعدیل مزاج مشرف و ممتاز فرمودہ تاج کرامت و تشریف ہدایت وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ وَحَمَلْنَاہُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاہُمْ مِنَ الطَّیِّبَاتِ وفضلناہم علی کثیر من خلقنا تفضیلا بر تارک میمون و فرق ہمایون ایشان نہادہ رقبۂ زمین و زمان و نبات و حیوان را در ربقۂ تسخیر این جنس خطیر در آوردہ قوت ناطقہ را کہ مفتاح کنوز حقایق و گنجور رموز دقایق است در جیب بانزجیب آن جماعت مودع ساخت۔ شعر

قدرت اوست کہ پروردہ بشیرین کاری طوطی ناطقہ را در شکرستان مقال

حکمت اوست کہ پروانۂ دین داد بہ عقل تا نہد شمع ہدایت بشبستان ضلال

لاجرم جمع انسان عظیم الشان شکرانۂ نعمت منیع و موہبت بدیع را در شاہراہ بیان و معانی گُہ جلالش بپویند و بنطق کلام لا احصی ثناء علیک تفسیر تنزیہ و تقدیس ذات بیمثالش میگویند و علی الدوام بحبل المتین کرمش تمسک می جویند۔ بیت۔

شکر کلام فضل بجا آورد کسی — حیران بماند هر که درین انکار کرد
تُب علینا فاننا بشر — ما عرفناک حق معرفتک

وآلاف تحیۃ در رضوان واصناف محمدت وغفران از دل وجان روشن رویان ایمان نثار روضۂ منور ومرقد معطر محرم رازدار راز سر ما اوحی ومسند نشین ودنیٰ فتدلی شیرین کلام وما ینطق عن الھویٰ حامل بارکرامت ان ھو الا وحی یوحی درۃ التاج سرمدان ممالک اصطفیٰ ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باد۔ کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ فصیحی کہ مسیح از عہد عزت بحامد او زبان میکشاد وملیحی کہ عزیز مصر خلافت در ماتمش تقدیم میداد۔ بیت

یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست — کتب خانۂ ہفت ملت بشست

صلی اللہ علیہ وآلہ التابعین لہم باحسان الی یوم الدین۔

دربیان فضیلت فصاحت بلاغت وتفضیل اصحاب عن مستنطا

بررای منیر وخاطر خطیر ارباب فضل عزت واصحاب علم وحکمت ظاہر وواضح است کہ حق سبحانہ وتعالیٰ از کمن عالم غیب واز گنجینۂ مخزن لاریب مجموعۂ ہمچو وجود انسان بعد وظہور بیاوردہ ودر حدایق حقایق وکرسی دقایق بجان فزائی ودل کشائی وشیرین زبانی چون نطق انفاس ناطقہ نطق آدمی طوطی جان از جملہ مرغان اولے اجنحہ بہ نبات حسن نہ پروردہ۔ بیت

نخستین فطرت پسین شمار — توئی خویشتن را ببازی مدار

اعلیٰ علیین مراتب انسانی علم وحکمت است کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ازان عبارت است واسفل السافلین آدمی جہل وحماقت است ثم رددناہ اسفل السافلین بان اشارت است۔ پس از فحوای کلام کریم مقرر شد واز حضیض حقارت مہالک باوج مراتب ملائک جز باوصاف انسانی ومعرفت یزدانی نتوان رسید۔ بیت

تو ز آدم خلیفہ بر گہر — قوت خویش را بہ فعل آور

نطق وفصاحت انسانی را کلید ابواب معانی نہادہ اند بلکہ طلسم کنوز دقایق را بدین مفتاح کشادہ اند آدمی بقوت نطق وتمیز از حیوان ممتاز است وگرنہ در وجود با جمیع خلایق انباز است زبان بہایم ودواب بنیان

ظلمت و حجاب محبوس است و گرنه همه اشیای تر دشان محسوس است عارف رومی قدس سره درین باب می فرماید

حس حیوانی ندارد اعتبار　　　ای اخی در کوی صفایان گذار
فربهی حیوان کند از خورد و نوش　　　می شود انسان قوی از راه گوش

دریغ نباشد که چنین طوطی از شکرستان فصاحت و مقال محروم ماند و تاسف نشاید که مثل این بلبلی از گلستان آمال معدوم گردد عالم ارواح که شفاف و صافی است فیض آن ارباب فصاحت را وافی و کافی ست

بیت

در پس آیینه طوطی صفتم داشته اند　　　آنچه استاد ازل گفت بگو میگویم

صاحبدلی را از آنجا که مقام و حال اوست لاشک شاهد عدل قال و مقال اوست پس برین تقدیر سیاحان وادی حقیقت و سباحان بحار طریقت و شریعت در بادیه جان گداز حکمت و معرفت و در بحار خون خوار اندیشه و خلوت سیاحت و سباحت کرده اند بلکه از خار مغیلان این بادیه گل چیده اند و از غواصی این بحر متناهی بدر دانه رسیده اند بیت

ز آتش فکرت چو پریشان شوند　　　با ملک از جملهٔ خویشان شوند

مسوّد این سواد نورانی و مصور این صورت پر معانی اقل عباد الله الغنی دولتشاه بن علاء الدوله بختی شاه غازی سمرقندی ختم الله له بالحسنی بر رای جهان آرای ارباب دین و دولت و اصحاب فضل و فطنت معروض میگرداند که من بنده روزگار شباب و ایام فضل و اکتساب در جهالت و بطالت بسر بردم و دوسه روزهٔ زندگانی که سرمایهٔ سعادت جاودانی است بمالایعنی تلف کردم چون از روی محاسبت و مراقبت بر روزنامهٔ حیات نظر نمودم دیدم که کاروان عمر گران مایه در تیه گمراهی پنجاه مرحله قطع نموده و از دیوان حکمت عنوان حضرت قدوة المحققین و قبلة العارفین نور الملة والدین مولانا عبدالرحمن جامی ادام الله تعالی برکات انفاسه الشریفه این رباعی را مناسب حال و بر حسب حال خود یافتم - رباعیه -

تا ده بودم بسی زبون افتاده　　　تا بیست و سی زره برون افتاده
در جهل و عمی داده چهل سال بباد　　　در پنجهٔ پنجهم کنون افتاده

با خود اندیشه کردم که از دفتر دین و دانش که فهرست مجموعهٔ کمالات است حرفی نخوانده‌ام و از جاه و مراتب

آبا و اجداد طلبی بهره مانده. این چنین عمر تلف شده را چه عوض و این سودای بی سود را چه غرض. بعد ما که زخم شمشیر تشویر خوردم و ساعتی بندامت سر فرو بردم دیدم که در دولت گذشته تدبیری نیست و در دست روزگار حالت تاخیری نه. بیتی از تخلصات شیخ آذری ره باخلاص یادم آمد. بیت.

آذری عمر ببازیچه و غفلت بگذشت   آنچه باقیست مشو غافل و فرصت دریاب

ع. کی عمر رفته کس بدویدن گرفته است

آخر مصلحت آن دانستم که پیش از آنکه پای مرکب حیات در سنگلاخ اجل مجروح شود

ع دست بکاری زنم که غصه سر آید

علم را پایهٔ بلند و مایهٔ ارجمند یافتم اما دیدم که مشاهدهٔ آن عروس جز بمجاهدهٔ روزگار صبا نقش نمی بندد که العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر. اگرچه طفل راهم اما قرین پنجاهم و شاهراه سلوک بحقیقت اگرچه طریقهٔ واصلان و وظیفهٔ کاملان است. بیت.

تا جان نکنی خون نخوری پنجه سال   از قال ترا ره ننمایند بحال

من گمراه که بعد از تضییع و اتلاف پنجاه بقالی نرسیده باشم بحال رسیدن محال باشد قصد و غصه درگاه سلاطین را چه گویم اگرچه این طریق شعار و دثار آبا و اجداد این مستمند است اما نفس را در مراسم آن خدمت نامرغوب دیدم بضرورت پای از کار این منیع در کشیدم. بیت.

تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف   مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

عاقبت سودا در فکر این زیان بود دماغ ضعیف مرا در ربود. قوت متخیله برین رباعی ترنم می نمود. رباعی

در دهر مرا نه جاه و مالی حاصل   نه علم و کمال و وجد و حالی حاصل

مردان ره مردان زده اند از چه مرا است   چون نامردان خواب و خیالی حاصل

آخر از حسرت و پشیمانی و اندوه و پریشانی بزاویهٔ ادبار بسجاده گشتم و بگوشهٔ تنهائی معتکف نشستم از بطالت ملالت بر خاطرم مستولی شد. شعر.

ملقن غیب این ندا در داد. بیت

حاصل نشستن ورقی میخراش   ور نتوانی قلمی می تراش

چون کنوز معانی ظهور نمود دانستم که قلم اژدهای آن گنج بود با قلم دو زبان یک دل شده گفتم ای مفتاح

کنوز دانش بجو مشورت می کنم کہ بعی بنان من وبد زبان تو کدام رقم است. قلم بصدای صریر باسن نقر پر کرد بیت

کہ ہر چیز کان گفتنی گفتہ اند   بر و بوم و دانش ہمہ رفتہ اند

علمای دین داد آثار و اخبار دادہ اند و ابواب قصص انبیا بر رخ خلق کشادہ اند شیخ عطار کہ مرقد او از ریاحین انوار معطر باد در تذکرۂ اولیا ید بیضا نمودہ و مورخان دانا در تواریخ و مقامات سلاطین توانا مجلدہا پرداختہ اند و کتابہا ساختہ و ہم چنین در معرفت بلاد و مصلحت عباد و آنچہ بایستنی ایست فضلا در آن کار جہد نمودہ اند و یادگاری گذاشتہ اند بیت۔

انچہ مجہول ماندہ در عالم   ذکر تاریخ و قصۂ شعراست

جہتہ آنکہ علما باوجود کمال و فضل بدین افسانۂ مختصر قلم رنجہ نکردہ و سر ہمت فرو نیاوردہ اند و دیگر از اوقات مساعدت نکردہ بلکہ بضاعت آن نداشتہ اند القصہ تاریخ و تذکرہ و حالات این طایفہ را ہیچ آفریدہ از فضلا ضبط ننمودہ اگر رقمی بروجہ ثواب درین ابواب نمودہ آید حقا کہ بروجہ صلاح خواہد بود و این شکستہ چون از خازن گنجینۂ سعی این رموز اصغا نمودم دانستم کہ این صید از قید صیادان این صناعت جستہ و این در بروی ارباب طلب بستہ است از آنچہ شکستہ بستہ در مدت العمر دیدہ و از آن خوشہ کہ از خرمن کرام چیدہ بودم از تواریخ معتبر واز دواوین استادان ماضی و اشعار متقدمین و متاخرین و از رسایل متفرقہ و کتب سیر و غیر ذلک تاریخ و مقامات و حالات شعراے بزرگ کہ ذکر دواوین اشعار ایشان در اقالیم مشہور و مذکور است جمع نمودم از عہد اسلام الی یومنا ہذا و بتقریب شمۂ از تواریخ سلاطین بزرگ کہ شعرائے نامدار بروزگار آن طایفہ بودہ اند درین تذکرہ بقلم آوردم واز منشیات اکابر و لطایف اعاظم و تحقیق معرفت بلدان آنچہ توانستم بقدر الوسع والامکان درین تذکرہ بایراد رسانیدم چون این عروس حقایق از حجلۂ غیب روئے نمود تامل نمودم کہ در حمایت شبستان کرم کدام صاحب دل تواند بود و قدر این مخدرۂ عصمت کہ دامن طہارت آن آلودۂ خبث و خبایث نیست۔ کدام معصوم خواہد دانست و این در معانی قابل گوش کدام اہل ہوش است عقل دانا ملہم ساخت۔ ع

قدر زر زرگر شناسد قدر جوہر جوہری

از رموز ملہم دولت یقین شد کہ این خدمت جز صدر رفیع کریمی را شایستہ نیست کہ امروز فضل بدو متنتظم و بنائے جہل از ہیبت و جلالت او منہدم است۔

ذکر محامد صاحب دولتی که این خلعت وقف احسان او است

اعنی میر الکبیر الاعظم ناصب رایات العدالت والنصفه والکرم امیر الامرا والحکام والی ولایت الایام ناظم دواوین الملوک والخواقین اعدل من حبل المامره والطین نظام الممالک ملجأ الضعفا برمن وریطات الممالک ذی المفاخر والمآثر ناسخ کمالات الاوایل والاواخر موسس بنیان المکارم مجدد مراسم اکابر والاعاظم معین العلما مربی الفضلا مقوی الفقرا وافضل الامرا العظام ولی النعم والایادی الجسام ناقد فنون العلم بمعیار الطبع السلیم عارف المعارف بمیزان ذهن المستقیم بیت۔

بحق مالک رقاب کلک و شمشیر   نظام الملة والدین علی شیر

زین الله سرابر الوجود بعزه واوامر علی المسلمین سحاب معدلته وجوده بزرگی که ممدوح اکابر آفاق است ومظهری که مجموع مکارم اخلاق ذات ملک صفاتش عنصر کرم ومروت وهمت کیمیا خاصیتش عین شفقت ورافت ارباب فضل راسده منیعش مقری مبین واصحاب علت فاقه را دار الشفا، کرمش مقری مبین عمارت گل اگرچه ظاهر اشعار اوست اما بحقیقت عمارت دل نیز پیشه و کار اوست ایزد سبحانه وتعالی درین هر دو طریقش ثابت قدم و راسخ دم دارادکه شیوه اول سبب معموری بلاد و شفقت بر عباد هست و طریق ثانی اصل اخلاص و محض رشاد معمار سعی جمیلش ویرانی ملک را معمور ساخت و ساقی کرمش مخموران ستم را مسرور گردانید لمولفه۔

در زبانش چون ز ویرانی نمی بیند اثر   چند ازین وسواس و سودا میکند نوحه گری

پاکبازی بجلوه ابکار معالی قناعت نمود و عیسی صفت از آلایش طبیعت مجرد بود و خیرات حسان یادگار اوست والباقیات الصالحات مونس روزگار او انا آثارنا تدل علینا فانظر بعدنا الی آثار۔

رعیت پناها دلت شاد باد   بسعیت مسلمانی آباد باد
خدایت همه چیز شایسته داد   جوانمردی و دانش و دین داد
ز فضلت خراسان فرخنده بوم   شرف برد بر خاک یونان و روم
ترا فضل و همت و بخشش طریق   همین کن که توفیق بادت رفیق
زاد از جهان تا نکیست و بس   بجز نام نیکو نماند ز کس
ترا خیر و احسان و نیکی و نام   بماناد تا جاودان والسلام

رجاء واثق بلکه یقین صادق است که تحفهٔ حقیر این فقیر که بتحقیق بردن شبه بکان جوهر است

عرض نور سها در جنب مشتری در نظر قبول خداوندے مردود نه گردد. بیت

پائے ملخے نزد سلیمان بردن   عیب است ولیکن هنر است از مورے

بیان آئین این کتاب و تعیین طبقات و اسم و ابواب آن خواهیم آوردن مقامات و حالات شعرا امر متعذر است چه از روزگار قدیم این طریق بین الناس متداول بوده و از جهت تغییر لغات که بمرور دهور و اعوام از حالے بحالے و امرے بامرے مبدل میگردد اسامی اکثر این جماعت در ستر خفا است و اما آنانها که اسامی سامی ایشان در تواریخ و رسایل مذکور است و ذکر ایشان در میان مردم مشهور بعضی را اختیار نمودم که جمله فاضل و درین علم ماهر بوده اند و بنزد سلاطین مقبول و محترم و این کتاب را بر طریق طبقات افلاک بر هفت طبقه قسمت نمودیم که در هر طبقه ذکر بیست فاضل تخمیناً مسطور باشد و خاتمه برین طبقات افزودیم و ذکر حالات فضلا و شعرا که امروز جهان بذات شریفشان آراسته است مقرر نمودیم امید که فضلا چون درین جرأت صاحب وقوف شوند ذیل عفو و اصلاح بر هفوات این کمینه بپوشند و در تقبیح نکوشند بیت

مگر عذرم بزرگان در پذیرند   بزرگان خورده بر خردان نگیرند

وعین الرضا عن کل عیب کلیلة   ولکن عین السخط تبدی المساویا

که در بحر لؤلؤ صدف نیز هست   درخت بلند است در باغ و پست

قبا گر حریر است و گر پرنیان   بناچار حشوش بود در میان

طبقهٔ اوّل و درین طبقه ذکر بیست فاضل است

استاد رودکی   استاد غضایری رازی   استاد اسدی طوسی

منوچهری شصت کله   پندار رازی   استاد عنصری

عسجدی بخاری   مسعود سعد سلمان   فردوسی طوسی

فرخی   امیر معزی   نظامی عروضی سمرقندی

حکیم ناصر خسرو   عمعق بخاری   قطران بن منصور اجلی

فصیحی جرجانی   فرخاری   ابو العلاء گنجوی

ملک عماد زوزنی | استاد ابوالفرج

طبقهٔ ثانی نیز ذکر بیست فاضل است

حکیم ازرقی | عبدالواسع جبلی | ابوالمفاخر رازی
افضل الدین خاقانی | اوحدالدین انوری | رشیدالدین وطواط
ادیب صابر | عثمان مختاری | حکیم سنائی غزنوی
حکیم سوزنی سمرقندی | فلکی شیروانی | سید حسن غزنوی
فرید کاتب | سیفی نیشاپوری | حکیم روحانی سمرقندی
ظهیرالدین فاریابی | مجیرالدین بیلقانی | جوهری زرگر
اثیرالدین اخسیکتی | سیف الدین اسفرنگی

طبقهٔ ثالث درین طبقه ذکر شانزده فاضل است

شیخ نظامی گنجوی | سید ذوالفقار شروانی | شاهفور اشهری نیشاپوری
جمال الدین محمد عبدالرزاق | کمال الدین اسماعیل اصفهانی | شرف الدین شفروه اصفهانی
رفیع الدین لبنانی | سعید هروی | قاضی شمس الدین طبسی
امامی هروی | فرید احول | اثیرالدین اومانی
رکن الدین قبائی | مجدالدین همگر | پور بهائی جامی
عبدالقادر نائینی

طبقهٔ رابع درین طبقه ذکر بیست فاضل است

شیخ فریدالدین عطار | مولانا جلال الدین رومی | شیخ سعدی شیرازی
شیخ اوحدی مراغه | شیخ فخرالدین عراقی | خواجه همام تبریزی
بدر جاجرمی | شیخ پورحسن اسفرائنی | امیر سید حسینی

ابن نصوح فارسی | فخر بناکتی | جلال جعفر فراہانی
محمد بن حسام الدین | حکیم نزاری قہستانی | سراج الدین قمری
رکن صاین | امیر خسرو دہلوی | خواجہ حسن دہلوی
خواجو کرمانی | میر میران امیر کرمانی

طبقہ خامس

خواجہ عماد فقیہ کرمانی | خواجہ سلمان ساوجی | مولانا مظفر ہروی
مولانا حسن متکلم کاشی | ناصر بخاری | امیر یمین الدین محمود تغرتی فریومدی
ابن یمین فریومدی | عبید زاکانی | سید جلال عضد یزدی
مولانا حسن کاشی | جلال طبیب شیرازی | خواجہ حافظ شیرازی
شرف الدین کرمانی | شیخ کج تبریزی | مولانا لطف اللہ نیشاپوری
شیخ کمال خجندی | خواجہ عبدالملک سمرقندی

طبقہ سادس

امیر سید نعمت اللہ ولی | بساطی سمرقندی | مولانا معین جوینی | امیر سید قاسم انوار
خواجہ عصمت اللہ بخاری | ابو اسحٰق شیرازی | مولانا برندق سمرقندی
خواجہ رستم خوریانی | مولانا بدر شیروانی | مولانا شرف الدین علی یزدی
مولانا علی استرابادی | مولانا کاتبی ترشیزی | مولانا علی شہاب ترشیزی
شیخ آذری اسفرائنی | مولانا سیمی نیشاپوری | مولانا یحییٰ سیبک نیشاپوری
مولانا غیاث الدین شیرازی | مولانا بدخشی | مولانا خیالی بخاری
بابا سودائی ابیوردی | طالب جاجرمی | امیر شاہی سبزواری

طبقهٔ سابع

مولانا حسن سلیمی
مولانا محمد بن حسام
مولانا عارفی هروی
مولانا جنونی
مولانا یوسف امیری
خواجه اوحدی مستوفی سبزواری
امیر یمین الدین نزلابادی
درویش قاسم تونی
مولانا صاحب بلخی
خواجه منصور قرابوغه
مولانا طوسی
سید شرف الدین رضائی سبزواری
حافظ حلوائی
مولانا طوطی ترشیزی
قنبری نیشاپوری
طاهر بخاری
مولانا ولی قلندر
امیرزاده یادگار بیگ
محمود برسه

خاتمه

در ذکر اکابر و افاضل که ایام جمال روزگار بزیور فضل و کمال ایشان آراسته است مدالله تعالی ظلال فضائلهم وابد دولتهم و درین محل ذکر شش تن از فضلا و امرا ثبت میشود والله اعلم مقدمهم

نور الملة والدین مولانا عبدالرحمن جامی
امیر کبیر امیر نظام الحق والدین علی شیر
امیر شیخ احمد سهیلی
خواجه افضل الدین محمود وزیر
خواجه عبدالله مروارید
مولانا خواجه آصفی

طبقهٔ اوّل

حوادث آباد عالم مقامیست منقلب که بهر حادثه بنوعی بگردد و قرنی و قومی و زمانی و لغتی و زبانی پدید آید بیت

شاهد دهر فریبنده عروسیست ولی || نیست معلوم که کاوس کیش دارا بود

طوفانات و حادثات و انقلاب و قتل عام همه باعث آنست که تبدیل احوال شود و علما و فضلا بزبان فارسی قبل از اسلام شعر نیافته اند و ذکر اسامی شعرا را نیافته اند اما در افواه افتاده که اوّل کسیکه شعر گفت بزبان فارسی بهرام گور بود و سبب آن بود که او را محبوبه بود که وی را دل آرام چنگی میگفتند و آن منظوره ظریفه و نکته دان و راست طبع و موزون حرکات بوده چنانکه این بیت شامل حال وی است.

اے ز سر تا پا چو چشم خویش عین مردمی || میتواند بود چندین حسن در یک آدمی

و بهرام بدو عاشق بود و آن کنیزک را دائم بتماشای شکارگاه بردی و دوست کامی و عشرت بهم کردی روزی بهرام بحضور دل آرام در بیشه شیری در آویخت و آن شیر را دو گوش گرفته بر هم بست و از غایت تفاخر بر زبان بهرام گذشت که منم آن پیل دمان و منم آن شیر یله و هر سخنی که از بهرام واقع شدی دل آرام مناسب آن جوابی گفتی بهرام گفت جواب این سخن داری دلارام مناسب این بگفت نام بهرام ترا و پدرت بوجبله پادشاه را طرزان کلام بمذاق موافق افتاد بحکما این سخن را عرض کرد و در نظم تا قوفی پیدا کردند فاما از یک بیت زیاده نگفتندی ابوطاهر خاتونی گفته که بعهد عضد الدوله دیلمی هنوز قصر شیرین که بنواحی خانقین است بالکل ویران نشده بود و در کتابه ان قصر نوشته یافتند که بدستور فارسی قدیم است این است

هژبرا بگیهان انوشه بزی || جهانرا بدیدار توشه بزی

پس بر این تقدیر معلوم شد که پیش از اسلام شعر فارسی نیز میگفتند اما چون ملک اکاسرهٔ عجم بدست عرب افتاد و آن قوم مبارک بدین اسلام و ظاهر کردن شریعت میکوشیدند و راه رسم عجم را میپوشیدند میشاید که منع شعر نیز کرده باشند یا از جهت قرأت شعر مجهول شده باشد و در زمان بنی امیه و خلفای بنی عباس که خود حکام این دیار عرب بوده اند شعر و انشا و امثله بزبان عرب بوده و خواجه نظام الملک وزیر الملوک

حکایت کنند کہ اززماں خلفائے راشدین تابوقت سلطان محمود غزنوی قانون ودفاتر وامثلہ ومناشیر از درگاہ سلاطین بعربی مینوشتہ اند وبفارسی از درگاہ سلاطین امثلہ نوشتن عیب بود چوں وقت وزارت عبدالملک ابونصر کندری رسید کہ او وزیر الپ ارسلان بن چغربیگ سلجوقی بود ازکم بضاعتے خود فرمود تا آں قاعدہ را برطرف ساختند واحکام وامثلہ راازدواوین سلاطین بفارسی نوشتند ونیز حکایت کنند کہ امیر عبداللہ بن طاہر کہ بروزگار خلفائے عباسی امیر خراسان بود روزے در نیشاپور نشستہ بود شخصے کتابے آوردہ بہ تحفہ پیش او نہاد پرسید کہ ایں چہ کتاب ست گفت ایں قصہ وامق وعذرا است وخوب حکایتے است کہ حکما بنام شاہ انوشیروان جمع کردہ اند امیر عبداللہ فرمود کہ ما مردم قرآں خوانیم وبغیر از قرآن وشریعت پیغمبر مارا ازیں نوع کتاب درکار نیست وایں کتاب تالیف مغانست وپیش ما مردود است وفرمود تا آں کتاب را درآب انداختند وحکم کرد کہ در قلمرو ہر جا از تصانیف ومقال عجم کتابے باشد جملہ را بسوزند ازیں جہت تاروز آل سامان اشعار عجم را ندیدہ اند اگر احیاناً نیز شعرے گفتہ باشند مدون نکردہ اند حکایت کنند کہ یعقوب بن لیث صفار کہ در دیار عجم اول کسیکہ بر خلفائے بنی عباس خروج کرد او بود پسرے داشت کوچک ولیث او را دوست میداشت روز عید انکودک با کودکان دیگر جوز میباخت امیر بسر کوے رسید وبتماشائے فرزند ساعتے بایستاد فرزندش جوز میباخت وہفت جوز بگو افتاد ویکے بیروں جست امیرزادہ ناامید شد پس از لمحہ آں جوز نیز بر سبیل رجع القہقری بجانب گو غلطان شد امیرزادہ مسرور گشت واز غایت ابتہاج بر زبانش گذشت ع

غلطان غلطان ہمیرود تالب گو

یعقوب را ایں کلام بمذاق خوش آمدند ما دو زرا را حاضر گردانید گفتند از جنس شعر است وابودلف عجلی والکعب باتفاق بتحقیق وتقطیع مشغول شدند ایں مصرع را نوعے از ہزج یافتند مصرعے دیگر بتقطیع موافق ایں بدیں مصراع افزودند ویک بیت دیگر موافق آں ساختند ودوبیتے نام کردند وچندگاہے دو میگفتند تا آنکہ لفظ دوبیتے نیکو ندیدند گفتند کہ ایں چہار مصراعی است رباعی میباید گفتن وچناگاہ آن ما ئی فضایل برباعی مشغول بودند وخوش خوش باصناف سخنورے مشغول شدند ع

گل بود بسبزہ نیز آراستہ شد

اما بروز آل سامان شعر فارسی رونق یافت واستاد رودکی دریں علم سرآمد بود وقبل ازوے

شاعرے کہ صاحب دیوان باشد نشنودہ ایم پس واجب بود کہ ابتدا از استاد نمائیم۔

ذکر مقدمة الشعرا ابوالحسن رودکیؒ

استاد ابوالحسن رودکی در روزگار دولت سامانیہ ندیم مجلس امیر نصر بن احمد بودہ وجہ تخلص برودکی گویند از آں جہت است کہ رودکی را در علم موسیقی مہارتے عظیم بودہ و بربط را نیکو نواختے بعضے گویند کہ رودک موضعے است از اعمال بخارا و رودکی از انجاست فی الجملہ طبعے کریم و ذہنے مستقیم داشتہ و از جملہ واشان فن شعر است و کتاب کلیلہ ودمنہ در قید نظم آوردہ و امیر نصر را در حق او صلات گرانمایہ بود چنانچہ استاد عنصری شرح آں انعام در قصاید خود میگوید حمد اللہ مستوفی در تاریخ گزیدہ مے گوید کہ امیر نصر بن احمد را چوں ملک خراسان مسلم شد و بدار الملک ہرات رسید باد شمال و ہوائی اعتدال آں شہر جنت مثال امیر را ملائم طبع افتاد و نوبہار سرخس و تموز کہسار بادغیس و خزاں پر نعمت ہرات و حوالی شہر مشاہدہ میکرد و امیر بدار الملک بخارا کہ تخت گاہ اصلی آں خاندان است از خاطر محو شد امرائے دولت و ارکان حضرت سلطنت را چوں وطن و مسکن و ضیاع و عقار از قدیم الایام در بخارا بود از مکث امیر در ہرات ملول شدند و ہیچ حیلہ امیر قصد بخارا نمے کرد آخر الامر استعانت باستاد رودکی بردند تا امیر را در مجلس انس بر عزیمت بخارا تحریص کند و مال عظیم استاد را تقبل کردند روزے امیر را در مجلس شراب ذکر نعیم بخارا و ہوائے آں ملک جنت مثال بر زبان گذشت استاد رودکی بدیہہ ایں ابیات نظم کردہ بعرض رسانید

یاد جوئے مولیاں آید ہمے — یاد یار مہرباں آید ہمے
ریگ آموی با درشتیہائے آں — زیر پائم پرنیاں آید ہمے
آب جیحوں با ہمہ پہناوری — خنگ مارا تا میاں آید ہمے
اے بخارا شاد باش و شاد زی — شاہ نزدت میہماں آید ہمے
میر ماہ است و بخارا آسمان — ماہ سوئے آسماں آید ہمے
میر سرو است و بخارا بوستان — سرو سوئے بوستاں آید ہمے

ایں قصیدہ ایست طویل ایراد مجموع آں را ایں کتاب تحمل نیاورد گویند کہ امیر را چناں ایں قصیدہ بخاطر ملائم افتاد کہ موزہ در پا ناکردہ سوار شد و عزیمت بخارا کرد و عقلا را ایں حکایت بخاطر عجیب مینماید

کراین نظمت ساده واز صنایع وبدایع ومتانت عارے چه که اگر درین روزگار سخن ورے این نوع سخن
در مجلس سلاطین وامرا عرض کند مستوجب انکار همگناں شود امامے شاید که چوں استاد را در اوتار و
موسیقی وقوف تمام بوده قولے وتصنیفے ساخته باشد و بآهنگ اغانی وساز این شعر را عرض کرده در محل
قبول افتاده باشد القصه استاد را انکار نشاید کرد بمجرد این سخن بلکه اورا در فنون علم وفضایل وقوف است
قصاید ومثنوی رانیکو میگوید استاد رودکی عظیم الشان ومقبول خاص وعام بوده نقل است که چوں رودکی
درگذشت دو بیست غلام هندو ترک گذاشت قیاس اموال دیگر ازیں تواں کرد این قطعه از اشعار اوست

دردا و حسرتا که مرا دور روزگار — بے آلت سلاح بزد راه کارواں
چوں دولتے نمود مرا محنتے فزود — بیکروں شگفت نبود است گرملال

اما امیرونی ابوالفوارس نصر بن احمد بن اسمعیل بن سامان پادشاه هنرمند هنرپرور بوده ما وراء النهر
وخراسان را مستخلص ساخت وسی سال بعدل وداد نبشر ابادی وقهر اعادی روزگار گذرانید وآخر بدست
غلامان خود سعادت شهادت یافت در ۳۰۳ھ استاد عنصری در تعداد سلاطین آں خاندان مبارک
گوید بیت

نه کس بودند ز آل سامان مذکور — دایم به امارت خراسان مشهور
بود اسمعیل و احمدی و نصری — دو نوح و دو عبد الملک و دو منصور

یمحو الله ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب ۔

ذکر غضایری رازیؒ

از اکابر شعراست در روزگار سلطان محمود سبکتگین بوده واز ولایت ری بعزم خدمت سلطان متوجه
غزنین شده وباشعرای دارالملک مشاعره ومعارضه مشغول شد ودر مدح سلطان قصیده انشا کرد که مطلع
آں قصیده این است ۔

اگر مراد بجاه اندر است وجاه وجمال — مرا ببیں که ببینی جمال را بکمال
من آں کسم که زمن تا بحشر فخر کنند — هر آنکه بر سریک بیت برنویسد قال

ودرین قصیده اغراقی هست که سلطان غضایری را صله آں هفت بدره زر بخشید که از چهارده هزار

درم مملو بود و امثلت آن اغراق

صواب کرد که پیدا نه کرد هر دو جهان — یگانه ایزد داور بی نظیر و همال

وگرنه هر دو ببخشیدی روز عطا — امید بنده نبودی به ایزد متعال

وعضایری را قوت کامل در فن شاعری هست خصوصاً در صنعت اغراق و اشتقاق و فضلاء و شعراء او درین دو صنعت مسلم میدارند تا مآثر و مناقب سلطان یمین الدوله ابوالقاسم محمود انار الله برهانه از آفتاب روشن تر است پادشاهی بود موفق بتوفیق یزدانی عدل شامل و فضل کامل داشته علما را موقر داشتی و با فقرا و صلحا و زهاد در مقام خدمت و شفقت زندگانی میکرد لاجرم همچو نام شریفش عاقبت او محمود است و در تاج الفتوح چنین آورده است که سلطان محمود مملکت غزنین و خراسان را مستخلص ساخت او را ذوق آن شد که از دار الخلافه بلقبی مشرفش گردانند و امام منصور ثعالبی را برسالت بدار الخلافه فرستاد و امام قریب یک سال بجهت این مهم در دار الخلافه تردد میکرد و میسر نشد آخر الامر امام این صورت را بعرض خلیفه رسانید که امروز سلطان محمود پادشاه بزرگ منش و با شوکت و در اعلای اعلام دین میکوشد و چندین هزار بتکده بسعی او مساجد شده و چندین هزار کفار بشرف اسلام مشرف شده اند نشاید چنین پادشاهی غازی دین دار را از لقب محروم کردن خلیفه از سخن امام متامل شد که این شخص بنده زاده است او را لقبی از القاب سلاطین چگونه توان داد و اگر مضایقه کنیم مردیست بزرگ و پر شوکت مبادا اگر قصدی و عصیانی از او در وجود آید با اکابر حضرت درین امر مشاورت کرد و اتفاق کردند که او را لقبی باید نوشت که احتمال مدح و ذم داشته باشد و نوشتند که سلطان یمین الدوله ولی امیر المومنین و ولی در لغت هر دوست را گفته و هم مملوک را پس این کلمه بر هر دو جانب شامل باشد چون منشور از دار الخلافه بدین لقب صادر شد ابونصر کیفیت این لقب بحضرت سلطان عرضه داشت کرد سلطان از غایت بزرگی و کیاست احتمال طرف ذم را ملاحظه کرد و فی الحال صد هزار درم بحضرت رسالت روان کرد و بخلیفه نوشت که محمود مدت سی سال بحرب کفا جهت تنظیم شرع خاندان مصطفی صلی الله علیه وسلم روزگار گذرانیده باشد و اکنون یک الف بصد هزار درم میخرد و خلیفه که ثمره شجره مروت و فتوت است اگر یک حرف بصد هزار درم نه فروشد و مضایقه کند کمال بی مروتی باشد - چون رسول سلطان مال و مکتوب بدار الخلافه رسانید اکابر و فضلا بعرض خلیفه رسانیدند که مقصود محمود از

خریدن یک حرف الحاق اسلفی ست در لقب کہ والی امیر المومنین ع شود و مظنہ طرف دوم برطرف باشد خلیفہ از کمال فضل و کیاست سلطان تعجب کرد بالقاب والی سالہا امثلہ و مناشیر از دار الخلافہ در حق سلطان صادر میشد و وفات سلطان در سنہ عشرین و اربعمائہ بودہ و شصت و نہ سال عمر یافت و سی و چہار سال سلطنت اکثر ایران بدو متعلق بود۔

ذکر اسدی طوسی رہ

از جملہ متقدمان شعراست طبع مستقیم داشتہ و فردوسی شاگرد اوست و در روزگار سلطان محمود استاد فرقہ شعرائے خراسان است و او را بکرات تکلیف نظم شاہنامہ کردہ اند استعفا خواستہ پیری و ضعف را بہانہ ساخت و حالا دیوان او متعارف نیست اما در مجموعہا سخن او مسطور است و مناظرہا را بغایت نیکو گفتہ و از طرز کلام او معلوم میشود کہ مرد فاضلے بودہ و فردوسی را بنظم شاہنامہ ایما و اشارت مے کردہ کہ این کار بدست تو درست خواہد شد نقل است کہ چون فردوسی از غزنی فرار کرد و بطوس آمد از طوس برستمدار افتاد و بعد از مدتے کہ از رستمدار و طالقان مراجعت کرد بوطن مالوف آمد و دران حین چون وفاتش نزدیک شد اسدی را طلب کرد و گفت اے استاد وقت رحیل در رسیدہ و از نظم شاہنامہ قلیلے ماندہ است مے ترسم کہ چون من رحلت کنم کسے را قوت آن نباشد کہ باقی را بقید نظم درآورد استاد گفت اے فرزند غمگین مباش کہ اگر حیات باشد بعد از تو من این شغل را باتمام رسانم فردوسی گفت اے استاد تو پیرے مشکل کہ این کار بدست ۔ تو کفایت شود اسدی گفت انشاء اللہ تعالی شود و از پیش فردوسی بیرون شد و آن شب و از روز تا نماز دیگر چہار ہزار بیت باقی شاہنامہ را بنظم آورد و ہنوز فردوسی در حال حیات بود کہ سواد ان ابیات مطالعہ نمود و بر ذہن مستقیم استاد آفرین گفت و آن نظم از اول استیلائے عرب است بر عجم در آخر شاہنامہ و آمدن مغیرہ بن شعبہ برسالت نزد یزدجرد شہریار و حرب اسعد بن وقاص بملوک عجم و ختم کتاب شاہنامہ و فضلا برانند کہ آن جا نظم فردوسی آخر شدہ و بہ نظم اسدی رسیدہ۔ ظاہرا بہ فراست معلوم میتوان کرد و از مناظرات اسدی مناظرہ شب و روز را نوشتیم و درین روزگار اشعار مناظرہ کمتر میگویند۔

مناظرهٔ شب و روز گفتار اسدی

بشنو از حجت گفتار شب و روز بهم
سرگذشتی که ز دل دور کند شدّت و غم

هر دو را خواست جدال از سبب بیشی و فضل
در میان رفت فراوان سخن از مدحت و ذم

گفت شب فضل شب از روز فزون آمد از آنکه
روز را باز ز شب کرد خداوند قدم

نزد یزدان ز پرستنده و باز عابد روز
ساجد و عابد شب راست فزون قدرِ قیم

قوم را سوی مناجات بشب برد کلیم
هم بشب گشت جدا لوط ز بی داد و ستم

قمر چرخ بشب کرد محمدؐ بدو نیم
سوی معراج بشب رفت هم از بیت حرم

هر چه باشد سی روزه بفرمان شب قدر
بهتر از ماه هزار است ز بس فضل و سیم

ستر پوش است شب و روز نمایندهٔ عیوب
راحت افزاست شب و روز فزاینده الم

هست در روز ز اوقات که نهیت نماز
وز نماز همه شب فخر نبی بود دائم

منم آن شاه که تختم زمی است ایوان چرخ
مه سپهدار و همه انجم و سیّاره خدم

هر مه و سال عرب را عدد از ماه منست
بر سر ماه منست از پر جبریل رقم

بر رخ ماه من آثار درستست پدید
بر رخ چهره خورشید تو آثار سقم

راست خورشید تو چندانکه بسالی برود
کم ز ماهی برود ماه من از کیف و کم

روز از شب بشنید این و برآشفت و گفت
خامشی کن چه درائی بسخن نامحکم

روز را عیب بطعنه چکنی کایزد عرش
روز را بیش ز شب کرد ستایش بقسم

روزهٔ خلق که دارند بروز است همه
بحرم حج و به روز است هم از ربّ حرم

عید و آدینه و فرخ عرفه عاشورا
همه روز است چو بینی بهم از عقل و فهم

روز خواهد بد برخاستن خلق بحشر
روز بد نیز وجود همه مردم ز عدم

تو بعاشق نه برنجی و با طفال نهیب
در تن دیو دلی بر دل بیمار ورم

بوم و خفاش بشب مرغ و سیه جنی و دیو
دزد اکثر همه شب گرد همه اهل تهم

من باصل از خور چرخم تو بجنس از دل خاک
من چو تابان صنوبر نارم تو چو تاریک ستم

روی آفاق زمن خوب نماید زتو زشت ‏ دیده خلق زمن نور فزاید زتو نم
مر مرا گونه اسلام ترا گونه کفر ‏ مر مرا جامهٔ شادیست ترا جامهٔ غم
تو بچهر از حبشی فخر به حسن ار چه کنی ‏ حبشی را چه رسد حسن اگر هست صنم
سپه و خیل و نجوم ار چه شناسند که پاک ‏ بگریزند چو خورشید من افراخت علم
چه زیان کند ببین پیش زمن داشت خدا ‏ ور نبی نیز هم از پیش سمیعست اصم
خلق الموت بخوان گرچه حیات از پس اوست ‏ به ز موتست بهر حال چو وه آخر هم
گر زماه تو شناسند مه و سال عرب ‏ ز افتابم همه دانند مه و سال عجم
گرچه زرد آمده خورشید هم او به ز مست

سه فریضه ز نماز است بروز و دو بشب ‏ زان نماز تو کم آید که زمن هستی کم
گر ز خورشید سکتر رود او پیک ولیست ‏ پیک البته سبکتر نهد از شاه قدم
ور بقول نبوی راضی و خواهی که بود ‏ در میان حکم کنی عدل خداوند حکم
یا پسندار بگفتار شه عادل زاد ‏ یا رضا ده برئیس الوزرا کان کرم
زاد بو نصر خلیل احمد کز انصرت و حمد ‏ افسر جاه و جلال است سر ملک و نعم

ذکر ملک الکلام ابوالفرج سنجری

استاد ابوالفرج در زمان حکومت امیر ابوعلی سیجور ظهور یافته و مداح آن خاندان است مرد بغایت محتشم و صاحب جاه بوده و از اکابر آل سیجور انعام و اکرام بیپایان بدو عاید شده در علم شعر بغایت ماهر و صاحب فن است چنانکه چند نسخه درین علم نفیس تالیف دارد و ملک الشعرای عنصری شاگرد اوست و سیستانی الاصل است و در بعضی مجموعها او را غزنوی نیز نوشته اند و بعد از ابوالفرج بلخی بود اما الفضل للمتقدم دیوان او متعارف نیست اما در مجموعها اشعار او نوشته دیدم و اکابر در رسایل خود اشعار استاد ابوالفرج را به استشهاد میاورند و او اینست

عنقای مغرب است درین دور خرمی ‏ خاص از برای تخت و رخت آدمی
چندانکه گرد صورت عالم برآمدیم ‏ غم خواره آدم آمد و بیچاره آدمی

هر کس بقدر خویش گرفتار محنت اند　　کس را نداده اند برات مسلمی

نقل است که امیر ابوعلی سیمجور پیش از حکومت آل سبکتگین از قبل سلاطین سامانیه حاکم خراسان بوده و چون امیر ناصرالدین را با سبکتگین منازعت افتاد و دران فتنه خراسان خراب شد و عاقبت امیر ابوعلی بر دست سلطان محمود گرفتار شد و پادشاهی خراسان باستقلال و انفراد بتصرف سلطان محمود افتاد و آل سیمجور استاد ابوالفرج را میفرمودند که هجو آل سبکتگین میگفته و در حقارت نسب ایشان اشعار وارد و آل سیمجور مستاصل شدند و سلطنت خراسان بر آل سبکتگین قرار گرفت سلطان محمود بغایت از استاد ابوالفرج در خشم بود خواست تا او را هلاک سازد و عقوبت فرماید او در خفیه استعانت باستاد عنصری برد و عنصری شفیع او شده جریمهٔ او را از سلطان درخواست کرد سلطان از جریمهٔ او در گذشت و او را باموال و جهات باستاد عنصری بخشید و استاد عنصری اموال گران مایه از استعداد ابوالفرج آورد و از روئے حقوق استادی و سماحت نصفے اموال را به ابوالفرج بخشید و استاد ابوالفرج عنصری را دعا کرده و قصاید در مدح شاگرد دارد۔

ذکر ملک الفصحا منوچهر شصت کله

در زمان دولت سلطان محمود غزنوی بوده از ولایت بلخ است اما در غزنی بودی و او را از شعرا سلطان محمود شمرده اند شاعرے ملائم گوئے متین سخن است و او شاگرد استاد ابوالفرج سنجریست و از اقران ملک الکلام عنصری بوده و اشعار او قبول طبع فضلا است و دیوان او در ایران زمین معروف و مشهور است بغایت متمول و صاحب مال بوده و شصت کله ازان مشهور شده است و جمیع اموال او بسبب شعر و شاعری حاصل شده استاد عنصری اشعار او را بسیار معتقد است و مربی او بوده و او را در مدح استاد عنصری قصاید غراست و ازان جمله قصیده میگوید و خطاب بشمع میکند بر طریقت لغز و تخلص بمدح استاد عنصری مینماید و چند بیت ازان قصیده وارد میگردد۔

اے نهاده بر میان فرق جان خویشتن　　جسم ما زنده بجان و جان ما زنده بتن
گر نه کوکب چرا پیدا نگردی جز بشب　　ور نه عاشق چرا گریی همے بر خویشتن
کوکبے آرے ولیکن آسمان تست موم　　عاشقے آرے ولیکن هست معشوقه لگن

روی آفاق زمن خوب نماید ز تو زشت   دیده خلق زمن نور فزاید ز تو نم
مر مرا گونه اسلام ترا گونه کفر   مر مرا جامه شادیست ترا جامه غم
تو بچهر از حبشی فخر به حسن ار چه کنی   حبشی را چه رسد حسن اگر هست صنم
سپه و خیل و نجوم از چه شناسند که پاک   بگریزند چو خورشید من افراخت علم
چه زبان کنت بینی پیش زمن داشت خدا   ور بنی نیز هم از پیش بمیعت اصم
خلق الموت بخوان گرچه حیات از پس اوست   به ز موتست بهر حال حیوه آخر هم
گر ز ماه تو شناسند مه و سال عرب   ز آفتابم همه دانند مه و سال عجم
گرچه زرد آمده خورشید هم او بزرست
سه فریضه ز نماز است بروز و دو بشب   زان نماز تو کم آید که زمن هستی کم
گر ز خورشید سبکتر رود او پیک و لیست   پیک البته سبکتر نهد از شاه قدم
ور بقولم بهوی راضی و خواهی که بود   در میان حکم کنی عدل خداوند حکم
یا بپندار بگفتار شه عادل زاد   یا رضا ده برئیس الوزرا کان کرم
زاد بو نصر خلیل احمد کر انصرت محمد   افسر جاه و جلال است سر ملک و نعم

ذکر ملک الکلام ابوالفرج سنجزی

استاد ابوالفرج در زمان حکومت امیر ابوعلی سیمجور ظهور یافته و مداح آن خاندان است مرد بغایت محتشم و صاحب جاه بوده و از اکابر آل سیمجور انعام و اکرام بی‌پایان بدو عاید شده در علم شعر بغایت ماهر و صاحب فن است چنانکه چند نسخه درین علم نفیس تالیف دارد و ملک الشعرائے عنصری شاگرد اوست و سیستانی الاصل است و در بعضے مجموعها او را غزنوی نیز نوشته اند و بعد از ابوالفرج بلخی بود اما الفضل للمتقدم دیوان او متعارف نیست اما در مجموعها اشعار او نوشته دیدم و اکابر در رسایل خود اشعار استاد ابوالفرج را به استشهاد میاورند و او اینست

عنقائے مغرب است درین دور خرمی   خاص از برائے نخست برخست آدمی
چندانکه گرد صورت عالم بر آمدیم   غم خواره آدم آمد و بیچاره آدمی

هرکس بلقد خویش گرفتار محنت اند — کس را نداده اند برات مسلمی

نقل است که امیر ابوعلی سیمجور پیش از حکومت آل سبکتگین از قبل سلاطین سامانیه حاکم خراسان بوده و چون امیر ناصرالدین را با سبکتگین منازعت افتاد و دران فتنه خراسان خراب شد و عاقبت امیر ابوعلی بر دست سلطان محمود گرفتار شد و پادشاهی خراسان باستقلال وانفراد بید تصرف سلطان محمود افتاد و آل سیمجور استاد ابوالفرج را میفرمودند که هجو آل سبکتگین میگفته و در حقارت نسب ایشان اشعار وارد و آل سیمجور مستاصل شدند و سلطنت خراسان بر آل سبکتگین قرار گرفت سلطان محمود بغایت از استاد ابوالفرج در خشم بود خواست تا او را هلاک سازد و عقوبت فرماید او در خفیه استعانت باستاد عنصری برد عنصری شفیع او شده جریمهٔ او را از سلطان درخواست کرد سلطان از جریمهٔ او درگذشت و او را باموال و جهات باستاد عنصری بخشید و استاد عنصری اموال گران مایه از استعداد ابوالفرج آورد و از روی حقوق استادی و سماحت نصفی اموال را به ابوالفرج بخشید و استاد ابوالفرج عنصری را دعا کرد و قصاید در مدح شاگرد دارد۔

ذکر ملک الفصحا منوچهر شصت کله

در زمان دولت سلطان محمود غزنوی بوده از ولایت بلخ است اما در غزنی بودی و او را از شعرا سلطان محمود شمرده اند شاعری علام گوی متین سخن است و او شاگرد استاد ابوالفرج سجزیست و از اقران ملک الکلام عنصری بوده و اشعار او قبول طبع فضلا است و دیوان او در ایران زمین معروف و مشهور است بغایت متمول و صاحب مال بوده و شصت کله از آن مشهور شده است و جمیع اموال او بسبب شعر و شاعری حاصل شده استاد عنصری اشعار او را بسیار معتقد است و مربّی او بوده و او را در مدح استاد عنصری قصاید غرا است و از آن جمله قصیده میگوید و خطاب بشمع میکند بر طریقت لغز و تخلص بمدح استاد عنصری مینماید و چند بیت از آن قصیده وارد میگردد۔

ای نهاده بر میان فرق جان خویشتن — جسم ما زنده بجان و جان ما زنده بتن
گر نه کوکب چرا پیدا نگردی جز بشب — ور نه عاشق چرا گریی همی بر خویشتن
کوکبی آری ولیکن آسمان تست موم — عاشقی آری ولیکن هست معشوقه لگن

پیرہن در زیر تن داری و پوشد ہر کسے   پیرہن بر تن تو تن پوشی ہمے بر پیرہن
گر بمیری آتش اندر تو رسد زندہ شوی   چوں شوی بیمار خوشتر گردے از گردن زدن
تا ہمی خندی ہمی گریی و این بس نادر است   ہم تو معشوقے و ہم تو عاشقے بر خویشتن
بشگفی بی نوبہار و پژمری بیمہرگان   بگریی بی دیدگان و باز خندی بیدہن
تو مرا مانی بعینہ من ترا مانم ہمے   دشمن خویشیم ہر دو دوستدار انجمن
خویشتن سوزیم چوں من بر مراد دوستان   دوستاں در راحتند از ما و ما اندر حزن
ہر دو گریانیم و ہر دو زرد و ہر دو در گداز   ہر دو سوزانیم ہر دو فرد و ہر دو ممتحن
انچہ من در دل نہادم بر سرت بینم ہمے   وانچہ تو بر سر نہادی در دلم دارد وطن
روی تو چون شنبلید بر شگفتہ بامداد   وان من چوں شنبلید ناشگفتہ در چمن
از فراق روئے تو گشتم عدوئے آفتاب   در فراق تو شب تاری شدستم مقتتن
من دگر یاراں خود را آزمودم خاص و عام   نہ طلبگاری ز یک تن نہ وفا اندر دو تن
رازدار من توی اے شمع یار من توئی   غمگسار من توئی من آن تو تو آن من
تو ہمی تابی چو نور و من ہمی خوانم بہ مہر   ہر شبے تا روز دیوان ابوالقاسم حسن
اوستاد اوستادان زمانہ عنصری   عنصر دین و دلش بے عیب و بی غش و فتن
شعر او چون فضل او ہم بے تکلف ہم بدیع   فضل او چوں شعر او ہم نازنین و ہم حسن
زین فزون تر شاعران دعوی بود لاف گزاف   این حکیمان دگر یک فن و او بسیار فن
در زغن ہرگز نباشد فن اسب راہوار   گرچہ باشد چوں صہیل اسب آواز زغن
تا ہمی خوانی تو اشعارش ہمیخوائی شکر   تا ہمی بوئی تو ابیاتش ہمی بوئی سمن

الحق این قصیدہ بر متانت طبع و سخنوری او گواہ عدل است والسّلام۔

ذکر ملک الکلام پندار رازی رہ

شاعر مجد الدولہ ابوطالب بن فخر الدولہ دیلمی بودہ سخنے متین و طبع قادر داشتہ و بسہ زبان سخنوری میکند عربی و فارسی و دیلمی و از قہستان ری است صاحب اسمعیل بن عباد کہ کریم جہان بودہ مربی

پندار است و خواجه ظهیر الدین فاریابی راست در فضیلت خود و ستایش پندار بیت

در نهانخانهٔ طبعم بتماشا بنگر تا ز هر زاویه عرضهٔ وهم پنداری

واین رباعی نیز ازاوست

از مرگ حذر کردن دو روز روا نیست روزے که قضا باشد و روزیکه قضا نیست
روزے که قضا باشد کوشش نکند سود روزے که قضا نیست دراو مرگ روا نیست

واین رباعی بغایت مشهور است بر بسیاری از اکابران اسناد میکنند اما بتکرار در چند نسخه بنام پندار دیدم وا و راست بزبان دیلمی در مذمت کدخدائی۔

مراگویند زن کن زن که اندر دل هلاک آئی عروسک جهیزک پر زخانه طمطراک آئی
نخواهی زن نخواهی که نه مه بگذرد حالی رید در ریش تو گرچه زخانه پاک واک آئی

اما مجد الدوله بعد از وفات پدر هفده سال در عراق عجم و دیلم سلطنت کرد میان او و سلطان محمود غزنوی تنازع بود و مادر مجد الدوله دختر ابو ولف دیلمی صاحب اختیار مملکت بوده و چون مجد الدوله طفل بود سیده به نیابت او سلطنت میکرد گویند سلطان محمود غزنوی از مادر مجد باج و خراج طلب کرد و بدو نوشت که حق تعالیٰ مرا برگزید و تاج اقبال و کامرانی بر تارک دولت قاهرهٔ من نهاد و بیشتر اهل ایران و هند مطیع و منقاد من شدند تو نیز فرزندت را روانه کن تا در رکاب همایون من باشد و باج و خراج قبول کن وگرنه دو هزار فیل جنگی بدیار تو فرستم تا خاک رے بغزنین نقل کنند سیده رسول را اکرام نمود و در جواب سلطان نوشت که سلطان محمود مرد غازی و صاحب دولت است و اکثر ایران زمین و هند اورا مسلم است اما تا شوهرم فخر الدوله در حیات بود مدت دوازده سال از تاخت و خصومت سلطان محمود اندیشناک بودم تا شوهرم برحمت واصل شده آن اندیشه از خاطرم محو است چراکه سلطان پادشاه بزرگ و صاحب ناموس است لشکر بر سر زنے نخواهد کشید واگر کشد و جنگ کند مقرر است که من نیز جنگ خواهم کرد واگر ظفر مرا باشد تا دامن قیامت مرا شکوه است واگر ظفر او را باشد مردم گویند پیر زنے را شکست در فتح نامها در ممالک چگونه نویسد مصرع

چه مردے بود کز زنے کم شود من میدانم که سلطان مرد

عاقل و فاضل است هرگز اقدام بر چنین کارے نخواهد کرد من در غزنی این بارے آسوده ام

و بر بساط کامرانی و رفاہت غنودہ ام چون رسول سلطان محمود پیغام بر این منوال رسانید سلطان محمود
بر عقل و کیاست سیدہ آفرین کرد گفت ما میخواستیم کہ شعبدہ بازیم اما این زن را خرد و ہوش بینی
پیشتر از مرد است و تا سیدہ زندہ بود سلطان محمود قصد مملکت فخر الدولہ نکرد و قتل فخر الدولہ
در سنہ ۴۱۰ بود۔

ذکر ملک الشعرا استاد ابو القاسم الحسن بن احمد عنصری رہ

مناقب و بزرگواری او اظہر من الشمس است و سر آمد شعرای روزگار سلطان محمود بود و او را
طور شاعری فضایل است و بعضی او را حکیم نوشتہ اند چنین گویند کہ در رکاب سلطان یمین الدولہ
محمود ہموارہ چہار صد شاعر متعین بودندی و پیشوا و مقدم طایفہ استاد عنصری بود و ہمگنان بشاگردی
او مقر و معترف بودند و او را در مجلس سلطان منصب ندیمی با شاعری ضم بودہ و پیوستہ مقامات و
غزوات سلطان نظم کردی و او را قصیدہ ایست مطول قریب یک صد و ہشتاد بیت کہ مجموع غزوات
و حروب و فتوح سلطان را در آن قصیدہ بنظم آوردہ و در آخر سلطان محمود استاد عنصری را مثال
ملک الشعرای قلمرو خود ارزانی داشت و حکم فرمود کہ در اطراف ممالک ہر کجا شاعری خوشگوی باشد
سخن خود بر استاد عرضہ دارد تا استاد با غث و سمین آنرا منقح کردہ در حضرت اعلی بعرض رساند و ہمہ
روز مجلس استاد عنصری از شعرا متصدی معین بودہ و او را حاجبی و بابی عظیم بدین جہت جمع شدہ
و فردوسی را در نظم شاہنامہ تحسین و تشنیع میکنند و آن حکایت بجایگاہ خود خواہد آمد و استاد عنصری راست
در صنعت سوال و جواب در مدح امیر نصر بن سبکتگین برادر سلطان محمود شعر

ہر سوالی کزان لب سیراب ۔۔۔ دوش کردم مرا بداد جواب
گفتمش جز شبت نشاید دید ۔۔۔ گفت پیدا بشب بود مہتاب
گفتم از تو کہ پردہ دارد مہر ۔۔۔ گفت از تو کہ پردہ دارد خواب
گفتم از شب خضاب روز مکن ۔۔۔ گفت بر روز خون مکن تو خضاب
گفتم آن زلف سخت خوشبویست ۔۔۔ گفت زیرا کہ ہست عنبر ناب
گفتم آتش بران رخت کہ فروخت ۔۔۔ گفت آن کو دل تو کرد کباب

گفتم از روی تو نتابم روی	گفت کس روی تافت از محراب
گفتم اندر عذاب عشق توام	گفت عاشق نکو بود بعذاب
گفتم از چیست روی راحت من	گفت هردم ز روی خسرو شاب
گفتم از خدمتش مرا خبر است	گفت از و جز بخیر نیست مآب
گفتم آن میر نصر ناصر دین	گفت آن مالک ملوک رقاب
گفتم او را کفایت و ادب است	گفت کافی از و شد است آداب
گفتم آگاهی از فضایل او	گفت بیرون از و شدست حساب
گفتم از وی بجز بکیست سؤال	گفت نزدیک نیز و دور شتاب
گفتم او در زمانه بایست است	گفت بایست تر ز عمر شباب
گفتم اندر جهان چو او دیدی	گفت نی و نخوانده ام ز کتاب
گفتم اندر کفش چه دیدی تو	گفت دریا بجای او چو سراب
گفتم او لفظ سایلان شنود	گفت پاسخ دهد بزر و ثیاب
گفتم آزاده را بنزدش چیست	گفت جاه و جلالت و ایجاب
گفتم از تیر او چه دانی باز	گفت همتای صاعقه است شتاب
گفتم آن تیغ چیست دشمن چه	گفت این آتش است و آن سیماب
گفتم از حکم او برون جا چیز نیست	گفت اگر هست ضایع است و خراب
گفتم اعدای او دروغ زنند	گفت همچون مسیلمه کذاب
گفتم آفاق را بدو ندهم	گفت خود کس خطا دهد بصواب
گفتم از جود او عنا برکیست	گفت بر جامه باف و بر ضراب
گفتم آن کز همه شریفتر است	گفت داد و ستانش ایزد وهاب
گفتم او ملک را بجا دارد	گفت زیر نگین و زیر رکاب
گفتم از مدح او ثنا سایم	گفت زینسان کنند اولوالالباب
گفتم او را چه خواهم از ایزد	گفت عمر دراز و دولت و شاب

وازمقالات استاد عنصری برین قدر کفایت کنیم چه دیوان استاد عنصری قریب سه هزار بیت است مجموع آن اشعار مصنوع و معارف و توحید و مثنوی و مقطعات و مولد استاد عنصری ولایت بلخ است و مسکن دار الملک غزنین و وفات یافتن استاد عنصری در شهور سنه احدی و ثلاثین و اربعمائه در زمان دولت سلطان مسعود بن محمود غزنوی بود اما سلطان مسعود پسر مهتر سلطان محمود است و سلطان محمد بن محمود برادر کهتر سلطان مسعود و بعد از سلطان محمود این دو برادر را منازعت افتاد و سلطان محمود وصیت کرده بود که خراسان و عراق و جرجان و مضافات سلطان مسعود را باشد و غزنین و کابل و هند محمد را و سلطان مسعود از برادر التماس کرد که تا او را در خطبه شریک سازد محمد اباکرد و سلطان مسعود بخصومت او لشکر بزابل کشید و محمد مسعود را اسیر کرد و بقتل رسانید و در ثانی الحال مودود بن مسعود برعم خروج کرد و بقصاص پدر عم و فرزندان آن را بکشت و صبح اقبال آن سبکتگین بشام ادبار مبدل شد و در آن خصومت آل سلجوق خروج کردند و خراسان و عراق را مسخر ساختند و سلطان مسعود پادشاه مردانه با رای و تدبیر بوده۔

تا بخت کرا خواهد و میلش بکه باشد

ذکر عسجدی نور مرقده

اصلاً هروی است قصاید رامتین و ملایم میگوید و از جمله شاگردان استاد عنصری است و همواره در رکاب سلطان محمود بودے و دیوان عسجدی متعارف نیست اما سخن او در مجموعها و رسایل مسطور و مذکور است رباعی

از شرب مدام و لاف مشرب توبه وز عشق بتان و سیم غبغب توبه
دل در هوس گناه و بر لب توبه زین توبه نادرست یارب توبه

ذکر ابو الفخر مسعود بن سعد سلمان نور قبره

جرجانی است و دیوان او در عراق و طبرستان و دار المرز شهرتے عظیم دارد و در زمان دولت امیر عنصر المعالی منوچهر بن قابوس بوده و مردے اهل فضل بوده اشعار عزنی بسیار دارد و در آخر عمر ترک

مداحی سلاطین وامرا نموده وقصاید توحید ومعارف وارد مشتمل بر زهدیات وترک دنیا فضلا واکابر اشعار او را معتقد اند چنانکه فلکی شروانی در منقبت خود میگوید وذکر سخن مسعود میکند این است. بیت

گر این طرز سخن در شاعری مسعود را بودی — بجان صد آفرین کردی روان سعد سلمانش

واین قطعه مسعود راست.

چون بدیدم بدیدهٔ تحقیق — که جهان منزل فناست کنون
زاد مردان نیک محضر را — روی در برقع فناست کنون
آسمان چون حریف نامنصف — برره عشوه و دغاست کنون
طبع بیمار من ز بستر آز — شکر یزدان درست خواست کنون
وز عقاقیر خانهٔ توبه — نوشداروی صدق غذاست کنون
وین زبان جهان خدیو سرای — مادح حضرت خداست کنون
لهجه نو نوای خوش نغمه — بلبل باغ مصطفی است کنون
عزت جامهٔ کسب بر من — چون فزون شد خرد بکاست کنون
سر آسوده و تن آزاد — پنج گز پشم و پنبه راست کنون
مدتی خدمت شما کردم — نوبت خدمت خداست کنون

اما امیر شمس المعالی قابوس بن وشمگیر والی جرجان ودار المرز وطبرستان وگیلان بوده پادشاه دانا وعالم وعادل وفاضل بوده حکما وعلما را موقر داشتی واشعار عربی وفارسی بسیار گفته است وحکیم سنائی است درین باب که این بیت دلالت بر قابوس میکند.

فقه خوان لیک در جهنم جاه — همچو قابوس وشمگیر مباش

میان او وفخر الدوله دیلمی خصومت افتاد او را از جرجان اخراج کرد وقابوس بنیشاپور آمده در التجا بامیر علی سیمجور ونائش حاجب آورد که والی خراسان بود واز قبل نوح بن منصور سامانی و مدت هفت سال در نیشاپور بسر برده وزهاد وصلحا را انعام داد ودر مدت غربت قاعده که در دار الملک نموده داشت ذره تجاوز نکرده امام ابو سهل صعلوکی که دران حین اقضی القضاة خراسان وسر آمد آن روزگار بوده در مدایح قابوس وقصاید وتصانیف دارد وچون فخر الدوله وفات یافت باز امیر قابوس قصد جرجان ومملکت

موروث خود کرد بدست آورد و دوران جهان بروست خاصان خود وسعی منوچہر فرزندش در قلعہ جناشک کہ از اعمال بطام است شہید شد و بسبب قتل امیر قابوس آنبود کہ او مردے بغایت متکبر و بدخو بودہ و بسیار اکابر بروست او ہلاک شدند و او را در ریختن خون حرصے تمام بودہ عاقبت ارکان دولت از وے متنفر شدند و منوچہر را بران آوردند تا او را گرفتہ محبوس ساخت و در اثنائے حبس بر ہلاک او رضا داد حکایت کنند کہ در وقتے کہ منوچہر قابوس را گرفت بہ عبداللہ جماز سپرد تا او را در قلعہ ماران جرجان محبوس سازد و در راہ قلعہ امیر قابوس از عبداللہ سوال کرد کہ آخر شما یان را چہ برین داشت کہ بر آزار من جرأت کردید عبداللہ گفت اے امیر تو مردم را بسیارے کشتی ازین جہت ترا حبس کردیم امیر قابوس گفت خلاف این است من مردم را کمتر میکشتم ازین جہت بدین بلا گرفتار شدم اگر مردم را بسیار کشتی اول ترا میکشتم تا امروز بدین خواری بدست تو گرفتار نمیشدم و شیخ الرئیس ابو علی سینا معاصر امیر قابوس بودہ است و او را حجۃ الحق گفتہ اند اصلاً بخارائیست و پدر او عبداللہ سینا دانشمند و حکیم بود و شیخ ابو علی در دوازدہ سالگی با دانشمندان بخارا مناظرہ کردے و ایشان را ملزم ساختے در خوارزم ہفت سال درس گفتہ و از انجا بجرجان و عراق عجم افتادہ وزیر عماد الدولہ دیلمی شد و در خطہ اصفہان بمرض اسہال در حج درگذشت و این قطعہ در حق او گفتہ شد۔

حجۃ الحق ابو علی سینا — در شجع آمد از عدم بوجود
در شصا کسب کرد جملہ علوم — در تکز کرد این جہان بدرود

ذکر سحبان العجم فردوسی رحمۃ اللہ

اکابر و افاضل متفق اند کہ شاعرے درین مدت روزگار اسلام مثل فردوسی از کتم عدم پائے بمعمورۂ وجود ننہادہ و الحق داد سخنورے و فصاحت دادہ و شاہد عدل برصدق این دعوے کتاب شاہنامہ است کہ در این پانصد سال گذشتہ از شاعران و فصیحان روزگار ہیچ آفریدہ را یارای جواب شاہنامہ نبودہ و این حالت از شاعران ہیچکس را مسلم نبودہ و نیست و این معنی بیت خدائیست در حق فردوسی گفتہ اند بیت

سکہ کاندر سخن فردوسی طوسی نشاند — کافرم گر ہیچکس از جملہ فری نشاند

اول ازبالائے کرسی بزیر آمد سخن　　او سخن را باز بالا برد و بر کرسی نشاند

وعزیزے دیگر راست بیت

در شعر سه تن پیمبرانند　　هر چند که لا نبی بعدی

اوصاف و قصیده و غزل را　　فردوسی و انوری و سعدی

انصاف آنست که مثل قصاید انوری قصاید خاقانی را نتوان گرفت باندکے کم و زیاده و مثل غزلیات شیخ بزرگوار سعدی غزلیات خواجه خسرو خواهد بود اما مثل اوصاف و سخن گذاری فردوسی کدام فاضل شعر گوید و کرا باشد و میتواند بود که شخصے این سخن را مسلم ندارد و گوید شیخ نظامی را درین باب ید بیضا است و درین سخن مضایقه نیست و شیخ نظامی بزرگ بوده و سخن او بلند و متین و پر معانیست اما از راه انصاف تامل در هر دو شیوه گو بکن و ممیز بوده حکم براستی گو در میان بیاور اما اسم فردوسی حسن بن اسحاق بن شرف شاه است و در بعضے سخن ابن شرف شاه تخلص میکند و از دهاقین طوس بوده و گویند از قریه رزان است من اعمال طوس و بعضے گویند سوری بن ابو معشر که او را حمید خراسانی میگفته اند و در روستاق طوس کاریزی و چهار باغے داشته فردوس نام و پدر فردوسی باغبان آن مزرعه بوده و وجه تخلص فردوسی آن ست والعهد علی الراوی ابتدائے حال فردوسی آن است که عامل طوس بر او جور و بیدادی کرده و بشکایت عامل طوس بغزنین رفته مدتے بدرگاه سلطان محمود تردد میکرد و مهم او میسر نمے شد بخرج الیوم در ماند شاعری پیشه ساخته قطعه و قصاید مے گفت از عام و خاص وجه معاش بدو مے رسید و در سر او آرزوی صحبت استاد عنصری میبود و از غایت جاه عنصری او را این آرزو میسر نمیشد تا روزے بحیله خود را در مجلس عنصری گنجانید و دران مجلس عسجدی و فرخی که هر دو شاگرد عنصری بودند حاضر بودند استاد عنصری فردوسی را چون مرد روستائی شکل دید از روئے ظرافت گفت اے برادر در مجلس شعرا جز شاعرے نگنجد فردوسی گفت بنده را درین فن اندک مایه هست استاد عنصری جهت آزمودن طبع او گفت ما هر یک مصرعے میگوئیم اگر تو مصرع دیگر گوئی ترا مسلم داریم عنصری گفت چون عارض تو ماه نباشد روشن عسجدی گفت مانند رخت گل نبود در گلشن فرخی گفت مژگانت گذر همی کند از جوشن فردوسی گفت مانند سنان گیو در جنگ پشن همگنان از حسن کلام او تعجب کردند و آفرین گفتند و استاد عنصری فردوسی را گفت زیبا گفتی مگر ترا در تاریخ سلاطین عجم وقوفی هست گفت

بلے تاریخ ملوک عجم ہمراہ دارم عنصری اورا در ابیات و اشعار مشکلہ امتحان کرد فردوسی را در شیوۂ شاعری و سخنورے قادر یافت گفت اے برادر معذور دار کہ ما فضل ترا نشناختیم و اورا مصاحب خود ساخت و سلطان محمود عنصری را فرمودہ بود کہ تاریخ ملوک عجم را بقید نظم درآورد و عنصری از کثرت اشتغال بہانہا میکرد و مے تواند بود کہ طبعش بر نظم شاہنامہ قادر نبودہ باشد و ہیچکس را دران روزگار نیافتہ کہ اہل این کار بودہ باشد۔ القصہ فردوسی را پرسید کہ نتوانی کہ نظم شاہنامہ گوئی فردوسی گفت بلے انشاء اللہ استاد عنصری ازین معنی خرم شد و فی الحال بعرض سلطان رسانید کہ جوانے خراسانی آمدہ بسیار خوش طبع و سخنورے قادر است گمان بندہ آنست کہ از عہدہ نظم تاریخ عجم بیرون تواند آمد سلطان گفت اورا بگو کہ در مدح من چند بیت بگوید عنصری فردوسی را بمدح سلطان اشارت کرد فردوسی چند بیت در مدح سلطان بگفت بدیہہ و این بیت از انجملہ است

چو کودک لب از شیر مادر بشست　　بگہوارہ محمود گوید نخست

سلطان را بغایت ازین بیت خوش آمد و فردوسی را فرمود تا بر نظم شاہنامہ قیام نماید گویند کہ اورا در سرا بوستان خاص فرمود تا حجرۂ مسکن دادند و مشاہرہ و وجہ معاش مقرر کردند و مدت چہار سال در خطۂ غزنین بنظم شاہنامہ مشغول بود بعد ازان اجازت حاصل کرد کہ بوطن رود و بنظم شاہنامہ مشغول باشد و مدت چہار سال دیگر بطوس ساکن و باز بغزنین رجوع کرد چہار دانگ شاہنامہ را بنظم آوردہ بود بعرض سلطان رسانید و مقبول نظر کیمیا خاصیت سلطانی شد و باز بر طریق اول بکار مشغول شد و سلطان گاہ گاہ اورا نوازش و تفقدی فرمودہ و مربی او شمس الکفاۃ خواجہ احمد بن حسن المیمندی بود و مدح او گفتی و التفات بایاز کہ از جملہ خاصان سلطان بود نمیکرد و ایاز ازین معنی تافتہ شد و از روی معاوات در مجلس خاص بعرض رسانید کہ فردوسی رافضی است و سلطان محمود در دین و مذہب بغایت صلب بودہ و در نظر او ہیچ طایفہ دشمن تر از رفضہ نبودہ اند خاطر سلطان ازین سبب بر فردوسی متغیر شد روزے اورا طلب فرمود و از روی عتاب باو گفت کہ تو قرمطی بودہ بفرمائیم تا ترا در زیر پاے فیلان ہلاک کنند تا جمیع قرامطہ را عبرت باشد فردوسی فی الحال در پاے سلطان افتاد کہ من قرمطی نیستم بلکہ اہل سنت و جماعتم و برمن افترا کردہ اند سلطان فرمود کہ مجتہدان بزرگ شیعہ از طوس بودہ اند اما من ترا بخشیدم بشرط آنکہ ازین مذہب رجوع نمائی فردوسی بعد ازان از سلطان ہراسان شد و در حق او نیز بدگمان گشت

بہر کیفیت کہ بود نظم کتاب شاہنامہ با تمام رسانید و او را طمع آن بود کہ سلطان در حق او احسان بزرگ بجا ئے آورد و منکر ندیمے مجلس خاص و اقطاع چون خاطر سلطان بد و گران شدہ بود وصلہ کتاب شاہنامہ شصت ہزار درم نقرہ انعام فرمود کہ بیتے را درم نقرہ باشد و فردوسی بغایت این انعام را در نظر خود حقیر دانست اما بستد و ببازار شد و بحمام در آمد و بیست ہزار درم اجرت حمامے بداد و بیست ہزار درم را فقاعی خرید و بیست ہزار درم بمستحقان قسمت نمود و خود را در شہر غزنین مختفی ساخت و بعد ازان بحیلہ کتاب شاہنامہ را از کتاب دار سلطان بدست آورد و چند بیت در مذمت سلطان بدان الحاق کرد کہ این ابیات ازان جملہ است بیت

بسے سال بردم بشہنامہ رنج — کہ تا شاہ بخشد مرا تاج و گنج
بجز خون دل ہیچ چیزم نداد — نشد حاصل من ازو غیر باد
اگر شاہ را شاہ بودے پدر — بسر بر نہادی مرا تاج زر
اگر مادر شاہ بانو بدے — مرا سیم و زر تا بزانو بدے
چو اندر تبارش بزرگی نبود — نیارست نام بزرگان شنود

و باقی این ابیات شہرتے عظیم دارد بنوشتن تمام احتیاج نبود و فردوسی مدت چہار ماہ در غزنین متواری بود و بعد ازان مختفی بہراۃ آمد و در خانہ ابو المعالی صحاف چندگاہ بسر برد تا آخر رسولان سلطان بتفحص فردوسی میرسیدند و در شہرہا منادی میکردند فردوسی خود را بمشقت تمام بطوس رسانید و دران جا نیز نتوانست بودن اہل و عیال و اقربا را وداع کرد و عازم رستمدار شد و دران حین اسپہبد جرجانی از قبل منوچہر بن قابوس حاکم رستمدار بود بدو پناہ آورد و سپہبد او را مراعاتی کرد و از فردوسی ابیات ہجو سلطان را بیک صد و شصت مثقال طلا بخرید کہ از شاہنامہ محو سازد و او اجابت کرد و دیگر بار بطوس رجوع نمود و پیری بر و مستولی شدہ بود و در وطن مالوف متواری میبود وقتے سلطان در سفر ہند نامہ بملک دہلی نوشت و بخواجہ حسن میمندی کرد کہ اگر جواب ہند و نہ بروفق مراد ما آید تدبیر چیست خواجہ این بیت از شاہنامہ خواند۔

اگر جز بکام من آید جواب — من و گرز و میدان افراسیاب

سلطان را رقتے پیدا شد گفت در حق فردوسی جفا و کم عنایتے کردم آیا احوال او چیست خواجہ

چون محل و تقرب یافت بعرض رسانید که فردوسی پیر و عاجز و مستمند شده و در طوس متواری بود سلطان از غایت عنایت و شفقت فرموده تا دوازده شتر از نیل بار کرده جهة انعام فردوسی بطوس فرستاد رسیدن شتران نیل بدروازهٔ رودبار طوس همان بود و بیرون رفتن جنازهٔ فردوسی بدروازهٔ رزان همان بعد از آن آن جهات را خواستند که بخواهرش دهند قبول نکرد و از غایت زهد گفت ع

مرا بمال سلاطین چو را احتیاجی نیست

و وفات فردوسی در شهور سنه ۴۱۱ احدی عشر و اربعمائة بود و قبر او در شهر طوس است بجنب مزار عباسیه و الیوم مرقد شریف او متعین است و زوار را بدان مرقد التجاست چنین گویند که شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمة الله علیه بر فردوسی نماز نکرد که او مدح مجوس گفته آن شب در خواب دید که فردوسی را در بهشت عدن درجات عالی است ازو سوال کرد که این درجه بچه یافتی گفت بدان یک بیت که در توحید گفتم این است ـ بیت

جهان را بلندی و پستی توئی　　ندانم چهٔ هر چه هستی توئی

اما اسپهبد پسر خال امیر شمس المعالی قابوس است و رباط عشق که در جنب دربند شقان است و بر سر راهی واقع است که از خراسان بجرجان و استرآباد میروند از بنائے اوست و دیواران چون عهد خوبان ستمگار در هم شکسته بود و سقف آن چون محنت عاشقان برهم نشسته امروز از آن جز رسوم و طللی باقی نبود معمار لطف امیر کبیر عالم عادل موید مفضل نظام الحق والدین علی شیر خلد الله تعالی ایام دولته بعمارت آن رباط مسافر پناه اشارت فرموده باندک مایه روزگارے دیواران چون سد سکندر محکم و سقف آن چون طاق فلک معظم امروز درین اقلیم مثل آن عمارتے نشان نمید هند پناه مسافران و شکوه مجاوران آن دیار است حق تعالی ذات ملک صفات این امیر خیر را مستدام دارد

الٰهی تا جهان را آب و رنگست　　فلک را دور و گیتی را درنگست
ممتع دارش از عمر جوانی　　زهر چیزش فزون ده زندگانی

ذکر ملک الشعرا فرخی رحمة الله

استاد فرخی ترمذیست و شاگرد استاد عنصریست ذهنی سلیم و طبعے مستقیم داشته استاد رشید وطواط



میگوید که فرخی عجم [illegible] ان است که متنبی عرب را و هر دو فاضل سخن را سهل ممتنع میگویند و فرخی مداح امیر مظفر بن امیر [illegible] ناصر الدین است که در روزگار سلطان محمود بن سبکتگین والئی بلخ بود و در صفت داغگاه امیر ابوالمظفر راست

تا پرند نیلگون بر روی پوشد مرغزار ‌ ‌ پرنیان هفت رنگ اندر سر آرد کوهسار
خاک را چون ناف آهو مشک زاید بیقیاس ‌ ‌ بید را چون پر طوطی برگ روید بیشمار
دوش وقت نیمشب بوی بهار آورد باد ‌ ‌ حبذا باد شمال و فرخا باد بهار
باد گوئی مشک سوده دارد اندر آستین ‌ ‌ باغ گوئی لعبتان جلوه دارد در کنار
نسترن لؤلؤی بیضا دارد اندر مرسله ‌ ‌ ارغوان لعل بدخشی دارد اندر گوشوار
تا برآید جامهای سرخ گل بر شاخ گل ‌ ‌ پنجهای دست مردم سر فرو کرد از چنار
باغ بوقلمون لباس و شاخ بوقلمون نمای ‌ ‌ آب مروارید رنگ و ابر مروارید بار
راست پنداری که خلعتهای رنگین یافتند ‌ ‌ باغهای پرنگار از داغگاه شهریار
داغگاه شهریار اکنون چنان خرم شود ‌ ‌ کاندرو از خرمی خیره بماند روزگار
سبزه اندر سبزه بینی چون سپهر اندر سپهر ‌ ‌ خیمه اندر خیمه بینی چون حصار اندر حصار
هر کجا خیمه است خفته عاشقی با دوست مست ‌ ‌ هر کجا سبزه است شادان یاری از دیدار یار
سبزها با بانگ چنگ و مطربان نغزگوی ‌ ‌ خیمها با بانگ نوش و ساقیان میگسار
عاشقان بوس و کنار و نیکوان ناز و عتاب ‌ ‌ مطربان رود و سرود و خفتگان خواب و خمار
بر در پرده سرای خسرو فیروز بخت ‌ ‌ از پی داغ آتشی افروخته خورشیدوار
برکشیده آتشی چون مطرد دیبای زرد ‌ ‌ گرم چون طبع جوانان زرد چون زر عیار
داغها چون شاخهای بسد یاقوت رنگ ‌ ‌ هر یکی چون ناردانه گشته اندر زیر نار
کودکان خواب نادیده مصاف اندر مصاف ‌ ‌ مرکبان داغ ناکرده قطار اندر قطار
خسرو فرخ سیر بر بادهٔ دریا گذار ‌ ‌ با کمند اندر میان دشت چون اسفندیار
همچو زلف نیکوان خورد سال تاب خورد ‌ ‌ همچو عهد بوستان سالخورده استوار
میر عادل بوالمظفر شاه با پیوستگان ‌ ‌ شهریار شهرگیر و پادشاه شهردار

هرکرا اندر کمند تاب خورده افگند   گشت نامش بر سرون وشانه درپش نگار
هرچه زین سود نخ کردازسوئے دیگر هدیه داد   شاعران را بالگام وزایران را بافسار

داستاد فرخی را در بلاغت و فصاحت بے نظیر شمرده اند و کتاب ترجمان البلاغت در صنائع شعراز جمله مؤلفات اوست و سخن او را فضلا باستشهاد میاورند و دیوان فرخی درماوراءالنهر شهرتے دارد وحالا در خراسان مجهول و متروک است۔

ذکر امیر معزی رہ

از اکابر و فضلاست و مدتے تحصیل علوم کرده و مرتبه دانشمندی حاصل نموده و در علم شعر سرآمد روزگار خود بوده اصلش از ولایت نساست ابتدای حال سپاهی بوده و در خدمت سلطان ملک شاه از خراسان باصفهان افتاد و اورا مرتبه امارت دست داد نظامی عروضی سمرقندی که مؤلف کتاب چهار مقاله است میگوید که بسے بافضلا و اکابر صحبت داشتم در مروت و عقل و رائے و ظرافت طبع مثل امیر معزی ندیدم اول شهرت امیر معزی و تعین ملک الشعرائی او در درگاه سلطان ملک شاه آن بود که شب عید سلطان و ارکان دولت جهت رؤیت هلال عید بربام قصر برآمدند و بشکل تمام شکل هلالے مرئی میشد تا اکابر و اعیان جمله از دیدن ماه عاجز شدند ناگاه چشم سلطان برماه افتاد و به اشارت انگشت مبارک بتمام اکابر نمود و از غایت بهجت و سرور بامیر معزی مثال داد که درین محل شعرے بعرض رساند شامل بر این صورت ایشان بدیهه این رباعی انشا کرد و ماه نو را بچهار تشبیه مطلق بیان کرد رباعی

اے ماه کمان شهریارے گوئی   یا ابروی آن طرفه نگاری گوئی
نعلے زده از زرعیاری گوئی   در گوش سپهر گوشواری گوئی

سلطان آن را پسند فرمود و مرتبه امیر معزی روے در ترقی نهاد تا بدان جا که سلطان رساله روم بدان فرمود گویند چهار قطار شتر تمامش باصفهان آورده و دیوان امیر معزی مشهور و متداول است وخاقانی معتقد اوست و منکر رشید وطواط و امیر معزی قصیدهٔ ذوقافیتین رانیکو گفته و شعرا بیشتر شعر آن قصیده را تتبع کرده اند و مطلع آن قصیده این است۔

اے تازہ ترا از برگ گل و تازہ بہ بر | پروردہ ترا دایۂ فردوس به بر

امیر معزی از امیر عنصری محکم تر گفته است۔

تا باد خزان حله برون کرد ز گلزار | ابر آمد و پیچید قصب بر سر کهسار

اما سلطان جلال الدین ملک شاه ولیعهد امیر شجاع الب ارسلان است و خلاصهٔ دودمان سلجوقی بوده روزگار در دولت او چون عروسی بود آراسته و خلایق رفاهیتی که در عهد او دیده اند از زمان آدم الی یومنا هذا در هیچ عهد نشان نداده اند گویند که در حرمین شریفین خطبه بنام ملک شاه خواندند و از عنایت الهی در حق سلطان ملک شاه یکی آن بوده که وزیری همچون خواجه دنیا و آخرت نظام الملک بدو ارزانی داشت که بعلم و عدل و خیرات مثل او وزیری نشان نداده اند و سلطان در آخر دولت عمر خود بر خواجه متغیر شد و ترکان خاتون که حرم بزرگ سلطان بود بتربیت ابوالغنایم تاج الملک قاسمی مشغول شده از سلطان برائی او وزارت بستد و یک سال و چهار ماه تاج الملک باستحقاق وزارت کرده خواجه مصادره ها میداد و تحمل میکرد تا وقت یورش بغداد در حدود نهاوند ملاحده خواجه را بدرجه شهادت رسانیدند و در وقت وفات این قطعه بسلطان فرستاد۔

چل سال بالطاف تو اے شاه جوانبخت | زنگ ستم از چهرهٔ آفاق ستردم
طغرای نکونامی و منشور سعادت | پیش ملک العرش بتوقیع تو بردم
چون شد ز قضا مدت عمرم نود و شش | در حد نهاوند ز یک زخم بمردم
بگذاشتم آن خدمت دیرینه بفرزند | او را بخدا و بخداوند سپردم

و عزل خواجه نظام الملک بر سلطان ملک شاه مبارک نیامده و ناگاه در اثنائے آن حال در حوالی بغداد بجوار حق پیوست بعد از شهادت خواجه چهل روز امیر معزی حسب الحال این رباعی انشا کرد۔ رباعی

نشناخت ملک سعادت افسر خویش | در منقبت وزیر خدمت گر خویش
بگماشت بلاسے تاج بر لشکر خویش | تا در سر تاج کرد تاج سر خویش

وله

رفت در یک مه بفردوس برین دستور پیر | شاه برنا در پے او رفت در ماهی دگر

اے دریغا آن چنان شاہے دلیرے اینچنین — قہر یزدانی ببین و عجز سلطانی نگر

وکان ذالک فی شہور سنہ اثنی و ثمانین و اربعمائۃ عمر سلطنتہ ۳۰

ذکر نظامی عروضی سمرقندی

مردے از اہل فضل بودہ و طبعے لطیف داشتہ از جملہ شاگردان امیر معزی است و در علم نجوم ماہر بودہ کتاب داستان ویس و رامین نظم آوردہ گویند کہ این داستان را شیخ بزرگوار نظامی گنجوی نظم کردہ قبل از خمسہ و کتاب چہار مقالہ از تصانیف نظامی عروضی است و آن نسخہ ایست مفید در آداب معاشرت و حکمت عملی و آئین خدمت ملوک و غیر ذالک و این بیت از داستان ویس و رامین از نظم عروضی آوردہ میشود تا وزن ابیات آن نسخہ معلوم باشد۔

ازان گویند آرش را کمان گیر — کہ از آمل بمرو انداخت او تیر

و این حقیقت حال آن است کہ آرش برادرزادہ طہمورث است اقالیم را قسمت کردہ اند و آن دیواریست کہ حالا اثر و ظلال آن باقیست از حدود آمل تا ابیورد و مرو و الفرات چون تا حدود فرغانہ و خجند ملک شد و آرش از عم التماس کردہ یک تیر پرتاب در قسمت ملک عم از او مضایقہ نکرد و عم یک تیر پرتاب بدو دادہ و حکما تیرے مجوف کردہ از سیماب و ادویہ پر کردہ اند تا در وقت طلوع آفتاب مقابل آفتاب انداختہ و حرارت آفتاب آن را جذب کردہ از آمل تا بمرو رسید و در بعضے تواریخ این صورت نوشتہ اند و این حالت عقل دور مینماید کہ تیرے مستعمل چہل مرحلہ برود اما شیخ آذری در جواہر الاسرار میآورد کہ شیخ ابو علی سینا این صورت را منکر نیست کہ از حکمت دور نیست تاویل آن است کہ آمل دہی است در یک فرسنگی مرو آمل نام ہمچنان کہ دہی است در سمرقند سبزوار نام و در خوارزم دہی است بغداد نام۔

ذکر امیر ناصر خسرو رہ

اصل او از اصفہان است و در باب او سخن بسیار گفتہ اند بعضے گفتہ اند موحد و عارف است و بعضے طعن میکنند کہ طبیعی و دہری بودہ مذہب تناسخ داشتہ والعلم عند اللہ بہمہ حال مردے حکیم و

فاضل واہل ریاضت بودہ و تخلص حجۃ میکنند چہ اورا در آداب بحث با علما و حکما بسیار بود حجۃ و برہان محکم داشتہ و در اوّل حال از اصفہان بگیلان و رستمدار افتادہ و مدتے با علمای آنجا بحث کردہ قصد او کرد ناچار بطرف خراسان گریخت و بصحبت شیخ المشائخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز مشرف شد و شیخ را از روئے کرامت احوال او معلوم شدہ بود و با اصحاب گفتہ کہ فردا مردے حجتی بدین شکل و صفت بدینجا خواہد رسید اورا اعزاز و احترام نمایند اگر امتحانے از علوم ظاہر درمیان آورد بگوئید شیخ نامردے دہقان و امی است و آن شخص را پیش من آرید چون حکیم ناصر بدر خانقاہ رسید مریدان بفرمودہ شیخ عمل کردہ اورا بخانہ شیخ اورا اعزاز و اکرام فرمود حکیم ناصر گفت اے شیخ بزرگوار میخواہم ازین قیل وقال درگذرم وپناہ باہل حال آورم شیخ تبسمی کرد و گفت اے سادہ دل بیچارہ تو چگونہ با من بصحبتے توانی کرد سالہا است اسیر عقل ناقص ماندہ و من اوّل روز کہ قدم بدرجہ مردان نہادم سہ طلاق برگوشہ چادر این مکارہ بستہ ام حکیم گفت چگونہ شیخ را معلوم شد کہ عقل ناقص است بلکہ اوّل ما خلق اللہ العقل گفتہ اند شیخ فرمود کہ آن عقل انبیاست دلیرے دران میدان مکن کہ عقل ناقص عقل تو و عقل پور سینا است کہ ہر دو بدان مغرور شدہ اید و دلیل بر آن قصیدہ است کہ دوش گفتہ و پیدا اشتہ کہ ہر کان کن فکان عقل است غلط کردہ کہ آن گوہر عشق است فی الحال بزبان مبارک شیخ مطلع آن قصیدہ گذرانیدہ شد و مطلع آن قصیدہ این است ۔

بالائے ہفت طاق مقرنس دو گوہرند کز کائنات و ہرچہ درو ہست برترند

حکیم چون آن فراست از شیخ بدید مبہوت شد چہ این قصیدہ را ہم دران شب نظم کردہ بود و ہیچ اثرے ہنوز را بدان اطلاع نبود و اعتقاد و اخلاص او باستانہ شیخ درجہ عالی یافت و چندوقت در خدمت شیخ روزگار گذرانید و بریاضت و تصفیہ باطن مشغول شد اما شیخ اورا اجازت سفر دادہ بجانب خراسان آمد و از علوم غریبہ و تسخیر سخن گفت علمائے خراسان بقصد او برخواستند و دران اوان قاضی القضاۃ ابوسہل صعلوکی امام و بزرگ خراسان بود در نیشاپور میبود حکیم را گفت تو مرد فاضلی و غریبی و چون امتحان بسیار میکنی سخن تو بلندتر واقع شدہ چنین کہ ملاحظہ میکنم علمای ظاہر خراسان قصد تو دارند صلاح در آنست کہ ازین دیار سفر اختیار کنی حکیم از نیشاپور فرار نمودہ به بلخ افتاد و آنجا چیزے متواری میبود و در آخر حالی بکوہستان بدخشان افتاد و این قصیدہ در شکایت اہل خراسان گوید ۔

بنالم بتو ای قدیم و قدیر — ز اہل خراسان صغیر و کبیر
چه کردم که از من رمیده شدند — همه خویش و بیگانه خیر و خبیر
مقرم بفرمان پیغمبرت — نه انباز گفتم ترا نه نظیر
بامت رسانیم پیغام تو — محمد رسولت بشیر و نذیر
قرآن را به پیغمبرت ناورید — مگر جبرائیل آن مبارک سفیر
مقرم بحشر و بمرگ و حساب — کتابت زبر دارم اندر ضمیر

واین قصیده ایست مطول که اعتقاد خود بیان میکند چون مطلع قصیده اول بزبان مبارک شیخ ابوالحسن گذشته از باقی قصیده چند بیت نوشته خواهد شد۔

پروردگان دایهٔ قدس اند در قدم — گوهر نیند گرچه باوصاف گوهرند
بیبال در مشیت سفلی کشاده بال — بے پر بر آشیانهٔ علوی همی پرند
از نور تا بظلمت و از اوج تا حضیض — از باختر بخاور و از بحر تا برند
هستند و نیستند و نهانند و آشکار — هم بے توانند و با تو بیک خانه اندرند
بے دانشان اگرچه نکوهش کنند شان — آخر مدبران سپهر مدورند

وبعد در بیان نفس کل و عقل کل چند بیت در نکوهش اہل روزگار میگوید۔

گوئی مرا که جوهر دیوان ز آتش است — دیوان این زمان همه از گل مخمرند
جز آدمی نزاد ز آدم درین جهان — اینها ز آدمند چرا جملگی خرند
دعوی کنند آنکه براهیم زاده ایم — چون نیک بنگری همه شاگرد آزرند
در بزمگاه مالک و طوف زبانی اند — این ابلهان که در طلب حوض کوثرند
خود بهشتی کجا بود که دران جا برادران — از بهر لقمه همه خصم برادرند
ان سنیان که سیرتشان بغض حیدرست — حقا که دشمنان ابوبکر و عمر اند
وآنانکه نیستند محبان اہل بیت — مومن مخوانشان که بکافر برابرند
گر عاقلی ز هر دو جماعت سخن مگوی — بگذارشان بهم که نه سلطان نه قیصرند
هان تا ازان گروه نباشی که در جهان — چون گاو میخورند و چو گرگان همی درند

نہ کافرے بقاعدہ نہ مؤمنی بشرط　　　ہمسایگان من نہ مسلمان نہ کافراند

و دیوان امیر ناصر خسرو سی ہزار بیت باشد مجموع حکمت و موعظہ و سخنان محکم و متین و کتاب روشنائی نامہ در نظم و کنز الحقایق در نثر اوراست و ظہور حکیم ناصر خسرو در روزگار سلطان محمود غزنوی بودہ و معاصر شیخ الرئیس ابوعلی سینا بودہ و گویند ہر دو باہم صحبت داشتہ اند اما سخن عوام است و در ہیچ نسخہ و تاریخ ندیدہ ام و قبر حکیم ناصر خسرو در درۂ یمگان است از اعمال بدخشان و مردم کوہستان بامیر ناصر خسرو اعتقاد بلیغ است بعضے اورا سلطان مینویسند و بعضے شاہ و بعضے امیر و بعضے گویند کہ سید بودہ و آنکہ میگویند چندگاہ در طاق کوہ نشستہ و ببوئے طعام زندہ ماندہ سخن عوام است اعتبارے ندارد و این ضعیف این حالت را از شاہ شہید سلطان محمد بدخشی سوال کردم فرمود کہ اصلی ندارد و وفات حکیم در شہور سنہ احدی و ثلاثین و اربعمائۃ بودہ۔

ذکر عمعق بخاری رہ

از شعرائے بزرگ است و در زمان سلطان سنجر بودہ و قصہ یوسف را نظم کردہ است کہ در دو بحر توان خواندن استاد رشید وطواط سخنان اورا در حدایق السحر باستشہاد میاورد و معتقد اوست و حمید بن عمعق پسر اوست کہ در روزگار سوزنی بودہ و سوزنی را ہجو کردہ این قطعہ حمید راست۔

دوش در خواب دیدم آدم را　　　دست حوا گرفتہ اندر دست
گفتمش سوزنی نبیرہ تست　　　گفت حوا بسہ طلاق ہست

و عمعق را در شیوۂ مرثیہ گفتن ید بیضاست و ابوطاہر خاتونی در تاریخ آل سلجوق میگوید کہ چون ماہ ملک خاتون دختر سلطان سنجر درگذشت کہ در حبالۂ سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ بود و سلطان سنجر از وفات او بسیار تنگدل شد و عمعق را از انجا طلب کرد تا مرثیہ خاتون بگوید چون عمعق آمد پیر دعاجز و نابینا بود و از قصیدہ مطول استعفا خواست و این ابیات بگفت و این واقعہ در فصل بہار بود۔

ہنگام آنکہ گل دمد از صحن بوستان　　　رفت آن گل شگفتہ و در خاک شد نہان
ہنگام آنکہ شاخ شجر نم کشد ز ابر　　　بے آب ماندہ نرگس آن تازہ بوستان

این مرثیہ را عمعق نیکو گفتہ و ایراد مجموع آن مشکل است اما مناقب و مآثر سلطان سنجر انار اللہ

من الشمس است ہفتاد و شش سال عمر یافت پادشاہے بود صاحب دولت و درویش دوست و عادل سیرت و فرشتہ طاعت مدت شصت سال باستقلال سلطنت ایران و توران کرد بیست سال بنیابت پدر و برادران و چہل سال بالانفراد و استبداد صاحب تاریخ آل سلجوق گوید کہ من در راوگان در ملازمت سلطان بودم معاینہ مشاہدہ کردم کہ کنجشکے بر شامیانہ سلطان آشیانہ کردہ بود و بیضہ نہادہ چوں وقت رحلت از آن منزل رسید کہ سلطان فراشی را متعہد شامیانہ گذاشت تا وقتیکہ آں کنجشک بچہ پرورد و بپراند سائبان را فرو نیارد و محافظت نماید. غرض کہ پریشانی کنجشک روا نداشت لاجرم ذکر او باقی ماندہ و خواہد ماند شعر

عدل کن زانکہ در ولایت دل　　در پیغمبری زند دل

اما از شعرا بزرگ کہ در دور سلطان سنجر بودہ اند و مدح سلطان گفتہ اند و صلہ و تربیت یافتہ ادیب صابر است و رشید وطواط و عبدالواسع جبلی و فرید کاتب و انوری خاوری و ملک عماد زوزنی و سید حسن غزنوی و مہستی وغیرہ کہ محبوبہ سلطان و ظریفہ روزگار بودہ نقل است کہ شبے در مجلس سلطان بود چون بیرون آمد سلطان استفسار ہوا میکرد برف مے بارید مہستی این رباعی را بدیہہ نظم کردہ بعرض رسانید۔

شاہا فلکت اسپ سعادت زین کرد　　وز جملۂ خسروان ترا تحسین کرد
تا در حرکت سمند زرین نعلت　　بر گل ننہد پائے زمین سیمین کرد

سلطان را این رباعی بسیار خوش آمد و من بعد مہستی مقرب حضرت سلطان شد اما مولینا فاضل ابی سلمان بن ذکریا کوفی در کتاب التالیم آوردہ کہ چون سلطان سنجر بغداد را مستخلص ساخت قصد سامرہ کرد و در جامع سامرہ غارے است کہ زعم شیعہ آنست امام محمد مہدی از آن غار خواہد خروج کرد و ہر جمعہ بعد از ادار صلوۃ اسپے ابلق بازین طلا بر در غار مترصد نگاہ دارند و گویند یا امام بسم اللہ سلطان چون این حال مشاہدہ کرد و کیفیت پرسید اسپے دید بغایت رعنا و بے نظیر پای بر آن مرکب نہاد و سوار شد و گفت این اسپ بدست من امانت است ہرگاہ کہ امام خروج کند تسلیم کنم این صورت بر سلطان مبارک نیامد و این بے حرمتی ہر چند از ظرافت طبع سلطان خوش نمود اما پسندیدہ نداشتند و در آخر دولت معاش ادرار علما و مواجب و وظیفہ صلحا را بربست و این نیز سبب زوال دولت شد و غزان بر و خروج

کردند مدتے محبوس و مقید بود و اکثر ولایات و ممالک خراسان و ماوراء النهر و عراقین بلکه اکثر معمورهٔ عالم در آن غوغا خراب و بے آب شد امیر خاقانی در آن وقایع میگوید۔

آن مصر مملکت که تو دیدی خراب شد ۔ و آن نیل مکرمت که شنیدی سراب شد
گردون سر محمد یحیی بباد داد ۔ محنت نصیب سنجر مالک رقاب شد

و امام محمد یحیی نیشاپوری تلمیذ امام غزالی است و سرآمد علمائے روزگار بوده غزان او را اشکنجه کشیدند و بعقوبت هلاک کردند و سلطان بعد از آن که از قید غزان خلاص یافت پیر و فرتوت شده بود و از دهم ربیع الثانی سنه اثنی و خمسین و خمسمائه در مرو بجوار حق پیوست و در وقت وفات این قطعه نظم کرد قطعه

بزخم تیر جهان گیر و گرز قلعه کشای ۔ جهان مسخر من شد چو تن مسخر رای
بسے قلاع گشودم بیک فشردن دست ۔ بسے مصاف شکستم بیک فشردن پای
چو مرگ تاختن آورد هیچ سود نداشت ۔ بقا بقائے خدا است و ملک ملک خدائے

ذکر امیر قطران بن منصور ترمذی

ترمذی از جمله استادان شعر است انوری شاگرد او بوده و ترمذیست اما در بلخ میبوده است و دیوان او در عراق عجم مشهور است و در قوس نامه نسخه نظم کرده است بنام امیر محمد بن قماج که در روزگار سلطان سنجر والی بلخ بوده و رشید سمرقندی و رودکی و لوامعی و شمس سمکش و عمد نانی و پسر خجانه و اکثر شعرای بلخ و ماوراء النهر شاگرد قطران بوده اند و در آخر حال قطران بعراق افتاد و آنجا اقامت کرد و در علم شعر ماهر و صاحب تصانیف است و رشید وطواط میگوید که من در روزگار خود قطران را شاعر مسلم دارم و باقی را شاعر نمیدانم قطران در اشعار مربع و مخمس و ذوقافیتین و تجنیس و غیر ذالک بسیار گفته این ترجیع ذوقافیتین او راست۔

یافت از این دریا دگر بار ابر گوهر بار بار ۔ باغ و بستان یافت دیگر زابر گوهر بار بار
چون ز بار ابر پوشش هر زمان این زمین خرم شود ۔ بر زمین هر دم ز چشم خویش گوهر بار بار
هر کجا گلزار بود اندر جهان گلزار شد ۔ مرغ شبگیران سرایان بر سر گلزار زار

باد بفشاند ہمی بر سنبل و عنبر عبیر ‌ ‌ ابر بفروزد ہمی بر لالہ و گلنار نار
تا ثمر گشت از صبا پر چین چو پر باز باز ‌ ‌ باغ بفزود اندرو چون لعبت طناز ناز
چون بطرف جوئے بنماید گل غنچہ روئے روئے ‌ ‌ جائے با معشوق میخوردن کنار جوئے جوی
بردہ از مرجان بگونہ لالہ نعمان سبق ‌ ‌ بردہ از مطرب بدستان بلبل خوشگوئے گوئے
بستد از یاقوت و بسد لالہ گلنار رنگ ‌ ‌ یافت از کافور و عنبر خیری و شب بوئے بوئے
از نسیم سنبل و گلگشت چون قرقیر باغ ‌ ‌ وز دم زلف بت من گشت چون مشکوئے کوئے
چشم من چون چشمہ اموی گشت از ہجر او ‌ ‌ تن بخون در خون میان چشمہ آموے موئے
کوز گردد بر سپہر از عشق او ہر ماہ ماہ ‌ ‌ خون دل ہر شب کند زین چشم من بیراہ راہ

ولہ

اے بخوبی بر بتان کابل و کشمیر میر ‌ ‌ ماندم از بس کاوری در وعدہا تاخیر خیر
ہست مردم را شب و شبگیر روئے موئے تو ‌ ‌ موئے را شب کن قیاس و روے را شبگیر گیر
لالہ سرخی یافتہ قسم از تو ہنگام بہار ‌ ‌ آبے از من یافتہ زردی بماہ تیر تیر
غمزۂ تو بیدلان را دل بدوزد بر جگر ‌ ‌ ہمچو خسرو بر زحل دوزد بنوک تیر تیر
بوالجلیل آن روئے گیتی زو شدہ موجود جود ‌ ‌ جعفر آنکش چوب گشت از طالع مسعود عود

ذکر فصیحی جرجانی

از جملہ ملازمان عنصر المعالی کیکاوس ابن اسکندر بن قابوس است و قصہ وامق و عذرا را بنظم آوردہ و بسیار خوب گفتہ است و من ورقی چند ازان دیدم ابتر در ہوس باقی بودم نیافتم و این بیت را ازان داستان یاد داشتم نوشتم و او دران داستان حال خود و ذکر ایام دولت خاندان ملک قابوس را یاد میکند و از غایت تاسف این بیت میگوید ۔ بیت ۔

چہ فرخ درختے کہ از ہمتش ‌ ‌ بمیرد بپایئے ولی نعمتش

اما امیر کیکاوس نبیرۂ پادشاہ قابوس است مردے اہل فضل بودہ و کتاب قابوس نامہ را او تصنیف کردہ و ہفت سال ندیم مجلس سلطان سعید مودود بن مسعود بن محمود غزنوی بودہ است

ودر آخر عمر روی از دنیا گردانید ودر گیلان بطاعت و عبادت مشغول شد واو را هوس غزا در دل افتاد همراه امیر ابوالسواد که والی گنجه وبردع بوده بغزاے گرجستان رفت وآنجا بسعادت شهادت رسید در حالتے که زخم دار شده بود نزدیک بمرگ رسید این قطعه گفت

یکاوس اے عاجز گرداب اجل را | آهنگ شدن کن کاجل از بام درآمد
روزت بنماز دگر آمد بهمه حال | شب زود درآید چو نماز دگر آمد

ذکر فرخاری رہ

فرخار موضعیست در بدخشان فوق طالقان وفرخار نام درولایت ختلان موضعی دیگر نیز هست درمیان خطاو کاشغر ولایتے ست فرخار نام غالباً فرخاری که شعرا اوصاف هوا وخوبان انجا را کرده اند فرخار ترکستان است چنانچه سلمان ساوجی این بیت میگوید بیت

بت فرخار ندیدیم بدین حسن وجمال | بت ماچین نشنیدیم بدین شیوه وحال

معلوم نیست که فرخاری از کدام فرخار بوده است واو راست بیت

اسبے دارم که هرگز ایزد | قانع تر از او نیا فریند
تا روز زعشق جو همه شب | از خرمن ماه خوشه چیند
گفتند که جو نماند از این غم | می خواهد و تعزیت گزیند
پوسیده پلاس و پاره کاه | می خواهد تا درو نشیند

ذکر ابوالعلائی گنجوی رہ

اورا استاد الشعراے نویسند ودر روزگار شیروان شاه کبیر جلال الدنیا والدین اخستان منوچهر ملک الشعرا ملک شیروان ومضافات آن بوده عظیم الشان صاحب جاه بوده است وخاقانی وفلکی شیروانی هر دو شاگرد او بوده اند وخواجه حمدالله مستوفی قزوینی در تاریخ گزیده میآورد که ابوالعلا دختر خود را بخاقانی داد وفلکی را نیز هوس داماد اے استاد بود چون دست نداد برنجید میخواست که ترک سفر کند استاد جهته رضاے او بیست هزار درم بدو بخشید وگفت اے فرزند این بها پنجاه کنیزک ترکیست

که بهمه بهتر از دختر ابوالعلا ینه فلکی بدان راضی و خوشنود شد و چون خاقانی جاه و شهرت یافت نخوت کرد و با استاد التفات نمیکرد ابوالعلا این ابیات در هجو او گوید۔

تو اے افضل الدین اگر راست پرسی بجان عزیزت که از تو نشادم
ور وگر پسر بود نامت بشروان بخاقانیت من لقب برنهادم
بجائے تو بسیار کردم نکوئی ترا دختر و مال و شهرت بدادم
چرا حرمت من نداری که من خود ترا هم پدر خوانده هم اوستادم
بمن چند گوئی که گفتی سخنها کز ایشان سخنها نباشد بیادم
بگفتم بگفتم بگفتم بگفتم بکردم بکردم نکردم نکردم

اما ملک منوچهر چراغ دودمان سلاطین شروان بوده است شعرا را دوست داشتے و علما و فضلا در مجلس او محترم بودندے کرم و صیت بزرگی او در آفاق منتشر شد و شعرا اطراف بخدمتش مایل شدند و در عهد او چند شاعر بزرگ در شیروان اجتماع داشتند مثل شیخ بزرگ شیخ نظامی گنجوی و ابوالعلا و فلکی و خاقانی و سید ذوالفقار و شاهفور و قاضی ابوسعید عبدالله بیضاوی و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میاورد که ملوک شروان از نسل بهرام چوبین اند و بهرام بچند پشت به اردشیر بابکان میرسد۔

ذکر ملک عماد زوزنی رہ

بسیار فاضل و دانشمند بوده در علم شعر شاگرد سید حسن غزنویست مدت مدید شاعری کرده روزے در حالت سیاحت بطوس افتاد و او را ذوق صحبت حجۃ الاسلام محمد غزالی پیدا شد و بے وسیلہ نتوانست بصحبت امام رفتن این قطعه را نظم کرده بزیارت امام رفت۔

خرد را دوش میگفتم که این گمنام کی کی شد از غوغای شیطان وز سودائے هوا خالی
خرد گفتا عجب دارم که میدانی و میپرسی بعهد علم غزالی بعهد علم غزالی

امام را چون چشم بر ملک افتاد از روئے فراست دریافت که صاحب کمال و مدرک است۔ گفتش اے یار نیکو خصال چنین که شعر و منظر و سیرت تو زیبا ست چرا بتصفیه باطن و عمارت دل نکوشی تا از ابرار باشی عار نداری که فردا قیامت ترا از زمرۂ الشعراء یتبعھم الغاؤن شمارند ملک را این سخن موثر افتاد

وردے درویش پیدا شد وبدست امام توبه کرد و بعبادت وعلم وتهذیب اخلاق مشغول گشت واز امام درخواست کرد املاک وجهات خود که میراث یافته بود وقف علما وزهاد کند امام منع فرمود که گرد این آرزو مگرد که رعونتے ازین حسنات در دل تو پیدا شود که ماحی جهد وکوشش تو شود پس ملک امام را گفت چه کنم این جهات را امام گفت بسر آن مرو هر که خواهد قبول کند ملک همچنان کرد والله اعلم۔

طبقهٔ دویم در ذکر بیست فاضل است

ذکر حکیم ارزقی ره

بسیار فاضل بوده او را حکیم مینو لیسند از مرد است ظهور او در روزگار سلطان طغان شاه سلجوقی بود که در خاندان سلجوق از او مستعد تر پادشاہے نشان نداده اند چند تصنیف بنام طغان شاه پرداخته فخر بناکتی در تاریخ خود میآورد که طغان شاه را قوت رجولیت کمتر بود اطبا و حکما روزگار بسیار جهد نمودند مفید نیامد حکیم ارزقی کتاب الفیه وشلفیه تالیف کرد تا هرگاه سلطان دران کتاب وتصنیف وتصویران نظر کردے قوت شهوانی در حرکت آمدی وبدین وسیله ارزقی صاحب جاه وندیم مجلس خاص شد صاحب کتاب چهار مقاله گوید روزے طغان شاه نرد میباخت وچندانکه سه شش می خواست سه یک میآمد سلطان ازین صورت متغیر شد حکیم ارزقی این رباعی بدیهه انشا کرد۔

گو شاه سه شش خواست سه یک زخم افتاد
تا ظن نبری که کعبتین داد نداد
شش چون نگریست حشمت حضرت شاه
از هیبت شاه روئے بر خاک نهاد

اما سلطان طغان شاه پادشاہے نکوصورت پاک سیرت بود مقر سلطنت او در نیشاپور بوده است چهار باغے وقصرے در نیشاپور ساخته بنام نگارستان وامروز آن موضع از محلات شهر نیشاپور است و اطلال آن قصر را طل طغان شاه میگویند وسلطان طغان شاه در اوان جوانی با ابراهیم بن نیال مصاف کرد وبدست او گرفتار شد وآن روسیاه کور باطن چشم جهان بین او را آسیب رسانید واو در حسرت چشم خود این بیت بگفت۔

در فنون علوم بهره تمام داشت و اورا یکے از استادان مے دانند و در شاعری اورا انواع فضایل است و اشعار او بیشتر بر طریق لغز واقع است و این صنعت اورا مسلم است و در مناقب سلطان الاولیا و برهان الاتقیا علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثنا چند قصیده دارد جمله مصنوع و متین اما آنچه شهرت دارد و اکثر شعرا در جواب آن اقدام نموده اند اینست بیت

بال مرصع بسوخت مرغ ملمع بدن　　　اشک زلیخا برینخت یوسف گل پیرهن

و اکابر مطلعها درین باب گفته اند غالباً در صفت طلوع آفتاب بدین سیاق نگفته باشند و بعضے صفت غروب آفتاب نیز گفته اند و جواب اکابر مر این قصیده را در ذیل ذکر فضلا خواهد آمد و شیخ ابوالمفاخر نزد سلاطین و حکام قولی تمام یافته اما صاحب تاریخ سلجوقی میگوید که سلطان مسعود بن محمد ابن ملک شاه در ولایت رے بوقت عزیمت مازندران نزول کرد و لشکریان او در مزارع اهالی ری چهارپا گذاشتند و بے رسمی و بے ضبطی میکردند ابوالمفاخر این قطعه بسلطان فرستاد و لشکریان را از خرابی منع و زجر نموده قطعه این است قطعه

ای خسروے که سایس حکم بر تو فلک　　　برتر ز طاق طارم کیوان نشسته است
لطفت باستین کرم پاک مے کند　　　گردے که بر صحیفه دوران نشسته است
بر تخت ری تو ساکنی و از حکم نافذت　　　در ملک چین بمرتبه خاقان نشسته است
شاها سپاه تو که چو مورند و چون ملخ　　　برگرد نخل و دانهٔ دهقان نشسته است
باران عدل بار که این خاک سالها است　　　تا بر امید وعده باران نشسته است

اما سلطان غیاث الدین ابوالفتح محمد بن ملک شاه پادشاهے دیندار موید موفق سعادت مند بود میان او و برادرش برکیارق خصومت افتاد و برکیارق دران حین فوت شد و سلطنت ایران بر محمد قرار یافت دوازده سال بعدل و داد و تعظیم علما گذرانید و در دین و مذهب و ملت صلب بوده و در هر جا بد مذهبی نشان دادندے در استیصال او کوشیدے و از حقوق او بر اسلام و اسلامیان یکے آنست که در قلع و قمع ملاحده کوشید و قلعه شاه دز را فتح کرد و عبد الملک بن عطاش را فرود آورد و بر گاوے نشاندند و در بازار و محلات اصفهان بگردانیدند و آخر بزار زارش هلاک گردانیدند و مسلمانان اورا درین کار خیر دعا کنند و چنین گویند که عبد الملک ملحد علم رمل را نیک دانستے وقتیکه سلطان قلعه را محاصره کرد۔

بسلطان نوشت که درین هفته عظمت وشوکت من در اصفهان مرتبه شود که بوصف در نگنجد خواص وعام برمن گرد آیند و مامور من باشند وبعد از هفته گرفتار شد وآن چنان که ذکر رفت به گادے تشهیرش کردند سلطان بدو گفت اے بدبخت حکم تو کارگر نشد عبد الملک گفت آنچه من حکم کردم ظاهر شد اما بر طریق فضیحت نه بر طریق حکومت سلطان تبسم کرد وگفت اے بدبخت انشاء الله که حکم مخدومان تو در الموت نیز بدین نوع کارگر آید سلطان سوگند یاد کرد که اگر خدا خواسته باشد وعمر امان دهد با خداوندان تو همه کنم که با تو کردم آخر الامر اجل امان نداد وسلطان درگذشت والا سلطان بالکل ملاحده را استیصال مے ساخت وبعد از وفات او ملاحده قوت گرفتند وفساد آن ملاعین تا روزگار هلاکوخان بمسلمانان مے رسید از شعرائے بزرگ که در زمان سلطان محمد بوده اند ابن المعانی نخاس وابو المفاخر ومنجیک وشبل الدوله بوده رحمهم الله علیهم اجمعین عمره بیست وهفت سال سلطنت دوازده سال وفات در سنه ۴۹۸ھ

ذکر ملک الشعرا خاقانی حقایقی رہ

نام او افضل الدین ابراهیم بن علی شروانیست فضل وجاه وقبول سلاطین وحکام او را میسر شده در علم بے نظیر ودر شعر استاد بوده ودر جاه مشار الیه چنانچه استادان ماهر مدح او گفته اند ودر قصیده که آن را صفیر الضمیر نام کرده این بیت میگویند۔

ز دیوان ازل منشور کاول در میان آمد امیری جمله را دادند وسلطانی بخاقانی
برائے حجت معنی براهیمے پدید آمد ز پشت آذر صنعت علی نجار شروانی

در آخر حال او را ذوق فقر وشکست نفس وصفائی باطن ظاهر دامنگیر شد واز خاقان کبیر منوچهر انار الله برهانه از ملازمت وخدمت استعفا میخواست که بخدمت اهل سلوک مشغول گردد خاقان چون دل وابسته صحبت او بود اجازت عزیمت نمے داد تا آنکه بے اجازت خاقان از شروان گریخت وبه بیلقان آمد گماشتگان شروان شاه او را گرفته بدرگاه فرستادند وخاقان او را بند فرمود در قلعه شابران مدت هفت ماه مقید ومحبوس از غایت ملالت ودل تنگی در قلعه این قصیده میگوید وحالات ترسایان ولغات واصطلاحات ایشان بیان میکند واین قصیده مشکل است وشیخ عارف آذری شرح این ابیات مشکله در جواهر الاسرار میکند وچند بیت از آن قصیده این است۔

فلک کجروترا است از خط ترسا — مرا دارد مسلسل راهب آسا
پس از تعلیم دین از هفت مردان — پس از تنزیل وحی از هفت قرا
پس از میقات حج و سعی و عمره — پس از قرآن و تعظیم و مصلا
مرا از بعد پنجه سال اسلام — ز ز بعد چون صلیبم بند برپا
دوم زنار بندم زین تحکم — روم ناقوس بوسم زین تعدا
وگر قیصر سگالد راز زردشت — کنم زنده رسوم زند و استا
بسرگین خر عیسی را ببندم — رعاف جاثلیق ناشکیبا

وچون این قصیده موقوف شرح است زیاده ازین بقلم نیامد وخاقانی بعد از حبس دیگر بملازمت مشغول نشد ودر طلب دامن گیراو شد مشرب فقر دریافت وبعزیمت حج از شروان بیرون آمده همراہے موفق التوفیق کہ کریم جہان بود جمال الدین موصلی سفر حجاز پیش گرفت واین قصیده را در راه مکه میگوید وصف بادیه میکند دچهار مطلع درین قصیده بکار داشتند که مطلع ازان قصیده است۔

سر حد بادیه است روانباش برسرش — تریاق روح کن ز سموم معطرش

ودر آخر این قصیده تخلص باسم جمالی موصلی میکند وجاه او را متین مے سازد ودرین بیت

سلطان دل خلیفه همم خانمش ازان — سلطان پدر نوشت وخلیفه برادرش

صاحب خلاصه بنا کتی میگوید که خاقانی نزد خاقان بسیار مقرب بود ودر اول حال حقایقی تخلص داشت وخاقان کبیر اورا منصب خاقانی ارزانی داشت واز لطایف او یکے آنست که نوبتے این بیت بخاقان فرستاد۔

وشقی ده که در برم گیرد — یا دوشاقی که در برش گیرم

وشق موینه التای راگویند ووشاق چهره امرد است چون خاقان این بیت مطالعه کرد حکم کشتن خاقانی کرد چون این حکم بخاقانی رسید از روئے فراست دریافت کسی را بال و پر کنده نزد خاقان فرستاد که گناه از من نیست ازان کس است که باو وشاقی را یا وشاقی ساخته خاقان دریافت باو دل خوش کرد ونازکی آن است که خاقان از خاقانی رنجیده که چرا هر دو طلب نکرده مگر در همت من قصورے دیده خاقانی باو وشاقی طلبیده که هر دو باشد همت بزرگان آن زمان چنین بوده ولطایف

طبع شعرا بدین مثابه و اکنون اگر شاعری از ممدوح خود دو خروار شلغم طلب کند حقیر ندارند و منت دارند که تخفیف تصدیع میکند. و فاضل زمان اثیر الدین اخسیکتی معاصر خاقانی بوده و از دیار فرغانه و ترکستان بآرزوئے مشاعره آهنگ خاقانی و ملک شروان کرد و در راه بخدمت سلطان السلاطین ارسلان بن طغرل پیوست و ارسلان بن طغرل او را تربیت کلی کرد و اثیر همواره معارض خاقانی میبوده سخن خود از سخن خاقانی مقدم میدانست و این قطعه را خاقانی نزد اثیر فرستاد قطعه

خرد خریطه کش خامهٔ بنان من است — سخن جنیبه بر خاطر و بیان من است
بکردگار که دور زمان پدید آورد — که دور دور منست و زمان زمان منست
منم که یوسف عهدم بقحط سال سخن — که میزبان گرسنه دلان زبان منست
بشرق و غرب رود نامهٔ ضمیرم از آنک — کبوتر فلکی پیک رایگان من است
ز راز خوانی هر ابلهی بترسم از آنک — هنوز در عدم است آنکه همقران منست
منم بوحی معانی پیمبر شعرا — که معجز سخن امروز در بیان منست
توئی که صاحب قدح منی اگر زنی — یقین کشته شوی این حرف هم آن منست

و اثیر الدین این قطعه در جواب نوشت.

گره کشائی سخن خامهٔ توان منست — خزینه دار روان خاطر روان منست
کشید زین من این دیده هلال رکاب — از آنکه شهپر روح القدس عنان منست
کنار و دامن جان چو بحر پر در شد — که در ولایت معنی گدای کان منست
من ارسلان شه ملک قناعتم زین روی — جهان ز قیصر و خاقان صد یگان منست
کمان من نکشد دست بازوی شروان — که تیر چرخ یکی انداز از کمان منست
ز من قرین وجودم سفر بود گفتن — هنوز در عدم است آنکه همقران منست
زبان زمان چو زمین گر چو خرد بخش است — محال باشد گفتن ز تو زبان زبان منست
وگرنه پاک هنر میسر آید این دعوی — بحکم عقل سجل میکنم که آن من است

و میان اثیر و خاقانی معارضات بسیار است و هر دو فاضل و دانشمند و خوش گوئی بوده اند
وفات خاقانی در شهر تبریز بوده در شهور سنه اثنین و ثمانین و خمسمایه و در سرخاب تبریز آسوده است و قبر

او الیوم مشہور و متقرر است قبر افضل الزمان ظہیر الدین طاہر بن محمد فاریابی رہ و ملک الشعرا شاہفور بن محمد اشہری نیشاپوری ہر دو در پہلوئے خاقانیست رہ اما سلطان مغیث الدین ارسلان بن طغرل بادشاہ ظریف طبع و معاشر بود شعرا را دوست داشتے و ہموارہ مجلس او از حضور شعراو ندما خالی نبودے صاحب تاریخ آل سلجوق آوردہ است کہ یک روز عید سلطان در ہمدان سوار شد بعزم عیدگاہ و دران عید حاضر بودم و بر سر راہے کہ موکب سلطان گذشت حساب کردم ہفت ہزار سوار کتاب دیبا پوش شمردم کہ ہمراہ سلطان بعیدگاہ میرفتند و در عہد او جامۂ ابریشمی بہای تمام یافت و سلطان بایوز و سگ شکارے ذوقے تمام یافت و گویند چہار صد یوز داشت مجموع با قلادہ زر و جل سقرلاط و ممدوح اثیر الدین اخسیکتی است و این قصیدہ را اثیر در حق او میگوید۔

بفراخت رایت حق ز تافت دست باطل　　الپ ارسلان ثانی شاہ ارسلان طغرل

وکمال الدین اسمعیل اصفہانی و خواجہ سلمان ساوجی ہر دو جواب آن گفتہ اند این بیت از کمال الدین است۔

اے در محیط عشقت سرگشتہ نقطۂ دل　　وے از فروغ رویت خوش گشتہ مرکز گل

سلمان این بیت میگوید۔

زنجیر بند زلفت زد نقطہ بر در دل　　خیل خیال خالت در دیدہ ساخت منزل

و از شعراے بزرگ کہ در روزگار الپ ارسلان بودہ اند خاقانی و ظہیر فاریابی و اثیر الدین اخسیکتی و مجیر الدین بیلقانی و کمال الدین خجندی و شاہفور نیشاپوری و ذوالفقار شروانی و سید عز الدین علوی

ذکر حکیم اوحد الدین انوری رہ

اوصاف سخنورے و فضیلت او اظہر من الشمس است از شعراء روزگار کم کسے در دانشمندے وانواع فضایل ہمتاے او بودہ اصل او از ولایت ابیورد است از دہی کہ آنرا بدنہ گویند بجنب دہنہ و آن صحرا را دشت خاوران میگویند و او در اول حال خاوری تخلص میکرد استاد او عمارۃ الناس بود کہ انوری تخلص کنند و انوری در مدرسۂ منصوریہ طوس بتحصیل علوم مشغول مے بود چنانکہ رسم است فلاکت و افلاس بر و عاید شد و بخرج الیوم فرو ماند کہ دران حالت موکب سنجرے بنواحی رادکان نزول کرد انوری در

مدرسه نشسته بود دید که مردے محتشم با غلام و اسب و ساز تمام مے گذرد و پرسید که این کیست گفتند مرد شاعر است انوری گفت سبحان الله. پایه علم بدین بلندی و من چنین مفلوک و شیوه شاعری بدین پستی داد و چنین محتشم با عزت و جلال ذو الجلال که من بعد الیوم بشاعرے که دون مراتب من است مشغول خواهم شد دران شب بنام سنجر این قصیده گفت مطلع آن اینست۔

گر دل و دست بحر و کان باشد　　دل و دست خدایگان باشد

و علی الصباح قصد درگاه سلطان کرد و قصیده را گذرانید سلطان بغایت سخن شناس بود طرز کلام او را دانست که دانشمندانه و متین است بغایت مستحسن داشت و ازو سوال کرد که ذوق ملازمت داری یا بجهته طمع آمده انوری زمین خدمت بوسه داد و گفت بیت

بجز آستان توام در جهان پناهے نیست　　سر مرا بجز این در حواله گاهے نیست

سلطان مشاهره و جاگی و ادرارش فرمود و دران سفر تا مرد ملازم درگاه بود و دران سفر چند قصیده عرض کرد مثل این که مطلع آنست۔

باز این چه جوانی و جمال است جهان را　　و این حال که نو گشت زمین و زمان را

و این قصیده مشکل است و محتاج شرح و بغایت این قصیده را خوش گفته و انوری در علم نجوم سرآمد روزگار خود بود چنانچه مفید در نجوم و چند نسخه دیگر تالیف کرده چنین گویند که از خاک خاوران چهار بزرگ فاضل خواسته اند که مجهم ایشان نبوده چنانچه درین باب گفته اند بیت

تا سپهر عبیت گردان شد بخاک خاوران　　تا شبانگاه آمدش چار آفتاب خاوری

خواجه چون بوعلی شادان وزیر نامدار　　عالمے چون اسعد مهنه زهر شیئے بری

صوفی صافی چو سلطان طریقت بوسعید　　شاعر قادر چو مشهور خراسان انوری

اما خواجه ابو علی احمد شادان خاوری وزیر طغرل بیگ بن میکائیل سلجوقی بوده مردے دانشمند عاقل مدبر کاردان بود و خواجه نظام الملک در اول حال ملازم او بوده و گویند که خویشاوند اوست و خواجه نظام الملک را بعد ازان که از وزارت استعفا خواست بواسطه پیری و ضعف بجائے خود بوزارت الب ارسلان از نظام الملک کفایتی و کارے نیکو دیدے بروح خواجه ابو علی دعاء خیر کردے اما استاد اسعد مهنه از فحول علما بوده و در مجلس سلطان محمد ابن ملک شاه با امام محمد الاسلام

ابو حامد محمد غزالی مناظره کرد و علما خراسان تقویت استاد اسعد کردند و در مجلس سلطان محمد اول سوائے کہ برا امام کرد این بود گفت که تو مذهب حنفی داری یا شافعی امام در جواب گفت من در عقلیات مذهب برهان دارم و در شرعیات مذهب قرآن نه ابو حنیفه بر من خطے دارد و نه شافعی برائی استاد اسعد گفت که این سخن خطا است امام گفت اے بیچاره اگر تو از علم الیقین شمهٔ میدانستی نمی گفتی که من خطا میگویم اما در قید ظاهر ماندهٔ و معذوری و اگر حرمت پیرے و مقدمے تو نبودے با تو مناظره کردمے و در راه تحقیق بتو نمودمے حکایت کنند که در روزگار انوری بعهد سلطان سنجر چنان اتفاق افتاد که هفت کوکب سیاره در برج میزان اجتماع کردند و حکیم انوری حکم کرد که دران ماه اکثر بناها و اشجار قدیم را باد بر کند و شهرها را خراب کند عوام الناس ازین حکم متوهم و ترسناک شدند و سردابها کندند در روز قران در آنجا خزیدند اتفاقاً دران شب که انوری حکم کرده بود شخصے بر سر مناره مرو چراغے برافروخت چندان باد نبود که چراغ بنشاند صباح سلطان سنجر انوری را طلب کرد و باد عتاب نمود که چرا چنین حکم غلط میکنی انوری معذرت آغاز کرد که آثار قرانات فوری نمیباشد بلکه بتدریج ظاهر مے شود و دران سال چندان باد نبود که خرمنها از ریع مردم پاک کند و تمامی خرمنها تا بهار دیگر در صحرا بماند انوری ازین تشویر گریخت و به بلخ رفت مدتے در بلخ بسر مے برد و بعلم نجوم مشغول بود بے آنکه از او بی از بلخیان باو رسید تو مردم بلخ گفته بود مردم بد و بیرون آمدند و معجر بر سر او مے کردند و میخواستند که از شهرش بیرون کنند قاضی القضاة حمید الدین ولوالجی که فاضل روزگار بود و حامی انوری شده و او را ازان بلیه خلاص کرد سوگندنامه در آن باب میگوید که

ای مسلمانان فغان از دور چرخ چنبری — وز نفاق تیر و جور ماه و کید مشتری

و درین قصیده میگوید بیت

بر سر من مغفری کردی کلاه وان فرگذشت — بگذرد بر طیلسان انجم تیز دور منجری

و ظریفے کاتب درین باب گوید

گفت انوری که از جهت بادها سخت — ویران شود عمارت و که نیز بر سری

در روز حکم او نوزیده است هیچ باد — اے مرسل الریاح تو دانی و انوری

والضا

میگفت انوری که درین سال بادها — چندان وزد که کوه بجنبد توانگری

بگذشت سال و برگ نجنبید از درخت — ای مرسل الریاح تو دانا نه انوری

وفات انوری در سال سبع و اربعین و خمسمایه در بلخ بوده و قبر او هم در بلخ است در جنب مزار سلطان احمد خضرویه۔

ذکر افضل الفضلا رشید وطواط

و هو رشید الدین محمد بن عبد الجلیل الکاتب العمری نسب او بامیر المومنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه میرسد بزرگ فاضل و ادیب و ذو فنون عالم بوده و بزرگوارے و فضل او را همگنان معترف اند و ظهور او در روزگار اتسز بن قطب الدین محمد خوارزم شاه بوده است اصل او از بلخ است اما در خوارزم مسکن داشته و در روزگار خود استاد فرقه شعرا و فصحا بوده و همواره شعراء اطراف از نزدیک و دور قصد ملازمت او میکردند و باستفاده شعر و دیگر علوم مشغول میبوده اند و او را ورائے شاعری جاه و مراتب عظیمے دست داده مردے تیز زبان و فصیح بوده و بر سخن شعرا اطراف ایراد و تخطیه گرفتی و بشعر شعرا بادخوش نبوده اند و اکثر او را بهجوهاے رکیک گفته اند از غایت حسد اما ساحت او ازین افتراعات مبراست و در فضل او هیچ سخن نیست و او مردے تیز زبان و حقیر الجثه بوده از ان جهت او را وطواط میگفتند و طواط مرغ کیست که او را فرشترک میخوانند نقل است که روزے در خوارزم علما مناظره میکردند در مجلس خوارزم شاه و رشید دران مجلس مناظره بحث و تیز زبانی آغاز کرد خوارزم شاه دید که مردے بدین خوردے بحث میکند و دواتی پیش رشید نهاده بود خوارزم شاه از روئے ظرافت گفت دوات را بردارید تا معلوم شود که درپس دوات کیست که سخن میکند رشید گفت المرء باصغریه قلبه و لسانه خوارزم شاه را کیاست فضل و بلاغت او معلوم شد و او را محترم و موقر داشتی و بانعامات مستفید میساخت و او را در مدح خوارزم شاه قصاید غراست و این قصیده از ان جمله است۔

شاها بپایگاه تو کیوان نمیرسد — در ساحت تو گنبد گردان نمیرسد

جائے رسیده بمعالی مرتبت — کانجا بجهد فکرت انسان نمیرسد

جز امر تو بمشرق و مغرب نمیرود — جز امر تو بتازی و دهقان نمیرسد

یک خطه نیست در همه اطراف خافقین — کانجا ز بارگاه تو فرمان سنے رسد
فریاد ازین جهان که خرد مند را ازو — بهره بجز نوایب و حرمان نمیرسد
جهال در تنعم و ارباب فضل را — بے صد هزار غصه یکے نان نمیرسد
جاهل بمسند اندر و عالم برون در — جوید بحیله راه بدربان نمے رسد
آزرده شد بحرص درم جان عالمان — وین خواری از گزاف بدیشان نمیرسد
دردا و حسرتا که بپایان رسید عمر — وین حرص مرده ریگ بپایان نمیرسد
منت خدائے را که مرا در پناه تو — آسیب و حادثه بدل و جان نمیرسد
تا دامن جلال تو بگرفته ام مرا — دست بلا بریش و گریبان نمیرسد
یک روز نیست کز تو هزاران ز انواع — در حق من کرامت و احسان نمیرسد
آنم که چون بخنگ فصاحت شوم سوار — در گرد من فصاحت سحبان نمیرسد
از نظم من بخاک خراسان خزانهاست — گر شخص من بخاک خراسان نمیرسد
تا آدمی بفضل و کمالے که ممکن است — در علم جز بقوت و برهان نمیرسد
بگذار ماه روزه بطاعت که دشمنت — گر بگذرد ز روزه بقربان نمیرسد

و دیوان رشید قریب پانزده هزار بیت است اکثر آن مصنوع و مرصع و ذوقافیتین وغیر ذلک و قصیده میگوید تمامی آن مرصع و بعضے ابیات آن مرصع مع التجنیس و دعوے کرده که بیشتر از هیچ آفریده قصیده نگفته است که تمامیٔ آن مرصع بوده باشد خواه بعربی و خواه بفارسی و این است مطلع آن قصیده و هفتاد بیت است مجموع او مرصع -

اے منور بتو نجوم جلال — وے مقرب ز تو رسوم کمال
حضرت تو معول دولت — ساحت تو مقبل اقبال

و رشید عمر دراز یافت و بعد از وفات اتسز خوارزم شاه تا زمان سلطان شاه بن الب ارسلان بن اتسز در حیات بود و سلطان شاه را آرزوے صحبت رشید در سر افتاد گفته اند که پیر و ضعیف شده گفت البته او را بحضور من رسانید رشید را در محفه نشانده بحضور او بردند و چون چشم او بر سلطان افتاد این رباعی انشا کرد - رباعی

جدت ورق زمانہ از ظلم بشست | عدل پدرت شکستگی کرد درست
اے بر تو قبائے سلطنت آمدہ چست | ہان تا چہ کنی کہ نوبت دولت تست

اما خوارزم شاہ بن قطب الدین محمد بن نوشتگین قراجہ غلام زادۂ سلطان ملک شاہ سلجوقی بیت
مال و منال خوارزم در زمان ملک شاہ بر طشت خانۂ سلطان صرف شدے و نوشتگین مہتر طشت داران
بود سلطان او را بحکومت خوارزم فرستاد مردے متدین بود و قطب الدین محمد فرزند او مرتبۂ خوارزم
شاہی یافت علما را احترام نمودے و اتسز پسر اوست و در خوارزم متمکن شد و نزد سلطان سنجر
تقربے تمام یافت ہر سال یکبار بہ مرو آمدے و ملازمت سلطان کردے و باز بخوارزم مراجعت
کردے اصحاب اغراض حسودے کردند و سلطان را با و بدگمان ساختند از مرو بگریخت و در خوارزم
با سلطان آغاز عصیان کرد و استیلائے تمام یافت و ہموارہ با کفار تاتار غزا کردے و غنیمت بسیار
یافتے تا درجۂ او بدان رسید کہ لشکریان از سلطان مے گریختند و بدوے مے پیوستند سلطان بالضرور
لشکر بخوارزم کشید و انوری دران سفر ملازم بود چون بنواحی ہزار اسپ رسیدند و قلعہ را محاصرہ کردند انوری
این رباعی بگفت و بر تیرے نوشتہ بقلعہ انداختند۔

اے شاہ ہمہ ملک جہان حسب تراست | در دولت و اقبال جہان کسب تراست
امروز بیک حملہ ہزار اسب بگیر | فردا خوارزم و صد ہزار اسب تراست

رشید در قلعہ بود در ملازمت اتسز این بیت در جواب رباعی انوری نوشت و بعرض فرستاد
و در عسکر سلطان انداخت بدین نسق کہ

گر خصم تو اے شاہ بود رستم گرد | یک خر ز ہزار اسب تو نتواند برد

سلطان بغایت از وطواط در خشم شد و سوگند خورد اگر وطواط بدست من افتد او را ہفت پارہ
سازم و این قصیدہ را نیز سلطان شنیدہ بود کہ وطواط گفتہ است و مطلع اینست۔

اتسز غازی بہ تخت ملک بر آمد | دولت سلجوق و آل او بسر آمد

و کینۂ قدیم در دل سلطان بود و چون مدتے محاصرہ کردند اتسز قوت مقاومت نداشت شب
از قلعہ بگریخت و قلعہ ہزار اسپ را سلطان گرفت و رشید پنہان شد بمنادی و تفحص حاضرش
کردند سلطان فرمود کہ ہفت پارہ اش کنند رشید بشفاعت رقعہ پیش منتخب الدین بدیع کاتب

که منشی دیوان اعلی و منصب ندیمی باشغل انشا منضم داشت فرستاد تا گناه او را از سلطان در خواهد منتخب الدین بدیع سلطان عرضه داشت کرد که وطواط مرغکی است بسیار خورد و ضعیف ورا هفت پاره نمیتوان کرد آنکه سلطان فرماید او را دو پاره کنند سلطان بخندید و بدین لطیفه بجرم وطواط درگذشت وطواط خلاص یافته به ترمذ رفت و مدتے در ترمذ بود تا اتسز از خوارزم لشکر کشید و بوقت گرفتاری سنجر اکثر خراسان را مسخر ساخت رشید از ترمذ قصد ملازمت اتسز کرد و در جنوشان بعسکر اتسز رسید مصاحب اتسز بود ناگاه اتسز در خرم درهٔ جنوشان بقاجا درگذشت در شهور سنه احدی و خمسین و خمسمائه رشید در سر تابوت اتسز میگریست و این رباعی میگفت رباعی

شاها فلک از سیاستت مے لرزید | پیش تو بطبع بندگی میورزید
صاحب نظرے کجاست تا درنگرد | تا آن همه سلطنت بدین مے ارزید

وفات رشید در خوارزم سنه ثمان و سبعین و خمسمایه بود مدت عمر او نود و هفت سال بود و قبر او در جرجانهٔ خوارزم است و او را در علم معانی و بیان تصانیف مرغوب است کتاب حدایق السحر از تصنیفات اوست که در صنایع علم شعر از آن مفیدتر نساخته اند و ترجمه صد کلمه حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نوشته و چند نسخه دیگر در علم شعر و کتابت و استیفا و ترسل تصنیف دارد ره۔

ذکر استاد شهاب الدین صابر

دانشمندے بود ماهر و فاضل و در عهد دولت سلطان سنجر از ترمذ بمرو افتاد و اصل او از بخارا است اما در خراسان نشو و نما یافته و معارض رشید وطواط است تا حدیکه یک دیگر را هجو بسیار رکیک گفته اند و ایراد آن هجویات ازین کتاب دور نمود خاقانی معتقد اوست و بر خلاف وطواط و انوری صابر را در شاعری مسلم دارد و الحق صابر بغایت خوش گو بوده است و سخن او صاف و روان است و بطبایع نزدیک تر از اشعار اقران او بوده مربی صابر سید ابو جعفر علی بن حسین قدامه موسویست که او را در تعظیم و قدر رئیس خراسان مینوشته اند و سلطان سنجر او را برادر خوانده و مسکن سید نیشاپور بوده و ضیاع و عقار و احتشام او در خراسان بے نهایت بوده و بغایت سید کرم دمدبر و صاحب ناموس بوده و این سوگند نامه را صابر بمدح سید انشا نموده است و بعضے این است۔

تنم بمهر اسیر است و دل بعشق فدی | همی بگوش من آید ز لفظ عشق ندی
دلم فدا شد و چشمم ندید روئے خلاص | خلاص نیست اسیران عشق را لفدی
من و تو ئیم نگارا که عشق و خوبی را | ز نام لیلی و مجنون برون بریم همی
ملامتست ازین عشق و عشق بر مجنون | غرامتست ازین حسن و حسن بر لیلی
ازان سبب که عسل را حلاوتست از لب تست | خدائے عز و جل در عسل نهاد شفی

و در تهنیت آنکه سلطان سنجر برادر خواند قصیده مے گوید این بیت ازانجاست۔

اگرچه بهترین خلق آدم را پسر باشد | بزرگی را پدر شد تا برادر خواند سلطانش

وصابر نزد سلطان سنجر ارکان دولت او محترم بوده و چون اتسز خوارزم شاه با سلطان در خوارزم عصیان ظاهر کرد سلطان ادیب صابر را مخفی بخوارزم فرستاد تا دائم متحفظ حالات و متفحص و منهی اخبار باشد اتسز شخصے فدائی را فرستاد تا روز جمعه سلطان را زخم زند و هلاک کند ادیب صابر صورت آن شخص را بر کاغذ تصویر کرده بمرو فرستاد تا آن شخص را طلب کرد و او را یافتند و سیاست کردند و ادیب در خوارزم بود اتسز خبر یافت که صابر چنین کارے کرده ادیب را دست و پا بربست و در جیحون انداخت و غرق ساخت و کان ذالک فی شهور سنه ست و اربعین و خمسمائه۔

ذکر عثمان مختاری ره

غزنوی است و از اقران حکیم سنائی است و در روزگار سلطان ابراهیم بن مسعود شاعر دار الملک غزنی مختاری بوده است و طبعے قادر داشته چنانکه سنائی قصیده چند در مدح او گفته و مطلع یک قصیده این است۔

نبود پیش دو خورشید و دو ماه تاری تیر | که بود ملمعه از خاطر مختارے تیر

و عثمان مختاری این قصیده را نیکو گفته در مدح سلطان ابراهیم بیت

مسلمانان و لے دارم که ضائع میشود جانش | در آغامدم بان وردی که پیدا نیست درمانش

و بسیارے از اکابر این قصیده را جواب گفته اند همانان زیبائی این قصیده نگفته باشند در جواب گفته خاقانی این قصیده مطلعش اینست۔

مرا دل پیر تعلیمست و من طفل زبان دانش | دم تعلیم سر عشر و سر زانو دبستانش

وخواجه خسرو دهلوی در جواب این قصیده داد سخنوری داده و درین روزگار طبع نقاد جوهری بازار سخن دران عارف عبدالرحمن جامی جواب این قصیده شده والحق حقایق و معارف و حکمت را نوعی در شیوهٔ نظم آورده که در حیز وصف نمیگنجد و بعضی افاضل درین امر تتبع نموده اند اما سلطان ابراهیم بن مسعود بن محمود غزنوی پادشاه دیندار مؤید بوده از ولایت بهره داشته هفتاد و شش سال عمر یافت و مدت شصت و دو سال سلطنت کرده و در مدت سلطنت یکخشت جهة منظر و اساس سلطنت بر زمین نینداخت و قریب چهار صد خانقاه و رباط و مساجد و مدارس در راه خدا بنا کرده و صاحب مقامات ناصری میگوید سلطان ابراهیم شبها گرد محلات غزنین برآمدی و بیوه زنان و محتاجان را طعام دادی و بعهد او در غزنین دار وی چشم دانشمند و طبیب و دوا تمام امراض از خزینه او بردندی و سلاطین سلجوقیه او را تعظیم کردندی و پدر بزرگ نوشتندی و وفات او در شهور سنه اثنی و تسعین و اربعمایه بوده۔

ذکر شیخ العارف ابوالمجد محمد آدم السنائی رہ

از بزرگان دین و اشراف روزگار است همه زبانها ستوده و در مشرب فقر آن چاشنی که خدای تعالی او را ارزانی داشته و صفت نگنجد مولانا جلال الدین رومی با وجود کمال و فضل او خود را از متابعان شیخ سنائی میداند و میگوید۔ بیت۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او | ما از پی سنائی و عطار آمدیم

و جای دیگر در مثنوی میفرماید۔

ترک جوشی کرده ام من نیم خام | از حکیم غزنوی بشنو تمام

و در آخر حال مرتاض بوده از دنیا و ما فیها معرض شده تا حدیکه سلطان بهرام شاه غزنوی منجهات که همشیرهٔ خود را به نکاح شیخ در آورد ابا نمود و غربیت حج کرده بخراسان آمد و درین باب در معذرت سلطان بهرام شاه میفرماید۔

من نه مرد زن و زر و جاهم | بخدا اگر کنم و گر خواهم
گر تو جسم دهی ز احسانم | بسر تو که تاج نستانم

وچون از غزنین بخراسان آمد و دست ارادت در دامن تربیت شیخ المشایخ ابویوسف
همدانی قدس سرّه زد و در خلوت نشست و عزلت اختیار کرد و شیخ ابویوسف همدانی از بزرگواران
دین بود و خانقاه او را از تعظیم و قدر کعبهٔ خراسان میگفتند و مرید شیخ العارف ابوعلی فارمدیست و امام
غزالی با وجود فضل و کمال معتقد شیخ ابوعلی بوده و در آخر مرید او شد و فارمد قریه ایست از اعمال طوس
اما سبب توبه حکیم سنائی این بود که او مدح سلاطین گفتی و ملازمت حکام کردے نوبتے در غزنین
مدحے جهة سلطان ابواسحاق گفته و سلطان عزیمت هند داشت بتسخیر قلاع کفار حکیم میخواست
که بتعجیل قصیده را بگذراند قصد ملازمت سلطان کرد در غزنین دیوانه بود که او را لای خوار گفتندی
و از معنی خالی نبود همواره در شراب خانه ورد شراب جمع کردے و در گلخنها تجرع نمودے چون حکیم
بدر گلخن رسید از گلخن ترنمے شنود قصد کرده شنود که لای خوار با ساقی مے گوید پر کن قدحے تا بکوری
چشم ابراهیمک غزنوی بنوشیم ساقی گفت این سخن را خطا گفتی چه ابراهیم پادشاهیست عادل
مذمّت او مکن دیوانه گفت چنین است اما مردکے ناخشنود و نا انصاف است غزنین را چنانکه شرط
است ضبط ناکرده در چنین زمستانے سرد میل ولایتے دیگر دارد و چون آن ولایت بگیرد آرزوئے
ملک دیگر خواهد کرد و آن قدح بستد و نوش کرد و ساقی را گفت پر کن پر کن قدحے تا بکوری سنائیک
شاعر بنوشیم ساقی دیگر گفت این خطا از اصلاح دور است در باب سنائی طعن مکن که او مردے ظریف
و خوش طبع و مقبول خاص و عام است گفت غلط مکن که مردکے احمق است لافے و گزافے چند فراهم
آورده و نام او شعر کرده و از سر طمع هر روز دست بر دست نهاده در پیش ابلهے بپای ایستاده و خوش
آمد میگوید و این قدر نمے داند که او را از برائے هرزه گوئی نیافریده اند اگر روز عرض اکبر از و سؤال
کنند که اے سنائی بحضرت ما چه آوردے چه عذر خواهد آورد و این چنین کسے را چرا ابله و فضول نشاید
گفت حکیم چون این بشنید از حال بحال رفت و این سخن کارگر آمده دل او از خدمت مخلوق بگردید
و از دنیا دل سرد شده دیوان مدح ملوک را در آب انداخت و طریق انقطاع و زهد و عبادت شعار
ساخت و ریاضت بمرتبه رسانید که همواره در غزنین پائے برهنه مے گردید دوستان و خویشان بر
حال او گریان شدندے و اقربا را گفتے که بر حال من غمگین نباشید بلکه طرب و خوش دلی کنید دوستان
بجهت او کفش آوردند و التماس کردند در پائے کند قبول کرد روز دیگر کفش را بحضور یاران آورد و درد

کرد و گفت آن سنائی دیروز در نظر شما بودم و امروز خلاف آنم غالباً سدّ راه این کفش است و خسرو درین معنی خوش گفته نیست مدبر اهل ترک ار خود ندارد کفش از آنک هر شگاف از پا شناسیش دین و دولت را درست اما از گفته حکیم سنائی کتاب حدیقه است که هر چمن از آن حدیقه ریاض حقیقت و طریقت است و اهل توحید و تصوف اغلب ابیات این کتاب را در رسایل باستشهاد می آرند و از حدیقه این تمثیل در این کتاب لایق آمد

داشت لقمان یکی وثاقی تنگ　　چون گلوگاه نای و حلقهٔ چنگ
شب همه شب به پیچ و تاب شدے　　روز همه در آفتاب شدے
بوالفضولے سوال کرد از وے　　کین چه جائے است یک بدست و پے
با دم سرد و چشم گریان پیر　　گفت هذا لمن یموت کثیر

باوجود این فضل و کمال چون کتاب حدیقه تمام کرد علمای ظاهر غزنین بر حکیم طعن کردند و اعتراض نمودند آن کتاب را بدار الاسلام بغداد فرستاد و بدار الخلافه عرض کرد و از علمای بغداد و ائمه دین اندیار بر صحت عقیده خود فتوے حاصل کرد و از غزنین عزیمت خراسان نمود و چندگاه در حلقهٔ درویشان شیخ ابو یعقوب یوسف بسلوک مشغول شد و باز بغزنین رجوع کرد و در آخر حال جز توحید و معارف و حقایق نگفتے و چند قصیده او در توحید و معارف بے نظیر است و بزرگان تتبع آن نموده اند قصیده

طلب اے عاشقان جوش رفتار　　طرب اے شاهدان شیرین کار
در جهان شاهدی و ما فارغ　　در قدح جرعهٔ و ما هشیار
خیز تا ز آب دیده بنشانیم　　گرد این خاک تودهٔ غدار
پس بجاروب لا فرو روبیم　　کوکب از سقف گنبد دوار
تا ز خود بشنود نه از من و تو　　لمن الملک واحد القهار
اے هوا هائے تو هوا انگیز　　اے خدایان تو خدا آزار

و این قصیده را شیخ اوحد الدین کرمانی و شیخ فخر الدین عراقی و غیر ایشان تتبع کرده اند و جواب گفته اند۔

مکن در جسم و جان منزل که این دونست و آن والا　　قدم زین هر دو بیرون نه نه اینجا باش و نه آنجا

واین قصیده را خواجه سلمان ساوجی جواب گفته اگرچه شاعرانه است اما حکیم درین قصیده سخن را بلند مے گوید و دیوان حکیم سنائی سی هزار بیت زیاده است مجموع حقایق و معارف و ترک دنیا و سخن حکیم اصحاب طریقت و سلوک را شیوهٔ ترک دنیا و مذمت این خاکدان تحریص تمام میکند وفات حکیم سنائی در محروسهٔ غزنین در شهور سنه ست و سبعین و خمسمائه بوده الیوم مرقد شریف او معین و خانقاه او معمور است و اهل غزنین را بدان مرقد التجاست و از شعرا سید حسن غزنوی و عثمان مختاری و عمادی و حکیم سوزنی و انباری ترمذی و نجیب الدین ورکانی معاصر شیخ سنائی بوده اند رح

ذکر محمد غزالی رہ

محمد غزالی از قریه الیست من اعمال طوس نام آن غزال بوده و نیز گویند که غزال ریسمان و رشته را میگویند و او فرموک مادر خود که رشته بود در بازار مے فروخت ازان جهت بغزالی اشتهار یافت از جمله تلامذه ابوالمعالی امام الحرمین عبدالملک بن محمد جوینی بود و شیخ ابوبکر نساج را در طفولیت دریافته و شیخ ابوبکر آب دهن مبارک خود در دهان او انداخته برکت او عالم ربانی شد اکابر اتفاق دارند که غزالی از صدیقان است گویند هفتاد نوع علم خوانده که کشادکار من در کدام باشد از هیچ علوم او را فتحے حاصل نشده رجوع بصوفیه نمود و زهد و عبادت اختیار کرد و سخن شرع با سخن صوفیه مخلوط کرده گفتی و بحجه دیرها قلم بر کاغذ ننهادی و حکمت مرعی داشتی لاجرم علماء ظاهر بر وطعن کردند از خراسان بحجاز رفت و از انجا بشام افتاد و ده سال در دیار عرب بدرس و افاده مشغول بود و کتاب احیاء علوم و جواهر القرآن را در دمشق تصنیف کرده است باز بخراسان رجوع نمود و عزلت و انزوا پیش گرفت و از دنیا و اهل دنیا بغایت معرض بود صاحب تاریخ استظهاری گوید که مؤید الملک بن نظام الملک امام را بجهت تدریس مدرسه نظامیه در بغداد طلب کرد و امام این مکتوب در جواب نوشت هذه المکتوب الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی محمد واله و عترته اجمعین اما بعد خدمت خواجه و ملجا جهانیان متع الله المسلمین بطول بقائه این ضعیف را از حضیض خرابه طوس باوج معموره دار السلام بغداد میخواند کرم و بزرگی مے نماید برین حقیر نیز واجب است که خواجه را از حضیض البشری باوج مراتب ملکی برساند اے عزیز از طوس و بغداد و راه بخداوند یکسان است اما از اوج انسان تا حضیض حیوان

تفاوت بسیار است والتماس حضور فقیر که فرمودند لاشک این فقیر را وقت فراق است نه وقت عزیمت عراق اے عزیز فرض کن که غزالی ببغداد رسید و متعاقب فرمان در رسید نه فکر مدرسه دیگر باید کرد امروز را همان روز انگارد و دست ازین بے سروپا بدارد والسلام والاکرام و وفات و عمر غزالی ازین بیت معلوم میشود۔

نصیب حجة الاسلام ازین سرائے سپنج ‌ ‌ ‌ حیات پنجه و چار و ممات پانصد و پنج

ذکر حکیم سوزنی رہ

سمرقندی است خوش طبع و ظریف است در ابتدا ارحال تحصیل کردے اما طبع او بهزل مایل بودے علما مدرسه اتفاق کردند و پسر خمار را بران داشتند که هجو سوزنی بکند و او هجوهائے رکیک گفت و سوزنی نیز با او معارض شده و ایراد آن هجویات درین کتاب پسندیده نیامد اما حکیم سوزنی را در آخر عمر توبه نصوح واقع شد و حج گذارد و در توحید و نصایح و زهدیات و معارف قصاید غرا او ارد و از آن جمله این قصیده ثبت شد۔

چون بر هوائی دل تن من گشت پادشاه ‌ ‌ ‌ آمد به پیش سینه ام از نفس سپاه
لشکر که سفاهت من عرض داده بود ‌ ‌ ‌ من ایستاده همبر عارض بعرض گاه
دیو سپه گلیم بران بود تا کند ‌ ‌ ‌ همچون گلیم خویش لباس دلم سیاه
بنمود خیل خیل گنه پیش چشم من ‌ ‌ ‌ تا در کدام خیل کنم بیشتر نگاه
تا خیل را بچشم من آرایشی دهد ‌ ‌ ‌ زان نوع دانه سازد و دام افگند براه
رفتم براه دیو فتادم بدام او ‌ ‌ ‌ وز دیو دیوتر شدم از سیرت تباه
یک روز بیگناه نبودم بعمر خویش ‌ ‌ ‌ گویا که بود بیگنهے نزد من گناه
هر گونه گناه ز اعضار من برست ‌ ‌ ‌ چون از زمین نخم زده از گونه گیاه
فردا بروز حشر که امروز منکرند ‌ ‌ ‌ اعضار من شوند بر اعمال من گواه
ای تن که پادشاه شدی بر هوای دل ‌ ‌ ‌ هم بنده از آنکه آله است پادشاه
در قدرت آله نگر کن بچشم عجز ‌ ‌ ‌ تا عجز خویش بینی در قدرت اله

قامت دو تاه کردی یکتا شود مباش — همنائے دیوتا نزوی درچهار ...

پے رسید موئے سیاهت سفید شد — یار سفید روئے سیه موئے ...

گر آب وجاه میطلبے معصیت موز — از طاعت خدائے طلب آبروئے وجا...

نیران دوزخ از تو برآرد دمار و دود — گر از ندم بنارے از دیدگان ...

اے سوزنی اگر تنت از کوه آهن است — در کوره دل آرد چو سوزن زغم ...

دسپیش چشم عقل جهان فراخ وپهن — چون چشم سوزنے کن وبندیش گا...

گر از عذاب نار بترسی پناه جوئے — تو توبه را وسایه طوبی ... پنا...

ناآمد از تو هیچ گناهے زکوه کم — یا هیچ طاعتے زتو آمد فزون زکاه

زاهل سموم وهاویه ائے دل طمع مکن — تا نزد تو نسیم شمال آید از هراه

عصیان کنی وجائے مطیعان طمع کنی — بسیار کلهاست بسودائے این کلاه

باتوبه آشنا شود بیگانه شو زجرم — تا در بحار رحمت رحمان زنی شناه

اے قادرے که هست بتقدیر حکم تو — گردنده چرخ اخضر وتابنده مهر وماه

یارب بلطف خویش ببخشائے اے کریم — برمن یگانه عاصی برجمله عصاه

هستم یگانه عاصی وعاصی چو من بسیست — جمله نیازمند بفضل تو سال وماه

کافی توئی وقاضی حاجات ما توئی — ما را مران بقصد قضا دو در کفاه

ایمان ما وقوت اسلام ودین ما — از ما جدا مکن بجداشتن حیاه

بر ما لباس خاک چو جیب کلیم کن — تا چون کف کلیم برآریم از و جباه

اے راوی این قصیده بخوان و مکن — السمع للمعیدی خیر من ان تراه

ولامعی بخاری وجنتی ونسفی وشمس حاله وشطرنجی شاگردان سوزنی اند این مطلع سوزنی است

تا کے زگردش فلک آبگینه رنگ — بر آبگینه خانه طاعت زنیم سنگ

درکن صاین این قصیده را جواب گفته هم بطرز حکیم سوزنی وشاه ابو اسحق او را هفت بدره زر صله داد و مطلع آن قصیده بجاے گاه خود برسد وفات حکیم سوزنی در سمرقند بوده ودر شهور سنه تسع وستین وخمسمائه وقبر او در مقبره جاکردیزه است بقرب مزار امام العالمین ابو منصور ماتریدی ...

دیگر باید ... اسلام

و عمر غزالی ازین بیت معلوم میشود۔

نصیب حجۃ الاسلام ازین سرای سپنج | حیات پنجه و چار و سنات پانصد و پنج

ذکر حکیم سوزنی رہ

سمرقندی است خوش طبع و ظریف است در ابتدا ر حال تحصیل کردے اما طبع او بهزل مایل بودے علما مدرسه اتفاق کردند و پسر خمار را بران داشتند که هجو سوزنی بکند و او هجوهائے رکیک گفت و سوزنی نیز با او معارض شده و ایراد آن هجویات درین کتاب پسندیده نیامد اما حکیم سوزنی را در آخر عمر توبه نصوح واقع شد و حج گذارد و در توحید و نصایح و زهدیات و معارف قصاید غرا دارد و ازان جمله این قصیده ثبت شد۔

چون بر هوای دل تن من گشت پادشاه | آمد به پیش سینه ام از نفس سیاه
لشکر سفاهت من عرض داده بود | من ایستاده همبر عارض بعرض گاه
دیو سیه گلیم بران بود تا کند | همچون گلیم خویش لباس دلم سیاه
بنمود خیل خیل گنه پیش چشم من | تا در کدام خیل کنم بیشتر نگاه
تا خیل را بچشم من آرایشی نهد | زان نوع دانه سازد و دام افگند براه
رفتم براه دیو فتادم بدام او | وز دیو دیوتر شدم از سیرت تباه
یک روز بیگناه نبودم بعمر خویش | گویا که بود بیگنهی نزد من گناه
هر گونه گناه ز اعضا من پر است | چون از زمین علم زده از گوشه گیاه
فردا بروز حشر که امروز منکرند | اعضای من شوند بر اعمال من گواه
ای تن که پادشاه شدی بر هوای دل | هم بنده از آنکه آله است پادشاه
در قدرت آله نگه کن بچشم عجز | تا عجز خویش بینی در قدرت آله

ن بیت گفته است.

ب تفکر فرو برم　　سقف فلک بدرم راز سدره بگذرم

ب انکسار وکمی مے طلبند واز مقام فخر عار دارند گویند روزے سید حسن
هزار مرد در پائے منبر او جمع شده بودند سلطان بهرام شاه را خوش
ستاد تا در یک غلاف کند سیدّ رنجیده از غزنین بیرون آمد و عزیمت
مرقد مطهر حضرت سید المرسلین علیه افضل التحیة رسید این ترجیع بند

ست
درگاه صدر انبیا است　　یارب این ماییم واین خاک جناب مصطفی است

ین است.

الصدر الامین،　　مصطفی ما جاء الا رحمة للعالمین

بیت فرمود.

ز و درین حضرت ولے　　مدحتے آوردم اینک خلعتے بیرون فرست
ر تاریخ گزیده خود در اثنائے تذکره شعرا میاورد که خلعت از روضه حضرت
ن آمد و بر صحت این اطنابی میکنند و چون از حج بازگردید مردم آن
وشدند و درین حین سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاه در دار السلام
ن وسلطان مسعود در اکرام و اعزاز سید مبالغهٔ بسیار نموده تحفه دادند
بن روانه ساخت چون سید بولایت جوین رسید در قصبهٔ آزادوار فجاءةً
ره فی شهور سنه خمس و ثلثین و خمسمائه و اکنون تربت شریف او
ه معروف و آزادوار مسقط الرأس و موطن مالوف خواجه شمس الدین
ادر او خواجه علاء الدین عطا ملک که تاریخ جهان کشا او نوشته بوده
ن جهانند و هر دو فاضل و صاحب جاه و عالم پرور و خوش طبع و صاحب
ء الدین را کتاب جهان کشائی گواه عدل است و بزرگوارے خواجه
اظهر من الشمس است و کتاب شمسیه را بنام او تصنیف نموده اند

تفاوت بسیار است والتماس حضور فقیر که فرمودند لاشک این فقیر را وقت فراق است نه وقت عزیمت عراق اے عزیز فرض کن که غزالی ببغداد رسید و متعاقب فرمان در رسید نه فکر مدرسه دیگر باید کرد امروز را همان روز انگارد و دست ازین بے سروپا بدارد والسلام والاکرام و وفات وعمر غزالی ازین بیت معلوم میشود۔

نصیب حجة الاسلام زین سرائے سپنج　　حیات پنجه و چار و ممات پانصد و پنج

ذکر حکیم سوزنی رہ

سمرقندی است خوش طبع وظریف است در ابتدا ارحال تحصیل کردے اما طبع او بهزل مایل بودے علماء مدرسه اتفاق کردند و پسر خمار را برآن داشتند که هجو سوزنی بکند و او هجوهائے رکیک گفت و سوزنی نیز با او معارض شده وایراد آن هجویات درین کتاب پسندیده نیامد اما حکیم سوزنی را در آخر عمر توبه نصوح واقع شد و حج گذارد و در توحید و نصایح و زهدیات و معارف قصاید غرا آورده و از آن جمله این قصیده ثبت شد۔

چون بر هوای دل تن من گشت پادشاه　　آمد به پیش سینه ام از سفه سپاه

لشکر که سفاهت من عرض داده بود　　من ایستاده همبر عارض بعرض گاه

دیو سیه گلیم بران بود تا کند　　همچون گلیم خویش لباس دلم سیاه

بنمود خیل خیل گنه پیش چشم من　　تا در کدام خیل کنم بیشتر نگاه

تا خیل را بچشم من آرایشی دهد　　زان نوع دانه سازد و دام افگند به راه

رفتم براه دیو فتادم بدام او　　وز دیو دیوتر شدم از سیرت تباه

یک روز بیگناه نبودم بعمر خویش　　گویا که بود نیکیئی نزد من گناه

هر گونه گناه ز اعضای من پرست　　چون از زمین نم زده از گونه گیاه

فردا بروز حشر که امروز منکرند　　اعضای من شوند بر اعمال من گواه

ای تن که پادشاه شدی بر هوای دل　　هم بنده از آنکه آله است پادشاه

در قدرت آله نگر کن بچشم عجز　　تا عجز خویش بینی در قدرت اله

قامت دوتاه کردی یکتا شود مباش | همتاے دیو تا نزوی در چهار ماه
پیرے رسید وموئے سیاہت سفید شد | یار سفید روئے سیہ موئے را نخواه
گر آب وجاه میطلبی معصیت موز | از طاعت خداے طلب آبروے وجاه
نیران دوزخ از تو برآرد غبار و دود | گر از ندم بباری از دیدگان میاه
اے سوزنی اگر تنت از کوه آهن است | در کوره دل آرد چو سوزن زغم بکاه
در پیش چشم عقل جهان فراخ وپهن | چون چشم سوزنے کن وبندیش گاه گاه
گر از عذاب نار بترسی پناه جوے | تو توبه را وسایه طوبی شمر پناه
تا آمد از تو هیچ گناهے زکوه کم | یا هیچ طاعتے ز تو آمد فزون زکاه
زاهل سموم وهاویه اے ذل علم مکن | تا نزد تو نسیم شمال آید از هراه
عصیان کنی وجاے مطیعان طمع کنی | بسیار کلهاست بسوداے این کلاه
با توبه آشنا شو وبیگانه شو ز جرم | تا در بحار رحمت رحمان زنی شناه
اے قادرے که هست بتقدیر حکم تو | گردنده چرخ اخضر وتابنده مهر وماه
یارب بلطف خویش ببخشاے اے کریم | بر من یگانه عاصی بر جمله عصاه
هستم یگانه عاصی وعاصی چو من بسیست | جمله نیازمند بفضل تو سال وماه
کافی توئی وقاضی حاجات ما توئی | ما را مران بقصد قضا ودر کفاه
ایمان ما وقوت اسلام ودین ما | از ما جدا مکن بجدا گشتن حیاه
بر ما لباس خاک چو جیب کلیم کن | تا چون کف کلیم برآریم ازو جباه
اے راوی این قصیده بخوان ومبین | السمع للمعیدی خیر من ان تراه

ولامعی بخاری وجلبتی ونسفی وشمس حاله وشطرنجی شاگردان سوزنی اند این مطلع سوزنی است

تا کے زگردش فلک آبگینه رنگ | بر آبگینه خانه طاعت زنیم سنگ

درکن صا این قصیده را جواب گفته هم بطرز حکیم سوزنی وشاه ابواسحق او را صفت بدرهٔ زر صله داد ومطلع آن قصیده بجاے گاه خود برسد وفات حکیم سوزنی در سمرقند بوده ودر شهور سنه تسع وستین وخمسمائه وقبر او در مقبره چاکردیزه است بقرب مزار امام العالمین ابومنصور ماتریدی وشهاب الدین

ابوحفص عمر نسفی۔

ذکر ملک الشعرا فلکی شروانی رہ

بغایت خوشگوی بوده از اقران افضل الدین خاقانی است و بعضے گویند استاد خاقانیست واین درست نیست بلکہ شیخ العارف آذرے رہ در جواهر الاسرار آورده کہ خاقانی و فلکی هردو شاگرد ابوالعلاء گنجہ اند و حمد اللہ مستوفی فلکی را استاد خاقانی میداند فی کل حال طبع قادر داشته و این قصیده اوراست در مدح شروان شاه۔

سپهر مجد و معالی محیط نقطهٔ عالم، جهان جود و معالی چراغ دودهٔ آدم
خدیو کشور پنجم یگانه انجم هشتم جم دوم بتنظم خدایگان معظم
زحل محل و قضا یقدر مراد فلک کین، شمال طبع و صبا فر مسیح دین و ملک دم
ستوده رای چوارش سخا فزای چو بهمن جهان کشای چو رستم هنر نمای چو نیرم

واین قصیده مطول است و ایراد مجموع ابیات آن از تکلفے خالی نه بود و اگر فضلا همه این قصیده را بخوانند بر فلکی آفرین کنند و خواجه عصمت اللہ بخاری این قصیده را جواب گفته در مدح سلطان سعید خلیل اللہ و دیوان فلکی را بنزد پادشاه مبرور الغ بیگ گورگان بردند مطالعه کرد و پسند فرمود اما گفت تخلص عجب دارد هم تفال خوب نیست

ذکر سید شرف حسن الحسینی رہ

بزرگوار و فاضل و دانشمند و اهل دل بوده قصیده فخریه را او میگوید و شعرا بعضے جواب آن گفته اند از اکابر مثل مجیر بیلقانی و کمال الدین اسمعیل و از متاخران شیخ آذرے نیز گفته اما قبل از سید حسن کسے مثل این قصیده نگفته است۔

داند جهان کہ قرة عین پیمبرم شایسته میوهٔ دل زهرا و حیدرم

کمال الدین اسمعیل میفرماید۔

روزے وثاق محلی شب در سر آورم بگریزم از جهان کہ جهان نیست درخورم

و ظهیر الدین بیلقانی این بیت گفته است.

هر شب که سر بجیب تفکر فرو برم　　　　سقف فلک بدرم راز سدره بگذرم

اما خاکساران عالم خاک انکسار و کمی مے طلبند و از مقام فخر عار دارند گویند روزے سید حسن در غزنین وعظ میگفت هفتاد هزار مرد در پائے منبر او جمع شده بودند سلطان بهرام شاه را خوش نیامد و دو شمشیر نزد سید فرستاد تا در یک غلاف کند سید رنجیده از غزنین بیرون آمد و عزیمت کرد که بحج رود و چون بزیارت مرقد مطهر حضرت سید المرسلین علیه افضل التحیة رسید این ترجیع بند گفت و التماس خلعت کرد.

یارب این ماییم و این درگاه صدر انبیاست　　　　یارب این ماییم و این خاک جناب مصطفی است

و ترجیع بند عربی گفته این است.

سلموا یا قوم بل صلوا علی الصدر الامین　　　　مصطفی ما جاء الا رحمة للعالمین

و در حسن الطلب این بیت فرمود.

لاف فرزندے نیارم زد درین حضرت ولیک　　　　مدحتے آورده ام اینک خلعتے بیرون فرست

خواجه حمد الله مستوفی در تاریخ گزیده خود و در اثنائے تذکره شعرا میآورد که خلعت از روضه حضرت رسالت علیه التحیة سید بیرون آمد و بر صحت این اطنابی میکند و چون از حج بازگردید مردم آن کرامت دیده بسیار معتقد او شدند و درین حین سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاه در دار السلام بغداد بوده بروزگار خلیفه عباسی و سلطان مسعود در اکرام و اعزاز سید مبالغه بسیار نموده مخفند (؟) اند ترتیب کرده سید را بطرف غزنین روانه ساخت چون سید بولایت جوین رسید در قصبه آزادوار فجاءةً بجوار رحمت ایزدی انتقال کرده فی شهور سنه خمس و ثلثین و خمسمایه و اکنون تربت شریف او در قصبه آزادوار مذکور است و معروف و آزادوار مسقط الرأس و موطن مالوف خواجه شمس الدین محمد صاحب دیوان جوینی و برادر او خواجه علاء الدین عطا ملک که تاریخ جهان کشا او نوشته بوده است و این دو خواجه از کریمان جهانند و هر دو فاضل و صاحب جاه و عالم پرور و خوش طبع و صاحب ناموس اند و فضیلت خواجه علاء الدین را کتاب جهان کشائی گواه عدل است و بزرگوارے خواجه شمس الدین صاحب دیوان اظهر من الشمس است و کتاب شمسیه را بنام او تصنیف نموده اند

داد شرح برین کتاب نوشته قضا و قدر قصد و دیعت حیات او نمود و آن کار ناتمام مانده گویند روزے
خواجه شمس الدین در صدر جاه قبول عوام و خاص بر مسند خواجگی متمکن بود بدر جاجرمی این رباعی
بگذرانید بنزد خواجه ۔

دنیا چو محیط است و کف خواجه نقط ۔ پیوسته بگرد نقطه میگردد خط
پروردهٔ تو که دمه و دون دوسط ۔ دولت ندهد خدای کس را بغلط
خواجه دوات و قلم خواست و به پشت ۔ رقعه شاعر بدیهه این رباعی نوشت
سیصد برهٔ سفید چون سینهٔ بط ۔ در وی ز سیاهی تنود هیچ نقط
از گلهٔ خواص مانه از جائے غلط ۔ چون بدهد بدست دارندهٔ خط

اما در روزگار اباقاخان خواجه علاء الدین متکفل مهام دار السلام بغداد بود مجد الملک یزدی
برو تقریر کرد و بدان سبب خواجه را چهار صد هزار درم مصادره افتاد و عاقبت خیانت مجد الملک
ظاهر شد و اباقاخان برو متغیر گشت او را بیاساق رسانیدند و اعضا او را به اقالیم بجهت عبرت
عمله فرستادند و خواجه درین باب مے گوید ۔

روزے دو سه سر دفتر تزویر شدے ۔ جویندهٔ ملک و مال و توفیر شدے
اعضائے تو هر یکے گرفت اقلیمے ۔ القصه بیک هفته جهانگیر شدے

و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میآورد که خواجه شمس الدین محمد و خواجه علاء الدین
ابا عن جدٍ از صنادید خراسان بوده اند و قتل خواجه شمس الدین محمد بحکم ارغون خان در غرابع درچهارم
شعبان سنه ثلاث و ثمانین و ستمائه بوده و خواجه مجد الدین همگر فارسی این رباعی در مرثیه صاحب
دیوان گفته و شیخ بزرگوار سعدی این رباعی را بشنود و گریان شد و بر روح خواجه دعا خیر
گفت و خواجه مجد را تحسین نمود ۔

در ماتم شمس از شفق خون بچکید ۔ مه روے بکند و زهره گیسو ببرید
شب جامه سیه کرد در ماتم و صبح ۔ بر زد نفسے سرد و گریبان بدرید

ذکر فرید کاتب رہ

شاگرد انوری است خوشگوی و لطیف طبع بود و همواره ملازم درگاه سلطان سنجر بودے و
این سوال و جواب او راست.

گفتم بدان نگار که خورشید انوری | گفتا زروے نکوترم از رنگ بنگری
گفتم مه چهاردهی بر سپهر حسن | گفتا مه مراست هزار از تو مشتری
گفتم به بندگی تو اقرار مے کنم | گفتا چه تو بسے است کنونم بچاکری

صاحب مقامات ناصری گوید که چون سلطان سنجر کرت دوم بتسخیر مملکت ماوراءالنهر لشکر
کشید و سلاطین ترکستان با گورخان جمعیتے کردند و در حدود پائے مرغ که از اعمال قرشی است
که در قدیم الایام آن ولایت را نسف مے خواندند مصاف عظیم دست داد و شکست بر جانب سلطان
افتاد که سلطان گمنجواست که به ثبات قدم پیش بر دشمنان پس و پیش گرفتند ملک تاج الدین ابوالفضل
سیستانی عنان اسب سلطان بگرفت که اے خداوند چه محل قرار است و مردانگی نموده سلطان را از
جنگ گاه بیرون آورد و با معدودے چند از آب جیحون عماریته عبور کردند و آن شکست در ناموس
سلطان سنجر نقصان کلی کرد و فرید ملازم او بود درین باب این رباعی میگوید۔

شاها ز سنان تو جهانے شد راست | تیغ تو چهل سال ز اعدا کین خواست
گر چشم بدے رسید انهم ز قضاست | آنکس که بیک حال بماند است خداست

اما ملک تاج الدین ابوالفضل سیستانی از ملوک سیستان است و نبیرهٔ نصر الدین بن خلف است
که در زمان سلطان محمود سبکتگین بوده با سلطان محمود بکرات مصاف داده و مرد محتشم و مشهور بود و ملک
تاج الدین مقرب بوده در روزگار سلطان سنجر سلطان صفیه خاتون خواهر خود را به نکاح ملک در آورد
و ملوک سیستان خاندان بزرگ قدیم اند و درین روزگار جاه و منصب ایشان بر قاعده نمانده و ایشان
از نسل یعقوب بن لیث صفار اند که اول کسے از عجم که بر خلفائے بنی عباس خروج کرد او بود و بعد از
یعقوب عمرو بن لیث برادر او مرتبه عالی یافت سی صد هزار سوار لشکر داشت بر دست امیر اسمعیل
سامانی اسیر شد و در بند و در حبس المعتضد خلیفه بغداد از گرسنگی بمرد در ۲۸۷ گویند که هشتاد قطار شتر

مطلع اورا میکشیدند واللہ اعلم۔

ذکر سیفی نیشاپوری رہ

شاعرے محکم گواست و شاگرد فرید کاتب است و علم شعر را نیکو میدانست این قصیدہ کہ سنگ وسیم را در ہر مصرع لازم داشتہ اوراست۔

اے نگار سنگ دل وے لعبت سیمین عذار — مہر تو اندر دلم چون سیم در سنگ استوار
سنگدل یارے وسیمین برنگارے وانگہست — ہمچو نقش سیم و سنگے در دل من پایدار
من چو سنگم صلب عہد و تو چون سیمے ولیک — ہمچو سیم از سنگ تاگاہم برفتے از کنار
من ترا چون سیم و تو مرا رانی بسنگ — رحم سنگ عہد سیم انت گوئی یادگار

اما چند سیفی دیگر بودہ اند و امیر حاجی سیف الدین کہ از امرا بزرگ امیر تیمور گورگانی بودہ شعر فارسی و ترکی را خوب گفتہ و سیفی تخلص میکردہ دیین روزگار مولانا سیفی بخاری مرد فاضل و ظریفیست و ذکراو درخاتمہ کتاب خواہد آمد اما سیفی نیشاپوری شاعر تکش خان خوارزم شاہ کہ لقب او علاؤالدین بودہ استقلال او درجہ عالی یافت و تمامی خراسان را مسخر کردہ مرد خیر بودہ مسجد جامع سبزوار او بنا کردہ خواجہ علاؤالدین عطا ملک جوینی در تاریخ جہان کشائی میآورد کہ تکش خان عزیمت عراق کردہ در حوالی ری با طغرل بن ارسلان سلجوقی کہ ولی نعمت زادہ او بود مصاف داد و طغرل نام در نسب میگفت و جنگ میکرد تا اسیر شد او را پیش تکش خان بردند تکش ازو سوال کرد کہ باوجود مردانگی و لشکر جرار و سلاح چہ افتاد کہ چنین آسان اسیر شدے طغرل از شاہنامہ این بیت برخواند۔ بیت

زبیژن فزون بود ہومان بزور — ہنر عیب گردد چو برگشت ہور

حکایت کنند کہ آن ناحق شناس ولی نعمت زادہ خود را بر دری بردار کردہ و آن حال بر و مبارک نیامد و از اندک مایہ روزگارے بعلت خناق درگذشت و آخر ملوک آل سلجوق طغرل بودہ و بعد از قتل طغرل سلطنت از خاندان آل سلجوق انتقال کرد بخوارزم شاہیان افتاد فی شہور سنۂ ۵۹۱ یمحو اللہ مایشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب۔

ذکر حکیم روحانی ره

خوش گوئے بوده و شاگرد رشیدے است و رشیدی استاد سیف الدین اسفرنگی بوده و گویند رشیدی از اقران مولانا سیف الدین است والعهدة علی الراوی و این قطعه روحانی راست در مذمت کدخدائی و قرض کردن.

مرد آزاده بگیتی نکند میل دو کار | تا وجودش همه روزے بسلامت باشد
زن نخواهد اگرش دختر قیصر بدهند | وام نستاند اگر وعده قیامت بدهند

ذکر ملک الکلام ظهیر فاریابی

وهو ظهیر الدین طاهر ابن محمد فاریابی بغایت فاضل و اهل بوده و در شاعری و فضل مشهور بوده اکابر و افاضل متفق اند که سخن او نازکتر و باطراوت تر از سخن انوری است و بعضے قبول نکرده اند و از خواجه مجد الدین همگر فارسی فتوی خواسته اند او گفت سخن انوری افضل است فی کل حال و در شیوه شاعری مشار الیه است و در علم و فضل بی‌نظیر بوده و اصل او از فاریاب است اما در روزگار اتابک قزل ارسلان بن اتابک بن ایلدگز بعراق و آذربایجان افتاده مداح قزل ارسلان بوده و خواجه ظهیر شاگرد استاد رشیدی سمرقندیست که قصه مهر و وفا بنظم آورده و داد سخنوری در نظم آن داستان داده در باب دیوان ظهیر فضلا گفته اند که معلوم نیست چند هزار بیت است گفته اند

دیوان ظهیر فاریابی | در کعبه بدزد اگر بیابی

و چون خواجه ظهیر خوشگوست واجب نمود که از دیوان او قصیدهٔ و قطعه و غزلے در این تذکره بقلم آید و این قصیده را مدح قزل ارسلان میگوید

گیتی بیمن دولت فرمان ده جهان | مانند روضهٔ ارم و عرصهٔ جنان
از هر طرف که چشم نهی جلوهٔ ظفر | وز هر طرف که گوش کنی مژدهٔ امان
بالید ازین نشاط تن تخت بر زمین | بگذشت ازین شکوه سر تاج ز آسمان
افسانه گشت قصهٔ دارا و کیقباد | منسوخ شد سیاست جمشید و اردوا

ملکے چنین متقر و شاہے چنین مطاع | دیریست تا زمانہ ندارد ز کس نشان

و در اول حال ظہیر از فاریاب بہ نیشاپور آمد و دران حین سلطان طغان شاہ حاکم نیشاپور بود و در خاندان سلجوق دو طغان شاہ بودہ اند و این طغان شاہ بعد از سلطان سنجر بر تخت نشست و بجنوبت زد با خوارزم شاہ امان او نداد و طغان شاہ قدیم ممدوح حکیم ارزقی است روزے سلطان طغان شاہ ثانی بتماشائے کان فیروزہ رفتہ بود و خواجہ ظہیر ملازم بودہ۔ این قصیدہ گوہر ردیف را مناسب آن حال میگوید۔

ترا ست لعل شکربار و در میان گوہر | میان لعل چرا کردہ نہان گوہر
بخندہ چون لب یاقوت تنگ بکشائے | ز شرم زرد شود ہمچو زعفران گوہر
رخم چو زرد شد از چرخ دیدہ ہر ساعت | فشانم از غم آن لعل درفشان گوہر
مرا بیاد دہد گرچہ خاکسارم از آنک | بخاک تیرہ کند بیشتر مکان گوہر
اگرچہ سیم و زرم نیست ہست گوہر سنگ | کہ تیز و عقل بہ از صد ہزار کان گوہر
سزد کہ ننگ نیاید ترا ز صحبت من | چرا کہ ننگ ندارد ز ریسمان گوہر
چنان بچشم تو بنشینم ز بے ورمے | کہ روز بزم بچشم خدایگان گوہر
ہمین بس است کہ الماس طبع من دارد | چو خنجر ملک مشرق درمیان گوہر
خدایگان ملوک جہان طغانشہ از آنک | کہ بذل میکند از جود بر جہان گوہر
ز بسکہ خون معاند بریخت روز مصاف | گرفت در دل کان رنگ ارغوان گوہر
ببین بخت چو گیرد قلم بدست کند | بصورت غنچہ از نوک او روان گوہر
سپہر را کہ ز دست خرد نمی باشد | بقدر جود تو در گنج شایگان گوہر
اگر تو دست سخاوت کشیدہ ز کنجی | ز ہیچ کان ندہد ہیچکس نشان گوہر
خروس عدل تو پا بر زدست عالم | بجائے بیضہ نہادست ماکیان گوہر
زہے نشانہ کہ بعد از ہزار غصہ و رنج | عزا نہاد ز رنج تو در دہان گوہر
اگرچہ موج بر آورد صالہا دریا | ز ہیچ وجہ نیفگند بر کران گوہر
زمانہ گرچہ نیازارد م نخیزد از آنکہ | کسے نیفگند از دست رایگان گوہر

درین دیار بسے شاعران با هنرند · که نور فطرت ایشان دهد بکان گوهر
قصیده که بمدح تو گفت بنده چو زر · ردیف ساختش از بهر امتحان گوهر
سزد بنظم چنین گوهرے کنند قیام · از آنکه خوب نماید بتوامان گوهر
همیشه تا که بهنگام نوبهار سحاب · کند نثار براطراف بوستان گوهر
نثار مجلست از چرخ گوهرے بادا · که در حساب نیارد بهاچنان گوهر

گویند که ظهیر از نیشاپور بطریق سیاحت باصفهان افتاد و دران حین صدر الدین عبداللطیف خجندی قاضی القضاة و مشار الیه آن ملک بود روزے بسلام خواجه رفت دید که صدر خواجه مسکن علما و فضلاست سلام کرد و غریب وار بجائے نشست التفاتے چندانکه مے خواست نیافت تافته شد و بدیهه این قطعه را گفت و بدست خواجه داد۔ قطعه۔

بزرگوارا دنیا ندارد آن عظمت · که هیچ کس را زیبد بران سرافرازی
زچیست کاهل هنر را همیکنی تمیز · بدین نعیم محقر چرا همین نازی
شرف بفضل و هنر باشد و ترا هست · تو نیز هم بهنر در زمانه ممتازی
بمن نگه تو ببازی ممن از آنکه بفضل · دلم بگیسوئے عوران نمی کند بازی
اگرچه نیست بحشمت سخن من بشنو · چنانکه اورا دستور حال خود سازی
تو این سپهر که زر دنیا کشیده برو ے · برد ز عرض مظالم چنان بنیازی
که از جواب سلامی که خلق را زتست · بهیچ منظله دیگرے نپردازی

و چندانکه خواجه مراعات و مردمی کرد ش در اصفهان اقامت نکرد و باذربایجان رفت اتابک مظفر الدین محمد ایلدگز او را تربیت کلی کرد و مدت ده سال در رکاب اتابک بود و قصیده که در شکایت نامه باتابک فرستاد این است۔

شاید که بعد خدمت ده ساله در عراق · نا نم هنوز خسرو مازندران دهد

بعد از وفات اتابک قزل ارسلان بن ایلدگز متصدی حکومت عراق و آذربایجان بود و اتابک نصرت الدین ابوبکر بن محمد ایلدگز را میل آن بود که ظهیر ملازم او باشد و ظهیر بجانب ابوبکر مایل بود و در آخر از قزل ارسلان بگریخت و با ابوبکر پیوست و قزل ارسلان بر رغم ظهیر مجیر الدین

سیلقانی را تربیتهائے کلی کرد چنانکه هر هفته او را جامهٔ کمخاب و اطلس بخشیدی و مجیر بتفاخر پوشیدے
بفضلاء آن رعونت را پسندیده نداشتند و ظهیر در باب مجیر گفته۔

گر بدیباہائے فاخر آدمی گردد کسے پس در اطلس چیست گرگ و در عباسی سگا

و بعد ازانکه ظهیر مدتے ملازمت سلاطین و حکام نمود آخر استعفا خواست و بطاعت
و علم مشغول گشت و در محروسهٔ تبریز ساکن شد وفات او در تبریز بوده در شهور سنه ثمان و تسعین
و خمسمائه بروزگار دولت اتابک بن قزل ارسلان و ظهیرالدین فاریابی بسرخاب مدفون است
و در جنب خاقانی و مجیرالدین بیلقانی و کمال خجوانی و شرف الدین شفروه و محمد بن علی کرماج
اصفهانی و جوهری زرگر معاصر خواجه ظهیر بوده اند اما اتابک سعید قزل ارسلان ابن اتابک ایلدگز
از جمله موالی سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاه است جاہے و سلطنتے بر کمال یافت و پادشاه
نشان بود و طغرل بن ارسلان کودک بود و امور سلطنت عراق و آذربایجان بعد از وفات اتابک
بقزل ارسلان متعلق گشت او مردے مهیب و با سیاست و صاحب تحمل بود اما مے خواست
همچنانکه پدر و برادرش کفیل مهمات آن سلجوق بودند او نیز باشد طغرل بزرگ شد و از اتابک بر تافت
و مکاتب پیاپی بخوارزم شاه تکش مینوشت که عزیمت عراق کند و شر قزل ارسلان کفایت نماید
و در اثنائے این حال بردر شهر همدان شبے ارسلان را بر تخت کشته یافتند و کسے ندانست که آن
کار که کرده همچنانکه ذکر رفت تکش در صحرائے رے طغرل را بردار کرد و حدیث نبوی کارگر آمد که
من اعان ظالما فقد سلطه الله۔

ذکر ملک الکلام مجیرالدین بیلقانی رح

بغایت خوشگوی و نازک طبع و فاضل بوده از اقران خواجه ظهیر فاریابی است و در پیش ایلدگز
راه تقرب و نیابت داشت و همواره با سعد او و تجمل معاش کردے و شعرا چنانکه رسم است برو
حسد بردند و او را بجهت تحصیل وجوه از دیوان اتابکی باصفهان فرستادند افاضل اصفهان چنانکه شرط است
پروای او نکردند و مجیر بر مردم اصفهان این رباعی گفت۔ رباعی

گفتم ز صفاهان مدد جان خیزد لعلیست مروت که از آن کان خیزد

کاشکے دانستمی کاہل صفاہان کورند   با لدین ہمه سرمه کز صفاہان خیزد

و اکابر اصفهان از و در خشم بودند شرف الدین شفروه گفتند تا او را هجو هائے رکیک گفت و ایراد آن هجویات درین کتاب مناسب ننمود اما شرف الدین شفروه در جواب رباعی مجیر میگوید رباعی

شهریکه چو از جمله ایران باشد   کے لایق هجو چون تو کشخان باشد
سرمه چه کنی که از صفاهان باشد   میل تو میل است فراوان باشد

و مجیر الدین این قصیده در مدح قزل ارسلان گفته و در لزوم شمع در هر بیت و فضلا و شعرا این قصیده را پسندیده اند

همره عمرم نمود شعبدهٔ آسمان   گشت چراغ دلم شمع سپهر الامان
بر سر پایم گداخت سفره خالی چو شمع   با سر دستم نکند تیر فلک چون کمان
سر دل بیتو چو صبح بزم حریفان عمر   تا نکشندت چو شمع شب همه شب در میان
شمع دل کس نیم پس چه سبب همچو شمع   هر دو نفس میزنم بر لب اینجا کدان
دهر مرا همچو شمع بے گنه از بهر چیست   گر بفروشد رواست ور بگذارد بمان
از دهن آتش بهات گر بگریزم که کرد   پای ببندم چو شمع گردش این هفتخوان
زنده شوم همچو شمع از پی دیدن که هست   شمع این سخن خسرو صاحبقران
صفدر سلطان جناب کز دل او همچو شمع   صدره بر خود گریست عالم نا مهربان
فتنه بحاجت چو خواست نقش شفا از صدر ملک   زانکه بود در شمع روز خواب خوش پاسبان
ظلم که کشته بود تو بهتو همچو شمع   از تف شمشیر او سوخت ز سر تا میان
بر ره چو شمع از میان ظلمت شب ای عجب   قدرت قدرش که هست ره دین همره
ای تو ناحق چه شمع دیده طفلی عذاب   وی ز تو دولت چو سر گشته بپیچد جوان
هست چو شمع بر زر رشته عطارد زرنگ   تا بشمع دید کلک ترا در بنان
ساخته بگداز شمع در ره عشقت جگر   هم ز دل آتش نمود چشمه آب روان
فاخته آتش هست گر چه در طعنه زد   آنکه منورش چه شمع میرود آب از دهان
تا که اگر شب هست شمع محرم اسرار خلق   بر دل پاکت تو باد سر الهی عیان

شمع جلال تو بادیار به نیک اختری　　　پیکرش از باختر تافته تاقیروان

اما اتابک ایلدگز در زمان دولت سلطان مسعود محمد بن ملک شاه کافی و مدبر ملوک آل سلجوق بوده و بعد از وفات سلطان مسعود شاه پادشاه نشان شده و والده ارسلان بن طغرل به نکاح خود در آورد و مردے متدین و عادل بوده و علما را دوست داشتے و او را استیلا و احتشام بسیار دست داد چنانکه در روزگار او اولاد ملوک در سلطنت سلجوق جز اسمی نداشتند و اتابک ایلدگز در شهر همدان مدرسه عالی ساخته و اوقاف بسیار دارد و درین روزگار خراب است وفات اتابک ایلدگز در شهور سنه ثلث وستین و خمسمائه بوده و مرقد او و منکوحه او در جوار مدرسه ایست که در همدان بنا کرده و شعراء بزرگ که بروزگار اتابک ایلدگز بوده اند و فرزندان او اتابک جهان پهلوان محمد و اتابک قزل ارسلان اثیر الدین اخسیکتی و مجیر الدین بیلقانی و ظهیر الدین فاریابی و شیخ نظامی گنجوی و قوامے مطرزی و یوسف فضولیست بوده اندره اما بیلقان از اعمال آذربایجان است و در جوار قراباغ که قشلاق سلطانست چنانکه صاحب صور الاقالیم میگوید که چو لشکر بلاکوخان قلعه بیلقان را محاصره کرد بمدت مدید فتح قلعه میسر نشد عاجز شدند چه در نواحے بیلقان خاک ست و دشت و سنگ بجهت منجنیق نمے یافتند خواجه نصیر الدین طوسی تعلیم داد تا درختهائے بزرگ افگندند و از چوب بشکل سنگ منجنیق تراشیدند مدور و در میان ارزیز ریختند و بجائے سنگ انداختند و برج و باره و بناهائے قلعه ویران شد بدین حیله شهر را گرفتند و قتل فراوان کردند و از آن روزگار شهر بیلقان خراب است و از او جز اسمی نماند اما خاقان سعید شاه رخ سلطان میخواست که آن شهر را عمارت کند مدبران مملکت صواب ندیدند که چون آن شهر معمور شود خلایق و چهارپا جمع شود و نقصان در علفخوار قشلاق پدید آید و نیز زلزله در آن شهر عام بود و چند نوبت از آسیب زلزله خراب شده ملاحظه زلزله نیز کردند و ترک عمارت آن شهر نمودند اما به حفر جوی بیلقان شاه رخ سلطان امر نمود و آن جوی را جاری ساخته اند و طواحین و اگر کرده اند و الیوم برقرار است۔

ذکر جوهری زرگر

سخنان دلپذیر دارد و مردے ندیم شیوه بوده و شاگرد و استاد ادیب صابر است و از اقصران

اثیرالدین اخسیکتی بوده و اصلش از بخارا است اما بطریق سیاحت بعراق افتاده بوده و در اصفهان ساکن بوده مردے متمول و همواره شعرا را خلعت دادی و خدمت کردے و از اشعار او قصیدهٔ رشته میشود که جهة شراب گفته۔

چون صبح برکشد علم ساده پرنیان　　　باید کشید رایت عشرت بر آسمان
زان پیش کافتاب سر از کوه بر زند　　　باید مئے ببوئے گل و رنگ ارغوان
آن بادهٔ بنور مه و عکس آفتاب　　　کز آفتاب ماه دهد روز و شب نشان
معیار عقل و داروے خواب و فروغ مے　　　درمان درد و قوت جسم و غذائے جان
اصل سخا و عنصر مردی و ذات حسن　　　عین تواضع و تن لطف و سر بیان
هضم طعام و نفی غم و مایهٔ نشاط　　　قوت دل و توان تن زار و ناتوان
دارو بگاه آنکه کنی رنگش آزمون　　　باشد ببوئے آنکه کنی بویش امتحان
رنگ عقیق و گونهٔ یاقوت و لون لعل　　　بوئے عبیر و نکهت مشک و نسیم جان
در فعل او نهاده گرهٔ تربیت فلک　　　در طبع او سرشته گره تقویت زبان
نور سهیل و تابش مریخ و تاب ماه　　　آرام کهل و حرمت پیر و تف جوان
آن می که گر ز دور بداری ز عکس او　　　شنگرف سوده گردد مغز اندر استخوان
گردد ز فعل او تن بے زور زورمند　　　باشد ز طبع او دل غمناک شادمان
چون آب ناروان بود اندر قدح اگر　　　آمیخته بمشک بود آب ناروان
آن را که سودها بزبان آورد فلک　　　چون زو بخورد سود شمارد همه زیان
روئے چو زعفران شود از وے معصفری　　　وز خرمی نشاط دل آرد چو زعفران
در باغ و بوستان ز تماشا نیافت بهر　　　بی می هر آنکه تافت سوئے باغ و بوستان
بر گلشن مراد بود بادهٔ تازه گل　　　بر کشتی مراد بود بادهٔ بادبان
آن دستگیر پیر شد و پیر در بهار　　　آن آفت جوان جوان جود در خزان
روحیست بکثافت و شمسے است بکسوف　　　نوریست بے تغیر و ناریست بیدخان

بهخواه و می گسار بی شاد باش از انک | ما را خدائے وعده بہی کرد در جنان
درده شراب ناب که باشد حرام خواب | چون تیغ آفتاب زند چرخ زرفشان
تا جوهری زرگر جام شراب پر | نوشد بیاد مجلس بزم خدایگان

و ممدوح جوهرے سلطان سلیمان شاه بن محمد بن ملک شاه است و در مدح آن قصائد غرا دارد و داستان احمد و مهستی را نظم کرده و گویند که حضرت شیخ بزرگوار نظامی قدس سره گفته والعلم عند الله تا سلطان مغیث الدین سلیمان شاه پادشاه نیکو بوده و بعد از طغرل بن محمد بن ملک شاه بر تخت ملک نشست و استمالہ اتابک ایلدگز را ولیعهدے بارسلان بن طغرل داد و همواره بعشرت و شراب مشغول شده بود از حرم بیرون نیامدی و دور او چون دوران گل دو هفته بیش نبود و دوران خار محنت در راه او انداخت و حریف گجهاز تو ملک با او دغا باخت کدام دوحه سعادت که از تند باد شقاوت از بیخ کنده نشد و کدام گلبرگ تر اقبال که از صرصر تند باد پراگنده نشد عاقبت این سفلہ جهان کشتیست و حاصل از دوروزه بقائے زمان ملامت گشتی خوشا وقت آن کسیکه از دروازهٔ هستی به بیابان عدم بیرون رفت بلکه ازین دروازه هرگز در نیامد سلیمانشاه از سلیمان بحشمت بیشتر نبود بادے که تخت او را بر میداشت بخت این را برباد داد و داد از جفائے روزگار که داد کس نداد و فریاد از روزگارے که نمیرسد به فریاد۔

میکند بلبل خوشگوی خوش الحان فریاد | که کجا رفت اویس و حسن کو دل شاد
پیش ازین باد بفرمان سلیمان بودے | میدهد دهر کنون خاک سلیمان برباد

ذکر اثیر الدین اخسیکتی رح

دانشمند و فاضل بوده و در سخنوری مرتبهٔ اعلی دارد و از اقران امیر خاقانی است اصلش از ترکستان است از ناحیه اخسیکت من اعمال فرغانه اما در عراق عجم و بلاد آذربایجان ساکن شده و حاکم خلخال و ماسوله او را بر خود خوانده در آخر عمر دران دیار بسر برد و اتابک ایلدگز طالب صحبت اثیر بوده ملاقات کرد اما صحبت و ملازمت میسر نشده تجربه تمام داشت و این قصیده را در جواب خاقانی گفته که مطلع قصیده خاقانی است۔

قحط وفات در نبه آخرالزمان / هان ای حکیم پردهٔ عزلت بساز هان

و اثیرالدین در جواب خاقانی میفرماید۔

ای عقل خنجر تو ناوردگاه جان / بیرون جهان سمند مراد از پی جهان

عینن رکیست و هر مره تاب در کمند / بیوه زنیست چرخ منه تیر در کمان

و در تحریص نفس بقناعت و ترک دنیا این بیت در آخر قصیده میگوید۔

ای عقل تا زمین چو توئی مقتدای نفس / تاکی سرای طغرل و تاکی د طغان

خلقان حرص تا آز کس از سر اثیر / وز ننگ مدح گفتن خاقانش جدا زبان

و چون اثیر از سخن وران متعین است واجب بود این قصیده او را تمام نوشتن و این قصیده در مدح اتابک ایلدگز گفته و مراتب خود را باز نموده و تعریضی چند مجیر را کرده که مدح محمد ایلدگز هست و اثیر مدح قزل ارسلان است و ایشان هر دو برادرند۔

آن را که چارگوشهٔ عزلت میسر است / گو نوبه پنج زن که شاه هفت کشور است

بگذر ز طبع چرخ که بستان سرای انس / برتر ز طاق طارم این سبز منظر است

گر بوسه کام هست نه زین هفت اختر است / در عهد انس هست نه زین چار گوهر است

چون کاهلان بسبزهٔ گردون فرو میاسی / کین سایه دار گرچه شگرفست بی بر است

دانی بدین بخور هر ور که خوش بود / هر سر که بید باغ تر از بوی مجمر است

گاوی نشان دهند درین قلزم کبود / لیکن نه بر جهیست مراد او را نه عنبر است

از آسمان مشام تنفر فرا مگیر / کین سبز بر کرانه بخور شیر ابخر است

بر شرط حادثات برون ای زین لباس / کاول برهنگی است که شرط شناور است

از اشک خواه سیم که نقد مروجست / وز چهره جوی زر که طلای معصفر است

خلقان برنگ ریز طبیعت مده از آنک / هر دست رنگ او ز نخستین سیه تر است

بر چین دکان جسم که در دار ملک روح / بی زین عمل گهیست که بر تو مقرر است

جبرئیل میزبان مسیح است بر فلک / در خورد هم طویلی زر سم خر است

فضا و روزگار ز بهر آب داده تیغش
تو شاه مان و عزه که کوشش معتبر است

رخ پر سرشک کشتی فلک وقت شام ازانک
در هجر روز اشک شفق نیز احمر است

در قرص مهر دگر زده ماه بنگری ازانک
بی این همه صداع تو نانی میسر است

در عهد ما که مادر راحت عقیم ماند
شادی ز خلق چهره نهفته چو دختر است

گفت آفت سرست و خموشی خلاص جان
در اختیار ازین دو یکی تن مخیر است

از سرو تا بسوسن آزاده کس نماند
الا دلی که بنده شاه مظفر است

دریای بزم و رزم که از جود و حزم او
دائم صدف گهر ده و ماهی زره ور است

چون پشت بر سپر کند روی دولت است
چو روی در مصاف کند پشت لشکر است

معمار عدل او بحذاقت مهندس است
عطار خلق او بعبارت شکرگر است

آن ابر رزق است حسامش که در مصاف
هر قطره که رشح کند بحر اخضر است

در شان اندرخت چگویم خسرو کو
فرخنده میوه چو قزل ارسلان بر است

تنزیل صادق است مر او را ثنای شاه
لیکن برای مصلحتی نامفسر است

بانگ خروس حربه دیو است پس بجاست
تفسیر آن برحمت الله اکبر است

هر کس ز بحر فکر برآرد دری ولیک
در دانهای نظام از بحر دیگر است

نهاده اند در پر چند و غراب و زاغ
آن چابکی که در پر باز سبک پر است

بر لشکر ریاحین گلاست سلطنت
کو رنج کوکنار که حمال افسر است

شاه شکر فیل رابستان بزمین زند
لیکن نه مرد پنجه و بازوی صرصر است

سوگند می خورم بحسام سر افگنت
کابیست با صفا که در و عکس آذر است

کاندیشه خلاف رضای تو بنده را
بر تخته مخیله هم نامصور است

در گم کنم رضای تو شاه فرشته خلق
پس همچو خلق دیو تهم منبع شر است

در عهد دولت تو که طور معاش را
منزلگه تباهی ازان رفته محشر است

گر چوب آستان تو اعم تازیانش است
گر خاک بارگاه تو اعم تا ز بستر است

با دم زبان ز خنجر رو شد دل تو قطع
گر نه درین زبانم با دل برابر است

تو همچنان مکن که چو بیند مرا حسود — گوید بطعن حال فلان از که کمتر است
گر من خریدهٔ کرم این برادرم — او هم گزیدهٔ نظر آن برادر است
صد قصه و قصیده و پیغام ماجرا — در بطن این دو که گفتم مستتر است
تا پاسبان معتمد ملک خاتمست — تا رازدار مؤتمن فکر و فقر است
آن روزنامه باد ضمیر تو کاندرو — اسرار هفت خاتم گردنده مضمر است
عمرت دراز باد که چرخ عطیه بخش — از بهر عطیه که دهد گهر خوشتر است

ارباب فضل اثیر را در شاعری مسلم میدانند و بعضے برآنند که سخن او به از سخن انوری و خاقانیست و بعضے این دعوی را مسلم ندارند انصاف آن است که هریک ازین سه فاضل را شیوه ایست که دیگرے را نیست اثیر سخن را دانشمندانه میگوید و انوری سلیقهٔ سخن نیک تر رعایت میکند و خاقانی از طمطراق لفظ بر همه تفصیل دارد۔ ع

هر خوش پسرے را حرکات دگر است

اینها غواصان بحار معانی بوده اند و هریک بقدر کوشش ازین بحر در دانه بیرون آورده اند نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند خدائے عز و جل جمله را بیامرزاد

ذکر مولینا سیف الدین اسفرنگی

اسفرنگ در ماوراء النهر موضعے است و مولانا سیف الدین مرد طالب علم بوده در سخنوری مرتبهٔ عالی دارد و دیوان او متعارف است و در مجلس الغ بیگ دیوان او را ادبا علما و فضلا مطالعه کردندے و سخن او را بر سخن اثیر ترجیح داده اند اما این حال مکابرهٔ عظیم است مولانا سیف الدین در اوایل روزگار ایل ارسلان خوارزم شاه از بخارا قصد خوارزم کرد و ایل ارسلان او را مراعات کلی نمود و فرمود که جواب قصیده خاقانی بگوید مطلع این است۔

صبح دم چون کله بند آه دود آسای من — چون شفق در خون نشیند چشم شب پیمای من

مولانا سیف الدین این قصیده را در بحر و ردیف موافق جواب گفته فاما در قافیه مخالف است چون بمجلس برد آن قصیده را فضلا نه پسندیدند مطلع آن قصیده اینست۔

شب چو بردارد نقاب از موج اسرار من | خفته گیرد صبح را چشم و دل بیدار من

مولانا سیف الدین در معذرت گفته که این قافیه و این طرح خوش نشانیده تر یافتم بعد از ان قصیده خاقانی را بهمان قافیه و ردیف جواب میگوید مطلعش این است

تا ز اکسیر قناعت شد طلا سیمای من | گنج باد آورد گیتی گشت خاک پای من

از کلاه فقر تا ترکی مرا آمد نصیب | جبهه اکلیل ساید فرق گردون سای من

و درین قصیده لطایف و نازکیها بسیار دارد و قصاید فضلا را جواب و شرح بسیار گفته و معارض قصیده ظهیر شده و مطلع آن اینست۔

شرح غم تو لذت شادی بجان دهد | ذکر لب تو طعم شکر در دهان دهد

مطلع قصیده مولانا سیف الدین است۔

آن را که غمزه تو ز کشتن امان دهد | این است خون بها که بیاد تو جان دهد

دیوان مولانا سیف الدین دوازده هزار بیت است۔ مجموع ملازم و مختار در نغز گوئی متابع مولانا بدر الدین شاشی است و پسر عطار بخاری که بعلائی عطار مشهور است و عدنانی و ملک شاه ترمذی شاگردان مولانا سیف الدین بوده اند و ایل ارسلان بعد از اتسز بر تخت خوارزم جلوس کرده بر خراسان مستولی شد و سید الحکما و افضل سید اسمعیل جرجانی کتاب اغراض و خفی علائی را بنام او نوشته و در علم طب کتاب فارسی چند مفید تر از اغراض نوشته اند و اغراض انتخاب ذخیره خوارزمشاهیست و ایل ارسلان در شهور سنه ۵۶۸ ودیعت حیوة بموکلان قضا و قدر سپرد و بعد از وی میان فرزندان او سلطان شاه محمود و علاء الدین تکش خان جهة سلطنت خراسان نزاع بود و در آن غوغا پریشانی تمام برعایا خراسان رسید سلطان شاه این رباعی بتکش فرستاد۔

میخانه ترا مصاف میدان ما را | کاشانه ترا نبرد جولان ما را
خواهی که نزاع از میان برخیزد | خوارزم ترا ملک خراسان ما را

تکش در جواب این رباعی فرستاد۔

این غم اخیا جنون و سودا گیرد | وین قصه نه در شانه و در پا گیرد
تا قبضه شمشیر که خون پالاید | تا دولت و اقبال که بالا گیرد

تا در سرخس میان هر دو برادر مصاف واقع شد تکش ظفر یافت و سلطان شاه بخوارزم گریخت آنجا نیزش نگذاشتند و در صحرا ها می گردید تا فوت شد وفاتش در سنه تسع وثمانین وخمسمائه بود وسلطنت باستقلال به تکش خان مقرر شد۔

طبقه ثالث و درین طبقه ذکر بیست فاضل ثبت است

ذکر شیخ نظامی گنجوی رہ

مولد شریف او گنجه است و در صور اقالیم آن ولایت را جنزه نوشته اند و در بزرگوارے و فضیلت وکمال شیخ زبان تحریر و بیان تقریر عاجز است سخن او را ورائے طور شاعری ملاحتے و افیست که صاحب کمالان طالب اند و لقب شیخ نظام الدین ابو محمد بن یوسف بن مؤید است و بمطرزی مشهور شده و شیخ برادر قوامی مطرزیست که یکے از استادان شاعران بوده و قصیده میگوید که تمام صنائع شعری دران مندرج است و ذکر او و ایراد او و بعضے از آن قصیده ثبت خواهد شد و گویند شیخ در آخر عمر منزوی و صاحب خلوت شده و با مردم کمتر اختلاط کردے و درین باب میگوید۔

گل رعنا درون غنچه حزین ٭ همچو من گشته اعتکاف نشین

و اتابک قزل ارسلان را آرزوئے صحبت شیخ بودے و بطلب شیخ کس فرستاد نمودند که شیخ منزویست و بسلاطین و حکام صحبت نمیدارد اتابک از روئے امتحان بدیدن شیخ رفت شیخ از روئے کرامت دانست که از روئے امتحان مے آید و بچشم حقارت مے نگرد شیخ از عالم غیب شمهٔ بچشم اتابک نمود اتابک دید تخت پادشاهانه نهاده اند از جواهر و کرسی دید که صد هزار چاکر و سپاهی و تجمل پادشاهانه و غلامان با کمر مرصع و حاجبان و ندیمان بر پائے ایستاده و شیخ پادشاهانه بر تخت نشسته و دوات و قلمے و مصحفے و مصلائی و عصائے و کاغذے چند پیش شیخ نهاده است بتواضع دست شیخ را ببوسید و اعتقاد او نسبت بشیخ درجه عالی یافت و شیخ نیز گوشه خاطرے بدو حواله کرد و گاه گاهے بدیدن اتابک آمدی و صحبت داشتے و شیخ بیان این حال درین بیت میگوید۔

بگفتم بوسمش همچون زمین پاے — چو دیدم آسمان برخواست ازجاے

وشیخ از مریدان اخی فرج زنجانیست قدس سره و دیوان شیخ نظامی ورای خمسه بیست هزار بیت است غزلیات مطبوع و موشحات مصنوع چون قصه خسرو شیرین را بالتماس قزل ارسلان نظم کرد چهار دیه معمور مزروع صله آن کتاب بشیخ بخشید و شیخ شکر آن انعام میگوید

نظر بر حمد و بر اخلاص من کرد — دیه حمدونیان را خاص من کرد

واین فارسی از اشعار شیخ است۔

جهان تیره است و ره مشکل جنیبت را عنان درکش — زمانی رخت هستی را بخلوت گاه جان درکش
کلاغان طبیعت را ز باغ انس بیرون کن — همایان سعادت را بدام امتحان درکش
چو خاص الخاص حق گشتی ز صوت پای نه بیرون — هزاران شربت معنی بیکدم رایگان درکش
گرانجانی مکن هرگز تو در بزم سبک روحان — چو ساقی گرم رو گردد سبک رطل گران درکش
بهشت و دوزخش بینی مشو مشغول این هر دو — قدم بر فرق دوزخ نه خطے گرد جنان درکش
چو مست حضرتش گشتی فلک را خیمه برهم زن — ستون عرش در جنبان طناب آسمان درکش
طریقش بیقدم میرو جمالش بے بصر مے بین — حدیثش بیزبان بشنو شرابش بیدهان درکش
نظامی این چه اسرار است کز خاطر برون دادی — کسے رمزت نمیداند زبان درکش زبان درکش

وشیخ قبل از خمسه در آوان شباب داستان ویسه و رامین را بنام سلطان محمود بن محمد بن ملک شاه نظم آورده و بعضے گویند آن را نظامی عروضی سمرقندی نظم کرده در عهد سلطان ملک شاه و شک نیست که بنام سلطان محمود نظم کرده اند و این بعهد شیخ نظامی اقرب ست اما سلطان محمود پادشاهے سعادت مند و صاحب هنر بوده در روزگار سلطان سنجر هشت سال بنیابت او لشکر کشید و سلطان محمود در صحراے ری با سلطان مصاف کرد و شکست خورد و روز دیگر پیاده سوار بسراپرده سنجری در آمد و فی الحال عم را سلام کرد سلطان را شفقت عمومت در کار آمد فرمود که پهلوے خیمه خود خیمه جهت او مهیا کردند و طبخ و یخ و فواکه پیش محمود فرستاد و اول خود تناول میکرد و بعد ازان باو مے داد روز دیگر محمود را بسلطنت عراق باز نامزد کرد و بتاج مرصع و جامهاے طلا دوز مشرف ساخت و اکابر و سرداران عراق را نیز دلجوئی و رعایت نمود و تشریف داد و روز سوم سلطان

بطرف خراسان و محمود بجانب اصفهان روانه شدند و کان ذلک فی عشرین جمادی اولی ۵ شنه وسلطان سنجر خاتون دختر خود را بنکاح سلطان محمود در آورد و در آن فرصت آن ملکه بجوار رحمت حق پیوست عوض او دختر دیگر ماه ملک خاتون نام با عهد مرصع و تجمل بسیار دیگر سال بهمنه سلطان محمود فرستاد وفات شیخ نظامی در عهد سلطان طغرل بن ارسلان از شهور سنه سبعین وخمسمأة بوده و مرقد شیخ در گنجه است و در روزگار شیخ خمسه را جمع نکرده بودند و هر یک داستان جدا جدا بوده بعد از وفات شیخ این پنج کتاب را در یک جا جمع کردند و فضلا آن کتاب را خمسه نام نهادند۔

ذکر سید ذوالفقار شیروانی رہ

سید ذوالفقار شیروانی ست و از افاضل عهد خود است و ظهور او در روزگار دولت سلطان محمد بن تکش خوارزم شاه بوده است در علم شعر بغایت ماهر است و قبل از خواجه سلمان ساوجی کسے در صنعت شعر و قصیده مثل قصیده ذوالفقار نگفته که مجموع صنایع و بدایع شعر را شامل باشد و این قصیده مشتمل است بر توشیحات و دوایر و زخارفات و از هر یک بیت چندین ابیات و مصارع و ملون در بحور مختلفه اخراج مے شود و خواجه سلمان صنعت چند در قصیده خود زیاد ساخته و گویند خواجه غیاث الدین محمد رشید صاحب دیوان که خواجه سلمان قصیده خارج دیوان خود را بنام او گفته چنانکه خواجه سلمان را مدعا بوده صله آن نداده۔ خواجه سلمان پیش خواجه غیاث محمد گله کرد که صدر سعید الماستری که سید ذوالفقار قصیده مصنوع خود را بنام او نوشت و او را صفت خروار ابریشم کرم کرد و با وجود آنکه او وزیر شیروان پیش نبود و خواجه که امروز بدولت صاحب دیوان ممالک ایران و توران است با وجود آنکه از قصیده من تا قصیده او تفاوت باهر و ظاهر است و باضعاف آن صنایع و بدایع دران مندرج است راضیم که خواجه بعشر عشیر آن در حق من کرامت فرماید خواجه از سخن سلمان تیره شد و گفت از علی ابو طالب تا سلمان نیز تفاوت هست یعنی او را پایه و شرف سیادت هست و ترا نه سید ذوالفقار در ملک عراق قصد ملازمت سلطان محمد خوارزم شاه نموده سلطان او را مراعات کرد و مقامات و تواریخ سلطان آنچه میگذشت نظم میکرد و از قصیده مصنوع سید بعضے نوشته خواهد شد تا نموداری باشد۔

چمن شد از گل صد برگ تازه دلبروار بهار یافت بهارے ز باد در گلزار
نهال چون قد دلبر چمان شود در رقص بسان فاخته چون بیدلان بنالد زار
ارم ز روے تماشا به بوستان آید خزان خزان چو در آید بباغ بباد بهار

و از هر سه بیت این قصیده بیتی اخراج مے شود و بدین نسق در بحور مختلفه

گل صد برگ دلبروار چون در بوستان آید بهارے باد در گلزار چون بیدل خزان آید

ذکر محمد خوارزم شاه

اما سلطان محمد خوارزم شاه پادشاهے قاهر و صاحب دولت بود کوکب اقبال او ارتفاع یافت و ملوک اطراف انقیاد امر او را کمر مطاوعت بستند و جز صلح با او مصلحت ندیدند خراسان و ماوراء النهر و کاشغر و اکثر عراق را مسخر ساخت و مملکت غور و هرات را از تصرف ملوک غور بیرون آورد و شوکت او بمرتبه رسید که هفتاد خروار نقاره و کوس طلا و نقره بر درگاه دولت او نوبت زدندے و هر دهقانے را در دور دولت او طور معاش و تجمل مثل پادشاهے بود که بوصف در نیاید و دختر بخان سمرقند داد و از خان کاشغر دختر خواست و جهت این دو موهبت عظمے در کهدستان هراة طوئی عظیم فرمود که چشم روزگار ندیده بود در اثنائے آن حال تفحص فرمود که هیچ پیرے باشد که ملازمت سلطانان ماضیه نموده باشد تا از او استفسار رود که مثل این عظمت و تجمل از سلطانے وجود یافته باشد گفتند بدین صفت مقرب الدین بن فلک الدین است که از بزرگ زادگان دولت سنجری بوده است او را بحضور خود طلب داشت و استفسار کرد او گفت خوش عظمتی است و مزیدے برین متصور نیست چون زیادت الحاح نمود گفت اے سلطان نوبتے سلطان سنجر در همین جایگاه جشنے ساخت که هرچه تو نمودی بکار برده او ده کهنگی دران جشن بکار برده بود سلطان تیره شد گفت آیا دران روز مرتبه تو چه باشد گفت اے خداوند در همان روز منشور هفتاد کس نوشتند که سلطان ایشان را اقطاع ارزانی داشته بود و پدر مرا بعد از سی کس نوبت نوشتن رسید و پدر بزرگ مرا که مقطع خوارزم بود بعد از چهل و پنج کس آن گاه سلطان اشارت کرد که این مرد را بخانه خود روانه کنید که پیش ازین مصلحت بودن او این جا نیست صاحب تاریخ جهان کشائی گوید که چون سلطان

محمد بر اکثر بلاد ایران استیلا یافت غرور و نخوت کرد با ناصر خلیفه عباسی کدورت ظاهر ساخت و حشمت و مباهات بدانجا رسید که سلطان از علما و ائمه روزگار فتوی حاصل کرد که بنی عباس در امر خلافت بغیر استحقاقند و خلافت حق اولاد امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ است و خانه زاده علاء الملک را از سادات ترمذ بخلافت نامزد فرمود و خود عزیمت بغداد کرد تا خلیفه را معزول کند و سید حسینی را منسوب سازد و ناصر خلیفه شیخ الشیوخ العارف شهاب الدین عمر سهروردی را برسالت پیش سلطان فرستاد که صلح کند و شیخ در حدود نهاوند بعسکر سلطان رسید و عظمت تمام مشاهده کرد او را بخرگاه سلطان بردند آمد و سلام کرد سلطان شیخ را رخصت نشستن داد همچنان برپائے خطبه در منقبت آل عباس بخواند و گفت این خاندانیست مبارک آثار این مردم میمون نیست سلطان از سر خشم جواب داد که هرچند این خاندان را شما مبارک ساخته اید اما مبارک تر از خاندان رسول نیست بحکم و تقویت شما این خاندان را مبارک شده همانا این افعال که ازین مردم مشئوم بشامت نزدیکتر است اگر عمر امان دهد خاندان رسول را بر شما مبارکتر سازم اے شیخ اگر ترا ذوق محبت حق مے بود بمصالحه ناصر و من مشغول نمیشدے ہلا بازگرد و خلیفه را بگو تا فکر نزول من کند که رسیدم شیخ رنجیده از بارگاه بیرون آمد و گفت الٰہی این مرد را بدست بدان گرفتار کنی تنزل دولت سلطان محمد گویند ازین دعا بود لاجرم چنین است۔

تا دل مرد خدا نامد بدرد ۔۔۔ هیچ قومے را خدا رسوا نکرد

سلطان چون عزیمت بغداد کرد و بدینور رسید برف بے حد در عقبائے دینور بارید و سرما سخت واقع شد که اکثر چهارپایان معسکر تلف شدند سلطان بازگردید و آفتاب اقبال او آهنگ زوال کرد و چون اندک روزے گذشت چنگیز خان بروخروج کرد در شهور سنه سبع عشر و ستمایه لشکر مغول بحد ترکستان و اترار رسید سلطان چند نوبت با ایشان مصاف داد و هزیمت یافت و بعد ازان سلطان هرچند روبرو شدے باوجود صد هزار سوار مسلح بے جنگ ازان قوم روگردان شدے نوبتی سلطان جلال الدین که پسر مهتر سلطان بود از پدر سوال کرد که جهانیان را مردانگی و سیاست شما معلوم است بیست سال باستقلال و کامرانی حکومت ایران زمین کردے اکنون ازین مشتے بیدین سیگریزی و مسلمانان را بدست کفار مخاذیل گرفتار میسازی سلطان در

جواب گفت اے پسر آنچہ من میشنوم تو نمے شنوی جلال الدین گفت چہ نوع سخن است سلطان
گفت ہرگاہ کہ صف قتال راست میکنم مے شنوم کہ جمعی رجال اللہ از غیب مے گویند ایہا الکفر
اقتلوا الفجرہ لاجرم رعب و وحشت بر من مستولی مے گردد و اے فرزند اگر مرا معذور داری میشاید
و از اصحاب کشف و بزرگان دین منقول است کہ در پیش سپاہ چنگیز خان رجال اللہ و خضر پیغمبر
را دیدہ اند کہ رہنمائی آن لشکر مے کردہ اند عقل عقلا ازین حال مبہوت و حکمت حکما ازین حکم فرو مانده
یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید و شیخ ابو الجناب نجم الملۃ و الدین الکبری قدس سرہ در آن فرصت
این دو بیت گفت۔

اے رازق مور و مار و زاغ و بلبل گشتند ہلاک بندگان تو بکل،
مشتے سگ را بہانہ تو ساختہ از تست تو میکنی چہ تاتار و مغل

سلطان را با لشکر مغول بہیچ وجہ پائے استقامت نبود در شعبان سنہ سبع عشر و ستمائۃ
بکلی روئے بہزیمت نہادند و مسلمانان فریاد میکردند کہ ما را بہ بلائے مغول گرفتار مساز در جواب میگفت
کہ حصار ہا بسازید مسلمانان از فرو ماندگی در ہر شہر و قصبہ و مواضع حصار ہا عمارت میکردند و اکثر حصون
مختصر تا بدین روزگار باقی ماندہ و اکنون خرابست و سلطان از نیشاپور قصد ری کرد انجا نیز استقامت
نکرد جمعی گفتند مازندران جائے محکم است از یک طرف دریا و طرف دیگر بیشہ و جبال از طرفے
نزدیک خوارزم است کہ تخت گاہ اصلیت سلطان از ری بر سمت دار آمد و از انجا بجزیرہ آبسکون
قرار گرفت و از غایت التہاب و آتش درون و اندوہ بر سلطان علت جرب عارض شد و خواجہ
علاء الدین عطا ملک کہ صاحب تاریخ جہانکشائے است میگوید کہ پدرم نزد سلطان مقرب بود
چنین تقریر نمود کہ روزے سلطان در اثنائے سفر بر سر پشتہ آسایش با معدودے چند فرود آمدہ
من ہمراہ کوچ مے گذشتم مرا طلب کرد رفتم سلطان دست بمحاسن فرود آورد و تمام سفید شدہ بود
آہے برکشید و گفت اے جوینی مے بینی کہ روزگار غدار بغدر مشغول شد و بخت ستمگار ستم از سر گرفت
جوانے بہ پیرے بدل شد و سیاہی مویہ سفیدی مبدل شد صحت منعدم و مرض ملتزم گشت
این درد را چہ دوا و این غم را چہ تدبیر و این ابیات را بدیہہ انشا کرد و از من دوات و قلم خواست و زار
زار میگریست و این ابیات مینوشت۔

بروز نکبت اگر برج قلعه فلکست — چو شاه معرکه چرخ مسکن و ماواست
یقین بدان که بوقت نزول تیر قضا — حصار محکم تو همچو دامن صحراست
بروز دولت اگر مسکن تو هامون است — ترا گشادگی ارض گنبد خضراست
تو کار نیک و بد خویش کن بحق تفویض — بروز نکبت و دولت که کار کار خداست

وبعد از اندک مایه فرصتی سلطان را بیماری صعب روی نمود و از هوای عفن مازندران واندوه نامرادی در جزیره آبسکون رخت بقا از دروازه فنا بیرون برد و جان بجان بخش سپرد و کان ذلک فی بیست و دوم ذی حجة الحرام سنه سبع عشر و ستمائة و از اکابر عصر که در روزگار سلطان محمد ظهور یافته اند از مشایخ طریقت سلطان المحققین نجم الملة والدین احمد الخیوقی المعروف بکبری بوده است و اتباع و اصحاب او و از علما و ائمه فخر الملة والدین محمد بن عمر الرازی و از شعرا بزرگ محمد بن عبد الرزاق اصفهانی و پسر او کمال الدین اسمعیل و سید ذوالفقار شیروانی و وفات امام فخر الدین در هرات بود و مدفن مبارک او در خیابانست و عزیزی در تاریخ امام گوید۔

امام عالم و عامل محمد الرازی — که کس ندید و نه بیند ورا نظیر و همال
بسال ششصد و شش شد گذشته شهر راه — نماز دیگر اثنین غره شوال

ذکر ملک الکلام شاهفور بن محمد نیشاپوری

خوش طبع و فاضل بود و شاگرد ظهیر الدین فاریابی ست در روز سلطان محمد بن تکش منصب انشا بدو متعلق بوده رساله شاهفوری بدو منسوب است در علم استیفا چند رساله دیگر در القاب و انشا تصنیف کرده است و نور الدین منشی که وزیر سلطان جلال الدین بود پیاپی اهل بیهما مائل المدام بشرب خمر مشغول است شاهفور این رباعیه گفت و بمجلس خواجه فرستاده

فضل تو و این باده پرستی با هم — مانند بلندی است و پستی با هم
حال تو بچشم ماهرویان ماند — کانجاست مدام نور و مستی با هم

و این غزل هم از وست۔

روزگار آشفته زیر زلف تو یا کار من — ذره کمتر باد ماشته یا دل غمخوار من

شب سیه تر یا دلت یا حال من یا خال تو　　شهد خوشتر یا لبت یا لفظ گوهر بار من
نظم پروین خوبتر یا دُر و یا دندان تو　　قامت تو راستر یا سرو یا گفتار من
وصل تو دلجوی تر یا شعرهائے نغز من　　هجر تو دلسوزتر یا نالهائے زار من
مهر و مه رخشنده تر یا رائے من یا روئے تو　　آسمان گردنده تر یا خوی تو یا کار من
وعده تو کوژتر یا پشت من یا رویت　　قول تو بے اصل تر یا باد یا پندار من
صبر من کم یا وفاے نیکوان یا شرم تو　　خوبی تو بیشتر یا انده و تیمار من
چشم تو خونریزتر یا چرخ یا شمشیر شاه　　غمزهٔ تو تیزتر یا تیغ یا بازار من

ونسب شاهفور بحکیم عمر خیام میرسد و وفات شاهفور در تبریز بوده و در مشهور سنه ستمائه و
قبر او در سرخاب تبریز است در جنب خاقانی و ظهیر فاریابی ره اما عمر خیام نیشاپوریست بسیار
فاضل بوده و در علوم نجوم و احکام سرآمد روزگار خود بوده سلاطین او را بسیار عزیز داشتندے
چنانچه سلطان سنجر او را بر تخت پهلوے خود نشاندے و خواجه نصیر الدین طوسی این صورت بعرض
هلاکو خان رسانید که فضل من صد برابر فضل عمر خیام است اما تعظیم علما درین روزگار بقانون نمانده
صاحب تاریخ استظهاری میگوید که خواجه نظام الملک طوسی و عمر خیام و حسن صباح در نیشاپور تحصیل
میکردند و شرکا در درس بودندے و با یک دیگر عقد اخوت بسته بودند خواجه نظام الملک را کوکب
اقبال ارتفاع یافت و باستحقاق وزیر ممالک شد حسن صباح و عمر خیام قصد ملازمت خواجه نمودند و
آهنگ اصفهان کردند چون ملاقات میسر شد خواجه مقدم ایشان را بانواع اکرام تلقے فرمود و بعد
از چندگاه گفت داعیه شما چیست عمر خیام گفت داعیه من آن است که ادرار معاش من در نیشاپور
مهیا سازی تا بفراغت معاش بگذرانم چنان کرد و بعد از ان حسن را گفت که تو چه میگوئی گفت
التفات من بشغل دنیاست خواجه عمل همدان و دینور بدو نامزد کرد حسن را داعیه بود که خواجه در وزارت
او را شریک سازد ازین عمل عار کرد و بر خواجه دل گران شد و بمعادات او برخاست و همواره بندمار
سلطان ملک شاه اختلاط کردے و به نرد و شطرنج مشغول شدے تا مقربان و ندیمان سلطان
را بفریفت و بعرض سلطان رسید که بیست سال است سلطان پادشاهی میکند لابد است
که سلطان بر مجمل جمع و خرج ممالک خود و اموال خود صاحب وقوف شود سلطان خواجه نظام الملک

را طلب کرد و گفت مجمل جمع و خرج ممالک بچند گاه مکمل توانی کرد خواجه گفت از دولت پادشاه
امروز از حد ممالک کاشغر است تا ملک انطاکیه و روم اگر جهد و کوشش نمایند بیکسال این مهم
متمشی گردد شب دیگر حسن صباح بسلطان گفت اگر سلطان این شغل بمن تفویض کند و دست
مرا قوی گرداند من بچهل روز این مهم مجمل را مکمل کرده بعرض رسانم سلطان اختیار دفترخانه بدست
حسن داد و امر فرمود تا محاسبان و مستوفیان محکوم حسن باشند و این شغل را بچهل روز تمام سازند
حسن بکار دفتر مشغول شد و از چهل روز قلیلی ماند که حسن کار را تمام کرد و خواجه نظام الملک دانست
که این کار بدست حسن تمام خواهد شد حیله نمود و رکابدار خود را گفت تا بغلام حسن دوستی کند و زر و
مال بسیار بدو دهد و غلام خود را گفت روز چهلم که حسن دفتر را مکمل سازد من و او بخرگاه سلطان
در آئیم تو غلام حسن را بگو که میخواهم دفتر خواجه ترا ببینم که چون نوشته اند آن دفتر بهتر است یا دفتر خواجه
من چون دفتر بدست تو در آید دفتر را برهم بپاش و پریشان بساز بدین طریق مقرر شد و غلام خواجه
روز چهلم دفتر حسن را پریشان ساخت و خواجه نظام الملک و حسن هردو به مجلس سلطان آمدند
سلطان حسن را گفت که دفتر را مکمل کرده گفت بلے گفت بیار حسن دفتر بحضور سلطان بگشاد سلطان
از یکی بپرسید از دوم ورق ظاهر میشد حسن دریافت که خواجه نظام الملک کید کرده مشوش
شد و دست و پای او بلرزید و به تعجیل دفتر فراهم میکرد سلطان بانگ برو زد خواجه بعرض رسانید
که ای خداوند بنده در اول حال دانستم که این مرد دیوانه است اما چون پادشاه باور کرد دم
نیارستم زد چگونه قانون ملک بدین وسعت را بچهل روز مکمل توان کرد و اهل مجلس یار خواجه شدند
و نکوهش حسن کردند سلطان فرمود که حسن را بسیلی از خرگاه بیرون کردند و او متواری شده در اصفهان از
خانه بخانه میگریخت او را دوستی بود رئیس ابوالفضل نام بخانه او پناه برد و رئیس مراعات او کردی
و رئیس را بمذهب زندقه و الحاد فریب داد و شبی رئیس را گفت که اگر مرا یارے باشد من ملک این
ترکمان را و وزارت این روستائی را برهم زنم رئیس تعجب کرد که ملکی از کاشغر تا مصر باشد این مرد با یک
یار چگونه برهم زند همانا این مرد را علت مالیخولیا طاری شده آن روز روغن بادام و افتیمون آورد و در طعام
زعفران و ادویه که مناسب دفع سودا است اضافه کرد حسن بفراست دریافت و از خانه رئیس بگریخت
و قصد قلعه الموت کرد که در قهستان دیلم است و بعبادت مشغول گشت و کوتوال قلعه را بفریفت و مرید

مرید خود ساخت و همواره بیرون قلعه در مغاره ساکن بودے و بزهد مشغول و بطاعت اشتغال داشتے حاکم
قلعه از حسن التماس کرد که بدرون قلعه تشریف فرمائے حسن گفت من در ملک کسے طاعت نه کنم برابر
پوست گاوے زمین بفروش تا من در ملک خود بعبادت مشغول باشم کوتوال بقدر پوست گاوے
زمین بدو بفروخت و چون بقلعه در آمد تمام اهل قلعه را بفریفت و مرید خود ساخت و پوست گاو را
دوال دوال کرد و از یک طرف دروازه بگرد قلعه بگردانید و صباح کس بامیر قلعه فرستاد که قلعه ملک
منست و من فروخته در ملک من مباش و بیرون رو و چون اهل قلعه تمام مرید حسن بودند حاکم مضطر
شده چاره ندید از قلعه بیرون آمد و حسن بدین حیله قلعه را مسخر ساخت و بهار قلعه را رئیس ابوالفضل نوشت
و گفت من هنوز یارے ندارم اگر بارے میسر شود کار را پیش خواهم برد و آن ملعون داعیان باطراف فرستاد
تا خلق را گمراه میساختند و مذهب زندقه و الحاد ظاهر کرد بیشتر اهل ایران و توران به بلائے آن مخاذیل
سالها گرفتار بودند اگر ذکر حالات ایشان زیاده ازین گفته شود بتطویل مے انجامد و در روزگار هلاکو خان
بالکل قلاع و بقاع ملاحده فتح شد و سلطنت ایشان سپری گشت و خواجه نصیر درین باب میفرماید

سال عرب چو ششصد و پنجاه و چار بود — روز دوشنبه اوّل ذی القعده بامداد
خورشاه پادشاه سماعیلیان ز تخت — برخاست پیش تخت هلاکو بایستاد

ذکر جمال الدین محمد عبد الرزاق اصفهانی

از صنادید و اکابر علمائے اصفهان است شاعرے خوش گوے بوده و کمال الدین اسمعیل پسر اوست سلطان سعید الغ بیگ گورگان سخن جمال الدین محمد را بر سخن کمال ترجیح مے نهاد و بارها گفتے عجب دارم که سخن پدر پاکیزه تر است و شاعرانه تر چگونه سخن پسر شهرت زیاده یافت اما این سخن مکابره است چه سخن کمال نازک افتاده و سهل ممتنع است اما بر سخن پادشاهان ایراد حد عوام نیست و خواجه جمال الدین محمد عبد الرزاق در روزگار دولت سلطان جلال الدین خوارزم شاه ظهور یافته و مداح خاندان صاعدیه است و این ترجیع حضرت رسالت ﷺ اوراست۔

اے از بر سدره شاه راهت — وے قبه عرش بارگاهت
اے طاق نهم رواق بالا — بشکسته ز گوشه کلاهت

هم عقل دو دیده در رکابت هم عرش خزیده در پناهت
ای چرخ کبود ژنده دلق در گردن پیر خانقاهت
مه طاسک گردن سمندت شب طرهٔ گیسوی سیاهت
چرخ ار چه رفیع خاک پایت عقل ار چه بزرگ طفل راهت
جبریل مقیم آستانت افلاک حریم بارگاهت
خورشید قدر ز روی تعظیم سوگند بروی همچو ماهت
ایزد که رفیق جان خرد کرد نام تو ردیف نام خود کرد

واین ترجیع را بغایت خوب گفته و خواجه سلمان جواب را بسیار خوب گفته واین قصیده هم اوراست در حقیقت احوال روز قیامت۔

چو در نورد د فراش امر کن فیکون سرای پرده سیماب رنگ آئینه گون
چو قلعه گرد و میخ طناب هر دو تنگ چهار طاق عناصر شود شکسته ستون
مخدرات سماوی تتق بر اندازند بجای ماند این هفت قلعه مدهون
نه کله بندد شام از حریر غالیه رنگ نه حله بندد صبح از نسیج سقلاطون
عدم بگیرد ناگه عنان دهر شموس فنا در آرد در زیر ران خیال حرون
فلک بسر برد ادوار شغل کون و فساد قمر بریزد اد وارغاد کالعرجون
مکونات همه داغ نیستی گیرند که کس نماند از ضربت زوال مصون
بقذف مهر برآید ز مغرب چنانکه گوئی این ماهیست آن ذی النون
با حتساب ببازار قهر تازد کون ز هم بدرد این کفه هاے ناموزون
عدم براند سیلان بر جهان وجود چنانکه خرد کند موج هفت چرخ نگون
نه صبح بندد بر سر عمامهٔ قصب نه شام گیرد بر سفت حلهٔ اکسون
چهار مادر کون از قضا عقیم شوند بصلب هفت پدر تا سلالهٔ گردد خون
ز روی چرخ بریزد قراضهای منیر ز زیر خاک برافتد ذخیرهٔ قارون
ز هفت بحر جهان منقطع شود نم کاب همه کنند تیمم ز چشمهٔ جیحون

بدست امر شود طی صحایف ملکوت — بپای قهر شود پست قبهٔ گردون
چهار ماشطهٔ قابله سه طفل حدوث — سبک گریزند از رخنهٔ عدم بیرون
نموده مرکز غبرا سوی عدم حرکت — چو یافت قبهٔ خضرا ز فور دور سکون
نه خاک تیره بماند نه آسمان لطیف — نه روح قدس بماند نه نجدی ملعون
به نفخ صور شود مضطرب فنا موسوم — برقص و ضرب به الیقان کوهها هامون
همه زوال پذیرند غیر ذات خدای — قدیم و قادر و حی و مدبر و بیچون
چو خطبهٔ ملک الموت در جهان خوانند — نظام ملک ازل با ابد شود مقرون
ندا رسد سوی اجزا ز مرگ فرسوده — که چند خواب گران گر نخورده افیون
برون جهند ز کتم عدم عظام رمیم — که مانده بود بمطمورهٔ عدم مسجون
همی گرآید هر جزو سوی مرکز خویش — که هیچ جزو نگردد ز جزو خویش فزون
عظام سوی عظام و عروق سوی عروق — جفون بسوی جفون و عیون بسوی عیون
باقتضای معاد ملتئم گردد — که هیچ جزو بنقصان کل خود مغبون
چو در دمند بناقوس لشکر ارواح — چو خیل نحل شود منتشر سوی ملحون
بقصر جسم در آرند باز هودج روح — سواد قالب بار دگر شود مسکون
پس آنگهی ز صواب و عقاب حکم کنند — بجنب کردهٔ خود هر یکی شود مرهون
یکی بحکم ازل مالک نعیم بود — یکی بسبق قضا مالک عذاب الهون
هر آنکه معتقد او نه این بود جاهل — وگر حکیم ارسطاس است و افلاطون

ذکر سلطان جلال الدین خوارزمشاه

پادشاهی بود مردانه و شجاع و نیکو صورت و تمام قد در فرصتی که از لشکر مغول پدرش منهزم شد او بطرف کابل روان شد و چنگیز خان ایلغار لشکر در عقب او روانه ساخت و سلطان جلال الدین در نواحی بهیر که از اعمال کابل است لشکر مغول را شکست خان را ضرورت شد از عقب جلال الدین رفتن بنفس خود از حدود پایرغ و قرشی جیحون را عبور کرد براه بامیان بغزنین رفت و در کنار آب سند

هر دو لشکر بهم رسیدند و جلال الدین را قوت مقاومت نبود لشکر او پریشان شد و خان در کنار آب فرود آمد و جلال الدین اسب در آب سند راند و فی الحال از آب عبور کرد و تمام لشکر خان مشاهده میکردند جلال الدین دران طرف آب از اسپ فرود آمد و نیزه بر زمین زد و نشست و دستار و لباس و اسلحه را بر نیزه فگند تا خشک شود خان بر لب آب آمده بر مردانگی او آفرین کرد و خان نعره زد که اے پادشاه زاده مے شنوم که قد و بالائے رعنا داری برخیز تا بالائے ترا تماشا کنم جلال الدین بر پائے ایستاد باز خان نعره زد که بنشین در صفت قد و بالا و منظر تو هر چه شنیده بودم صد چندانست سلطان جلال الدین بنشست خان آواز داد که مرا مطلوب همین بود که تو محکوم من باشی اکنون بسلامت برو خان از کنار آب مراجعت کرد و از افراد لشکر جلال الدین قریب هفتاد درو که بهر نوع که بود خود را بسلطان رسانیدند و کاروان افغانی که از کابل بسوداگری طرف ملتان میرفتند در نواحی لهاور غارت کردند و قوت و سلاح یافتند و از مردم افغان چهار صد مرد جنگی بسلطان ملحق شدند و در آن چین هزاره لاچین که امیر خسرو دهلوی از آن مردم است از آنجیز بلخ از لشکر مغل رسیده بودند هشت صد مرد دیگر بسلطان جمع شدند و قلعه کرکس بالرانح فتح کردند و پادشاه ملتان با سلطان صلح کرده علاء الدین کیقباد که پادشاهزاده اصلی هند بود دختر بسلطان داد و سلطان را در دیار هند سه سال و هفت ماه سلطنت باستقلال دست داد و چون خبر مراجعت چنگیز خان بطرف دشت قبچاق شنود از دیار هند براه کیچ و مکران بکرمان آمد و براق حاجب که از امراء پدرش بود و حاکم کرمان سلطان را منزل و مال بسیار داد اما از قلعه بیرون نیامد سلطان از کرمان بفارس آمد و اتابک سعد بن زنگی او را پذیره شد و مال داد و سلطان باصفهان آمد و عراق و آذربایجان را مسخر ساخت و مردم دیار خراسان و عراق از آمدن سلطان شادیها کردند و شحنگان مغل را مے کشتند و مے آویختند و میسوختند و سلطان بعدل و داد چند سال در ایران زمین حکومت و غیاث الدین برادر او یکے از ناصحان او را در مجلس شراب بکشت و ازین وهم بگریخت و چند نوبت با سلطان جلال الدین عصیان ظاهر کرد و تا آخر حال بدست براق حاجب که سلاطین کرمان از نسل او بودند کشته شد و پادشاهے بانفراد بید تصرف جلال الدین افتاد تا وقتیکه دمه و سنقتائے بهادر با سی هزار مغول باز بایران آمد سلطان باز از اصفهان بگریخت و بآذربایجان رفت و آنجا نیز استقامت نکرد و بهدیار

افتاد ودختر ملک اشرف را بنکاح خود در آورد و لشکر مغول باز قصد او کردند ملک اشرف بارہا مے
گفت کہ لشکر مغول میرسد سلطان سخن او التفات نمی کرد کہ این سخن از برائے آن میگوید کہ من
از ملک او بیرون بروم تا شبے لشکر مغول بدر شہر رسیدند با دختر ملک خفتہ بود سلطان را بیدار کردند
کہ لشکر رسید سلطان دختر ملک را گفت پدرت حقیقت را مے گفت وما غرض مے پنداشتیم
اکنون چہ میگوئی درین حال با من موافقت مے توانی کرد دختر گفت بلے سلطان را چندان
مجال نہ شد تا آب گرم کند مطہرہ آب خنک بر سر ریخت و دختر را سوار ساخت و ہر دو در نیم شب
بگریختند و بعضے گویند سلطان تنہا فرار کرد القصہ سلطان عروس مملکت را سہ طلاق را بر گوشۂ چادر بست
و چندگاہ در بیابانہا و صحراہا میگردید و خاتمہ کار سلطان نزد مورخان معلوم نہ شد و گفتہ اند در اسپ
و لباس او طمع کردند و بکشتند و بعضے گفتہ اند از سلطنت و شغل دنیا دل سرد شد و در لباس فقرا
در آمد و متواری شد و در روم و شام زندگانی میکرد و کسے او را نمیشناخت بارے تا مدت دو سال
آوازۂ او ہر چندگاہ میرسید کہ سلطان از جائے پیدا شد مردمان طبل بشارت میزدند و بر لشکر
مغول خروج میکردند و آن اصلے نداشت بسیار بندگان خدا ازین جہت بدست لشکر مغول شہید
شدند و آوازۂ سلطان چون عنقا وجود او چون کیمیا اما این حکایت از شیخ عارف رکن الدین شیخ
علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ العزیز نقل است کہ فرمودہ اند یک روز در بغداد در خدمت شیخ خود
نور الدین عبد الرحمٰن اسفرائینی نشستہ بودیم ایشان از مجلس برخاستند و بیرون رفتند و مریدان و
اصحاب را باز گردانیدند و سہ شبانہ روز بخانقاہ نیامدند مریدان مضطرب شدند کہ شیخ را چہ افتادہ
باشد بتفحص مشغول شدند تا حدیکہ ویرانہا و حیاض بغداد را احتیاط کردند ناگاہ نماز شامے بخانقاہ آمد
و اصحاب شادمان شدند من از حقیقت غیبت شیخ سوال کردم فرمودند کہ سلطان جلال الدین
خود را از سلطنت معزول کردہ و در حلقۂ درویشان در آمدہ بود و سالہا بعبادت مشغول بودہ و بدرجۂ
رجال اللہ رسیدہ بود درین روزہا در قریۂ صرصر از اعمال بغداد بحرفۂ پینہ دوزی مشغول بودہ و بجوار
رحمت ایزدی پیوستہ بود مرا از عالم غیب خبر کردند و رفتم بتکفین و تجہیز و درین دو سہ روز مشغول
بودم شیخ علاء الدولہ گوید من و اصحاب تعجب کردیم و این آیہ خواندیم لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار
ہر آئینہ ہر کس کہ عروس ملک فانی را مطلقہ ثلاثہ سازد حق سبحانہ و تعالیٰ مقام ابرار و اقطاب بدو

ارزانی دارد۔

چیست دنیا و خلق و استظهار　　خاک دانی پر از سگ و مردار

بهر یک خانه این همه فریاد　　سلطان جلال الدین تا مردار دنیا

بمردار خواران مغول باز نگذاشت از غوغائے سگان مغول خلاص نیافت تا پیش از مرگ اضطراری بموت اختیاری نرسید راحتے از خورد و خواب ندید و از عہدے کہ او سلطنت را گذاشت تا بتاریخ آنکہ از دنیا رحلت کرد قریب پنجاه سال باشد کہ از شکنجہ صورت کین اندوزی براحت نعیم پینہ دوزی افتاد۔

بمیر اے دوست پیش از مرگ اگر تو زندگی خواہی　　کہ ادریس از چنین مردن بہشتی گشت پیش از ما

ذکر خلاق المعانی کمال الدین اسمٰعیل بن جمال الدین محمد عبدالرزاق اصفہانی

خلف صدق و سلف الکرم بوده و جمال الدین محمد را دو پسر بوده معین الدین عبدالکریم و کمال الدین اسمٰعیل و معین الدین دانشمند بوده و کمال الدین اسمٰعیل نیز دانشمند و فاضل بوده خاندان ایشان در اصفہان محترم بوده و اکابر صاعدیہ بتربیت کمال الدین اسمٰعیل مشغول شدند و او را در مدح خاندان ایشان قصیده غراست چنانکہ مے گوید و مطلع آن است

رکن دین ساعد مسعود کہ در نوبت او　　جائے تشویش خم موئے بتان یغماست

و درین قصیده در ہر بیتے موئے لازم مندرج است و ممتنع الجواب چہ معانی بسیار و نازکہا در و درج کرده ہذا مطلع القصیده۔

اے کہ از ہر سر موئے تو دلے اندر واست　　یک سر موئے ترا ہر دو جہان نیم بہاست

خواجہ سلمان و بعضے فضلا جواب این قصیده گفتہ اند اما اکابر شعرا کمال الدین اسمٰعیل را خلاق المعانی مے گویند چہ در سخن او معانی دقیقہ مضمر است کہ بعد از چند نوبت کہ مطالعہ کرده ظاہر میشود و ازین دو بیت شمہ طبع سلیم معلوم کنند البیت

بخاک پاک کہ آبحیات از و بچکد　　اگر مسوده شعر من بیفشاری

سزد کہ خواری و حرمان کشند معانی من　　بلے کشند غریبان ہر آئینہ خواری

ودر موعظه وحکمت گوید اینست ـ

وقت آنست دلم را که بسامان گردد | کار دریابد و از کرده پشیمان گردد

عشقبازی چو حق نعمت هجر و داشت گفتن | وقت آنست که دل باسر ایمان گردد

دل که بر گرد رخ خوب تو گردد با چار | که بهر بادی چون زلف پریشان گردد

هر سیه دل که شد از جام هوا مست غرور | فتنه انگیزتر از غمزه خوبان گردد

چون خط خوب که هر روز سیه روئی تراست | هر که پیرامن زلف و لب ایشان گردد

ای تن از حجره دل رخت برون بر نه | تا دلت منظره رحمت رحمان گردد

مهبط نور الهی نشود خانه دیو | بنگه غولی کی منزل سلطان گردد

عقل را بنده شیطان کنی آزاده روا نیست | که ملک همچو کشش مطبخ شیطان گردد

خویشتن را همه در عشق گداز از سر سوز | تا ببینی که چو شمعت همه تن جان گردد

بت شکن همچو براهیم شو ار میخواهی | که ترا آتش نمرود گلستان گردد

چون سلیمان همه بر پشت صبا نه زین | گر ترا دیو هوائی تو بفرمان گردد

اهل دنیا اژدها کن چه قتیل و تنها | تا رفیق دل تو موسی عمران گردد

مال دنیا که برد تکیه ز دستی چو عصا | اگر از دست بیندازی ثعبان گردد

کام دل مطلبی بنده ناکامی باش | تا همان درد ترا مایه درمان گردد

دل بدین گنبد گردنده مکن چون دولاب | آسیائیست که بر خون عزیزان گردد

حرص تست اینکه همه چیز ترا نایابست | آن کم کن تو که نرخ همه ارزان گردد

کار دنیا که تو دشوار گرفتی بر خود | گر تو بر خویشتن آسان کنی آسان گردد

هر زمان از پی خائیدن عرض دگری | راست چون اره زبانت همه دندان گردد

از پی مشغله دنیا سر هر سه خواهی | که ترا عمر کم و سیم فراوان گردد

آدمی اند بصورت متساوی همه تند | متفاوت همه از طاعت و عصیان گردد

پاره سیم شود حلقه فرج استر | پارهٔ دیگر از آن مهر سلیمان گردد

خود مگر فهم کنی پس از سعی تکاپوی دراز | کار انسان که دولت خواست بسا ما گردد

به چه ایمن ازین عالم ناپایدار جائی / که بیک دم زدنش کار دگرسان گردد
صبح پیری زهمه سوی سرت تیغ بزد / انجم اشک تو وقتست که ریزان گردد
گر تو در کارگه صنع بنظاره شوی / زین عجائب دهن فکر تو خندان گردد
در قیامت نرسد شعر بفریاد کسی / ور سراسر سخنت حکمت یونان گردد
فضل و دین نزد کسی باشد کو از سر صدق / تابع امر خداوند جهانبان گردد
جان ازین منزل غولان بسلامت نبرد / جز کسی کز سر تحقیق مسلمان گردد
جاودان رستم اگر حب رسول و اصحاب / بر سر نامه گفتارم عنوان گردد

و دیوان کمال الدین اسمعیل نزد فضلا قدری دارد و کمال او از وصف مستغنی هست و شهرت حسن او در آفاق منتشر گویند که او را اسباب دنیاوی و استعداد کلی فراهم آمده بود و همواره فرومادگان را از اموال خود بطریق معامله دستگیری کردی و بعضی مردم اصفهان بد و بد معاملگی کردند و منکر شدند و او از آن مردم رنجید و درین باب در مذمت مردم اصفهان میگوید

ای خداوند هفت سیاره / پادشاهی فرست خونخواره
تا در دشت را چو دشت کند / جوی خون آورد زجو باره
عدد مردمان بیفزاید / هر یکی را کند بصد پاره

جوباره یکی از محلات اصفهان است و دردشت نیز یکی دیگر و عنقریب لشکر اوکتائی قاآن در رسید و قتل عام در اصفهان واقع شد و کمال الدین اسمعیل نیز در آن غوغا شهید شد و سبب کشتن او آنست که چون لشکر مغول رسید کمال در خرقهٔ صوفیه و فقرا در آمده در بیرون شهر زاویه اختیار کرد و آن مردم او را نرنجانیدند و احترام می نمودند و اهل شهر و محلات رخوت و اموال را بزاویهٔ او پنهان کردند و آن جمله در چاهی بود در میان سرای یک نوبت مغل بچه کمان دست بزاویهٔ کمال در آمده سنگی بر مرغی انداخت زه گیر از دست او بیفتاد و غلطان بچاه رفت بطلب زه گیر سر چاه را بگشادند و آن اموال را بیافتند و کمال را مطالبهٔ دیگر اموال کردند و او در شکنجه هلاک شد و در وقتیکه جان میداد بخون خود این رباعی نوشت

دل خون شد و شرط جانگدازی اینست / در حضرت او کمینه بازی این است
با این همه هم هیچ نمی یارم گفت / شاید که مگر بنده نوازی این است

و وقوع شهادتش ثانی جمادی الاول سنه خمس و ثلاثین و ستمائه.

ذکر اوکتائی قاآن

بعد از چنگیز خان باستحقاق بر تخت خانی نشست و برادران و اعمام او را تفویض مینمودند از روے استعفاء میخواست تا بعد از قورلتائی بزرگ تولی خان بازوے او را گرفته او را بر تخت سلطنت نشاندند و در سیرت و صورت قاآن اصحاب تواریخ را تاکیدات و اطنابی دارد که در حیز وصف نمی گنجد و هرچند از دین بیگانه بود اما بمروت آشنا است صاحب تاریخ طبقات ناصری میآورد که نوبتے قاآن بارد و بازارے میگذشت چشم او بر عناب افتاد و آرزو کرد غلام را فرمود که یک بدره زر ببرد عناب بخرد و زر را گفتند که چندین عناب که این بقال دارد دو دینار بها آن را کافیست خان گفت چنین است تا این فقیر سالها است که نشسته است بامید چنین سودائی و همچو من خریداری هرگز بدست او نیفتاده و نخواهد افتاد و آن بدره زر بفرمود تا در بهاے همین عناب تسلیم بقال کنند و صاحب تاریخ جهان کشائے گوید که در یاساے مغول هر کس که بروز در آب رود و غسل کند کشتنی باشد چه آنرا بقال بد گرفته اند نوبتے قاآن میگذشت چغتائے با او همراه بود مسلمانے را دید که در آب رفته غسل مے کند قاآن را گفت این شخص را میباید کشتن و تو اهمال میکنی مردم دلیر مے شوند قاآن گفت مگر این شخص غریب است و از یاسائے ما خبر ندارد و چغتائے بغایت متهور و بیباک بود گفت اگر خبردار است یا نیست بجهت تشدید یاسائے کشتنی است هرچند قاآن این نوع سخنان میگفت چغتائے قبول نمیکرد قاآن بعد از قیل و قال فرمود که امروز بیگاه شده هست فردا بر غوریسیم و این مرد را به عبرت بر سر بازار سیاست فرمائیم و آن شب مسلمان را طلب کرد و گفت تو مگر یاسائے ما را ندانسته که چنین گستاخی آن بیچاره زاری میکرد که ندانستم قاآن فرمود که یک بدره زر بدو داد و گفت بروز زر در همان جوئے آب انداز و فردا که ترا طلب کنند بگوئے که زر در آب پنهان کرده بودم و من غریبم آنچنان کرد خلاص شد بدره زر بحضور قاآن آوردند قاآن گفت تو و اولاد تو درین چند روز تفرقه مشوش بوده اید و از کسب معاش باز مانده اید برو و این زر را بعیش و عشرت بخور و برسن و عاخیر کن سیرت نیکو بیگانگان را چنین محترم میسازد و اگر هشیاران را مساعدت نماید نور علی نور باشد در فتح لبنانی و اثیر الدین اومانی و شرف الدین شفروه از اقران کمال الدین اسمعیل اند

رحمہم اللہ علیہم ۔

ذکر شرف الدین شفروہ رہ

اصفہانیست و صاحب قابلیت و فاضل و ذو فنون و در اصفہان در روزگار دولت اتابک شیرگیر اورا ملک الشعرا مینوشتند و ہموارہ باشعرا ساطراف در فنون شعر بحث کردے و جمال الدین محمد پدر کمال الدین اسمعیل اورا ہجوہا کردہ و در مدح سلطان طغرل بن ارسلان این قصیدہ گفتہ است

پیش سلطانند در فرمان بری | آدمی و وحشی و دیو و پری
طغرل آنکہ ہفت سلطان خواہد او | تاج و تخت و افسر و انگشتری
مطرب و طباخ و نعل و کاتبش | زہرہ و خورشید و ماہ مشتری
باد و خاک و آب و آتش بر درش | حاجب و دربان و پیک و لشکری
در پناہ عدل او باہم براز | شیر و آہو گرگ و میش و مرغ و باز
در کف خدام و غلمانش بہم | نیزہ و روہین و شمشیر و قلم
باد و فراش آسمانش تا زند | بارگاہ کندلان چتر و علم
بر سر خوانش برائے میہمان | گاو و ماہی اشتر و اسب و غنم
بحر و کان کردہ نثار حضرتش | لولو و فیروزہ و زر و درم
مطربان در بزمگاہ او بکف | بربط و چنگ و رباب و نائے و دف
کردہ در بستان عیش او وطن | گلبن و شمشاد و سرو و یاسمن
صید باز و یوز چرغ او شدہ | کرگس و سیمرغ و فیل و کرگدن
بر تن بدخواہ او چیرہ شدہ | خارپشت و لک لک و زاغ و زغن
رودہا در بوستانش ساختہ | بلبل و قمری و کبک و فاختہ
باو در باغ مرادش جلوہ گر | عندلیب و طوطی و طاؤس نر
کردہ از نعل سمندش خسروان | گوشوار و یارہ و طوق و کمر
پارہ پارہ بر تن بدخواہ او | جوشن و خود و قزاگند و سپر

کارگر بر پیکر نعمان او | گرز و تیغ و نیزه و تیر و تبر
بارور در صد هزارش شهر ده | سیب و نارنج و ترنج و نار ده

ذکر ملک الشعرا رفیع الدین لبنانی رہ

از اقران خواجه جمال الدین محمد است و لبنان از قرار اصفهان است بدر دروازه و موضع نزه و جائے دلکشائے است و رفیع از انجاست شاعرے خوشگو بوده و در اوان جوانی ازین جهان ثانی تحویل نموده و اثیر الدین اوصاف سخنورے او را بسیار بنظم آورده است و رفیع معاصر سعید هروے است و این قصیده او راست در مدح سید اجل فخر الدین زید بن حسن حسینی که از اکابر سادات رے است و احتشام و ملک او دری بسیار بوده است۔

جانا حدیث عشق بگوشت کجا رسد | هرگز بود که دولت وصلت بما رسد
من کیستم که صافی وصلت کنم طمع | اینم نه بس که دردی هجرت مرا رسد
خاک رهت بدیده رسد نه چه جائے آن | هرگز چنین سزا بمن ناسزا رسد
الحق رسید آنچه رسید از هوای من | آرے بمردم آنچه رسد از هوا رسد
پشتم دوتا شد از غم و هم نیست بی آنک | دستم یکے بدان بر زلف دوتا رسد
روئم چو کهربا شد و هر ساعت از جزع | چون شاخ بسد است که بر کهربا رسد
جانم چو شمع در شب هجرت بلب رسید | چون نیست روز وصل تو بگذار تا رسد
گر صد هزار پاره کنند این دل مرا | هر پاره راز عشق تو سوزی جدا رسد
بیگانه از هزار بود آشنائے | تیرت باتفاق بدان آشنا رسد
ملکے است محنت تو و خلقی است منتظر | این کار دولتست کنون تا کرا رسد
بشنو حدیث من که بسے قصهائے من | از عاجزان ببارگه پادشا رسد
دست از جفا بدار و بیندیش از آنکه زود | درد دل و جفائے من اندر دعا رسد
ترسم خجل شوی چو صدائے جفائے تو | از ما بسید اجل مجتبے رسد
فرخنده فخر دولت و دین زید بن حسن | کز لفظ او بگوش ازل مرحبا رسد

دامن زرنگ سنبل و گل درکشد صبا — گر بوئے خلق او بمشام صبا رسد
سر درنشیب خدمتش آرد سوئے زمین — هر روز کآفتاب بوسطا السما رسد
اے آنکه چشم انجم روشن شود زنور — از خاک پایت او بفلک توتیا رسد
در نوبتے که اهل کرم چون توئے بود — پیدا بود که همت ما تا کجا رسد
چندانکه مدح خواند بلبل بتهنیت — کے هیچ گل بتاج وکلاه وقبا رسد
پاینده باش تا زگل و بلبل طرب — دائم بگوش وچشم تو برگ ونوا رسد

ودیوان اثیراومانی ورفیع درعراق عجم بسیار محترم است وشعراین هردو را شهرتے تمام است امادرخراسان وماوراءالنهر متروک است.

ذکر ملک الکلام سعید هروی رہ

زیبا سخن ولطیف طبع بوده از اقران قاضی شمس الدین طبسی بوده ومداح خواجه عزالدین طاهر فریومدیست که در زمان سلطنت اولاد چنگیز خان وزیر خراسان بوده است ودر طوس مسکن داشته وبروزگار هلاکوخان بسعی امیرارغون آقا از وزارت عزل شد ومبلغے مصادره داد وخواجه وجیه الدین زنگی وزیر باستقلال بوده وپسر خواجه عزالدین طاهر است وسعید بسیار نازک سخن است وپوربها شاگرد سعید است ودر مدح خواجه عزالدین طاهر گوید۔

بروردے نگارم زماه تابان گوئے — دلم ربود خم زلف او چو چوگان گوئے
بتے که گوئے زنخدان او بیارئے لب — زلعل آب برو وزآب حیوان گوئے
اگرسراسر میدان همن بران باشند — بدلبری بربایدز پیش ایشان گوئے
بیا نسیم صبا پیش آن نگارین شو — حدیث درد دلم را بگوش وزمان گوئے
گرت هواست که گل پیش تو فرو ریزد — به پیش او سخن از حسن روئے جانان گوئے
ورت رضاست که سروی زجا برود — حکایت قد رعنائے آن گلستان گوئے
همان زمان که من این با صبا همے گفتم — درآمد از درم آن عیب جوئے بهتان گوئے
چو دیدمش شکنجم زلف هیچو چوگانے — فتاد در قدم او سرم چو غلطان گوئے

بگفتمش که سر زلف تو ربود دلم | بخنده گفت زهی مردک پریشان گوی
جواب دادم و گفتم که ای نگار ظریف | اگرچه جان جهانی سخن بسامان گوی
من آن کسم که کسی با من این سخن گوید | که برده ام بسخن از همه خراسان گوی
ز شاعران منم امروز در بسیط زمین | که برده ام بفصاحت ز جمله اقران گوی
خیال پرور و ایهام گوی و دور اندیش | لطیفه ساز و صناعت نمای و آسان گوی
چنین که بر گل رویت غزل سرایم | مرا مگوی که شاعر هزار دستان گوی
کسی که دی بر قاضی بفضل دعوی کرد | کجا شده است بیا گو نظم برهان گوی
اگر نه کرد ز دعوی رجوع گو پیش آی | ثنای صدر صدور جهان از این سان گوی
ستوده عز دول آنکه در جهان کامل | ببرد ذات شریفش ز نوع انسان گوی
جهان معدلت و جود طاهران کز فضل | بصولجان هنر می برد بپایان گوی
ز کائنات برون برد گوی رفعت از آنکه | که هست منطقه چوگان او و کیوان گوی
فلک مسخر تدبیر حکم اوست چنان | که در تصرف چوگان بود بفرمان گوی
اگر ز جودش دریا نشکایتی دارد | بآب دیده بیا گو با بر نیسان گوی
اگر توقع تمکین او چنین باشد | برون برد بجلال از جهان امکان گوی
زمانه خاک درش را که سرمه شرف است | اگر بجان بخرد شد هنوز ارزان گوی
کسی که تابع فرمان او نشد او را | اسیر حادثه دان و ذلیل حرمان گوی
خرد پناها چون خلق مصطفی داری | بمدح خویش رهی را عدیل حسان گوی
چنین لطیف سخن در جهان کرا باشد | برای من نه ز بهر رضای یزدان گوی
نظر بحال دعاگو بچشم رغبت کن | حدیث خلعت بنده بگوش احسان گوی
بقای جاه تو بادا و هر که دین دارد | دعای عمر تو گو همچو بنده از جان گوی

اما در روزگار دولت منکوقاآن هلاکو خان بپادشاهی ایران زمین موسوم شد و در پارس
ئیل سنه تسع واربعین وستمائه بعد از جانقی و قورلتهای بزرگ با نود هزار مرد متوجه ایران شـ
و او پسر تولی بن چنگیز خان است بغایت قاهر و صاحب دولت و صاحب رای بوده تمام ایران

زمین بروزگار او مسخر شد و تلافی خرابیها که در روزگار فترات واقع شده بود بنمود و بدعتها را برانداخت و قانون ممالک بروجهے ظاهر ساخت که مزیدے بر آن متصوّر نباشد و قصد دیار و قلاع ملاحده کرد و حصون بلاد ایشان را مسخر ساخت و خواجه نصیر طوسی در آن روز به بلاد و جبال ملاحده افتاده بود بخدمت خان شتافت و چند سال ملازم بود و خان را در حق او اعتقاد عظیم دست داد و خواجه در مراغه رصد بست و زیج ایلخانی استخراج نمود باتفاق مویدالدین العریضی و نجم الدین و غیرهما و او استیصال آل عباس و خلفاء بغداد نمود و قتل و غارت بغداد و هلاک المعتصم بالله که آخر خلفاست شهرت عظیم دارد و در تواریخ مذکور و بین الناس مشهور و وفات هلاکو خان در شهور سنه ثلاث و ستین و ستمائه عمر هلاکو خان چهل و هشت سال بوده است والله اعلم۔

ذکر ملک الفضلا شمس الدین طبسی رہ

از صنادید علما و فضلا خراسان است هرچند قاضی زاده طبس است اما در دارالسلطنه هراة مسکن داشته باوجود فضل و کمال در شاعری مرتبه عالی داشته و خوش خلق و خوش منظر بوده و سلطان سعید بایسنغر فرمود که دیوان مولانا شمس الدین خطاط کتابت کرده که مشهور است بر ئیس الکتاب و بارها بایسنغر مے گفته که این گونه شعر و خط که عطاست در حق این دو شمس از نو اور است و قاضی شمس الدین معاصر سلطان الفضلا صدر الشریعه است و صدر الشریعه از اکابر فضلاست و با یکدیگر صحبت داشته اند و گفته اند قاضی شمس الدین آوازهٔ فضل و کمال صدر الشریعه شنوده عزیمت بخارا نمود روزے که بدیدن صدر الشریعه رفت در آن شب صدر الشریعه قصیدهٔ گفته بود و بعد از آنکه طلبه را درس گفت این قصیده را بخواند و فضلا در غث و سمین این سخن مے گفتند و این است بعضے از قصیده صدر الشریعه

برخیز که صبح است و شراب است و من و تو — آواز خروس سحرے خاست ز هر سو
برخیز که برخاست پیاله بیکے پاے — بنشین که نشسته است صراحی بدو زانو
مینوش از آن پیش که معشوقه شب را — تا صبح بگیرند و ببرند ز گیسو
در شیشه مینا می رنگین خور و پندار — سنگے تو درین شیشه گردندهٔ مینو

اے آہوے رعنائے ترا صید دل من — وے زلف پریشان تو چون نافۂ آہو
از حسرت شفتالوئے رخ لب لعلت — نیلی رخ سرخم بطپانچہ است چو آلو

مولانا شمس الدین از مجلس برخاست و فی الحال بطریق بدیہہ این قصیدہ را جواب گفت
وبحضور صدر الشریعہ آورد و این چند بیت از آن است۔ قصیدہ۔

از روئے تو چون کرد صبا طرہ یکسو — فریاد بر آورد شب غالیہ گیسو
از زلف سیاہ تو مگر شد گرہی باز — کز مشک بر آورد فلک تعبیہ ہر سو
از شرم خط غالیہ تاثیر تو ماندہ است — در وادی غم پا بجگر سوختہ آہو
خواہی کہ صدف دیدہ گہر بار ندارد — ہنگام سخن عرضہ مکن رشتۂ لولو
اے زلف شب انگیز و رخ روز نمایت — چون عنبر و کافور بہم ساختہ ہر دو
آخر دل رنجور مرا چند بر آری — زنجیر کشان تا بسر طاق دو ابرو
گفتی کہ بزر کار تو رونے سرہ گردد — آرے ہمہ امید من اینست ولے کو
بستم در اندیشہ کہ چیزے نکشاید — زین خانہ رسش گوشہ و این پہلو

چون صدر الشریعہ این ابیات مطالعہ کرد بر ذہن مستقیم او آفرین کرد و او در حلقہ درس مولینا
صدر الشریعہ بطلب علوم مشغول بودہ و در علم و ادب کامل روزگار خود شد و اما امام صدر الشریعہ از اکابر
بخارا است با وجود فضل و کمال در شاعری بے نظیر بودہ و در لطایف و ظرایف یگانہ و در بسیط زمین تصانیف
او منتشر شدہ و این قطعہ او راست۔

یکے و پنج و سی و ز بیت نیمے — دگر دستت و بہر فرسنگی چند
پس آنگہ دست ما و دامن دوست — گنہ از بندہ و عفو از خداوند

و بعد از انصراف بخارا بطرف خراسان مولانا شمس الدین ندیم مجلس وزیر باستحقاق
نظام الملک کہ بوقت سلطان جلال الدین وزیر خراسان بودہ متمکن شدہ و در مدح او قصاید غرا دارد
و از جملہ قصاید یکے اینست۔

خجل اے گرفتہ روئے گل از عارض تو خوی — تا باغ عمر تازہ کنیم از نسیم مے
پر خندہ دار صبح دم از مے لب طرب — تا کے دم زمانہ خوری چون لب نائے

دامن کشان بخدمت سلطان گل خرام تا سرو در هوای تو بندد میان چو نی

بلبل نگر که در طلب باغ عارضت فرسوده گرد عرصهٔ آفاق زیر پی

ای دلبری که قرطهٔ زنگار فام گل از رشک چهرهٔ تو قبا شد هزار نی

از یک نظر که نزهت رخسارهٔ تو کرد لطف بهار تعبیه شد در نهاد وی

گل پارهٔ حریر فرو رفته بیش نیست مگذار تا عذار تو نسبت کند بوی

از نرگس سیه دل جادو سوال کن کین جور تا چه مدت وین عشوه تا بکی

عدل خدایگان وزارت جهان گرفت زین بیش تیغ جور مکش چون زمانه هی

فرخنده صدر دولت و دین آنکه دست او برهم شکست قاعدهٔ خاندان طی

عادل نظام ملک محمد که رای او بر روی شهریار کواکب نهاد کی

چون روزگار کار سماحت بدو سپرد منسوخ شد مآثر دستور ملک ری

تقدیر بی اشارت رای رفیع او در حیز وجود نیاورد هیچ شی

آندم که زاد ذات مبارک لقای او اقبال گفت انبتک الله یا صبی

طبعش بناز گفت که سیم و درم مخواه کین یک سیه دل آمد وان یک سفید پی

جایی که نعل ابرش خوشگام او رسد گردون چگونه میل کند سوی تاج کی

آنکس که نور ناصیهٔ آفتاب دید دانم که طبع او نکند یاد هیچ فی

ای چرخ رفعتی که چو کیوان سپرده از پایهٔ قدر فرق مه و تارک جدی

پیش کف تو چگونه ستایم محیط را کس گفت پیش چشمهٔ کوثر حدیث می

از خاک درگه تو که اکسیر دولتست پیرایه ایست مردمک دیدهٔ وی

تا لازم حیات بود اعتدال طبع بادا رسیده صیت جلال تو حی بحی

ومولینا شمس الدین روزی مفلس بود از خدمت وزیر صدر الدین نظام الملک یک هزار دینار قرض خواست و تمسک مرهون بدین منوال انشا کرد و بخدمت وزیر فرستاد که قال الله سبحانه وتعالی واقرضوا الله قرضا حسنا مقصود ازین حکمت آنست که خداوندان نعم و ارباب علو همم از انعام عام و اکرام تمام اهل الله را دستگیری کرده اند و آنرا در ذمهٔ فیض الهی قرض شمرده اند بنا برین مقدمه قرض

داد خزانه دار سخا و کرم مخدوم معظم سلطان الوزرا فی العالم خواجه نظام الملک محمد اعز الله دولته القاهره
داعوان حضرة الزاهره از نقره رائج من فضة و اکواب بکاتب حروف ناما لوف بنده ملهوف شمس
طبسی داد و او بدین مبلغ مذکور مدیون گشت هر شخص عوض این مبلغ بحکم آیهٔ کریمه فله عشر امثالها بر
کرم باری عز شانه است اما رهن کرد مقر مذکور و مستقرض مسطور عوض ایثال را در مقرله عز نصره و
ابد عصره جمله باغی کجنة قطوفها دانیة در شهرستان بلدة طیبة و رب غفور و در محلهٔ والذین اوتوا العلم
درجات مزارع آن کمثل الحرث کشجرة مبارکة لا شرقیة ولا غربیة موصوف است باصلها ثابت
وفرعها فی السماء نبات آن انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة هر یک از حساب سنابل آن
کانها کوکب دری شرب آن از بحر و کاسا دهاقا مدخل ان ادخلوها بسلام آمنین بمساحت عرضها
کعرض السموات والارض و آن باغرا چهار حداست حد اول بسرا بوستان عقل حد دوم بحجرهٔ خیال حد
سیوم بشارع فکر حد چهارم بکوچهٔ وهم رهنی درست و شرعی و بعد از آن راهن ملهوف باغ معروف را از
مرتهن مذکور باجاره گرفت تا بوقت استماع ندای یا ایها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة
مرضیة بحکم لهم اجر عظیم هر سال به پنجاه عقد گهر سلک نظم که هر عقد آن من الشعر لحکمة معدن عقود
همین باغ معهود محدود و عبارت از هر عقدی قصیدهٔ متین غرا که اگر بر کوه خوانند لرایته
خاشعا متصدعا من خشیة الله و مستاجر ملتزم و متکفل شد که مال اجاره را بی
اهمال و امهال جواب گوید بشهادت و کفی بالله شهیدا۔

ذکر ملک الفضلا امامی هروی

از جملهٔ فضلاء ممالک خراسان است و با وجود علم و فضل شاعری بینظیر بوده و با شیخ
مصلح الدین سعدی شیرازی و مجد الدین همگر فارسی معاصر است صاحب نزهت القلوب گوید
که روزی خواجه شمس الدین محمد صاحب دیوان و ملک معین الدین پروانه که در عهد اباقا خان حاکم
ممالک روم بود و مولانا نور الدین رصدی و ملک افتخار الدین که از نثر او ملک زوزنست هر چهار
فاضل باتفاق قطعه بحضور خواجه مجد الدین فارسی فرستادند و ازو استفسار کردند۔

پروانه گفت ز شمع فارس مجد ملت و دین   سوالی می کند پروانهٔ روم

ملک افتخار الدین و نور الدین رصدی گفتند۔

زشاگردان تو هستند حاضر ... رهی و افتخار و نور و مظلوم

صاحب دیوان گفت۔

چو دولت حضرتت را هست لازم ... دعاگو صاحب دیوان ملزوم

ز شعر تو و سعدی و امامی ... که این به پسند اندرین بوم

تو کن تعیین او چون ملک انصاف ... بود در دست تو چون مهره در موم

خواجه مجد الدین این رباعی در جواب فرستاد۔

ما گرچه بنطق طوطی خوش نفسیم ... بر شکر گفتهائے سعدی مگسیم

در شیوه شاعری باجماع امم ... هرگز من و سعدی بامامی نرسیم

و این فضل که در حق امامی گفته اند در شیوه بدایع و صنائع شعری بوده باشد اما سخن شیخ سعدی مراتب عالی دارد و مشرب اورا درجه وافی است از حقیقت و طریقت سخن او نشانی میدهد و از نمکدان الطاف آنے دارد و امامی از صنادید علماء هرات است اما در کرمان و اصفهان در بعضے اوقات مسکن داشته و قضاة هراة از نسل امامی اند خواجه فخر الملک که از بقیهٔ وزراء و صدور خراسان است مربی مولانا امامی بوده و این قصیده را در حق فخر الملک میگوید۔

چون کبک شسته لب بشراب مروقے ... کبکے ازان بطوق معنبر مطوقے

در بزم خوبتر ز تذرو مطوّقے ... اندر مصاف چهره تر از باز ازرقی

بر آفتاب طعنه کنی و مسلمی ... بر مشتری و ماه بخندی و برحقی

گر ماه در لباس کبود منقطاست ... تو شاه در لباس نسیج مغرقی

ماند همین برو حشی ماهتاب از آب ... سیمین برت بزیر بغلطاق فتقی

برآب دیده پیش تو زورق روان کنم ... گرز آنکه بینمت که تو مایل بزورقی

گر حور عین ببیند عناب شکرت ... آیا که چون گزند سر انگشت فندقی

گر پادشاه حسنی اندر بساط دهر ... در صدر خواجه به بودت جائے بیدقی

تاج امم خدیو جهان فخر ملک و دین ... کز آدم است او در و شکنند ما بقی

چون نزد سروران بکرم نام او برند
تن در دهد زمانه باسم مطابقی

ای آنکه عز و جاه بزرگان کشوری
وی آنکه صدر و بدر وزیران مطلقی

محصول کارگاه نجوم مرتبے
مقصود گردشتن چرخ معلقی

اندر بهار فضل نسیم معطری
واندر نسیم خلق بهار خورنقی

پیش حصار حزم تو کان حصن دولتست
بحر محیط پائے ندارد بخندقی

بی مجلس تو طبع نجوید معاشرت
بی ساغر تو مے بگذارد مروقی

موضوع کردی از کف بخشنده اسم جود
تو صدر کز مصادر اقبال مشتقی

فضل تو بحر دان حقیقت بر پایه اثر
زان در هنر بنزد بزرگان محققی

آن دل که شد معلق مهر و هوای تو
چون زلف یار رنج ندید از معلقی

این شعر داشت قافیه مغلق آنچنانک
بر تیمتش که کس نخواند ز مغلقی

من پارسی زبانم از آن کردم احتراز
زان تازیی که خنده زنند از مریقی

گردم همی بگرد سخنهای دلفریب
در آرزوی نظم معزی و ازرقی

ناید درین قوافی ازین خوبتر سخن
گرچه سخن طراز نماید فرزدقی

احمق بود که عرضه کند فضل پیش تو
خرما بیصره بردن باشد ز احمقی

تا زین چرخ اشهب و کره زمین بود
از مرکب زمانه نیاید جز ابلقی

بر هر مراد و کام که داری مظفری
وز هر سپهر و سعد که خواهی موفقی

گویند که فخر الملک این قطعه پیش مولانا امامی فرستاد بطریق استفتا **قطعه**

سر افاضل دوران امام ملت و دین
خدایگان شریعت درین چه فرماید

که گربه گر قفس قمری و کبوتر را
بشب ز تن زره ظلم و جور برباید

خدایگان کبوتر ز روی شرع و قصاص
اگر بریزد خون گربه را همی شاید

امام در جواب این قصیده را فرستاد۔

ایا لطیف سوالی که در مقام خرد
ز روی خلقت نکهت نسیم جان آید

بگربه نیست قصاصی که صاحب ملت
چنین قصاص بشرع گزین نفرماید

نه کم ز گربه بدست گربه صیاد — که مرغ بیند و بر شاخ پنجه بگشاید
اگر بساعد سیمین خود سری آرد — بخون گربه همان به که دست نگشاید
بقاے قمری و عمر کبوتر ار خواهد — قرارگاه قفس را بلند فرماید

اما اباقاخان بعد از هلاکوخان بر سریر ملک جلوس کرد پادشاہے قاہر و مردانه و باراے و تدبیر بود وزارت بصاحب مغفور خواجه شمس الدین صاحب دیوان داد و لشکر بروم فرستاد بعضی از روم مسخر کرد و صدر مراغه را خواجه نصیرالدین اگرچه بروزگار هلاکوخان بنیاد کرده در عهد اباقاخان باتمام رسانید سی تومان اباقاخان برآنجا خرج و اباقاخان تابستان در ایلاق و زمستان در مراغه بودے و هفت سال در اکثر ایران زمین بتنها پادشاهی کرد شبے در مرغزار اوجان در حوالی تبریز نشسته بود ناگاه شخصی در و ظاهر شد و گفت مرغے عظیم قصد من دارد تیر و کمان بمن دهید چون تیر و کمان بدست گرفت فی الحال بیفتاد و جان بحق تسلیم کرد و کان ذالک فی شهور سنه اربع و سبعین و ستمائه۔

ذکر ملک الشعرا فرید احول رحمته الله

از اقران امامی هرویست و در اصفهان در زمان صاعدیه ظهور یافته و در شاعری مکمل است و این قصیده را در صفت شب محکم گفته است۔

نماز شام که از موج این رواے لاجوردی — فرو شد زورق زرین بر آمد طشت سیمائی
ز اوج موج این دریا برآمد صد هزار انجم — چو بر روی محیط گل شناور خیل مرغابی

صفت انجم که صفت طلوع نیر اعظم است در آخر این قصیده بیان کند و در چرخیات درین قصیده کارها دارد سلطان سعید بایسنغر میرزا باباسودائی را جواب این قصیده فرموده و مطلع قصیده باباسودائی این است۔

جم انجم چو زد بر چرخ شادروان دارابی — برآمد شاه قاقم پوش از این ایوان سنجابی

و فرید در تعجیل که ذهن او درین قصیده مبادرت کرد بتعجب این بیت میگوید بیک هفته با سلطان فرید این بیت انشا کرد عجائب داشت طبع او ازین تیزے و اشتابی و باباسودائی

صورتے از نوادر درین بیت باز مینماید بیک ساعت بگفت این شعر در باورد سودائی اندر بیابان گرچه
گفت آن را بشتابی غالباً گفظ یک ساعت از محقل دور مینماید چه هشتاد بیت متین در ساعتے
گفتن مشکل است تاویل آنست که در عرف عوام هست که برائے یک ساعت عمر جاودانی
نخور یعنی اندک فرصتے را یک ساعت گویند و استاد را است نگهدار فرصت که عالم دمے است
جمی پیش و انا به از عالمی است قال رسول الله الدنیا ساعة فجعلها طاعة

ذکر اثیرالدین اومانی رہ

مرد خوش طبع و فاضل بوده و دیوان او مشهور است و در علم شاگرد نصیرالدین طوسی نور الله
قبره بوده اصل او از همدان است اشعار عرفی بسیار دارد و سخن را دانشمندانه میگوید و این قصیده
در صفت زمستان گفته در مدح اتابک ازبک بن محمد قصیده

بهار وار زاد بار برف در بهمن — چنین که دید بنفشه که ریخت برگ سمن
بدود عود همے ماند ابر این عجبست — که دود عود بکافور باشد آبستن
چنین که جوشن سیمین بآب می بینم — چگونه کار کند تیغ خسروان جوشن
بآب بنگر و یاد آور از نشان قدیم — بزال ماند در بند مانده از بهمن
ز رشتهائے سفید سحاب تافته ام — که مے نه بینم از هر یک سر سوزن
برهنه بود جهان مدتے و در زی ابر — بدوخت از پئے عالم سفید پیراهن
اگر ز چشمه خضر است و پرده ظلمات — چرا در ابر نهان است چشمه روشن
بست آب روان همچنانکه گوئی هست — بسان خنجر خسرو هم آب و هم آهن
ملک مظفر دین خسرو جهان ازبک — که روح کشور سعیست او و عالم تن
تخلصے بشنو اے یگانه خسرو وقت — ز عنصری که بود او استاد اهل سخن
به تیغ که که بران ابر گستر و کرباس — که تا بپیش تو آرد زمانه تیغ و کفن
چراغ روز نمی تابد از سپهر بخواه — چراغ مے که برآرد ظلمت خانه تن
بیار باده روشن اگرچه تیره هواست — که چون پیاله کی روشنست دیده من

مگر خدنگ تو مرغیست آهنین منقار	که هست چینهٔ او دانهٔ دل دشمن
خدایگانا تیغت وبال خصم آمد	گرفت خواهد خصمت وبال در گردن
چو عاشقان چه عجب گر ز عشق طلعت او	هزار چاک زند آخر از زمان دامن
هنر پناها تشریف تو همایون باد	بر آفتاب بزرگان سر صدور زمن
مجیر دولت و دین مفخر صدور عراق	که هست گاه کفایت چه عهد نظام حسن
بعهد مملکت جم گر آصف او بودے	نیوفتادی خاتم بدست اهرمن
همیشه ابلق ایام کند رام تو باد	اگرچه ابلق ایام هست مردافگن

ذکر مولانا رکن الدین قبائی ره

از جملهٔ شاعران متعین بوده شاگرد اثیر الدین اومانی و استاد پور بهای جامیست و از ترکستان بطریق سیاحت بعراق عجم افتاده و با بدر الدین جاجرمی در اصفهان مشاعره و معارضه و مشاعره دارد فاما سخن او از سخن بدر افضل است و مجیری شاعر نیز که استاد بدر جاجرمی است معاصر قبائی بوده و قبائی در حق بدر جاجرمی گوید۔

فحل اشعارم قبائی زان سبب نامم لقب	چون زنان لے بدر جاجرمی پیش مجیری

مولانا رکن الدین در حق خواجه عز الدین این قطعه گوید۔

چه شد امسال آخر اے مخدوم	که من رنج دیدهٔ مظلوم
بعد ده سال حق برین دولت	گشتم از هر مراد دل محروم
راه من بنده خدمت و دعا	وندرین هر دو بوده ام ملزوم
دهر و دوران همان ستمگارند	و آدمی همچنان جهول و ظلوم
نه منم عاطل از فنون هنر	نه توئی عاری از فروع علوم
نه تو مفلس شدی نه من منعم	نه تو خادم شدی نه من مخدوم
تو همان مالکے و من مملوک	تو همان حاکمے و من محکوم
هست این بیت قطعهٔ مالک فضل	رحمة الله سنائی مرحوم

رزق برتست هرچه خواهی کن   خواه احسان شمار خواه رسوم

گویند قبا ولایت نزه و دلکشا ست و در اقصائے ترکستان است و شهرے عظیم بوده اکنون شهر خراب شده و آن دیار مسکن مغول و قلماق است و خواجه نصیر الدین طوسی نور الله مرقده در کتاب خلافت نامه الٰهی میاورد که پیغوبن طغان در زمان سلطان محمود سبکتگین حاکم قبا بوده و او مرے عادل و خیر بود و در نهایت پیری گوش او گران شد زار زار می گریست که بعد ازین آواز داد خواهان چگونه بشنوم اما روز جمعه فرمودے تا تخت او را در میدان نهادندے و بر تخت نشستے و فرمودے تا هر کرا تظلمے بودے جامه سرخ پوشیدے آنکس را طلب فرمودے و کیفیت بر کاغذے نوشته بدست او دادے و بغور او رسیدے چون دعوت حق را لبیک اجابت گفت و ازین جهان فانی از خاکدان ظلمانی رخت بریاض جاودانی برد پنج پسر داشت ملک را بر پسران پنجگانه قسمت نمود و سلطان محمود چون سمرقند و ماوراء النهر مسخر ساخت ازان پنج برادر که حاکم قبا بودند خراج خواست این قطعه بسلطان فرستادند۔

ما پنج برادر از قبائیم   دریا دل و آفتاب رائیم
ما ملک زمین همه گرفتیم   اکنون بتفکر سمائیم
گر چرخ بکام ما نگردد   چنبر ز همش فرو کشائیم

سلطان دریافت که غرور و نخوت در دماغ ایشان متمکن شده پنداشته اند که غیر از قبا ملکے دیگر نیست که گفته اند ما ملک زمین همه گرفتیم عنصری را گفته تا جواب ایشان را دو بیت انشا کند این است۔

نمرود بگاه پور آزر   مے گفت خدائے خلق مائیم
جبار به نیم پشه او را   خوش داد سزا که ما گوئیم

ارسلان جاذب را با لشکر انبوه فرستاد تا گوشمال ایشان را بدهد ارسلان مدتے شهر قبا را محاصره کرده و در قلعه و شهر قحط خاست و آن پنج برادر عاجز شدند و از روئے عجز این قطعه دیگر با بسلطان فرستاد۔

ما پنج برادر قبائیم   در قحط و نیاز مبتلائیم

شاها تو عزیز ملک مصری　　اخوان گناه گار مائیم
مارا که بضاعتیست مزجاة　　شرمنده ز حضرت شمائیم
بر حالت زار ما ببخشای　　از فضل و کرم که بینوائیم

سلطان چون این شعر مطالعه کرد رحم آمدش و گفت قطعه اول از غرور بود واجب نمود گوشمال دادن و این قطعه از عجز و نامرادی در طریقت این زمان از جریمه ایشان در گذشتن خوب مینماید فرمود تا لشکر از ولایت ایشان برخاستند و مملکت را بر سنجر برادر مسلم داشت حکایت کنند که ارسلان جاذب بروزگار سلطان محمود حاکم طوس و نیشاپور بود و امیر بزرگ بود در تاریخ سلاجقه آورده اند که ارسلان با سلطان خویشاوندی داشت و مرد صاحب خیر و مردانه بود رباط سنگ بست که بر سر چهار راهی واقعست راهی از نیشاپور بمرو و راهے از طوس بهراة او ساخته است و در روئے زمین رباطی از آن عالی تر هیچ مسافرے نشان نمے دهد و امروز ویران است و قبر ارسلان در رباط مذکور است و این ترکیب بر گرد قبر او نوشته اند **کل ملک سیفوت کل غائب سیموت لیس للانسان حیاة سرمدا الا الملک الحی الذی لا یموت**

چون ضمیر منیر امیر کبیر عالم فاضل معین العلما و مربی الفضلا و مقصد الفقرا الذی قصر لسان القلم عن وصف ذاته نظام الحق والدین علی شیر خلد الله ظلال دولته علی رؤس المسلمین و ابدا بتجدید سنت سنیه اکابر مصروف است در جنب آن رباط رباطی مجددا احداث فرمود که چشم روزگار چنان عمارتے ندیده و امروز مقصد مسافران و مطلوب مجاوران این دیار است و در زیبائی چون عروس آراسته و در رعنائی چون بوستانے پیراسته حق تعالی وجود شریف این معدن خیرات و مبرات را همیشه در پناه خود محفوظ دارد۔

پدر بجائے پسر هرگز آن کرم نکند　　که دست جود تو با خاندان آدم کرد

ذکر ملک الفضلا خواجه مجد الدین همگر فارسی

مرد فاضل و هنرمند بود و در روزگار خود در فضل و استعداد ظاهر و باطن نظیر نداشت و خوشطبع و خوشگوی و ندیم مجلس سلاطین و حکما و حکام بودے و نسب او بکسری نوشیروان بن قباد میرسد

چون نسب وحسب او را دست فراہم دادہ نزد حکام و اشراف قبول تمام یافتہ و در روزگار خود ملک الشعرا فارس و عراق عجم بودہ و ہر مشکل کہ در علم شعر دران دیار واقع شدے ہمگنان باو رجوع کردندے و دیوان خواجہ مجدالدین در عراق شہرتے عظیم دارد و لطایف او بین الخواص والعوام مذکور و مشہور گویند ہمہ روز خواجہ مجدالدین با اتابک بن ابوبکر زنگی نرد باختی و چنان واقع شد کہ اتابک ترک لعب نرد کرد و برین یکسال گذشت و خواجہ مجدالدین این قطعہ بخدمت اتابک فرستاد قطعہ

خسروا داشت بخانۂ تو مرا یار چنانک ۔ کان نیارست زدن لاف ز ہستی با من
آسمان با ہمہ تعظیم و بلندی کو راست ۔ میزد از روئے تواضع دم پستی با من
تا تو برداشتی اکنون ز سرم دست کرم ۔ میزند از سر کین تیغ دو دستی با من
یاد میدار از انشب کہ رہے راگفتی ۔ عمر باقی بنشین خوش چو نشستی با من
آن شب آن بود کہ در سر ہوس نردت بود ۔ نرد من بردم عمدا تو شکستی با من
یارب امسال چہ تدبیر کنم کو کہ چو پار ۔ شہ بیازد نرد بمستی با من

اتابک سعد در جواب فرستاد۔

از صرہای مصرے یکصرہ الف دینار ۔ بے لعب نرد کردم ہر سالہ بر تو ادرار

گویند مدتے ہا این سیورغال در حق خواجہ مجدالدین مجراے بودے اما بتقریب شمۂ از آثار نوشیروان عادل واجب بود نوشتن سیرت پسندیدہ او تا مرتبہ بود کہ شیخ سنائی در حدیقہ خود ذکر آن کردہ است **بیت**

حاجبے برد جام نوشروان ۔ شاہ میدید و کرد ازو پنہان
دل خازن ز بیم شہ برخاست ۔ جام جستن گرفت از چپ و راست
ہر کسے را مطالبت مے کرد ۔ او بتہدید و رنج و غصہ و درد
شاہ گفتا مرنج و غصہ مسنج ۔ بگینہ را مدار در غم و رنج
کانکہ او جام برد ندہد باز ۔ وانکہ او دید فاش نکند راز
شاہ روزے میان رہگذری ۔ دزد خود را بدید با کمرے
کرد اشارت بخندہ کے باری ۔ کین از آن جام ہست گفتاری

در روزگار ملوک عجم بر رعایا ظلمها واقع شدے و چون نوبت بانوشیروان رسید بدعتها
برانداخت و قاعده هار خوب پیدا ساخت و سد باب الابواب که اسکندر بسته بود مختل و ویران
شده بود انوشیروان آنرا عمارت کرده و منع لشکر دشت قبچاق فرمود و مزدک که بروزگار قباد ظاهر شده
بود و مذهب زندقه را عدل نام کرده وانوشیروان روز مهرجان بتدبیر هفت هزار از عوان و اصحاب
سرنگون در خاک فرو برده هلاک ساخت و قباد بعد ازانکه شصت سال سلطنت کرده بود در زندگانی
خود انوشیروان را بر تخت نشاند و خود را در آتش گاه بتعبدی که دران کیش دستور بوده مشغول گشت
وانوشیروان چهل و هشت ساله بعدل و داد و تنظیم حکما روزگار گذرانید و در بارگاه او همواره چهار
کرسی زر نهاده بودی یکے ملک ترک را و یکے هند را و یکے روم را و یکے ملک یمن و عرب را و
هر سال یکے از ملوک چهارگانه بخدمت او آمدندے و نوبت بر مستقر خود قرار گرفتندے صاحب
تاریخ بناکتی گوید در زمان دولت مامون خاتم انوشیروان یافتند سه سطر بران مسطور و مکتوب بود سطر
اوّل این که راه تاریک است مرا چه بخشش سطر دوم عمر دوباره نیست مرا چه خواهش سطر سوم مرگ در قفا
است مرا چه رامش سعدی گوید بعد از هزار سال که نوشیروان نماند گویند خلق دهر که بوده است عادلے
همواره اشراف روزگار در دور او محبوب و اراذل در روزگار او منکوب مے بوده اند و انوری درین
باب مے فرماید

نوشیروان که طنطنهٔ صیت عدل او | تا حشر بر زبان افاضل روا نبود
هرگز روا نداشت که بد اصل و سفله را | در عهد او زبان قلم در بنان بود

از سیرت پسندیده و رعایت مراسم خیر نوشیروان بمرتبه رسید که علما در باب عذاب او توقف دارند
حرمت عدل را با وجود شرک که داشته و حضرت رسالت فرموده که ولدت فی زمن الملک العادل
زہے درجه عدل و زہے سعادت پادشاه عادل پادشاہے که موحد و عادل باشد فرض کن که کرامت
و درجات او چه مرتبه باشد حق تعالی این پادشاه عادل که عدل او از عدل انوشیروان مزیت دارد
و سیرت پسندیده او نزدیک ست که بشعار خلفاء راشدین رسد سالها بر سر امت احمد مختار پاینده دارد
و دست تطاول بد اصلان و دونان را از سر رعیت کوتاه گردانند و این قاعده را که جولاهه بچگان در دیوانها
قلم استیفا بر دست گرفته اند و بیچے که کار ایشان و پدران ایشان گاو بندی بوده اکنون دم از سیاقت

وعمل سلطانے میزنند و درین کار نقصان دین و ملت و شکست شرع و سنت است.

تیغ دادن بکف زنگی مست ٭ به که آید علم جاهل را بدست

بکلی دفع فرماید چنانکه مشاهده میرود که بازاریان و عوام الناس و مردم دیها و صحرانشینان فرزندان خود را بعلم رقوم و سیاق میسازند و چون درین علم باندک مایه نه باستحقاق شرعی یافتند بعلم داری مشغول میشوند و فساد این اراذل بمسلمانان میرسد و چون از اجرام مال مسلمانان وجه معاش و زینت لباس آسان بدست میاید کدخدازادگان ممالک نیز رعیتی ترک کرده بعملداری مشغول میشوند و عنقریب در ملک و کفایت نقصان فاحش دست خواهد داد اگر این شیوه مذموم را بازخواست نفرمایند و منع نکنند حکایت کنند که چون ملک شاه را در دار السلام بغداد متخلص شد خواست تا با خلفا وصلت سازد خواجه نظام الملک را طلب کرد و گفت میخواهم که بتعجیل باصفهان روئے و در عرض دو هفته دو بیست هزار درهم سرانجام نموده بعساکر ظفر پیکر رسانی و خواجه را اجازت اصفهان داد و خواجه بدینور در خانه کدخدائی نزول کرد و آن مرد خواجه را خدمتگاری چنانکه شرط است بجائے آورد و شب در خدمت خواجه نشسته بود عرض کرد که موجب چیست که خواجه بدین تعجیل میرود و اسباب و تجمل همراه نیست خواجه گفت سلطان را خرجی ضروری دست داده من میروم تا در دو هفته دو بیست هزار درم از اصفهان بخزانه رسانم دهقان بعرض خواجه رسانید که مرا بدولت پادشاه چهار صد هزار درم استعداد دنیاوی هست و مرد پیرم و پسر قابل دارم و میخواهم که او را بعلم و خط استیفا بشاگردی دهم و من مرد دون و بے استحقاقم و سلطان مثل من مردم را منع این نوع کار فرموده میترسم و فرزند خود را بدین علوم باستاد نمیتوانم داد اگر شما درین شغل بجهة من اجازه از سلطان حاصل نمائید دو بیست هزار درم نقد بخزانه سلطان خدمت میکنم خواجه از پیر مرد این سخن شنید بسیار خوشحال شد و این را کفایتی مستحسن تصور کرده در خانه دهقان ساکن شد و کیفیت احوال را بدست قاصدے بسلطان عرضه داشت نموده سلطان چون مکتوب خواجه مطالعه کرد در غضب شد و رخساره مبارکش برافروخت و سوگند خورد که اگر محاسن سفید نظام الملک دستگیر او نشدی و حق خدمت او که در حق پدرم و حق من مدتهاست موکد و ثابت است او را رسوا ساختمی آخر خواجه نمیداند که مرا بمال دهقان احتیاج نیست تا از روے حرص و طمع مال از او ستانم پسر او را که اهلیت و استحقاق نباشد بکار مسلمانان نصب کنم و از و کارهای ناپسندیده

بسلمانان رسد و مرا انکو هش کند که ملک شاه رشوت گرفت و نا اہلان را علم اشراف و بزرگان اذن فرمود ہمانا خواجہ دشمن من بودہ و من اورا دوست تصور مے کردم و بدو نوشت کہ بکاری کہ ماذون شاہ برو و توقف مکن غرض کہ سلاطین کارہار بزرگ بمردم خور و نفرمایند مبالغہ بدین منوال داشتہ حکایت سلطان سنجر را پرسیدند کہ دران وقت کہ بدست غزان گرفتار بودے کہ ملکے بدین وسعت وآراستگی کہ ترا بود چنین مختل شد گفت کارہا بزرگ بمردم خورد فرمودم وکارہا خورد بمردم بزرگ مردم خورد کارہا بزرگ نیارستند کرد و مردم بزرگ از کارہا رخورد عار داشتند ودرپے نرفتند ہر دو کار تباہ شد و نقصان بملک و دولت رسید۔

جز بخردمند مفرما عمل   گرچہ عمل کار خردمند نیست

ذکر ملک الافاضل پور بہا جامی

بغایت مرد مستعد وقابل وفاضل بودہ وآبا رواجداو او قضاۃ ولایت جام بودہ اند واو مردے خوش طبع بودہ وبدین پایہ سر فرو دنیاوردہ ہموارہ بامستعدان نشستی وبیشتر اوقات در ہراۃ روزگار گذرانیدے واو شاگرد مولانا رکن الدین است کہ بقبائی مشہور شدہ بروزگار ارغون خان در ملازمت خواجہ وجیہ الدین زنگی بن طاہر فریومدیست بہ تبریز رفت وبا خواجہ ہمام الدین مشاعرہ کردہ ودر بحور مشکلہ قصاید دارد واین غزل اوراست بیت

بریاض آفتاب از شب رقم خواہد کشید   ماہ را بر صفحہ خوبی قلم خواہد کشید
یارب این یکقطرہ خون کو راہمیخوانند دل   تا کے از بیداد مہرویان ستم خواہد کشید
امشب اے شمع از سر بالین یاران حزر   بیدلے سر در گریبان عدم خواہد کشید
پر حذر باش امشب اے ہمسایہ بیت الحزن   کز سرشک چشم من دیوار نم خواہد کشید
میکشد بار غم محبوب و میداند بہا   ہر کہ عاشق شد ضرورت بار غم خواہد کشید

واین قصیدہ ہم اوراست در مدح خواجہ اوراست در مدح خواجہ وجیہ الدین زنگی در اصطلاح لغت مغولی بسیار مستعدانہ گفتہ است وبرین نسق شعر در دیوان استادان کم دیدہ ام۔

ایکردہ روح بالب لعل تو نوکری   محبوب از یکے زنگاری وچادری

نوئین نیکوانی و ترغولب ترا   از قند صد تغار بریزد دو لب باری
در بیلغ غم تو زبس تالیا سخت   خون شد دل چریک و رعایا و لشکری
هندوستان زلف ترا چشم ترک تو   بلغاق کرده همچو قوشون نکودری
قامان طره های تو چون کاکل بخشیان   کردند مشق بر رخ تو خطلے غوری
کردند ترک برلب جیحون چشم من   خیل خیال تو چو تومان بیاوری
تمغاچی غم تو ز دو از اشک آل من   تمغای سرخ بر ورق زر جعفری
کردم تکشمشی لب جان بهر بوسه   سورغامشی نمیکند از راه کافری
تا سمشی کنیم بهم در مجادله   زین قصه پیش داور آفاق کیسری
بیلگالغ بیتکچی قاآن اعظم انک   دارد ره تبکجی ز راه بهادری
ای صاحبی که هست ترلیغ حکم تو   ترک و مغول و تازی و رومی و بربری
ارتاق گشت بالقت تا بشرق و غرب   تنسخ برو برای تو خورشید خاوری
متقاولان عقل تو در راه مملکت   بستند دست فتنه و جور از ستمگری
بر شیوه سخای تو آتش عطا دهند   باورچیان بکاسه زرین مشتری
توشقچی همت تو ز بهر قسر انجه   بربست بال نسر بپر کبوتری
هر کو عنایت تو اغرلامشی کند   بر سر کشد برندقی او چرخ چنبری
آنکس که او رسیمیا سایه حکم تو   در خاک تیره خشت لحد کرده بستری
اختاجی سیاست ازنجی اجل   در گردن عدوی تو بندد دو چنبری
پوربها دعاجی درگاه دولت   گشتست اشکبار ز غم او بسی بدی
سوقات حضرت تو فرستاد این دعا   باوش مگر بخاطر عاطر در آوری
نوشند مگر ز بهر غوت انعام عام تو   در طوی بخشش تو ایاغ توانگری
پاد شمشی کند چو کیکی ز بیت دعا   در شعر با نظامی و قطران و انوری
هرگز نگفته اند درین اصطلاح شعر   فردوسی و دقیقی و پندار و عنصری
نشنیده است در عرب و در عجم کسی   زینسان قصیده ز معزی و سنجری

تا هست کار ملک بپا سایهٔ پادشاه | تا هست حکم شرع بدین پیمبری
در حفظ خویش ایزدت اسرامشی کناد | پاینده باد ذات تو از فضل تنگری

اما ارغون خان در روزگار دولت پدرش اباقا خان پادشاه خراسان بود چون اباقا خان وفات یافت در خطهٔ تبریز شهزادگان و امرا بر عم او احمد بن هلاکو خان اتفاق کردند و او را بر تخت نشاندند و احمد خان پادشاهی نیکو سیرت بوده و میل تمام باسلام و اسلامیان داشت و گویند مسلمان بود اما از برای مصلحت اسلام ظاهر نمیکرد و بعد از پنجاه که بر سریر خانی جلوس کرده بود عزیمت خراسان نمود و ارغون خان ازو منهزم شد و از طوس رادکان پناه بقلعهٔ کلات برد احمد خان قلعه را محاصره نتوانست کرد که آن قلعه را دور دوازده فرسنگ است و دو دروازه دارد و دیگر کوه محکم است مثل برج و باروی آن قلعه هیچ جا نیست و دران قلعه لشکر ها را آب خورد و علفخوار است و ارغون بعد از یکماه پیش عم آمده و عذر خواست و احمد خان را شفقت عمومت در کار آمد و آسیبی بارغون نرسانید و خود کوچ کرده بطرف عراق روانه شده ارغون خان را با جمعی از خاصان خود سپرد که از عقب بیاورند منکلی بوقا که مقدم آن مردم بود با ارغون خان عهد بست و او را خلاص داد و باقی مردم با ارغون یکجهت شدند و لشکر استراباد بدیشان پیوست و در عقب احمد خان روانه شدند و چون احمد خان بنخجوان رسید خبر ارغون خان بشنود مضطرب شد و بتعجیل خود را به تبریز رسانید و والده را همراه داشته بمراغه آمد لشکریان ازو برگشته بارغون پیوستند و او فرار کرد و او را در دامغان دربان سلطان بارغون فرستاد و بحکم ارغون خان هلاک شد و سلطنت ایران باستقلال بدست ارغون افتاد و انتقام آنکه شمس الدین محمد صاحب دیوان بعد از اباقا خان باحمد خان رجوع کرده او را در حوالی قراباغ تبریز بیاسا رسانید و از مشایخ و از علما و شعرا که در روزگار ارغون بوده اند شیخ مصلح الدین سعدی ره و از علما و شعرا خواجه همام الدین تبریزی و مولانا علامه قطب الدین شیرازی و عزیزی در وفات علامه گوید-

بازیٔ کرد چرخ کج رفتار | در مه روزه آه ازان بازی
ذال و یا رفته از گه هجرت | رفته در پرده قطب شیرازی

~~~~~~~~
~~~~~~~~

ذکر مولانا عبدالقادر نائینی

از اقران شیخ سعدی ست مردے تارک بوده و همواره بقناعت روزگار گذرانیدے و خوشگوے ست و سخن هائے شیخ سعدی را تتبع میکند اما قصبه نائین از اعمال اصفهان است و در قدیم الایام داخل یزد بوده قصبه خوش هوا و در سر بیابانی که میان یزد و اصفهان است واقع شده و پنبه زرم در آن جا حاصل مے شود خودرنگ و مله نائین درین روزگار بے نظیر است و این غزل از مولانا عبدالقادر است۔

ایکه چشم تو چشمے چشم من جز تو ندید ‖ هیچ چشمے چشمے از چشم تو نیکوتر ندید
چشمه نوش تو وارد چشمه حیوان ولیک ‖ چشم من زان چشمه جز چشمے پر از گوهر ندید
باخیال چشم تو رضوان که چشم جنت ست ‖ حور در چشمش نیاید چشمه کوثر ندید
چشم آن دارم که از چشم نزائی قطره دار ‖ زانکه چشم جز بچشمت چشمه انور ندید
زآرزوئے چشم تو چشم من بصیر و دل ‖ چشم را خونبار کرد و چشمه سار خود ندید

طبقه چهارم

درین طبقه ذکر بیست فاضل ثبت است و بعد ازین ذکر غزل گویان ثبت کرده مے شود و بعضے موحدان و عارفان با وجود استغراق و حال از دریائے عرفان دردانه بیرون آورده اند در طی تذکره از روئے گستاخی ذکر ایشان که در دریائے حقیقت است بقید کتابت در می آید۔

ذکر سلطان المحققین شیخ فریدالدین عطار قدس سره

و هو محمد بن ابراهیم العطار نیشاپوری مرتبه او عالی است و مشرب او صافی و سخن او را تازیانه اهل سلوک گفته اند در شریعت و طریقت یگانه بوده در شوق و نیاز و سوز و گداز شمع زمانه مستغرق بحر عرفان و غواص دریائے ایقان است شاعری شیوه او نیست بلکه سخن او از ارادت غیب است

و این طریق را بدو منسوب کردن عیب است اصل شیخ از قریه کدکنست من اعمال نیشاپور و شیخ عمر دراز یافت گویند صد و چهارده سال عمر داشت و ولادت مبارک او در روزگار سلطان سنجر بن ملک شاه بوده در شعبان المعظم سنه ۵۱۳ بیست و نه سال در شهر نیشابور بوده و در شهر شاد شاخ هشتاد و پنج سال و بعد از قتل شیخ بسه سال شهر شاد شاخ خراب شد بسیاری از اکابر و مشایخ مدینه و با عارفان صحبت داشته و چهارصد کتاب اهل طریقت را مطالعه نموده جمع کرده و در آخر حال بمرتبه عالم فنا رسیده و منزوی و معتکف شده و عزیزی در باب زلزله که در نیشابور بوده و بکرات واقع شده میگوید بیت

اندر سه زمان سه زلزله نازل گشت — ید پانصد و اندانگه شد شهر خراب
و آن زلزله بار دوم ششصد و سی — آن زلزله بار سوم هشتصد و هشت

اما سبب توبه شیخ آن بود که پدر او در شهر شاد شاخ عطار عظیم القدر و رونق بوده بعد از وفات پدر او بهمان طریق بعطاری مشغول بودی دکانی آراسته داشتی چنانکه مردم را از تماشای آن دکان چشم منور و دماغ معطر شدی شیخ روزی خواجه وش بصدر دکان نشسته و پیش او غلامان چالاک بخدمت کمر بسته ناگاه دیوانه بلکه در طریقت فرزانه بدر دکان رسیده و تیز تیز در دکان نگاهی کرد بلکه آب در چشم گردانیدی و آهی کرد شیخ درویش را گفت چه خیره می نگری مصلحت آن است که زود در گذری درویش گفت ای شیخ من سبکبارم و بجز خرقه ندارم اما خواجه بر خریطه عقاقیر ثقیلات

در وقت رحیل چیست تدبیر — من زود ازین بازار میتوانم گذشت

و تدبیر انتقال و احمال خود کن و از روی بصیرت فکری در حال خود کن گفته چگونه میگذری گفته این چنین و خرقه از بر کنده زیر سر نهاده جان بحق تسلیم کرد شیخ از سخن مجذوب پر درد گشت و دل او از خشکی بوی مشک گرفت و دنیا پیچ مزرج کافور سرد شد و دکان بتاراج داد و از بازار دنیا بیزار شد بازار سی بود بازاری شد در بند سودا بود و سودا در بند ش کرد که این سودا موجب اطلاق و مجرب بار زمانه و علی طراق القصه ترک دنیا و دنیاوی گرفته بصومعه شیخ الشیوخ العارف رکن الدین اکاف قدس سره رفت که در آن روزگار عارف و محقق بود بدست شیخ توبه کرد و بمجاهدت و معاملت مشغول شده چند سال در حلقه درویشان شیخ بود بعد از آن بزیارت بیت الله الحرام رفته و بسی مردان حق را دریافته و

خدمت کرده مدت هفتاد سال بجمع نمودن حکایات صوفیه و مشایخ بودے و هیچ کس را از اهل
طریق این ماده جمع نشده بود بر رموز و حکایات و اشارات و حقایق و دقایق کسے مثل شیخ عطار
صاحب وقوف نشده در نهایت کمال بحرے بود زاخر و همت او مصروف بر نفی خاطر در گوشه
نشسته و در بر روئے غیر بسته هزاران ابکار اسرار در خلوت سرائے او جلوه ساز بودند و در شبستان
او عروسان حقایق و دقایق محرم راز اشعار او از آن مشهور تر است که درین کتاب شرح توان داد و
رموز و اشارات او از ان عالی تر که شمهٔ در حیز کتاب شرح آن داد حکایت آورده اند که چون شیخ
درگذشت و ران حین پسر قاضی القضاة یحیی بن صاعد که بزرگ نیشاپور بود فرمان یافت مردم مصلحت دیدند که آن پسر
را در قدم شیخ دفن کنند قاضی یحیی قبول نکرد و گفت که پسر من روا نباشد در زیر پائے پیرک افسانه گوئے
باشد و فرزند او را جائے دیگر دفن کردند و آن شب قاضی در خواب دید که در سر روضهٔ
منور شیخ عطار است و ابرار و اقطاب و رجال الله جمع اند و صد هزاران مشاعل نور درخشان و
نجوم عنایت از افق هدایت نشان مجموع اکابر بر سر قبر شیخ بحرمت تمام مراقب اند قاضی از اصحاب
شرمنده بلکه مجلس نارفته بازگشت فرزندش را دید گریان و بزاری زار میگفت اے پدر تقصیر
کردی و مرا از برکت قدم رجال الله محروم گردانیدے زود دریاب که بهشت من اقدام ابرار است
و مرقد من در قدم عطار قاضی صباح بعذر پیش اقربا ر شیخ آمد و بالتماس مقرر نمود که فرزندش
را در قدم شیخ دفن ساختند و ازان جرأت توبه کرد و از مریدان و معتقدان شیخ شد و در سر قبر شیخ
عمارت ساخت و قبر شیخ در بیرون شهر شاد شاخ در محلے که موسوم است بشهر بازارگان و عمارت آن
زاویه مختصر و ویران بود اما چون همواره رائے صواب نمائے و خاطر مشکلکشاے امیر جلیل خیر فاضل
معین دولت و ملت برو گرفته نظام   یمین ملت و ملت برو گرفته نزار
نظام الحق والدوله علی شیر عز نصره بالتائید بتعمیر بقاع مصروفست و احیا سنت سنیه اکابر ماضی میفرمایدو
بر روضه شیخ عطار که ملجأ زوار است عمارتے ساخته که در دلکشائی پر نور تر از روضهٔ رضوان و در فروغ بخشی جانفزائے
تر از غرفه جنان است و زبان اهل زمان در تحسین این معدن خیرات و مرکز مبرات و ایما بدین بیت مترنم

دو چیز اهل نجات است نام نیک و ثواب   وزین چو درگذری کل من علیها فان

حق تعالی توفیق رفیق سعادت این دریاے تحقیق و بحر تصدیق کناد و باغنی و عترت شیخ

را دیوان اشعار بعد از کتب مثنوی چهل هزار بیت باشد از انجمله دوازده هزار رباعی گفته و از کتب طریقت تذکرة الاولیا نوشته و رسایل دیگر بشیخ منسوبست مثل اخوان الصفا و غیر ذلک و از نظم آنچه مشهور است این است اسرارنامه الٰهی نامه مصیبت نامه جواهر الذات وصیت نامه منطق الطیر بلبل نامه حیدر نامه شتر نامه مختار نامه شاهنامه دوازده کتاب نظم است و میگویند چهل رساله نظم کرده و پرداخته اما نسخ دیگر متروک و مجهول است و قصاید و غزلیات و مقطعات شیخ مع رباعیات و کتب مثنوی صد هزار بیت بیشتر است زهی بحرے که از موج آن دُر معانی بساحل زندگانی افتد و جهته تبرک و تیمن از قصاید شیخ چند بیت نوشته میشود بیت

اے روئے در نهفته بباز ار آمده | طلقے بدین طلسم گرفتار آمده
یک پرتو او فگند جهان گشته پر چراغ | یک تخم کشته این همه در بار آمده

و در توحید و قصاید ابیات غرا دارد که بعضے از اکابر از اشرح نوشته اند و سید عز الدین آملی ره قصاید شیخ را شرح گفتی و این قصیده که بعضے ازان وارد میشود شرح منظوم گفته و در توحید این قصیده مآل شیخ عالی است۔

سبحان خالقے که صفاتش ز کبریا | بر خاک عجز مے فگند عقل انبیا
گر صد هزار سال همه خلق کائنات | فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کاے آله | دانسته شد که هیچ نفهمیده ایم ما
آنجا که بحر نامتناهی ست موجزن | شاید که شبنمے بکند قصد آشنا
و آنجا که گوش چرخ بدرد ز بانگ رعد | زنبور در سبوے نوا چون کند بوا
در جنب نور ذات بود ظلمتے گذر | البدر فی الطلیعة والشمس فی الضحا

و در آخر عمر شیخ ترک اشعار کرده اگر بنوادر معنی دست وادی در شیوه رباعی بیان نموے و این رباعی در نهایت حال گفته۔

هر چیز که آن برائے ما خواهد بود | آن چیز همے بلائے ما خواهد بود
چون تفرقه در بقائے ما خواهد بود | جمعیت ما فنائے ما خواهد بود
مرغے بودم پریده از عالم راز | تا بو که پرم ز نشیب صیدی به فراز

چون ہیچ کسے نیافتم محرم راز　　زان در کہ در آمدم برون رفتم باز

اما شیخ در فطرات چنگیز خان بدست لشکر مغول اسیر شد و در قتل عام شہید شد و سبب شہادت او آن بود کہ طوطی روح مبارکش از زندان قفس بدن ملول شد و میخواست کہ بشکرستان وصال رسد تعجیل قتل خود مے نمود گویند کہ مغلے مے خواست کہ شیخ را بقتل رساند مغلے دیگر گفت این پیر را مکش کہ خونبہار او ہزار درم بدہم مغل ترک قتل شیخ کرد شیخ گفت مفروش کہ بہتر ازین خواہندم خرید شخصے دیگر گفت کہ این پیر را مکش کہ خونبہار او یک توبرہ کاہ است بدہم شیخ گفت بفروش کہ بہتر ازین نے ارزم شیخ شربت شہادت نوش کرد و بدرجہ سعداو شہدا رسید وکان ذلک فی عاشر جمادی الثانی سنہ سبع وعشرین وستمایہ و بعضے سنہ اثنی وثلثین وستمایہ و بعضے سنہ ست عشر وستمایہ نوشتہ اند اما سند خرقہ شیخ عطار خرقہ تبرک از دست سلطان العارفین مجد الدین بغدادی دارد و شیخ عطار در طفولیت نظر از قطب عالم حیدر یافتہ وکدکن کہ مولد شیخ است در نواحی زادہ است و پدر شیخ ابراہیم بن اسحق عطار کدکنی مرید قطب الدین حیدر بودہ و شیخ عطار حیدری نامہ در ایام شباب بنظم آوردہ چون در ایام صبا بودہ ہرچند بہ نسخہ شیخ مانند نیست اما بہ تحقیق سخن شیخ ست و بعضے مے گویند کہ حیدریان آن نظم را بشیخ بستہ اند وآن اعتقاد غلط است اما قطب الدین حیدر از ابدال بودہ و مجذوب مطلق محققان معتقد حیدر اند مرد صاحب باطن و اہل ریاضت بودہ و یکصد و دہ سال عمر داشتہ و بعضے گویند یکصد و چہل سال عمر یافتہ و از نژاد خانان ترکستان است و پدر او سالور خان نام بودہ و او مجذوب از مادر متولد شدہ و کرامات و مقامات او مشہور است و در تاریخ سنہ سبع وتسعین وخمسمایہ رحلت کردہ و در زادہ مدفون است و بعضے وفات او را در سنہ اثنی وستمایہ نیز نوشتہ اند۔

ذکر ملک العارفین مولانا جلال الدین رومی رہ

وہو محمد بن الحسن البلخی البکری قدس سرہ العزیز پیشوائے محققان عالم و مقبول خواص و عوام دل پاک او مخزن اسرار الٰہی و خاطر فیاض او مہبط انوار نامتناہی بودہ طریقت و مشرب او تشنگان وادی طلب را بزلال عرفان سیراب ساختہ سیرت و مذہب او سرگشتگان تیہ جہالت

را بسر حد ایقان راهبری نموده در تحصیل علوم یقینی عالم ربانے و در مراتب توحید و تحقیق سالک صمدانی رموز و اشارات عالم غیب را بشیوه سخن گستری بیان کرده و طریق عین الیقین اما بواسطه علم الیقین بعیان رسانیده۔

معراج چون براوج زد آن بحر ذخار از شرف ... لؤلؤ منظوم بر ساحل فگند از هر طرف

زبان قلم از تحریر کمال او عاجز و قاصر است و در همه مذهبها ستوده و نزد همه طایفه مقبول بوده اصل مولانا از بلخ است و پدر او مولانا بهاؤ الدین ولد سرخیل علمائے بلخ بوده و در روزگار سلطان محمد خوارزم شاه حشمت یافته و عظمتے تمام یافته و باوجود علم ظاهر در تصوف سخن گفته اهل بلخ او را عظیم معتقد اند و هرگاه وعظ گفتے در پایۂ منبر او از خاص و عام مجلس عظیم منعقد شدے سلطان محمد بر و حسد برد و بمعادات مولانا برخاست مولانا بهاء الدین از سلطان رنجیده اصحاب و اهل و عیال را همراه برداشته از بلخ بیرون شدند و قسم یاد کرد که سلطان محمد خوارزم شاه تا پادشاه باشد به بلخ و بخارا در نیاید و از اصحاب و متعلقان و فرزندان جماعتے کثیر همراه مولانا بهاء الدین عزیمت حج نموده و در اثنائے آن سفر به نیشاپور رسید شیخ فرید الدین عطار بدیدن مولانا بهاء الدین آمد و در آن وقت مولانا جلال الدین کودک بود شیخ عطار کتاب اسرارنامه را هدیه بمولانا جلال الدین داد و بمولانا بهاء الدین را گفت زود باشد که این پسر آتش در سوختگان عالم زند از نیشاپور عزیمت بیت الله الحرام نمودند و بهر شهر و ولایت که مولانا بهاء الدین رسید مقدم او را اکابر عزیز و محترم داشتندے و از او استفاده علوم ظاهری و باطنی نمودندے و بعد از سفر حجاز عزیمت دیار شام و زیارت انبیاء نموده و بعد از چند سال بسیاحت بطرف روم افتاد و در آن حال مولانا جلال الدین و پدرش مرید سید برهان الدین ترمذی بوده اند و سید مردے بزرگ و اهل باطن است و در سفر شام و حجاز با مولانا بهاء الدین مصاحب بوده و در شام بجوار رحمت ایزدی انتقال نموده و در وقت رحیل مولانا را وصیت کرده و گفته که کشاد و کار شما در روم خواهد بود و در روزگار دولت سلطان علاء الدین و اصحاب بروم افتادند و اهل روم بغایت معتقد و مرید او شدند و سید علاء الدین نیز با اقربا و فرزندان ارادت ظاهر ساخته از جمله بلاد روم مولانا بهاء الدین شهر قونیه اختیار کرده بوعظ و افاده مشغول بودے و سلطان علاء الدین او را انعام در حق مولانا

تقدیم رسانیدے و مولانا را احترامی زاید الوصف دست داد چنانچہ مولانا در رسالہ نظم کرد در تاریخ پدر و جد خود نوشتہ این ابیات مذکور است۔

چون بہار ولد بروم رسید | حرمت از اغنیار روم بدید
شد مریدش علاء الدین سلطان | نہ ہمین شاہ جملہ ایشان

و مولانا بہار الدین چند سال در روم با علم و افادہ و منصب مقدمے و پیشوائے علمائے روزگار گذرانید و در شہور سنہ احدی و ثلثین و ستمائہ بجوار رحمت حق انتقال کرد و بطریق ارث و وصیت مولانا جلال الدین پیشوائے اصحاب و جانشین پدر شد و سلطان ولد درین باب گوید۔

چون بہار ولد زمان حیات | بسر آورد در رہ حسنات
جان بجان بخش خویشتن بسپرد | رخت ازین کہنہ دیر بیرون برد
ہیچکس در جہان ندار نشان | کہ برون شد جنازۂ زانسان
چون بہار زین جہان ملال آورد | دولتش روئے در جلال آورد

و علم و کمال و عظمت و اقبال مولانا جلال الدین اضعاف پدر بود چنین گویند کہ چہار صد طالب علم بدرس مولانا حاضر شدندے و سلطان روم از اعتقاد عظیم و بلیغ در حق مولانا بود در اثنائے این حال در وطلب دامن گیر مولانا شدہ از عالم ظاہر حضوری نے یافت و میخواست کہ بواسطہ خود را از قید صورت بسر حد معنی رساند چند صاحب کمال را در روم مولانا دریافتہ مثل شیخ الشیوخ صلاح الدین زرکوب قدس سرہ العزیز کہ خرقہ او بچند واسطہ بشیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی میرسد و ابن اخی کہ از ابدال و اوتاد بودہ و در آخر دست ارادت در دامن شیخ العارفین محقق چلپی حسام الدین میزند۔ و ہذہ الابیات فی الاشہاد۔

اے ضیاء الحق حسام الدین بیار | این سیم دفتر کہ سنت شد سہ بار
مدتے این مثنوی تاخیر شد | سالہا بایست تا خون شیر شد

و بعد از مدتے شمس الدین تبریزی قدس سرہ العزیز بسر وقت مولانا رسید و حالات شمس آنست کہ او پسر علاؤ الدین بودہ کہ از نسل او کیا بزرگ امید است کہ دلیل اسماعیلیان بودہ و خود

علاء الدین از کیش آبا و اجداد تبرا نموده و دفتر و رسایل ملاحده را بسوخت و شعار اسلام در قلاع
و بلاد ملاحده ظاهر ساخت شاه شمس الدین را بخواندن علم و ادب پنهان به تبریز فرستاد
و او مدتی در تبریز بعلم و ادب مشغول بود و در کودکی از غایت حسن او را در میان عورات نگاه
میداشته اند که چشم نا اهل و نا محرمی بدو نیفتد و از زنان تبریز زر دوزی آموخته و بزردوز
از آن سبب مشهور است اما صاحب نظم سلسلة الذهب آورده که شمس الدین را آنکه میگویند
که فرزند خاوند علاء الدین که موسوم است بنو مسلمان غلط است و او پسر بزازیست از شهر تبریز
و بعضی گفته اند که اصل او از خراسان است از ولایت بازر و پدر او بواسطهٔ تجارت تبریز افتاد
و شمس الدین در تبریز متولد شده و بنده میگوید که از هر کجا باشد باش کار معنی دارد نه صورت ذوق
در آشنائی عالم ارواح است نه در تولد اجساد بیت

آن کس که ز شهر آشنائیست　　داند که متاع ما کجائیست

القصه شمس الدین در علوم ظاهر ماهر شد ذوق سلوک و طلب قابلیت اصلی داشت
دامن گیر او شده مرید شیخ الشیوخ العارف رکن الدین ره شد و در معرفت و ریاضت و سلوک
مقام عالی یافت و شیخ را در حق او اعتقاد و اهتمامی زیاده از وصف دست داد اما نسبت
شیخ رکن الدین شیخ الاسلام ضیاء الدین ابو نجیب سهروردی قدس سره العزیز میرسد و او مرید
شیخ احمد غزالی و او مرید شیخ ابوبکر نساج است و شیخ ابوبکر مرید شیخ ابوالقاسم گرگانی و شیخ ابوالقاسم
مرید شیخ ابوعثمان مرید شیخ ابوعلی کاتب است و شیخ ابوعلی مرید سید طایفه ابوالقاسم جنید بغدادی
است و شیخ جنید مرید خال خود شیخ سری بن مغلس سقطی و شیخ سری مرید شیخ ابومحفوظ معروف
کرخی است و از شیخ معروف سلسله دو شق است سلسله با امام علی بن موسی الرضا علیه السلام
میرسد و از و پدر بر پدر تا حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم و شق دیگر معروف مرید ابوسلیمان داود
طائی است و شیخ داود مرید حبیب عجمیست و حبیب عجمی مرید حسن بصری است و حسن بصری
مرید امیر المومنین علی ع است - چون جوی به چشمهٔ ولایت برسید این سلسله فقیر بنهایت
برسید رضوان الله علیهم اجمعین آمدیم بسر سخن شمس تبریزی روزی شیخ رکن الدین شمس را
گفت ترا می باید رفت و در روم سوخته ایست آتش در وی باید زد شمس با شارت

پیر روے بروم نهاد و در شهر قونیه دید که مولانا بر اشتر نشسته و جمعی موالی در رکاب او روان از مدرسه بخانه میرود و شمس الدین از روئے فراست مطلوب را دریافت بلکه محبوب در جلو مولانا روان شد و سوالے که غرض از مجاهدت و تکرار و دانستن علم چیست مولانا گفت روش سنت و آداب شریعت شمس گفت اینها همه از روئے ظاهر است مولانا گفت ورائے این چیست شمس گفت علم آنست که بعلوم رسی و از دیوان سنائی این بیت برخواند.

علم کز تو ترا نه بستاند　　　جهل ازان علم به بود بسیار

مولانا ازین سخن متحیر شد و پیش آن بزرگ افتاد و از تکرار و درس و افاده باز ماند و همواره شمس را طلب کردی و با او صحبت داشتی و به تنها با او بحجره رفتی و شور و شوغا از موالی و اصحاب برآمد که سر و پا برهنه مبتدعی آمد و مولانا را از راه برد و همواره تشنیع زدندے و شمس الدین از مولانا پنهان بجانب تبریز گریخت و مولانا را سوز اشتیاق این قطب دائره محبت در درون شعله زدی و بے طاقت شده بطرف تبریز آمد و باز شمس را همراه بروم برد و مدتے دیگر روزگار در صحبت او گذرانید باز مریدان و اصحاب مولانا بمعاوات شمس الدین مشغول شدند ضرورتا این نوبت عزیمت شام نمود دو سال شمس الدین در نواحی شام بود و در آرزوے او مولانا میسوخت و قوالان را سماع فرمود تا سرود عاشقانه میخواندند و شب و روز بسماع مشغول شده بود و اکثر غزلیات که در دیوان مولانا مسطور است در فراق شمس الدین گفته و گویند در خانه مولانا ستونی بود چون از غرق بحر محبت شدی دست دران ستون زدے و بچرخ آمدی و اشعار گفتے و خواندے و مردم آن اشعار نوشتندے و حالات مولانا طولے دارد و این کتاب تحمل تحریر آن نمے آورد و هر کس را ذوق دانستن حالات مولانا باشد رجوع برساله ولدنامه نماید که جمیع این حالات دران رساله مندرج است و دیوان اشعار مولانا سی هزار بیت است و مثنوی را چهل و هفت هزار بیت گفته اند و بعضے زیادت و بعضے کم نیز گفته اند.

آنانکه بسر در طلب کعبه دویدند　　　چون عاقبت الامر بمقصود رسیدند
از سنگ یکے خانه اعلائے مکرم　　　اندر وسط وادی بے زرع بدیدند
رفتند در وی تا که ببینند خدا را　　　بسیار بجستند خدا را و ندیدند

چون معتکف خانه شدند از مستی ناگاه خطابے ہم از ان خانه شنیدند
کے خانه پرستان چه پرستید گل و سنگ آن خانه پرستید که خاصان طلبیدند
خوش وقت کسانیکه چو شمس الحق تبریز در خانه نشستند و بیابان نبریدند
این خانه دل خانۂ حق واحد مطلق خوش وقت کسانیکه دران خانه خزیدند

وہذہ المثنوی المولوی فی معرفۃ الروح

خود عزیزے در جہان چون شمس نیست شمس جان باقی است او را مس نیست
شمس در خارج اگرچه ہست فرد مثل او ہم مے توان تصویر کرد
در تصور ذات او را گنج کو تا در آید در تصور مثل او
من چه گویم یک رگم ہشیار نیست شرح آن یاری که او را یار نیست
شمس جان کز خارج آمد در اثیر نبودش در ذہن و در خارج نظیر
میرمند ارواح ہر شب از قفس فارغان نے حاکم و محکوم کس
رفته در صحراے بیچون جان شان روح شان آسوده و ابدان شان
جان ہمه روز از لکد کوب خیال از زیان سود و از خوف زوال
نه صفائی ماندش و نه لطف و فر نه بسوئے آسمان راه سفر
جان ہائے بسته اندر آب و گل چون رہند از آب و گل باشاد دل
در ہوائے عہد او رخشان شوند ہمچو قرص بدر بے نقصان شوند
روح صافی بستۂ ابدان شده آب صافی در گلے پنہان شده
مرغ کو اندر قفس زندانے است مے بجوید رستن از نادانی است
روحہائے کز قفس ہا رسته است انبیا شان رہبر و شایسته است
آن بزرگان این بگفتند از گزاف چشم پاکان روشن افتاد است صاف
گفتشان و نفسشان و نقششان جمله روح مطلق است و نه نشان
زیر و بالا پیش و پس وصف من است کے جہت ہا ذات جان روشن است
طفل روح از شر شیطان باز کن بعد از انش با ملک انباز کن

تا تو تاریک و ملول و تیرهٔ — زانکه با دیو لعین همشیرهٔ
روح را توحید الله چون سر است — غیر ظاهر دست و پائے دیگر است
بحر علمے در نمے پنهان شده — در سه گز تن عالمے پنهان شده
جان بے کیفی شده محبوس کیف — آفتاب و حبس عقده است حیف
هر کرا باشد مثل گلشن وطن — کے خورد او باده اندر گولخن
جاے روح پاک علیین بود — کرم باشد کش وطن سرگین بود
خود جهان جان سراسر آگهی است — هر که بیجان است از دانش تهی است
جان اول مظهر درگاه شد — جان جان خود مظهر الله شد

وفات مولانا در شهر قونیه روم بوده در شهور سنه ۶۶۱ مرقدش در قونیه است سن مبارک مولانا شصت و نه سال بوده و بعد از وفات مولانا سلطان ولد که خلف صدق مولاناست بجائے مولانا و سلطان ولد عارف و محقق عالم بوده است و کتاب ولدنامه بدو مشهور است و درین روزگار صومعه و خانقاه مولانا درجه اعلیٰ دارد و مقصد زوار است و بر سر روضه مولانا علی الدوام سفره مهیا و فرش و روشنائی مرتب است و بسیار اوقاف بر آن بقعه سلاطین روم مقرر داشته اند قبر شاه شمس الدین تبریزی در قونیه است و وفات شاه شمس الدین بعد از رحلت مولانا بوده و بعضے گویند که مولانا را جذبه پیدا شده ترک درس و افاده کرده مردم قونیه آن حال را تصور کردند که از سبب شمس الدین است و شمس الدین را دشمن بودند تا فرزندے از فرزندان مولانا را بران داشتند که دیوار بر سر شمس انداخت اما این قول را در هیچ نسخه و تاریخ که بر آن اعتمادے باشد ندیده ام بلکه از درویشان و مسافران شنیده ام لاشک این قول اعتماد را نشاید و آنچه عارف جامی در کتاب نفحات الانس میگوید این است که شبے شیخ شمس الدین تبریزی با مولانا ده صحبتے خاص داشته که جماعتے بیباک با یکے از فرزندان مولانا کمین کرده اند و یکے ازان اشارتے شیخ شمس الدین کرده حضرت شیخ شمس الدین روانی برجسته بمولانا گفته که مرا بکشتن مے طلبند و برون رفت و ازان بے باکان یکے زخمے بر تن شیخ زدے او نعره زد که از هیبت نعره او همه بیهوش شده اند چون مولانا بیرون آمد غیر از چند قطرهٔ خون ازان سلطان عاشقان اثرے نیافته و در فوت آن

سلطان عارفان اختلاف است العلم عندالله ـ بیت

سر عارف بجز از دیدهٔ عارف نشناخت　　شمس تبریز کند فهم که مولانا کیست

اما سلطان علاء الدین کیقباد از نژاد سلاطین سلجوقیه است و چون سلطان ملک شاه روم را مسخر کرد برادر خود سلیمان شاه بسلطنت روم فرستاد و از عهد ملک شاه تا روزگار غازان خان روم به تصرف سلجوقیه بوده است و علاء الدین پادشاه با عدل و داد و محب علما بوده و در حدود ملاز کرد شهرے بنا کرده بر صفت رومیه و از قیاصره مثل او سلطنتے بسزا هیچ پادشاهے را میسر نشده و در شهور سنه سبع و اربعین و ستمایه ازین دار فنا رخت بدار بقا کشیده ـ

ذکر املح المتکلمین مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی ره

و لقب شیخ مصلح الدین است در فضل و کمال و حسن و سیرت او صاحب کمالان متفق اند صد و دو سال عمر یافت سی سال بتحصیل علوم و سی سال بسیاحت مشغول بوده و تمام ربع مسکون را مسافر است و سی سال دیگر بر سجادهٔ طاعت نشسته است و راه و طریق مردان پیش گرفته عمرے بدین طریق صرف شده باشد و شیخ در روزگار اتابک سعد بن زنگی بوده و گویند پدر شیخ ملازم اتابک بوده و وجه تخلص سعدی بدان جهت است و دیوان شیخ را نمکدان شعرا گفته اند در ابتدائے حال در مدرسه نظامیه بغداد در حلقه درس شیخ الشیوخ العارف ابو الفرج ابن الجوزی بتحصیل مشغول بوده و بعد از ان بعلم باطن و سلوک مشغول گشته و مرید شیخ الشیوخ عبد القادر گیلانی است و در صحبت شیخ عبد القادر عزیمت حج نمود و بعد از ان گویند چهارده نوبت حج کرده پیشتر پیاده و بغزا و جهاد بطرف روم و هند رفته و آن درجه یافته و درین باب در بوستان گوید بیت

در اقصائے عالم بگشتم بسے　　بسر بردم ایام با هر کسے
تمتع بهر گوشهٔ یافتم　　ز هر خرمنے خوشهٔ یافتم

حکایت کنند که شیخ در آخر حال در شیراز زاویه در بیرون شهر اختیار کرده و از خلوت خود بیرون نیامدے و بطاعت و عبادت و مراقبت اشتغال داشتے سلاطین و بزرگان و صلحا بزیارت شیخ رفتندے و طعام هائے لذیذ بجهت شیخ بردندے و شیخ آن آنچه خوردے و از آنچه قسمت کردے و هر چه

باقی ماندے در زنبیلے کردے و آن زنبیل را از روزن بالاخانہ آویختے و راہ ہیزم کشان شیراز از زیر بالاخانہ شیخ بودے ہیزم کشان گرسنہ آن کلیچہ و حلوا و بریانہا متکلف را بکار بردندے گویند کہ شخصے جامۂ ہیزم کشان پوشیدہ خواست تا بامتحان آن سفرہ را یغما سازد چون دست بزنبیل دراز کرد دستش در ہوا خشک شد فریاد برآورد کہ اے شیخ بفریادم رس شیخ فرمود کہ اگر ہیزم کشی مشقت شب گیر و ضربت خار و آبلہ دستت کو و اگر غارت گر و دزدے کند و سلاح و دل سخت کو کہ بے ہیچ زخمی بنالہ درآمدی وی در حال شیخ دعا کرد و آن سیاہ دل بدبخت عافیت یافت و آن سفرہ نعمت بدو بخشید حکایت آوردہ اند کہ عابدے از صلحای شیراز کہ بحضرت شیخ نہانی انکار داشت در خواب دید کہ در عرش جوش و خروشے پیدا شد و جمعے از روحانیان زمزمہ میکنند چون نیک استماع کرد میگفتند کہ این بیت سعدی شیرازی کہ درین گفتہ با تسبیح و تہلیل یک سالہ جمیع ملائکہ مساوی است آن عابد بیدار شد فی الحال عقدۂ انکار از دل کشاد و بدر زاویہ شیخ رفت و دید کہ شیخ بیدار نشستہ و زمزمہ مے کند و ذوقے و حالے دارد و این بیت مے سراید و مینویسد این مطلع آن غزل است۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ... ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

عابد در قدم شیخ افتاد و شیخ را بر حال مطلع گردانید و بشارت داد و در لطایف و ظرایف و نازکی طبع شیخ را درجہ عالی بودہ و ہموارہ با مستعدان صحبت داشتے و با وجود استغراق حال با اہل فضل اختلاط کردے و مطائبت و ہزلہ گفتے چنانچہ آوردہ اند کہ خواجہ ہمام الدین تبریزی کہ مرد اہل دل و صاحب فضل و خوش طبع بود و صاحب جاہ و متمول بودہ و معاصر شیخ سعدی است روزے شیخ در تبریز بحمام رفت خواجہ ہمام نیز بعظمتے تمام در حمام بود شیخ طاسی آب آوردہ بر سر خواجہ ہمام ریخت خواجہ پرسید کہ این درویش از کجاست شیخ گفت از خاک پاک شیراز ہمام گفت عجب حالی است کہ شیرازی در شہر ما از سگ بیشتر است شیخ تبسمی کرد و گفت کہ این صورت خلاف شہر ماست کہ تبریزی در شیراز از سگے کمتر است خواجہ ہمام بہم برآمد و از حمام بدر آمد و شیخ نیز از حمام بیرون آمدہ بگوشہ بنشست و جوانی صاحب جمال چنانکہ رسم است خواجہ را بادے مے کرد و خواجہ ہمام میان وے و شیخ و آن جوان حائل بود و درین حالت خواجہ از شیخ سعدی پرسید کہ شخصی

ہمام در شیراز مے خواند شیخ گفت بلے شہرتے عظیم دارد گفت ہیچ یاد داری گفت یک بیت یاد دارم بیت

درمیان من و دلدار حجابست ہمام ۔۔۔ وقت آنست کزاین پردہ بیکسو فگنیم

خواجہ ہمام را اشتباہ نماند کہ این مرد سعدی ست سوگندش داد کہ تو سعدی ہستی شیخ سعدی گفت بلے خواجہ ہمام در قدم شیخ افتاد و عذر خواست و شیخ را بخانہ برد و ضیافت کرد و تکلف ہائے لطیف مے نمود و صحبت ہائے خوب مے داشتند و خواجہ بیشتر از غزلیات شیخ را جواب میگوید چون غزلیات و قصاید شیخ بغایت لطیف است واجب بود زیادہ از دستور درین تذکرہ نوشتن در توحید و شکر باری تعالیٰ این قصیدہ شیخ راست ۔

فضل خدایرا کہ تواند شمار کرد ۔۔۔ یا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد
آن صانعے لطیف کہ بر فرش کائنات ۔۔۔ چندین ہزار صورت الوان نگار کرد
بحر آفرید و بر و درختان و آدمی ۔۔۔ خورشید و ماہ و انجم و لیل و نہار کرد
الوان نعمتے کہ نشاید سپاس گفت ۔۔۔ واسباب راحتے کہ نشاید شمار کرد
آثار رحمتے کہ جہان سربسر گرفت ۔۔۔ واحمال منتے کہ فلک زیر بار کرد
در چوب خشک میوہ و در نے شکر نہاد ۔۔۔ وز قطرہ دانۂ در شاہوار کرد
مسمار کوہسار بنطع زمین بدوخت ۔۔۔ تا فرش خاک بر سر آب استوار کرد
اجزار خاک تیرہ بتاثیر آفتاب ۔۔۔ بستان و میوہ و چمن و لالہ زار کرد
ابر آب داد بیخ درختان تشنہ را ۔۔۔ شاخ برہنہ پیرہن نوبہار کرد
توحید گوے او نہ بنی آدمند و بس ۔۔۔ ہر بلبلے کہ زمزمہ بر شاخسار کرد
شکر کدام فضل بجاے آورد کسے ۔۔۔ حیران بماند ہر کہ درین افتکار کرد
لال است در دہان بلاغت زبان نطق ۔۔۔ از غایت کرم کہ نہان آشکار کرد
بخشندہ کہ سابقۂ فضل و رحمتش ۔۔۔ ما را بحسن خاتمت امیدوار کرد
اے قطرۂ منی سر بیچارگی ببند ۔۔۔ کابلیس را غرور منی خاکسار کرد
پرہیزگار باش کہ دادار آسمان ۔۔۔ فردوس جاے مردم پرہیزگار کرد

تا برده رنج گنج میسر نمی شود — مزد آن گرفت جان برادر که کار کرد
هر کو عمل نکرد و عنایت امید داشت — دانه نکشت ابله و دخل انتظار کرد
دنیا که جسر آخرتش خواند مصطفیٰ — جای نشست نیست بباید گذار کرد
دار القرار خانهٔ جاوید آدمیست — اینجای رفتن است نباید قرار کرد
چند استخوان که هاون دوران روزگار — خورد و چنان بکوفت که خاکش غبار کرد
ظالم نماند و قاعدهٔ زشت ازو بماند — عادل برفت و نام نکو یادگار کرد
قارون ز دین برآمد و دنیا برو نماند — بازی رکیک بود که موشی شکار کرد
بعد از خدای هرچه پرستند هیچ نیست — بیچاره آنکه بر همه هیچ اختیار کرد
ما اعتماد بر کرم مستعان کنیم — کان تکیه باد بود که بر مستعار کرد
این گوی دولت که بیرون نمی برد — الا کسی که در ازلش بخت یار کرد
بیچاره آدمی چه تواند بسعی و جهد — چون هرچه بودنیست قضا کردگار کرد
او پادشاه و بندهٔ نیک و بد آفرید — بدبخت و نیکبخت و گرامی و خوار کرد
سعدی چو هر نفس که برآورد در سحر — چون صبح در بسیط زمین انتشار کرد
نقش نگین خاتم دولت بنام آنک — در گوش دل نصیحت سعدی گوشوار کرد
بالا گرفت و خلعت والا امید داشت — بر شاعری که مدح ملوک دیار کرد
شاید که التماس کند خلعت قبول — سعدی که شکر نعمت پروردگار کرد

وله

یا رب از ما چه صلاح آید اگر نپذیری — بخداوندی و لطفت که نظر باز نگیری
درد پنهان بتو گویم که خداوند رحیمی — یا نگویم که تو خود واقف اسرار ضمیری
همه مخلوق جهان مستعد مرگ و فنااست — تویی آن حی توانا که نمردی و نمیری
خالق خلق و فروزندهٔ مشکوة نجومی — رازق رزق و برازندهٔ خورشید منیری
سعدیا با کس مسکنت تویی تو غنی — چاره درویشی و فقر است دگر نه گدائی و فقیری

وله

منقلب در درون جامهٔ ناز — چه خبر دارد از شبان دراز
عاقل انجام عشق مے داند — که در اول نمے کند آغاز
جهد کردم که دل بکس ندهم — چه توان کرد با دو دیدهٔ باز
زینهار از بلائے تیر نظر — که چو رفت از کمان نیاید باز
مگر از شوخی تذروان بود — که فرو دوختند دیدهٔ باز
محتسب در قفائے رندان است — غافل از صوفیان شاهد باز
پارسائے که خمر عشق چشید — خانه گو با معاشران پرداز
هر کرا با گل آشنائی بود — گو برو با جفائے خار بساز
هیچ بلبل ندارد این دستان — هیچ مطرب نیارد این آواز
هر متاعے ز معدنے خیزد — شکر از مصر و سعدی از شیراز

اما شیخ را در کتاب گلستان و بوستان لطایف و ظرایف بسیار است هرچند آن دو کتاب شهرت تمام دارد چند بیت از بوستان و لطیفه چند از گلستان لایق نمود درین کتاب نوشتن تا فخر روزگار شود من کتاب بوستان۔

شنیدم که در روزگار قدیم — شدی سنگ در دست ابدال سیم
مپندار کین قول معقول نیست — چو راضی شدی سیم و سنگت یکیست
خبر ده بدرویش سلطان پرست — که سلطان ز درویش مسکین ترست
گدا را کند یک درم سیم سیر — فریدون بملک عجم نیم سیر
نگهبانی ملک و دولت بلاست — گدا پادشاه است و نامش گداست
گدائے که بر خاطرش بند نیست — به از پادشاهے که خورسند نیست

ولهٗ

شنیدم که یک روز در دجلهٔ — سخن گفت با عابدے کلهٔ
که من فر فرماندهی داشتم — بسر بر کلاه شهے داشتم
سپهرم مدد کرد و بخت اتفاق — گرفتم ببازوے دولت عراق

طمع کردہ بودم کہ کرمان خورم	کہ ناگاہ بخوردند کرمان سرم

من کتاب گلستان حکمت۔

حکیمے را پرسیدند کہ نیک بخت کیست و بدبختے کیست گفت نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مرد و ہشت حکمت مال دنیاوی بیارے بدہ کہ دست گیر دیا بسگی دہ کہ پایت نگیرد فایدہ عمل سلطان گنجست و طلسم یا گنج برگیری یا در طلسم بمیری اما وفات شیخ در محروسہ شیراز در روزگار اتابک محمد شاہ بن سلغر شاہ بن سعد زنگی بودہ و عزیزی در وفات آن شیخ بزرگوار گوید

شب آدینہ بود و ماہ شوال	ز تاریخ عرب خ ص آسال
ہمائے روح پاک شیخ سعدی	بیفشاند از غبار تن پر و بال

ایضاً

ہمائے روح پاک شیخ سعدی	چو در پرواز شد از روئے اخلاص
مہ شوال بود و شام جمعہ	کہ در دریائے رحمت گشت غواص
یکے پرسید سال فوت گفتم	ز خاصان بود زان تاریخ شد خاص

و تربت شیخ سعدی اکنون در شیراز جائے فرح بخش و حوض با صفاست و عمارات بنظیر انجاست و مردم را بدان مرقد ارادت است اتابکان شیراز حاکمان خیر و عادل بودہ اند و اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی مردے بس نیکو سیرت و عادل بودہ است در شیراز دار الشفائے مظفری بنا کردہ مساجد و رباطات و بقاع خیر بسیار بنا فرمودہ در شہور سنہ سبع وستین وستمائہ بجوار رحمت حق پیوست و بعد از وفات اتابک ابوبکر سعد بن ابی بکر کہ در کرم و فضیلت یگانہ روزگار بود بدو روز کہ سکہ و خطبہ بالقاب مبارکش مزین شدہ بود در طوس بجوار رحمت حق پیوست و عزیزی این رباعی مے گوید۔

اے چرخ جفا پیشہ عالی بنیاد	ہرگز گرہ بستہ مارا نکشاد
ہر جا کہ دلے دید کہ داغے دارد	داغے دگرش بر سر آن داغ نہاد

و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ مے آورد کہ در روزگار ملک شاہ بن محمود بن محمد بن محمد ملک شاہ سلجوقی در حدود سنہ ثمان و خمسین و خمسمائہ اتابک سنقر بر ملک شاہ مذکور خروج کرد و فارس را فرو گرفت مردے شجاع و با تہور بود و مسجد سنقری در شیراز او بنا کردہ تا روزگار غازان

خان فارس در تصرف اتابکان سنقری بوده وایشان موالی سلاطین سلجوقیه بوده اند اما بمکارم اخلاق و سیرت نیکوگوی نیکنامی از میدان روزگار ربوده اند و سلطنت اتابکان در فارس یکصد و بیست سال و کسری بوده و در روزگار غازان خان سلطنت فارس از اتابکیه منتقل بسلاطین مغول شده۔

ذکر شیخ المعارف اوحدالدین مراغه

مرد موحد و عارف و گرم رو بوده است و با وجود کمال و عرفان و سلوک در فضیلت ظاهرے ہیچ کمی نداشته مرید شیخ الشیوخ اوحدالدین کرمانی بوده و اوحدی بدان جهت تخلص مے کند و اوحدالدین کرمانی یکے از اکابر اولیاست و مرید شیخ الاسلام والمسلمین شهاب الدین ابو حفص عمر السهروردی بوده و در چهار رکعت نماز خفتن تمام قرآن را ختم کرده و در سلوک مقام عالی داشته خلیفه بغداد المستنصر بالله مرید او شده و این رباعی او راست۔

اوحد در دل میزنی اما دل کو … عمریست که راه میروی منزل کو
تا چند زنے لاف ز زهد و طامات … هفتاد و دو چله داشتی حاصل کو

و شیخ اوحدالدین کرمانی رباعیات مے گفته اما اوحدی مراغی مردے فاضل است کتاب جام جم را او نظم کرده و ترجیع او در میان موحدان شهرتے عظیم دارد و دیوان اوحدی ده هزار بیت باشد و سخن او موحدانه مے گوید و ده نامه باسم خواجه ضیاء الدین یوسف بن خواجه اصیل الدین بن ملک الحکما خواجه نصیرالدین طوسی ره گفته بسیار نازک و لطیف فرموده و این قصیده او راست۔

این چرخ گرد گرد کواکب نگار چیست … وین اختر ستیزه گر کینه دار چیست
هان اے حکیم هرچه بپرسم جواب گوے … تا منکشف شود که درین پود و تار چیست
پروردگار و نفس بباید شناختن … تا نفس خود چه باشد و پروردگار چیست
این اختلاف عنصر و این اختلال دهر … در عین کارخانهٔ هفت و چهار چیست
بوجهل را مخاصمت احمد از چه خاست … وآن اتفاق جانی صدیق و غار چیست
در یک مکس مجالست نیش و نوش چیست … در یک مکان مقام گنج و مار چیست
در قرب و بعد پیکر این هر دو نوربخش … خرداد و تیر و مهر و تموز و بهار چیست

منزل یکی و راه یکی و روش یکی
چندین هزار تفرقه در هر کنار چیست

رومی رخان صورت اعمال صالحان
گرد وجود این تن زنگی شعار چیست

آوردنش بعالم و بردن بخاک چه
پروردنش بشکر و کردن شکار چیست

این روز روشن و شب تاریک را چه حال
این خاک ساکن و فلک بیقرار چیست

اصل فرشته از چه و نسل پری ز که
وین آدمی بدین نسب و اعتبار چیست

در زیر دار این فلک بیگناه کش
چندین هزار پیکر ناپایدار چیست

گوش ملوک را ز لمن الملک چون پر است
این نخوت و تکبر و این گیر و دار چیست

ای نقشبند صورت و معنی بگو که تا
زین نقشها ارادت صورت نگار چیست

تا کی ودی چنین به یمین و یسار جان
نادیده این قدر که یمین و یسار چیست

با ما هزار گونه مباهات می کنی
ای مدعی بگو که یکی از هزار چیست

از روز آمدن تو اگر واقفی بعلم
در روز رفتن این فزع زینهار چیست

ما در حصار این فلک تیز گردشیم
از و حال بیخبر که درون حصار چیست

با اوحدی ز آتش دوزخ سخن مگو
در دست این شکسته از آن نار کار چیست

چون بود اوحدی ز میان رفت بر کنار
چون غیر حق نماند بگو خاکسار چیست

و این غزل هم او راست.

بر گل از عنبر کمندی بسته
گرد ماه از مشک بندی بسته

میوهٔ وصلت بما کمتر رسد
زانکه بر شاخ بلندی بسته

تا ببستی بار تبریز ای پسر
بر دلم کوه سمندی بسته

عاشقانی را که در دام تواند
چند را بکشتی و چندی بسته

اوحدی را کی پسندی بعد ازین
زانکه دل در ناپسندی بسته

و شیخ اوحدی غزلیات عاشقانه و اشعار عارفانه خوش میگوید و بغایت سخن او پر حال است
حکایت کنند که کتاب جام جم را شیخ اوحدی در اصفهان نوشته در قرب یک ماه چهار صد سواد مستعد
روزگار از آن کتاب برداشته اند با وجود حجم اندک آن کتاب را به بهای بسیار خرید و فروخت میکرده اند

وآن کتاب در میان مستعدان بسیار مکرم بود ودرین روزگار آن نسخه متروک است والحق آن
نسخه در آداب طریقت مستحسن نسخه ایست ویک بیت ازان مثنوی نوشته اند تا وزن ابیات آن را
نموداری باشد۔

اوحدی شصت سال سختی دید　　تا شبے روئے نیک بختی دید

وظهور شیخ اوحدی در روزگار ارغون خان بوده ووفات او در اصفهان بعهد دولت
سلطان محمود غازان خان بوده در ظهور سنه سبع وتسعین وستمائه ومرقد شیخ اوحدی در اصفهان
است واهل اصفهان اعتقادے بران مزار دارند وغازان پسر ارغوان خان است پادشاہے
سعادت مند وصاحب توفیق بوده وبعد از ارغون خان بر تخت سلطنت نشست وجهان
را بنور عدل بیاراست وحق تعالی او را بنور اسلام آراسته واز عالم یگانگی نسیم انس بر دل او
وزید واز بیگانگی بیگانگی رسید وبدان واسطه اسلام در لشکر مغول شایع شد وصاحب تاریخ گزیده
مے آورد که سبب اسلام غازان خان امیر نوروز بن ارغون آقا شد وپیوسته کیش اسلام را امیر
نوروز فیروز بخت در دل خان آرایش مے داد ونکوهش کفر میکرد تا وقتیکه سلطان در نواحی [illegible]
با بایدو خان مصاف میداد وچون روبروے شدند لشکر بایدو خان دو برابر لشکر غازان خان بود
غازان خان متوهم شده میخواست که روگردان شود وامیر نوروز فیروز بخت گفت اگر خان امروز
براه اسلام درآید واز ظلمت کفر بنور ایمان مشرف شود هر آئینه حق سبحانه فتح ونصرت ارزانی دارد
وحق بر باطل غلبه کند کما قال الله تبارک وتعالی قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل
کان زهوقا خان گفت هر آئینه چنین است واگر حق تعالی مرا بر دشمن ظفر دهد عهد کردم که بدین
اسلام درآیم واز شرک وکفر تبرا نمایم همان ساعت حق تعالی ظفر ارزانی فرمود ولشکر بایدو خان بے
آنکه جنگ شود بهزیمت شدند وغنیمت بسیار بلشکر غازان خان رسید وبعد از دو روز امیر نوروز بعرض
خان رسانید که حق سبحانه وتعالی نصرت ارزانی داشت خان نیز وعده وعهدے که کرده بود بوفا رساند
وچون نور ایمان در دل خان شعشعه منیر دو قابل بود سخن امیر نوروز موثر شده بلکه جذبه حقانی کشش
وکوشش کرد۔

آنرا که بدانیم که او قابل عشق است　　رمزے به نمائیم ودلش را بربائیم

خان فرمود که البته کاملی میباید که این دین تامین بواسطۂ او از کفر تبرا نمایم و بارشاد او مسلمان شوم و آداب و ارکان مسلمانی بمن آموزد فی الحال رقم بر شیخ الاسلام مفخر العارفین سلطان المحدثین صدر الدین ابراهیم بن شیخ العارف المحقق سعد الحق والدین الحموی قدس سره زدند و او را باسب یام از بحر آباد باندک فرصتی باذربایجان بردند و بعد از جشنها وطویها و اختیار ساعت خان غسل اسلام برآورد و بخرقۂ حضرت شیخ مذکور مشرف شد همچون هزار دستان کلمه توحید سرائیدن گرفت و باتفاق او تمامی امرا و ارکان دولت و لشکریان بدین اسلام مشرف شدند و بتهنیت اکابر نثارها کردند و باطراف ممالک بشارتها فرستادند و فتح نامها نوشتند و این حالت در شعبان المعظم سنه احدی و تسعین و ستمائه بود و در بناکتی در شهور سنه ثلاث و تسعین و ستمائه نوشته العلم عند الله و امیر نوروز فیروز بخت باوجود سعادت اسلام بشهادت نیز مشرف شد زهی درجه عالی که حق تعالی او را کرامت فرمود و شهادت امیر نوروز در هرات بوده نماز شام سه شنبه بیست دوم شوال سنه ست و تسعین ستمائه۔

ذکر شیخ العارف فخر الدین عراقی ره

و هو ابراهیم بن شهریار العراقی مولد او بهمدان است مرد محقق و سالک بود و مرید شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی است قدس سره العزیز سخنهای پرشور و عارفانه دارد و در وجد و حال بی نظیر عالم بوده و وجدان و عارفان سخن او را معتقدند و چندین تصنیف مرغوب در تصوف دارد و لمعات لمعه از اشعه خاطر پر نور آن بزرگوار است حکایت کنند که شیخ عراقی را همواره با صاحب حسنات بنظر پاک الفتی بوده روزی حضرت شیخ شهاب الدین را گفتند که عراقی در بازار روبروی کودکی نعل بند نشسته و نظاره میکند شیخ عراقی را ملامت کرد و گفت این نظر که می افگنی آتش در کارخانۂ ناموس درویشان می زنی آخر نمی بینی که حرف گیران در کمین اند و بدعیان گوشه نشین عراقی در جواب گفت شیخنا غیر کجا است که تو دیده می بینی غالباً شیخ ازین گستاخی عراقی ملول شد و عراقی مدتی تضرع و زاری کرد تا شیخ بدو دل خوش شد و احداً ازین جرأت عراقی را گفت ترا بسند میباید رفت و چندگاه در آن ریاضتگاه همچو نقره در بوته بیا بود و در آن سواد و ظلمت میباید در شیخ عراقی را حواله شیخ الشیوخ السالک المحقق

قطب دایره ابدال و اوتاد مفخر الواصلین شیخ بهاء الدین ذکریا مولتانی که از جمله خلفاء شیخ الشیوخ شهاب الدین مذکور بوده نمود عراقی سفر مولتان و هند پیش گرفت و در خدمت شیخ مولتان بسلوک مشغول شد و در آن سفر او را فتوحی زیاده از وصف دست داد و در حالت سوز و فراق و فرط اشتیاق و دوری از وطن و مهجوری از مسکن اشعار پر شور فراوان گفتے و اهل هند را نسبت بعراقی اعتقادی بلیغ دست داد و شیخ بهاء الدین زکریا دختر خود را به نکاح عراقی در آورد و گویند در مدت چهار سال شیخ عراقی در هند چهار ده اربعین بر آورده و شیخ بهاء الدین ذکریا همواره مراقب حال عراقی بودے و اکرام او نمودے و از سخنان شیخ عراقی او را ذوق و حالی پیدا شدے گویند که شبے شیخ بدر خلوت عراقی رسید شنود که عراقی زمزمه میکند و میگوید و این غزل سے خواند و مے نویسد

نخستین باده کاندر جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند
چو با خود خواستند اهل طرب را شراب بیخودی در کام کردند
برای صید مرغ جان عاشق ز زلف فتنه جویان دام کردند
بعالم هر کجا رنج و بلا است بهم بردند و عشقش نام کردند
چو خود کردند راز خویشتن فاش عراقی را چرا بدنام کردند

شیخ را بر غربی و افتقار عراقی رحم آمده گریان شد و گفت وقت آن است نیاز ما و سلام با حضرت حقایق پناه شیخ شهاب الدین رسانی و عراقی را اجازت داد و او را العراق فرستاد و شیخ شهاب الدین قبل از وصول عراقی ببغداد بجوار رحمت حق پیوست و شیخ عراقی از این صورت مهجور شد و بعد از زیارت مرقد مبارک شیخ عزیمت شام نمود و چند وقت در شام بسلوک مشغول بوده و در شهور سنه تسع و سبعمائه در عهد سلطان محمد خدابنده در دمشق بجوار رحمت حق واصل شد هشتاد و دو سال عمر یافت و مرقد مبارک او در جبل صالحیه است و در قدم حضرت قدوة العارفین شیخ الشیوخ محی الدین الاعرابی قدس سره العزیز آسوده است اما شیخ الشیوخ محی الدین العربی نسبت بحاتم طائی میرسد و اندلسی است و در روزگار خلفا عدی بن حاتم طائی باندلس رفت و آن دیار بشهود فرزندان از نسل او در اندلس ماندند و نسب شیخ محی الدین بدان قبیله میرسد و این رباعی شیخ محی الدین راست۔

قطبی قلبی و قالبی لبنانی ‌‌‌‌ سرّی عشقی و مشربی عرفانی
ہارونی وروحی و کلیمی عقلی ‌‌‌‌ فرعونی نفسی والہوا ہامانی

اما نام سلطان محمد خدابندہ اولجایتو خان سلطان بودہ است ونسب او ازین بیت معلوم مے شود کہ یکے از افاضل گفتہ۔

شاہ الجایتوی بن ارغون بن اباقا خان ‌‌‌‌ بن ہلاکو خان بن تولی بن چنگیز خان

وبعد از ارغون خان غازان خان پادشاہ شد واولجایتو از وے بگریخت وچند سال در نواحی کرمان وہرموز باخر بندگان مے گردید وبدان سبب خربندہ مے گفتہ وبعضی گویند نہ چنین است بلکہ فرزندے کہ بسیار نیکو روئے باشد پدر ومادر او را نام زشت نہند تا چشم زخم بروے کار نکند وازین جہت او را خربندہ میگفتہ اند ودر سنہ ثلاث سبعمائۃ بعد از وفات غازان خان برتخت سلطنت قرار یافت پادشاہے عادل وہنرمند وہنرپرور بودہ رائے صواب نمائے او ہمیشہ برونق ملک مشغول بودے ووزارت بخواجہ رشید الدین کہ دراصل ہمدانی است داد وزیرے فاضل بودہ ودر تبریز عمارت رشیدیہ را او ساختہ وازان عالی تر درعالم نشان نمے دہند کہ بر کتابہ آن عمارت نوشتہ کہ ہمانا ویران کردن این عمارت از ساختن آن عمارت مشکل تر است وخواجہ رشید تاریخ جامع رشیدی نوشتہ ورسایل دیگر در حکمت عملی وہندسہ وغیر ذالک بدو منسوب است خواجہ صاحب کرم وفاضل بودہ ودر خطبہ تاریخ باز نمودہ کہ کتابت این تاریخ بعد از اداء فریضہ وبعضے اوراد تا طلوع آفتاب بودہ وچون در اوقات دیگر فراغت بواسطۂ امور ملکی واشتغال دیوانی میسر نبودہ وسلطان محمد خدابندہ در شہور سنہ تسع عشر وسبعمائۃ وفات یافت سی وشش سال وبعضے سی وہشت سال گفتہ اند عمر داشت ودر گنبد سلطانیہ مدفون است وقلعہ شہر سلطانیہ از بناہائے اوست۔

ذکر ملک الافاضل خواجہ ہمام الدین تبریزی

دانشمند وفاضل بودہ وباوجود فضیلت جاہے بر کمال داشتہ وحکام ووزرا مدام الاوقات طالب صحبت او مے بودہ اند عارف وخوش طبع بودہ حکایت کنند کہ نوبتے خواجہ ہارون بن خواجہ شمس الدین صاحب دیوان را بدعوت بخانقاہ برد چہار صد صحن چینی دران مجلس حاضر گردانید جاہ و

حال علما در روزگار گذشته بدین نوال بوده و این غزل در آن روز بدیهه گفته۔

خانه امروز بهشت است که رضوان اینجاست
وقت پروردن جان است که جانان اینجاست

بر سر کوه عجب بار گهے سے بینم
کوه طور است مگر موسی عمران اینجاست

مست اگر نقل طلب کرد ببازار مرو
مغز بادام تر و پسته خندان اینجاست

شکر از مصر بہ تبریز میارید دگر
بحدیث لب شیرین شکرستان اینجاست

کلبهٔ تیره این رند گدا شاه نشین
شده امروز که با مرتبه سلطان اینجاست

بعد ازین غم مخور از گردش ایام ہمام
هر چه آن آرزوئے جان بود آن اینجاست

چه غم از محتسب و شحنه و غوغا کامروز
خواجه هارون پسر صاحب دیوان اینجاست

و خواجه ہمام الدین از جمله شاگردان خواجه نصیر الدین طوسی است و از اقران مولانا قطب الدین شیرازی است و در شهور سنه ثلاث عشر و سبعمائه وفات یافته در تبریز آسوده است و خانقاه او معین است۔

ذکر ملک الشعرا مجد الدین جاجرمی ره

مرد اہل بوده و در روزگار خواجه بہاء الدین صاحب دیوان باصفهان افتاده و شاگرد خواجه مجد الدین ہمگر فارسی است و قصیده ابوالفتح بستی را که مطلعش این است۔

زیادة المرء فی دنیاه نقصان
وربحه غیر محض الخیر خسران

بفارسی بنظم ترجمه کرده و بسیار مستعدانه گفته و در احکام اختلاج اعضا رنسخه منظوم نوشته و اشعار مصنوع بسیار میگوید و این قصیده در صنعت حذف نقط در مدح خواجه بہاء الدین او راست

که کرد گار کرم مرد دار در عالم
که کرد اساس مکارم ممهد و محکم

عماد عالم عادل سوار ساعد ملک
اساس حارم اسلام سرور عالم

ملاک علو و عطار و علوم و مهر عطا
سماک رمح و اسد حمله و ہلال علم

سرور اہل محامد ہلاک عمر عدو
سر ملوک دلارام ملک اصل حکم

کلام او همه سحر حلال در همه حال
مراد او همه اعطاے مال در هر دم

دل مطهر او همدم کلام علوم   دم مکرم او مورد صلاح امم

رسوم معرکه او کرده حکم عالم رو   سموم حمله او کرده کار اعدا کم

هم او و هم دل او دار عدل را معمار   هم او و هم دم او دُرّ و ملک را مرهم

وین غزل هم او راست۔

با عقیق لب او لعل بدخشان کم گیر   با گل عارض او لاله نعمان کم گیر

سخن سرکشی و سرو سهی پیش مگوی   قد یارم نگر و سرو خرامان کم گیر

با وجود لب لعل خط مشک افشانش   با دو ظلمت مکن و چشمه حیوان کم گیر

شب تاریک اگر وصل میسر گردد   با رخت چشمه خورشید درخشان کم گیر

غمزه اش بین و دگر شوخی عبهر مگوی   خط سبزش نگر و سبزه بستان کم گیر

وصل آن حور پریچهره گرت دست دهد   نام جنت مبر و ملک سلیمان کم گیر

ور گرت میل تماشای گلستان باشد   در جمالش نگر و طرف گلستان کم گیر

بدر این منزل ویران بدلخواه بهاست   از اقالیم جهان شهر سپاهان کم گیر

اما خواجه بهاء الدین پسر خواجه شمس الدین صاحب دیوان است و در روزگار وزارت پدرش حاکم اصفهان بود و مردی باتهور و مدمغ بوده و در ضبط و نسق ملک جد و جهد عظیم داشته چنانچه صاحب تاریخ گزیده میآورد که سیاست او بمرتبه بوده که اکابر اصفهان را هرگاه طلب کردی کفن و حنوط ترتیب کردندی و وصیت نامها نوشتندی آنگاه پیش او رفتندی یک نوبت فرزند طفل او دست دراز کرد و ریش او را بگرفت سوگند خورد که او را بیاویزد آن فرزند طفل را از ایوان در خوطه کرده بیاویختند اکابر اصفهان او را بدین کردار نا ملایم دعاهای بد کردند و عنقریب جوانمرگ شد و خواجه شمس الدین در مرثیه او این رباعی میگوید۔

فرزند محمد ای فلک هندویت   بازار زمانه را بهای یک مویت

در حسرت قد الف پشت پدر   خم یافته بر مثابه ابرویت

ذکر شیخ حسن اسفراینی رہ

مرد عارف و موحد بوده و مجذوب سالک است و مرید شیخ جمال الدین احمد ذاکر است که از جملہ خلفائے شیخ علی لالا است۔ ہر چند ذکر او داخل سلسلہ اولیاست اما در شاعری نیز مکمل بوده واشعار ترکی و فارسی نیکو میگوید و در ترکی تخلص حسن او میکند دیوان او در آذربایجان و روم شہرتے عظیم دارد و این غزل او راست۔

شوخ و بیرحم فتاده است نگارم چکنم — برد اندیشه او صبر و قرارم چکنم
سرزنش میکندم خلق که زاری تا کے — من دل سوخته چون عاشق زارم چکنم
ماه رویم چو پدیدار نیامد روزے — شب تاریک ستاره نشمارم چکنم
یار دل برد و نپرداخت بدلہائے من — او ز من فارغ و من بے دل و یارم چکنم
غم معشوق در افگند ز پایم چو رسوا — گشت از عشق پریشان سر کارم چکنم
چون خدا در دو جهان روئے نکو داد دوست — منکه بو رچشم دوست ندارم چکنم

اما شیخ الشیوخ قطب الفلک الولایت رضی الدین علی بن سعید لالا قدس سره غزنوی بوده و عم زاده شیخ سنائی است و پدر او ہمراہ حکیم سنائی عزیمت کعبه کرد و در خسرو شیر گبر که از اعمال ولایت جوین است کدخدا شده و ولایت شیخ رضی الدین علی لالا در خسرو شیر گبر بوده و در تمامی ربع مسکون سیاحت کرده و از چہار صد شیخ بزرگ اجازت ارشاد ستانیده و در آخر دست بیعت بشیخ ابو الجناب نجم الدین کبری داده و ابو الرضا بابا رتن ہندی را در ہند دریافته بابا رتن شانه از شانه ہائے خود رسول صلعم بدو داده بود و جان بحق تسلیم کرد دمے گویند بابا رتن صحبت مبارک رسول دریافته است و بعضے گویند که از حواریان عیسیٰ ع است و عمر بابا رتن یک ہزار و چہار صد سال مے گویند اما وفات شیخ رضی الدین علی لالا قدس سره در شہور سنہ اثنی واربعین وستمائه بوده ہفتاد و شش سال و بعضے ہفتاد و نه سال میگویند عمر یافت و شیخ الشیوخ سعد الملة والدین الحموی قدس سره ہشت سال بعد از وفات شیخ علی لالا بجوار رحمت حق پیوست و عزیزی در تاریخ وفات شیخ سعد الدین میگوید۔

وفات شیخ جہان شیخ سعدِ دین حموی — کہ نور ملت اسلام و شمع تقوی بود
بروز جمعہ نماز دگر بہ بحر آباد — بہ سال ششصد و پنجاہ عید اضحی بود

ذکر سید العارف امیر سید حسینی قدس سرہ

سالک مسالک دین و عارف اسرار یقین است در رموز حقایق کنز معانی بودہ و در فضیلت علوم جنید ثانی خاطر پرنور او گلشن راز و طوطی نطق او عندلیب خوش آواز و ہو حسین بن عالم بن حسن الحسینی اصل سید از غور است اما در اکثر اوقات سیاحت کردی و مسکن سید شہر ہرات بودہ و سند خرقہ سید بسلطان المشایخ شہاب الدین سہروردی میرسد سالہا بسلوک مشغول بودہ و بابسیارے از اکابر صحبت داشتہ حکایت کنند کہ شیخ العارف فخر الدین عراقی و شیخ اوحدی و سید حسینی ہر سہ فاضل مریدان شیخ شہاب الدین سہروردی بودہ اند و سالے چنان اتفاق افتاد در کرمان بخانقاہ شیخ اوحد الدین ہر سہ بخلوت نشستہ ہر کدام در اثنا اربعین از سفر عالم ملکوت سوغاتی بخدمت شیخ رسانیدند شیخ عراقی لمعات و شیخ اوحدی ترجیع کہ بغایت مشہور است و سید حسینی کتاب زاد المسافرین بعد ازان کہ شیخ ہر سہ را مطالعہ کرد فرمود کہ حق تعالے وجود شریف این سہ دُر دریاے یقین را ہموارہ از آفات محفوظ دارد کہ عجب سہ گوہر یگانہ از کان حقایق بیرون آوردہ اند فاما چون این فرقہ مسافران مسالک یقین اند آنکہ زاد المسافرین آوردہ سیاح منازل عرفان است چون بہ تقریب وصف زاد المسافرین ثبت شد ازان کتاب فایدہ نوشتن واجب بود۔

این طرفہ حکایتی است بنگر — روزے ز قضا مگر سکندر
میرفت و ہمہ سپاہ باد او — صد حشمت و مال و جاہ با او
ناگہ بہ خرابۂ گذر کرد — پیری ز خرابہ سر بدر کرد
پیرے نہ کہ آفتاب پرنور — در چشم سکندر آمد از دور
پرسید کہ این چہ شاید آخر — این کیست کہ مے نماید آخر
در گوشہ این مغاک دلگیر — بیہودہ نباشد این چنین پیر

چون راند بران مغاک چون گور | پیر از سر وقت خود نشد دور
چون باز نکرد سوی او چشم | پرسید سکندرش بصد خشم
گفت ای شده غول این گذرگاه | غافل چه نشسته درین راه
بهر چه نکردی احترامم | آخر نه سکندر است نامم
دانی که منم به بخت فیروز | پشت همه روی عالم افروز
دریا دل و آفتاب رایم | فرق فلک است زیر پایم
پیر از سر وقت بانگ برزد | گفت این همه نیم جو نیرزد
نه پشت و نه روی عالمی تو | یک دانه ز کشت آدمی تو
دوران فلک که بیشمار است | هر ساعتش از تو صد هزار است
نه غول و نه غافلم درین کوی | هشیار تر از توام بصد روی
از روز پسین چه آگهم من | چون منتظران بدین رهم من
غافل تو که از برای پستی | مغرور دو روزه عمر خویشی
با من چه برابری کنی تو | چون بندهٔ بندهٔ منی تو
دو بنده من که حرص و آزند | بر تو همه روز سرفرازند
گریان شد ازین سخن سکندر | بفگند کلاه شاهی از سر
از خجلت خود نفیری زد | سر بر کف پای پیر میزد
پیر از سر چاره ره نمودش | کاندر همه وقت یاد بودش

وفات سید حسینی در شهر هرات بود در سنه تسع عشر و سبعمائه در بیرون گنبد سید السادات در قهندز مصح مدفن است اما سید السادات وهو عبد الله بن معاویه بن رشید بن عبد الله بن جعفر بن ابیطالب و پدر او معاویه بن عبد الله بروزگار معاویه بن ابی سفیان در دمشق متولد شده و عبد الله بن جعفر صباح پیش معاویه رفت معاویه پرسید که شنیدم دوش شمارا خداوند فرزندی داد چه نام خواهید کرد عبد الله گفت آنچه شما فرمائید معاویه گفت در بنی هاشم معاویه نام نبوده مرالتماس از شما آنست که این پسر را معاویه نام کنید عبد الله قبول کرد و معاویه بهدیه دویست هزار درهم به عبد الله فرستاد و آن نام بر پسر او قرار گرفت تا امیر المؤمنین حسن از رفع رنجش بمعاویه بعد ازو...

کداشتربت اسم الحسین شبن القتیل و عبداللہ بن معاویہ بروزگار ولید بن عبدالملک با عبدالرحمن اشعث اتفاق کردہ خروج کرد آخرالامر بروزگار ابومسلم بوقتیکہ نصر سیار با او در حدود سرخس قتال داشت از راہ کرمان بہرات افتاد مغلغان نصر با او محاربہ کردند و شہید شد رضوان اللہ علیہ اما کتب نظم و نثر سید حسینی سی نامہ است کہ در آوان شباب گفتہ است و کنز الرموز و نزہت الارواح و زاد المسافرین و صراط مستقیم و طرب المجالس در آوان پیری گفتہ و شنودہ ام کہ سید کتابے در معارف و حقایق پرداختہ عنقائے مغرب نام و آن کتاب را ندیدہ ام و آنکہ مشہور است کہ سید را مردم ہرات در غوغا شہید کردہ اند در ہیچ تاریخ و نسخہ ندیدہ ام و نخواندہ ام ہمانا چون سخن عوام است اصل ندارد و العلم عنداللہ۔

ذکر ملک الشعرا ابن نصوح حسنت افعالہ و رفع اللہ درجہ

از جملہ فضلاء روزگار است و از بزرگ زادگان فارس بودہ و بروزگار سلطان ابوسعید خان دہ نامہ نظم کردہ بنام خواجہ غیاث الدین محمد بن رشید وزیر و میان مستعدان آن نسخہ شہرتے عظیم دارد و این رباعی از وست۔

بافاقہ و فقر ہم نشینم کردی	بی مونس و بے یار قرینم کردی
این مرتبہ مقربان درگہ تست	آیا بچہ خدمت این چنینم کردی

ذکر ملک الکلام مولانا محمد بن حسام علیہ الرحمتہ

فضل او زیادہ از وصف است و شعر او را بر مولانا مظفر ہروی کہ از اقران اوست تفضیل میکنند و او از خاف است و در دار السلطنتہ ہرات مسکن داشتہ و در روزگار ملوک ہرات ظہور یافتہ و این قطعہ در مدح ملک شمس الدین کرت گفتہ و تاریخ ابتدائی دولت او بیان میکند اینست

اضاء بشمس الدین کرت زماننا	واجری فی البحر المرادات فلکہ
و من عجب تاریخ مبدا حکمہ	یوافق قول الناس خلد ملکہ

فی شہور سنہ تسع و عشرین و سبعمائہ و او رامنسر اوی است و خواجہ عبدالقادر نائینی تصنیفی

قوی وقولی بر آن مستزاد ساخته است۔

آن کیست کہ تقریر کند حال گدا را در حضرت شاہی
کز غلغل بلبل چہ خبر باد صبا را جز نالہ و آہی

ہرچند نیم لایق درگاہ سلاطین نومید نیم ہم
کز روے ترحم بنوازند گدا را گاہے بنگاہے

بر خرمن گل مار سیہ خفتہ کدام است بر روئے تو گیسو
حیف است کہ ہمخوابہ بود ترک خطا را ہندوی سیاہے

زاری و زر و زور بود مایۂ عاشق یا رحم ز معشوق
ما را نہ زر و زور نہ خود رحم شما را بس حال تباہی

تا چاہ زنخدان تو شد مسکن دلہا اے یوسف ثانی
صد یوسف گم گشتہ فزون است نگارا در ہر بن چاہی

اندام تو در بند قبا شرط نباشد الا کہ بدر زند
از لالہ سیراب بقد تو قبا را وز غنچہ کلاہی

بر شعر من و حسن تو گر بینہ خواہند از ابن حسام است
بر معجز موسیٰ نبود دست قضا را حاجت بگواہی

و وفات مولانا محمد ابن حسام الدین بروزگار ملک شمس الدین محمد کرت در شہور سنہ سبع و ثلثین و سبعمایۂ بودہ و درین روزگار ابن حسام دیگر بودہ قصاید و منقبت را نیکو میگوید ذکر او بجایگاہ خود خواہد آمد۔

ذکر مولانا الفاضل فخر الدین بناکتی رہ

مرد دانشمند و فاضل بودہ در عہد سلطان ابوسعید خان "تاریخ بناکتی" او نوشتہ و در انساب سلاطین خطا و اقصاے ہند و حالات یہود و قیاصرہ اطنابی میکند و از مورخان بسبب شرح آن حالات چون او نبودہ و در شاعری مرتبہ عالی دارد و قصاید غزل و مقطعات محکم گفتہ

بازاین عتاب جانان باما چراست گوئی — پیمان وعهد ایشان با دو هواست گوئی
ورنه دلبری و شنگی بیهوجهی نباشد — این سرکشی و شوخی بازاز کجاست گوئی
روئے بدین ملاحت قدے بدین ظرافت — امروز در زمانه آیا کراست گوئی
بیمار عشق جانان درمان نمی پذیرد — یکدم جمال جانان اورا دواست گوئی
با بیدلان تلطف عیبی نباشد ایجان — با عاشقان ترحم بهر خداست گوئی
هر شام در مشامم آید نسیم زلفش — همراز و همدم او باد صباست گوئی
فخر بناکتی را ارزان چرا فروشی — ایخواجه رایگان بین خصم آشناست گوئی

اما سلطان ابوسعید خان پادشاهے نیکو سیرت وصاحب دولت بود ودر نوزده سالگی بعد از وفات سلطان محمد خدابنده بر تخت نشست ورعایا را بر کنف امن وامان حمایت داد واز روم تا کنار جیحون خطبه وسکه بالقاب همایون او موشح بود وبداد وعدل جهان را بیاراست ورسوم وقاعده هائے بدکه پیشتر ازو نهاده بودند بکلی برانداخت ومثالها باطراف ممالک فرستاد ورعیت را استمالت داد ودر تعیین اوزان وذراع وجمعه وجماعات آن قانونے که او نوشته وباطراف فرستاد ودر بعضے بلاد ومواضع در چوب وسنگ کنده اند ودر مساجد نصب کرده اند وبعضے درعراق وخراسان تا این زمان باقی مانده۔

بنوبت اند ملوک اندرین سپنج سرائے — کنون که نوبت تست ای ملک بعدل گرائے

ودر ایام جوانی ازین جهان فانی بریاض جاودانی تحویل فرموده وخلایق از موت او در ایران زمین بسیار اندوهگین شدند وخاک برسر کردند وتا یکسال در بازارها کاه ریخته بودند ومنارها را پلاس پوشانیده ودر کوچها خاکستر بیخته وخواجه سلمان در مرثیه سلطان ابوسعید میگوید۔

گر بنالد تاج وسوزد تخت گر باشد بعید — بر زوال دولت سلطان عادل بوسعید

وعزیزی در رحلت سلطان ابوسعید گوید۔

ثالث عشر ربیع الآخر اندر نیم شب — هفت صد وسی وشش از هجرت بحکم کردگار
شاه عادل ولی علاء الحق والدین بوسعید — شد ازین دنیا ملول وکرد جنت اختیار
باهزاران ناله وزاری خطاب آمد که چه — ای خداوندان جاه الاعتبار الاعتبار

وبعد از فوت شدن سلطان ابوسعید انقلاب کلی واقع شد و امنیت رخت بربست و فتنه نایم بیدار شد وچون سلطان را خلفی و ولیعهدی نبود که بر مستقر خاقانی قرار گیرد وامرائے اطراف تغلب بنیاد کردند ودم از استقلال زدند هر سردارے سلطانے شد و هر شحنه بامیرے قانع نمیشد ملوک طوایف عبارت ازاین است در آذربایجان امیر چوبان و شیخ حسن جلایر خروج کردند و در عراق و فارس محمد مظفر ظفر یافت و در خراسان سرداران بدیل خانان شدند و علاء الدین محمد وزیر را بکشتند و بجائے او در خراسان امیر و وزیر گشتند و غوغائے جانی قربانی در طوس و مرو بود و از سرخس تا هرات غریو کوس بود و عیش مردم ختلان از شورش و غوغا تلخ و همواره آشوب تا ملک بلخ بود الفقصه از تاریخ سنه ست وثلثین وسبعمائه در حدود سنه احدی وثمانین وستمایه قریب پنجاه سال در ایران زمین ملوک اطراف بایکدیگر گردن می نهادند ولایت بولایت وشهر بشهر و ده به ده بخصومت مشغول بودند تا شمشیر آبدار قطب دایره سلطنت صاحبقران امیر تیمور گورگان انار الله برهانه از غراب غیرت رخ نمود و آتش فتنه منطفی شد و از مشایخ شیخ العارف علاء الدوله سمنانی و شیخ عبدالرزاق کاشی و از مولانا نظام الدین هروی صاحب ریاض الملوک و از شعرا خواجو کرمانی و میر کرمانی و خواجه سلمان ساوجی و عبید زاکانی و ناصر بخاری ره در روزگار سلطان ابوسعید خان بوده اند و مرقد سلطان ابوسعید در گنبد سلطانیه است بجنب پدرش سلطان محمد خدابنده۔

ذکر قدوة الافاضل جلال الدین فراهانی

مرد کریم واهل فتوت بوده از دهقانی و زراعت حاصل کردی و فضلا و شعرا را خدمت نمودے شاعر خوش گوی است و تتبع شیخ عارف سعدی مے کند و جواب مخزن اسرار شیخ نظامی دارد بهزار بیت ازان زیاده و بے نظیر گفته و این داستان از انجاست۔

بزرگری داشت یکے تازه باغ | لاله درخشنده در و چون چراغ
سرو و گل و بید کشیده رده | نار و به و سیب بهم در شده
نرگس سرمست بطرف چمن | عربده کن یاسمن و نسترن

بر سر هر شاخ سراینده   هوش بری عقل ربایندهٔ
صاحب بستان چو یکے زنده پیل   از هوس اندر بغل آورده بیل
آب روان کرد بهر گوشه   توشه جان داده بهر خوشهٔ
کرد گذر بر طرف میوه دار   دید یکے مرغک دیوانه وار
چنگل و منقار کشیده دراز   هر چه همے دید همے کرد باز
میزد و میکرد بدو ریشخند   پخته و ناپخته بروے فگند
برزگر از کینه چنان برفروخت   کآتش خشمش همه عالم بسوخت
دانه بگسترد و تله بر نهاد   مرغک غافل بتله در فتاد
مرد چو دیوے ز کمینگه بجست   زد دو سه گام و بسرش بر نشست
دام بیفگند و بر آمیخت تیغ   تا ببرد گردن او بے دریغ
مرغک بیچاره بنالید زار   گفت جوان مرد بجان زینهار
یاد چه افگندهٔ اندر بروت   قوتت از من نفزاید ز قوت
دست ز خون ریختن من بدار   تا سه نصیحت دهمت یادگار
پند نخست آنکه محال سخن   هر که بگوید تو باور مکن
پند دوم آنکه ز غم درگذر   مال چو از دست شدت غم مخور
پند سوم آنکه مریز آب روے   در پے چیزے که نیابی مپوے
گوش کن ار ز آنکه نه بری ز رنج   این سه نصیحت که به است از سه گنج
مرد جهان بین کرم آباد کرد   و ز پے آزادیش آزاد کرد
مرغک دانا ز کف باغبان   جست چو تیری که جهد از کمان
بر سر شاخے شد و آواز کرد   در دل مرد دگر ساز کرد
گفت چه دانی که ز دستت چه شد   یا چه شناسی که حریفت چه بد
در صفت خایهٔ بط گوهرے   در شکم بود به از کشورے
بخت نبودت که بدست آوری   آنکه همه عمر از آن برخوری

مرد پشیمان شد از آندیش | غصه و غم گشت همه شادیش
باز در آمد بفسون و فریب | در هوس باز شده ناشکیب
گفت بمرغ از سر آن درگذر | صحبت تو به ز هزاران گهر
مونس من باش و دلارام من | تازه کن از وصل خود ایام من
تا چو دل و دیده نکو دارمت | گر خوریم خون که نیازارمت
مرغ بخندید و در آمد براز | گفت زہے ابلہ نیرنگ ساز
تا نشنیده بدی احوال مال | خون مرا داشته بودی حلال
چونکه شنیدی خبر مال من | در کف تو چون بود احوال من
شرط نکرده بدم اے کینہ جوے | با تو کہ چیزے کہ نیابی مجوے
از چه شدی طالب پیوند من | زود فراموش شدت پند من
هم نبود خایهٔ بط بے تفکی | در شکم کوچک گنجشکی
مرغ گران بیضہ نہ افزون بود | در شکمش بیضۂ بط چون بود
این نہ محال است کہ شد باورت | هوش و خرد نیست مگر یاورت
مال کہ خود نیست وگر نیز هست | غم چه خوری چونکه برفتت ز دست
تا نخوری بزرگر آسا جلال | غم نخوری در طلب ملک و مال

اما فراهان قصبه الیست من اعمال قم و درمیان ولایت همدان و قم افتاده و صاحب صوبه اقالیم میآورد که در نواحی فراهان یوز شکاری خوب بدست آید که در اقالیم مثل آن یوز نیست و بجهت سلاطین آن یوز ها را به تحفه مے برند۔

ذکر ملک الافاضل نزاری قهستان رہ

مردے لطیف طبع و حکیم شیوه بود و اصل او از برجند قهستا نست و سخنان مقبول و دلپذیر دارد و دستور نامه را در آداب معاشرت گفته است و آن کتاب پیش مستعدان در نظر قدرے دارد این بیت باستشهاد از ان کتاب وارد میشود تا وزن ابیات معلوم باشد۔

چهل سال مداح میبوده ام — هنوزش بواجب نه بستوده ام

واین غزل نیز او راست۔

بیا که موسم عیش است و وقت ذوق و نشاط — چو سبزه زار بگستر میان باغ بساط
ز بس شقایق احمر گوئی خزانه دار فلک — بگرد دامن کهسار میکشد سقلاط
خطیب شرم ندارد نشسته بر سر چوب — زبان بهرزه درازی کشاده چون وطواط
مرا عوام بسنگ ملامت و شنعت — چنان زنند که قاروره بر عدو نفاط
مگر بدیدن لیلی وگرنه بر ناید — علاج یک دل مجنون بدست صد بقراط
ولے چه سود که بر قامت نزاری دوخت — قبائے شیفته رائے زمانه خیاط
قد قامت الصلوة برآمد ز بامداد — برخیز ساقیا بستان از مدام داد
گر بر حلال زاده حرام است خون رز — پس آب و نان حرام بود بر حرامزاد
بسیار در محامد می شعر گفته ام — من نیز هم تمام ندارم هنیک یاد
دهقان که در عمارت رز سعی میکند — عمرش مدام در نظر او مدام باد
از جنت خانه میدهدم این خبر نسیم — یا از بهشت میوزد این خوش خرام باد
شادم بقرض کردن و دادن بوجه مے — چون من کسے که دید که باشد بوام شاد
کلی طمع مبرز عنایت نزاریا — من عبد قد تظلم من رب قد ودا

ونزاری را بعضے موحد و عارف میدانند و بعضے اورا از زمرهٔ اسمعیلیه مے گویند هرچند سخنان او به شیوهٔ مے پرستی و آداب معاشرت واقع شده اما معارف و حقایق نیز وارد و از حقیقت سخنان او معلوم میشود که مرد حکیم و محقق بوده و بدو اعتقاد بد بهتان است هرچند گستاخیهائے که در شرع ممنوع است ازو صادر شده۔

بر آستانهٔ میخانه گر سرت بینی — مزن به پائے که معلوم نیست نیت او

حکایت کنند که سلطان اعظم ابوالقاسم بابر بهادر از شیخ الشیوخ صدرالدین الرواسی پرسید که چه میگویند در سخنهائے بلند که بزرگان فرموده اند شیخ فرمود که اگر شیخ محی الدین عربی و جلال الدین رومی و عطار و عراقی و اوحدی و حسینی گفته اند محض ایقان و اصل عرفان است و اگر نزاری

بہیر تاج تولی ومتابعان ایشان گفته اند ضلالت وبدعت وبوالفضولی است این طریق را وزدی الفاظ عمل مے نامند ہمانا متابع موحد اند این مردم در الفاظ اما وجه تخلص نزاری بعضے گفته اند که او مردے لاغر اندام بوده نزاری بدان جهت تخلص میکند وبعضے گفته اند نزار از جمله خلفائے اسمعیلیه است واو خود را بدو منسوب میکند اما وجه دوم بعقل نزدیکتر است چون سخنہائے او ازان طریق گواہی میدہد والعلم عند الله اما خلفائے اسمعیلیه خود را منسوب باسمٰعیل بن جعفر صادق ع میدانند وبعد از امام جعفر اسماعیل را امام مے دانند ودیگر ائمه منکرند واول ایشان مهدی ست که در سنه تسع عشر وثلاث مائه در مغرب خروج کرد وآن مملکت فرو گرفت ومهدیه را بنا فرمود واولاد وفرزندان او در مصر نیز بودند ومدتها خلافت کردند ودر زمان مهدی خلیفه عباسی در بغداد بنام خلفائے اسماعیلیه خطبه خواندند وخلفائے بنی عباس در بطلان نسب مهدی اسماعیلی محضر بخطوط ائمه حاصل کردند که مهدی نانواپچه ایست از کوچه ونسب او بهتان او بست بر اسماعیل بن جعفر الصادق ع وقاضی ابوالعباس وابوالحسن الباہلی وابن فورک وابوعوانه اسفراینی وقاضی ابوالمحاسن الرویانی که از فحول علماء روزگار بوده اند وخطوط بران محضر نوشته اند وآن محضر تا بروزگار خلیفه مستعصم بالله در خزاین خلفاء بود وبوقت ہلاکو خان این محضر را خواجه نصیرالدین طوسی بنزد خلفائے اسماعیلیه فرستاد بدیار مصر۔

ذکر سراج الدین قمری ره

خوش طبع ولطیفه گوئے وسخن شناس بوده ہمواره ندیم مجلس سلاطین وحکام بودے اصلش از قزوین است. حکایت آورده اند که در روزگار سلطان ابوسعید خان ضعیفه صفیه نام بزہد وعبادت مشغول شده بود وعوام الناس را بدان زاہده ارادتے واعتقادے عظیم وست داده وقتقرات خاتون که خواہر رضاعیه سلطان ابوسعید خان بوده بزیارت بی بی صفیه مے رفته وسراج الدین دران مجلس حاضر بوده چون طعام خوردند قتقرات خاتون گفت قدرے طعام نیم خورده بی بی سراج من دہید تا بخورم وبه تبرک بخانه برم سراج الدین گفت اے خاتون اگر شما رغبت نمائید من تمام خوردنی بی بی را دارم قتقرات خاتون ازین سخن بہم برآمده فرمود

تا سیلے چند بر روئے سراج الدین زدند سراج الدین در مجلس سلطان ابوسعید بسر و روے کبود در آمد خان پرسید که مولانا را چه رسیده است گفت اے خداوند لطیفه از ظرفا مردم بهزار دینار میخرند قتقرات خاتون لطیفه از من بده سیلے خرید و فی الحال واصل گردید۔

رقیب ساخت دو چشم بضرب مشت کبود　　　دو دجله بود روان چشم من کنون شد نیل

و کیفیت لطیفه بخان تقریر کرد و هرگاه که خان قتقرات خاتون را دیدی خندان شدے و گفتی لطیفه از شاعر خریدهٔ سراج الدین قمری را با عبید زاکانی و خواجه سلمان مشاعره و معارضه است و جهت این یک رباعی میان سلمان و سراج الدین قمری تعصب بسیار واقع شده و فضلا هیچ یک را بر یکدیگر فضل ننهاده اند و هر دو مصنوع است و این رباعی سلمان راست

اے آب روان سر برآوردهٔ تست　　　وے سرچمان چمن سراپردهٔ تست
اے غنچه عروس باغ در پردهٔ تست　　　اے باد صبا این همه آوردهٔ تست

و سراج الدین قمری گوید۔

اے ابر بهار خار پروردهٔ تست　　　وے خار در دل غنچه خون کردهٔ تست
گل سرخوش و لاله مست و نرگس مخمور　　　ای باد صبا این همه آوردهٔ تست

ذکر ملک الکلام رکن صاین رہ

شاعرے ملائم سخن و فاضل زیبا کلام است و از قاضی زادگان سمنان بوده است در روزگار طغاتیمور خان تقرّب زیاده از وصف یافته و منصب پیشنمازی بدو متعلق بوده و خان امی بوده و ذوقے داشته که چیزے بخواند همواره مولانا رکن الدین بصحبت خان بودے حکایت کنند که شخصے از و پرسید که خان هیچ آموخت گفت گربه خان را چیزے آموختن آسان تر است که این خان را یعنی مرده به از این زنده است و خان از پس خرگاه این سخن مے شنود فی الحال رکن صاین را بند فرمود و مدتے ببند مقید و محبوس بود و این رباعی بحضرت خان فرستاد۔

در حضرت شاه چون قوی شد رایم　　　گفتم که رکاب را ز زر فرمایم

آهن چو شنید این حکایت از من   در تاب شد و حلقه بزد بر پایم

و کن را اشعار خوب بسیار است و در عراق عجم دیوان او مشهور است و ده نامه گفته و غزلهائے بی‌نظیر و مقطعات از هر نوع در آن درج کرده و مستعدانه است اما طغا تیمور خان از نژاد سلاطین مغول است و بعد از سلطان ابوسعید پادشاهے استراباد و جرجان و مضافات آن بر وی قرار گرفت و امرا و سربداران خراسان بدو مطیع و منقاد گشتند و اکثر ولایات خراسان را مسخر ساخت بهوائے بهار سلطان در میدان و مرغزار رادکان بودے و زمستان در لب آب جرجان و سلطان دوین استراباد قشلاق کردے و در مشهد مقدس رضوی عمارتها ساخته اما مردم دون و بد اصل را تربیت کلی مے نمود و بر بزرگ زادگان مخالف بودے و دو نان را و سیور غالات از مال تمغا ارزانی داشت اکابر از و نفور گشتند و سربداران در روزگار او استیلائے کلی یافتند و او براه رسم پادشاهے قناعت داشت و دفع سربداران نے توانست کرد آخر الامر بدست یحیی کرابی که از جمله بداران بود بقتل رسید در تاریخ سربداران آورده اند که هر سال جهت ملازمت و تجدید عهد سربداران از بیهق پیش خان باستراباد مے رفتند و چون نوبت حکومت بخواجه یحیی کرابی رسید بر قاعده استمرار بملازمت خان شتافت و در سلطان دوین بمعسکر خان پیوست و در روز سوم خان بجهت او طوی و دعوتے کشید که او را اجازه دهد خواجه یحیی را شامیانه زده بودند و دور از خان نشسته و حافظ شقانی در زیر دست شامیانه پهلوے خواجه یحیی بود خواجه یحیی حافظ را گفت این مغول را امروز مے توان کشت حافظ گفت همچنین است خواجه حافظ را گفت بطرف خان رو مردم خواهند گفت که تو سخنے داری و گستاخ دار خود را بخان نزدیک گردان و ضربتے بدو زن تا من روان شوم و نوکران مدد نمایند و کار او آخر سازیم حافظ بدین نوع خان را زخم زد و نوکرها شمشیر کشیده در روانه شدند و مردم خان متفرق گشتند و خان را بقتل رسانیدند و بعد از طغا تیمور خان سلطنت از قوم چنگیز خان برافتاد و سربداران چیره شدند و حالات تاریخ سربداران بعد از این خواهد آمد و عزیزی در قتل طغا تیمور خان این تاریخ گوید

تاریخ مقتل شه عالم طغا تیمور   از هجر بود هفتصد پنجاه و چهار سال
در روز شنبه از مه ذیقعده شانزده   کین حال گشت واقع از حکم ذوالجلال

ذکر صاحب قرن الاقران و خاتمه الکلام فی آخر الزمان خواجه خسرو دهلوی اعلی الله درجته فی اعلا علیین

کمالات او از شرح مستغنی است و ذات ملک صفات او بغنایم عالم معنی غنی گوهر کان ایقان و دُرّ دریائے عرفان است عشقبازی عشاق را در شیوهٔ مجاز پرداخته بلکه با عرایس حقایق عشق باخته جراحات عاشقان مستهام را از اشعار ملیح او نمک میپاشد و دلهائے شکسته خستگان را زمزمه خسروانی او میخراشد پادشاه خاص و عام است از آتش خسرو نام است در ملک سخنورے این نامش تام است و در حق او مرتبه سخن گذاری ختم تمام است قصه کوتاه باید کرد والسلام اما اصل امیر خسرو ترک است و گویند اصل او از شهر کش که آن شهر قبه الخضراے نامند بوده است و گویند از هزاره لاچین است که در حدود پائے مرغ و قرشی مے نشسته اند و در فترات چنگیز خان آن مردم از ماوراء النهر گریخته بدیار هند افتاده بدهلی مقام گرفته اند و پدر امیر خسرو امیر محمود و مهتر قوم آن مردم بوده است و آبائے امیر خسرو بروزگار سلطان شمس الدین محمد مرتبه امارت داشته اند و سلطان علاء الدین محمد ملک هند با امیر خسرو عنایات مبذول میداشته و امیر خسرو بدرجه امارت رسیده و در ملازمت و اشتغال انواع فضایل را احیا کرد و در معذرت طور ملازمت در خمسه مے فرماید نظم

مسکین من مستمند بے هوش | از سوختگی چو دیگ در جوش
شب تا سحر وز صبح تا شام | در گوشه غم نگیرم آرام
باشم ز برائے نفس خود رائے | پیش چو خودے ستاده بر پائے
تا خون نرود ز پائے بر سر | دستم نشود ز آب کس تر
مدحش ز دروغ بر تراشم | معذور درین چگونه باشم

و امیر خسرو را ده مدح سلطان علاء الدین محمد و اولاد کرام او قصاید و تصانیف است و چون نسیم عالم تحقیق بریاض امید او وزید عالم ناکس را در نظر خود خسے دید بارها از ملازمت استعفا خواستے و سلطان علاء الدین ابا نمودے آخر الامر بکلی از ملازمت مخلوق مخلوع شد و بخدمت اہل

حق مشغول گشت و دست ارادت بدامن تربیت الشیخ العارف السالک المحقق قدوة الواصلین نظام الحق والدین قدس سره زد و سالها بسلوک مشغول بوده و مدح امرا و ملوک را در سلوک از دیوان اشعار محو ساخت خاطرے منور داشت و در کشف حقایق مقامات عالی یافت شیخ الشیوخ نظام الاولیا بارها گفتے کہ روز حشر امید دارم کہ مرا بسوز سینہ این ترک بخشند و خواجہ خسرو مال و اسباب بسیار در قدم شیخ ایثار کرد۔ و کتاب خمسہ را باشارت شیخ نظم کرد چنانچہ این دو بیت میگوید۔

جدار خانقاه او بہ تقدیم | حطیم کعبہ را مانند تعظیم
ملک کرده بہ سقفش آشیانہ | چو اندر سقفها گنجشک خانہ

اما شیخ نظام الاولیا از اکمل مشایخ هند بوده و مریدان و خویشان شیخ العارف شیخ فرید شکر گنج است و سلسلہ او شیخ الاسلام مرشد طوایف انام شیخ مودود بن یوسف الچشتی میرسد قدس اللہ سرهما در جواهر الاسرار شیخ العارف آذری ره آورده است کہ در نهایت حال شیخ مصلح الدین سعدی علیہ الرحمہ با میر خسرو صحبت داشتہ و بدیدن او از شیراز بهند رفتہ و خواجہ خسرو را نسبت شیخ سعدی اعتقادے زیاده از تصور بوده و درین بیت اعتقاد خود بیان میکند۔

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت | شیره از خمخانہ مستی کہ در شیراز بود

وجاے دیگر فرماید مصرع

جلد سخنم دارد شیرازهٔ سعدی | و فی کل حال ارادت او بشیخ سعدی

ظاهر است و دیوان خواجہ خسرو را فضلا جمع نتوانستند کرد چہ از روے انصاف تامل نموده کہ بحر در ظرف نگنجد و علم لدنی در حرف نیاید و سلطان سعید بایسنغر غازی سعی و جهد بسیار نمود در جمع نمودن سخنان امیر خسرو غالباً یکصد و بیست هزار بیت جمع ساختہ و بعد از ان دو هزار بیت از غزلیات خسرو جاے یافتہ اند کہ در دیوان او نبوده دانستہ است کہ جمع نمودن این اشعار امرے متعذر الحصول و آرزوے متعسر الوصول است ترک کرده است و امیر خسرو در یکے از رسایل خود نوشتہ کہ اشعار من از پانصد هزار بیت کمتر است و از چهار صد هزار بیشتر است و خمسہ امیر خسرو هژده هزار بیت است و خمسہ نظامی بیست و هشت هزار بیت عجب است در بعضے سخنان اطناب و در بعضے ایجاز هر آئینہ ایجاز فصاحت و بلاغت مطلوب و مرغوب است و امیرزاده بایسنغر خمسہ امیر خسرو را بر خمسہ

نظامی تفضیل دادے و خاقان مغفور الغ بیگ گورگان انار الله برهانه قبول نکردے و معتقد نظامی بودے و در میان این دو شهزاده فاضل بکرات جهت این دعوے تعصب دست داده اگر آن عصبیت درین روزگار بودے خاطر نقاد جوهریان بازار فضل این روزگار که عمر شان بخلو پیوسته باد راه ترجیح نمودندے و رفع اشتباه کردندے القصه معانی خاص و نازکیهای امیر خسرو و سخنان پر شور عاشقانه او آتش در نهاد آدمی مے زند و در توحید این دو بیت امیر خسرو راست

قطره آبے نخورد ماکیان — تا نکند روئے سوئی آسمان

در معراج رسول صلی الله علیه و آله میفرماید۔

بر آن آئینه دل واجبست آه — که در معراج اوشک را دهد راه

و در نازکیها چون در خمسه او تفکر کنند نکتها هست که وصف نتوان کرد از انجمله است۔

خرے را که تیمار خر بنده گشت — سه جو در شکم به که سی من به پشت

و در نهایت حال امیر خسرو اشعار خود را چهار قسم ساخته و بعضے سه قسم گفته اند اما چهار اصح است و هر قسمے را باسمے موسوم گردانیده و این است آن اقسام تحفة الصغر اشعار ایام شباب و سط الحیات اشعار آغاز سلوک و حد کهولت غرة الکمال اشعار ایام تکمیل و اول روزگار شیخوخت و بقیة النقیه اشعار ایام نهایت فقر و روزگار هرم و ما ازین چهار قسم از هر قسمے غزلے اختیار نموده و ثبت کردیم۔ من تحفة الصغر غزل۔

دل شد ز دست و برفرو از خون نشان بماند — جان رفت و پاگم شده برجاے جان بماند
دنبال یار رفته روان کردم آب چشم — آن رفته خود نیامد و اشکم روان بماند
از ناخن ار چه سینه کنم کے برون شود — داغے که زده بود به جانم نشان بماند
مرهم نکرد ریش مرا پند دوستان — و اندر دلم جراحت گفتار شان بماند
اے دیده ماجراے دل خون شد کنون — با دوستان بگوئے که مارا زبان بماند
بگذشت هر که هست بود مست و بت پرست — عمرے گذشت و این دل من هم بدان بماند
مارا وداع کرد دل و دین هر چه بود — الا سر نیاز که بر آستان بماند
گفتم گنهم به توبه سبک دستے شدے — دست صلاح ورنه رطل گران بماند

میخواست دوست عذر جفاهای اوخیال   صد تیر آه نیم کشم در کمان بماند
خسرو ز آه گرم بر آتش نهاد نعل   بر هر زمین که از سم اسبش نشان بماند

من وسط الحیات و این غزل بدیهه گوید پیش سلطان علاء الدین در سر میدان گوی بازی۔

شاه قباچست کرد رخت بمیدان برید   این سرو هر سر که هست در خم چوگان برید
غمزه زنان مارسید ساخته دار ید جان   یوسف ما باز گشت مژده بکنعان برید
دست بدامان او نیست بهانهٔ کس   بوالهوسان فضول سر بگریبان برید
در صف عشاق چون لاف عیاری زنند   ماتم جان واجب است گر غمش جان برید
از لبش امروز اگر توشه شود بوسهٔ   بهر چه فردا بخلد منت رضوان برید
مست خراب مرا حاجت نقلی اگر   هست دل خام سوز سوی نمکدان برید
نیست دل چون منی در خور شاهین شاه   پارهٔ مردار را بر سگ دربان برید
مرغ بیابان عشق خار مغیلان خورد   مژدهٔ وصل شکر بر مگس خوان برید
برورخ از خون گذشت خسرو بخشنده حال   ده که ز در ماندهٔ قصه بسلطان برید

من غرة الکمال غزل۔

خُم تهی گشت و هنوزم جان زمی سیراب نیست   خون خود خور آخر ای دل چون شراب ناب نیست
نالهٔ زنجیر مجنون از جنون عاشقان است   ذوق آن اندازهٔ گوش اولوالالباب نیست
عشق خصم من بس است ای چرخ تو زحمت مکش   هر کجا جلاد باشد حاجت قصاب نیست
پادشه گو خون بریز و شحنه گو گردن بزن   بهر جانی ترک جانان مذهب احباب نیست
بان و بان ای عقل از غمخواری ما در گذر   کاندرینجا بهتر از دیوانگی اسباب نیست
گر جمال یار نبود با خیالش هم خوشم   خانهٔ درویش را شمعی به از مهتاب نیست
کافر او هم شکار را یک زمان آهسته باش   کاهوی بیچاره را با تیر ترکان تاب نیست
تشنه خواهی مردن ای دل زان زنخدان در گذر   کان چه را گر بکاوی خون برآید آب نیست
گفته بودی خسروا در خواب رخ بنمایمت   این سخن بیگانه را گو کآشنا را خواب نیست

غزل من بقیة النقیه

جوان و پیر که در بند مال و فرزندند — نه عاقلان که طفلان نا خردمند
جماعتی که بگرید بهر مال و منال — یقین بدان تو که بر خویشتن همی خندند
خوشا کسان که گذشتند پاک چون خورشید — که سایه بر سر این خاکدان نیفگندند
بخانه که ره جان نمیتوان بستن — چه ابلهند کسانیکه دل همی بندند
بسبزه زار فلک طرفه باغبانانند — که هر نهال که بنشاندند باز بر کندند
جمال طلعت همصحبتان غنیمت دان — که میروند نه ز انسان که باز پیوندند
بقا که نیست درو حاصلی همه هیچ ست — چو بنگری همه مردم بهیچ خرسندند
بساز توشه ز بهر مسافران وجود — که میهمان عزیزند روز کی چندند
اگر تو آدمی در سگان بطنز مبین — که بهتر از من و تو بندهٔ خداوندند
ترا به از عمل خیر نیست فرزندی — که دشمن اند ترا زادگان نه فرزندند
مجوی دنیا اگر اهل همتی خسرو — که از همای بمردار میل نپسندند

و امیر خسرو باوجود فضایل صوری و معنوی در علم موسیقی وقوف تمام داشته و نوبتی مطربی با او بحث کرد که علم موسیقی از جمله علوم ریاضت است و بشرف از علم شعر و شاعری افضل است و امیر خسرو در الزام مغنی این قطعه گفت قطعه

مطربی میگفت خسرو را که ای گنج سخن — علم موسیقی ز علم شعر نیکوتر بود
زانکه آن علمیست کز دقت نیاید در قلم — لیک این علمیست کاندر کاغذ و دفتر بود
پاسخش دادم که من در هر دو معنی کاملم — هر دو را سنجیده بر وزنی که آن درخور بود
نظم را کردم سه دفتر ور بتحریر آمدی — علم موسیقی سه دفتر بودی ار باور بود
فرق من گویم میان هر دو معقول و درست — گر دهد انصاف آن کز هر دو دانشور بود
نظم را علمی تصور کن بنفس خود تمام — کو نه محتاج اصول و صوت خنیاگر بود
گر کسی بی زیر و بم نظمی فرو خواند رواست — نی بمعنی هیچ نقصان نی بنظم اندر بود
ور کند مطرب بسی هوهو و هاها در سرود — چون سخن نبود همه بی معنی و ابتر بود

نالهٔ نی را ببین که صوتی دارد و گفتار نی ... لاجرم در قول محتاج کسی دیگر بود
پس درین معنی ضرورت صاحب صوت و سماع ... از برای شعر محتاج سخن پرور بود
نظم را حاصل عروسی دان و نغمه زیورش ... نیست عیبی گر عروس خوب بی زیور بود
من کسی را آدمی دانم که داند این قدر ... ور نداند پرسد از من ور نپرسد خر بود

این قطعه او راست در تاسف اقربا۔

رفتم سوی خطیره و بگریستم بزار ... از هجر دوستان که اسیر فنا شدند
ایشان کجا شدند چو گفتم خطیره هم ... واد از صدا جواب که ایشان کجا شدند

من مقطعات فی مذهب الدهر۔

اقبال را بقا نبود دل برو منه ... عمری که بر غرور گذاری هبا بود
ور نیست باورت ز من این نکته شریف ... اقبال را چو قلب کنی لا بقا بود

وله فی شکایت الزمان۔

خسرو چه حالت است که در شهر عالمان ... از جاهلان دون دو فی باز پس ترند
این نکته را ببین و بر انصاف خویش رای ... کز چار حرف قطره و دریا برابرند

این رباعی را در عشق میفرماید۔

از شعلهٔ عشق هر که افروخته نیست ... با او سر سوزنی دلم دوخته نیست
گر سوخته دل نهٔ ز ما دور که ما ... آتش بدلی زنیم کو سوخته نیست

از زوائد خسروی زیادت ازین این تذکره تحمل نکند چه بحر امواج در حوزهٔ حوضی نگنجد
ازین زیاده ازین درین باب خوضی نرفت اما امیر خسرو زندگانی زیاد یافت و در شهور سنه
خمس و عشرین و سبعمایه سمند عمر او از دهلیز تنگ هستی بچابک دستی لب سیاحت میدان لامکان
جهانید و طوطی روح خود را از قفس حواس وا رهانید و بشکرستان وصال رسانید و مرقد مبارکش
در شهر دهلی است در خطیرهٔ مشایخ طریقت از شیخ فرید شکر گنج و شیخ نظام الاولیا قدس سره
و چون قصاید شریفه مثل بحر الابرار و مرآة الصفا و انیس القلوب شهرتی یافته و فضلای روزگار
بجواب قصاید او مشغول شده اند و داد فصاحت و بلاغت داده درین تذکره بقلم در نیاید و بعد

از خمسه خواجه خسرو را چندین رسالہ نظم و نثر است مثل قرآن سعدین کہ در حق علاء الدین ملک دہلی گفتہ و دول رانی و خضر خانی مناقب ہند و تاریخ دہلی و نہ سپہر و خزاین الفتوح و قانون استیفا وغیر ذلک اما سلطان محمد تغلق شاہ در دیار ہند پادشاہ بزرگ منش مبارک پے صاحب دولت بودہ و در دہلی عمارات ساختہ و حوض خاص را از روئے اخلاص عمارت فرمود پادشاہے مجاہد و غازی و دانش مند و شاعر پرور بود و تا دیار قنوج بکشود و شعرائے خراسان از صیت جلال و آوازۂ نوال او بہند رفتہ بمدایح او و آل و احفاد و کرامش قصاید و تصانیف پرداختند و از اکرام نامہ او ذلہا ساختند و در حدود سنہ اثنی عشر و سبعمایہ از حضیض الدنی باوج قدسی تحویل فرمود و مولانا مظفر ہروی در تاریخ فوت او و ملک شمس الدین کرت این قطعہ گوید و در یک سال ہر دو وفات یافتہ اند۔

بروز رزم چو کاؤس کے محمد کرت نہاد بر دل سہراب کے محمد کرت
خدیو کشور اول محمد تغلق برفت و در عقبش شاہ کے محمد کرت

ذکر ملک الکلام خواجہ حسن دہلوی رہ

او نیز از جملۂ مریدان و اصحاب شیخ نظام الاولیا بودہ و خواجہ خسرو و او خواجہ تاشان طریقت اند و او خواجہ زادہ ایست از شہر دہلی و در شعر تتبع خواجہ خسرو میکند و شیرین کلام است و سخن پر حال و سہل ممتنع دارد و اگرچہ پر صنعت نیست اما بنہایت بدل نزدیک و روان است مرد گذشتہ و اہل طریق بودہ و او نیز بر سبیل خواجہ خسرو مال و اسباب دنیاوی و استعداد خود را در قدم شیخ ایثار کردہ و در روش فقر مردانہ سلوک کردہ حکایت کردہ اند کہ حسن در دستگاہ دکان خبازی نشستہ بود و شیخ نظام الاولیا در بازار با جمعے از اصحاب میگذشت و خواجہ خسرو نیز ہمراہ بود و چون چشم خسرو بر حسن افتاد منظرے زیبا دید و حرکات موزون و قابلیت در و مشاہدہ کرد از حسن سوال کرد کہ نان چگونہ مے فروشی حسن گفت نان در پلہ ترازو مے کنم و اہل سودا را مے فرمایم تا زر در مقابل مے نہند ہر گاہ زر گران تر آید مشتری را روان مے کنم خواجہ خسرو گفت اگر خریدارے مفلس باشد چہ صورت است گفت درد و نیاز بوجہ بر میدارم خواجہ خسرو از این نوع کلام حسن حیران بماند و کیفیت بشیخ عرض کرد و

حسن را نیز درد طلب دامن گیر شد و بخانقاه شیخ آمد و ترک دکان و دکانداری نمود هر آئینه نظر مردان خدا عبث نباشد۔

آن را که بدانیم که او قابل عشق است / رمزش بنمائیم و دلش را بربائیم

دیوان خواجه حسن درین روزگار عزیز و مکرم است و صاحب نظران و مستعدان را بسخن خواجه حسن اعتقادے و التفاتی زیاده از تصور است و چون بین الخواص والعوام سخن او شهرتے عظیم دارد زیاده از غزلے درینجا ثبت نشد۔

ساقیا می ده که ابری خاست از خاور سفید / سر و را سبز شد صد برگ را چادر سفید

باده در جام بلورین ده مرا گر میدهے / خوب می‌آید شراب لعل را ساغر سفید

ابر چون چشم زلیخا بهر یوسف ژاله بار / ژالها چون دیده یعقوب پیغمبر سفید

عنکبوت غار را گفتم که این پرده چه بود / گفت مهمان عزیز آمد که کردم در سفید

اے حسن اغیار را هرگز نباشد طبع راست / راست این زاغ هرگز نباشد پر سفید

و فضلا این غزل را جواب بسیار فرموده اند و هیچ جواب ازین پر حال تر نیفتاده و تاریخ وفات خواجه حسن معلوم نبود۔

ذکر ملک الفضلا خواجو کرمانی رح

از بزرگ زادگان کرمان بوده و صاحب فضل و خوشگوئے است و سخن او را بزرگان و فضلا در فصاحت و بلاغت بے نظیرے دانسته‌اند و او را نخل بند شعرا مے نامند و او همواره سیاحت کردے و در کرمان قرار نیافتی و کتاب همائے و همایون را در بغداد نظم کرده و دران داستان داد سخنورے داده و غزلیات مرغوب درج کرده و از فرط اشتیاق بوطن مالوف دران داستان این چند بیت میگوید این است۔

خوشا باد عنبر نسیم سحر / که بر خاک کرمانش باشد گذر

خوشا وقت آن غنچه دستان سرائے / که دارد دران بوم ماوا و جائے

زمین تا چه آمد که چرخ بلند / ازان خاک پا کم بعزت فگند

بغداد بهر چه سازم وطن | که ناید بجز دجله در چشم من

و در اثنای سیاحت بصحبت شیخ العارف قدوة المحققین رکن الملة والدین علاء الدوله سمنانی رسید و مرید شیخ شد و سالها در صوفی آباد صوفی بود و اشعار حضرت شیخ را جمع نمود و این رباعی در حق حضرت شیخ او راست - رباعی

هر کو بره علی عمرانے شد | چون خضر بسر چشمه حیوانے شد
از وسوسه غارت شیطان وارست | مانند علاء دوله سمنانے شد

و این غزل در توحید خواجه فرماید -

سبحان من تقدس بالجود والجمال | سبحان من تعزز بالعز والکمال
آن صانعے که صنعت او هست بر دوام | وآن قادرے که قدرت او هست لایزال
کیوان بحکم اوست درین دیر پاسبان | مریخ زام اوست درین قلعه کوتوال
در گوش آسمان کند از زر مغربے | هر مه بامر کن فیکون حلقه هلال
گاهے بر آسمان کشد ابرئے زال زر | گاهے بآفتاب دهد تیغ پور زال
خواجو گر التماس ازین در کند رواست | از پادشه عنایت و از بندگان سوال

و له

نزد صاحب نظران ملک سلیمان باد است | بلکه آنست سلیمان که ز ملک آزاد است
آنکه گویند که بر آب نهادست جهان | مشنو اے خواجه که تا درنگری بر باد است
خیمه انس مزن بر در این کهنه رباط | که اساسش همه بیموضع و بے بنیاد است
دل درین پیرزن عشوه گر دهر مبند | کو عروسے که در عقد بسے داماد است
هر زمان مهر فلک بر دگری میافتند | چه توان کرد که این سفله چنین افتاد است
خاک بغداد بخون شهدا می گرید | ورنه آن منظر روان چیست که در بغداد است
آنکه شد آور در ایوان زر انگندی خشت | خشت ایوان شده اکنون ز سر شاد است
گر پر از لاله سیراب بود دامن کوه | نیست آن لاله که خون جگر فرهاد است
حاصلے نیست بجز غم بجهان خواجو را | خرم آن کس که بکلی ز جهان آزاد است

و دیوان خواجو بیست هزار بیت مصنوع باشد مشتمل بر قصاید غرّا و مقطعات و غزلیات مستحسن و چهار مثنوی دارد و رای هماے و همایون از انجمله روضة الانوار است جواب مخزن الاسرار و بغایت مطبوع است و این تذکره زیاده ازین که نوشته شد تحمل ندارد و وفات خواجو در شهور سنه اثنین و اربعین و سبعمایه بوده ره اما شیخ العارف رکن الملة والدین علاء الدوله سمنانی و هو احمد بن محمد احمد البیابانکی کمال او از شرح مستغنی است او رسوم صوفیه را احیا داده و بعد از شیخ جنید بغدادی قدس سره هیچکس چون او قدم درین طریق ننهاده و در رساله که تصنیف فرموده موسوم است بمفتاح میگوید که هزار طبق کاغذ در راه و رسم تصوف سیاه کردم و صد هزار دینار را ملک پدری و میراث صرف و وقف صوفیان نمودم و شصت سال بدعاگوئی و نیکخواهی مسلمانان بسر بردم اکنون پیر و عاجزم ترک همه گفتم و بگوشه نشستم و در بر روی خلق بستم در حکایت آورده اند که شیخ در ایام شباب بملازمت ارغون خان مشغول بودے و عم شیخ ملک شرف الدین سمنانی از مقربان پادشاه ارغون خان بوده روزے که خان با علی اناق در زیر قزوین حرب مے کرد شیخ را در آن روز جذبه رسید قبا و کلاه و اسپ و سلاح را گذاشته از اردوئے خان بی اجازه بطرف سمنان روان شد و بعد ازان در خانقاه سکاکیه سمنان مدتے بصحبت اخی شرف الدین سمنانے بعبادت مشغول بوده و چندانکه خان مراعات و استمالت داده از خرقه فقر بجامه اهل دنیا در نیامد و بعد ازان عزیمت دار السلام بغداد نموده و مرید شیخ العارف عبد الرحمن اسفراینی قدس سره شد و حالات شیخ که در رسایل طریقت نوشته اند مذکور و مسطور است و تواضع و انصاف شیخ در ان مرتبه بود که مولانا نظام الدین هروی شیخ را تکفیر کرده و بدو نوشته که تو کافرے شیخ رقعه مولانا نظام الدین را بخواند و زار زار بگریست و گفت اے نفس هفتاد سال بتو مے گفتم که تو کافرے و تو باور نمیکردی اکنون هیچ شبهه نماندت که امام مسلمانان و مفتی شرق و غرب بکفر تو حکم کرده است گردن بنه و بعد این مرام نجان و این رباعی انشا کرد رباعی

نفسیست مرا که غیر شیطانی نیست | وز فعل بدش هیچ پشیمانی نیست
ایمانش هزار بار تلقین کردم | وین کافر را سر مسلمانی نیست

و سن مبارک شیخ هفتاد و هفت سال و دو ماه چهارده روز بوده و عزیزی در وفات

آن حضرت عزیزی مے فرماید۔

تاریخ وفات شیخ اعظم — سلطان محققان عالم
رکن حق و دین علاءالدولہ — بر مسند خود نشستہ خرم
بیست و سوم مہ رجب بود — اندر شب جمعۂ مکرم
از ہجرت خاتم النبیین — ہفتصد بگذشت وسی و شش ہم

و شیخ نجم الدین محمد موفق اسفراینی قدس سرہ کہ از خلفائے حضرت شیخ است میگوید کہ بارہا شیخ بر زبان مبارک راندی کہ اینکہ مرا در آخر عمر معلوم شد اگر در اول معلوم شدی ترک ملازمت سلطان روزگار نمودمے وہم در قبا خداپرستی کردمے و پیش ملوک مہمات مظلومان را ساختمے وہر آئینہ این کہ کسے در قبا اہل عبا باشد از ریا دور تر و محض اخلاص است بیت

لباس طریقت بتقوی بود — نہ در جبہ و دلق خضرا بود

خوشا وقت و مرتبہ صاحب جاہے کہ نزد سلاطین ہموارہ بکار مظلومان پردازد و کار افتادگان را بسازد و ستم رسیدگان را بنوازد و مستمندان و ظالمان را براندازد و لاشک حق سبحانہ عمر دراز او را برافرازد۔

کار درویش مستمند برآر — کہ ترا نیز کارہا باشد

ذکر مفخر الشعرا امیر کرمانی رہ

شاعر خوشگوے است و معاصر خواجو بودہ و غزل رانیکو میگوید و این غزل او راست۔

بے روئے دل آرام دل آرام ندارد — مسکین دل آنکس کہ دلآرام ندارد
ہر چند چمن جائے تماشاست ولیکن — سروی چو تو مہ رخسے گل اندام ندارد
از حاصل عمرش نبود ہیچ حیاتی — آنکس کہ مے عشق تو در جام ندارد
شیرین نشد از شربت ایام مرا کام — ناکامی تلخست دو جہان کام ندارد
گر عمر بود میر بمقصود رسد زود — لیکن چہ کند تکیہ بر ایام ندارد



طبقهٔ پنجم

ذکر سلطان العلما عماد فقیه

مردی عارف و عالم و اهل دل بوده و از صنادید علما و فضلای کرمان است باخلاق نیکو و سیرت پسندیده در جهان مشهور شده و در روزگار دولت محمد مظفر و اولاد او خواجه عماد فقیه در کرمان مرجع خواص و عوام بوده و همگنان بصحبت شریف او مایل بودندی باوجود علم و تقوی و جاه و مراتب شاعری کامل بوده و شیخ آذری در جواهر الاسرار میگوید که فضلا بر آنند که در سخن متقدمان و متاخران احیاناً حشوی واقع شده الا سخن عماد فقیه که اکابر اتفاق کرده اند که اصلا در آن سخن فتوری واقع نیست نه در لفظ و نه در معنی و از سخن خواجه عماد بوی عبیر میاید بمشام هنروران و صاحبدلان بلکه از بوی جان زیباتر می نماید و این غزل او راست۔

بیچاره خسته که بود از شفای دین
قاروره می برد بر حکیمان ره نشین

از راه درد و رنج و محنت و بیماریش چه غم
آن را که خضر یار و مسیحا بود قرین

بر لوح جان نوشته ام از گفتهٔ پدر
روز ازل که تربت او باد عنبرین

کای طفل اگر بصحبت افتاده رسی
شوخی مکن بچشم حقارت در او مبین

بر شیر ازان سوار شدند بزرگان دین سوار
کاهسته تر ز مور گذشتند بر زمین

گر در جهان دلی ز تو خرم نمیشود
باری چنین مکن که شود خاطری حزین

یاری بجز خدا نتوان خواستن عماد
یا استعانت چو نگ ایاک نستعین

ولهٗ

گر ز من یاد کند ور نه کند مخدوم است
محتشم را چه تفاوت که گدا محروم است

نه درین شهر رود ظلم بر ارباب نظر
عاشق دل شده هر جا که رود مظلوم است

طلب یار وفادار مکن در عالم
زحمت خود مده ای دل که وفا معدوم است

پیش عشاق حدیث عقلا نتوان گفت
کین حکایت بر این طائفه نامفهوم است

ایدل از هر که موافق نبود در ره عشق | دیده بر دوز که دیدار مخالف شوم است
نرسد آتش دوزخ بشهید غم دوست | هر که شد کشتهٔ شمشیر غمش مرحوم است
ورگمانند خلایق زوجود دهنش | نقطه هست بتحقیق ولے موهوم است
بر عماد آیه سر دهنش شد روشن | گرچه بر دیدهٔ صاحب نظران مکتوم است

دوفات خواجه عماد در مشهور سنه ثلاث وسبعین وسبعمائه بود و مرقد مبارک او در کرمان است و خانقاه او الیوم معمور و همگنان را ارادت کلی است بر خواجه عماد و اما محمد مظفر اصلاً خراسانے است وگویند از قریه سلامیه است من اعمال ولایت خواف و بعد سلطان محمد خدا بنده پدر او بیزد افتاد و پدرش مظفر در رباط خرابه یزد راه داری میکردند و او مردے دلاور و شجاع بوده و از همتے خالی نبود و چند نوبت در یزد کارهائے مردانه کرده بروزگار سلطان ابو سعید خان حکومت یزد بر او قرار گرفت و چون سلطان ابو سعید خان وفات یافت و انقلاب دست داد و او در مشهور سنه احدی واربعین وسبعمائه خروج کرده بود و مسند یزد را تصرف نمود و محمد شاه را بکشت و ابرقوه و فارس را نیز گرفت و دم استقلال زد و سکه و خطبه بنام خود فرمود و از سلطانیه تا کیچ و مکران او را مسلم شد و استقلال او بمرتبه رسید که ملوک اطراف از و متوهم بودند و بهر جائے که روئے آوردے سرآمد بودے تا آفتاب دولت او آهنگ افول و زوال کرده و پسرش شاه شجاع بر او خروج کرد و او را بگرفت میل کشید و خواجه حافظ شیرازی درین معنی گوید

دل منه بر دنیی و اسباب او | زانکه از وے کس وفاداری ندید
کس عسل بے نیش ازین دکان نخورد | کس رطب بیخار ازین بستان نچید
هر چراغے راکه گیتی بر فروخت | چون تمام افروخت بادش در دمید
شاه غازی خسرو گیتی ستان | آنکه از شمشیر او خون مے چکید
گه بیک حمله سپاهی مے شکست | گه بهوے قلب گاهے میدرید
سروران را بے سبب مے کرد حبس | گردنان را بے سخن سر مے برید
از نهیبش پنجه مے افگند شیر | در بیابان نام او چون مے شنید
عاقبت شیراز و تبریز و عراق | چون مسخر کرد وقتش در رسید

آنکه روشن بد جهان بینش بدو | میل در چشم جهان بینش کشید

امیر محمد مظفر فرماید در محل میل کشیدن۔

آنم که ستون دولتم میل کشید | رختم ز دور هند سوی نیل کشید
پیمانهٔ دولتم چو شد مالا مال | هم روشنیٔ چشم خودم میل کشید

ذکر خواجه سلمان ساوجی

از اکابر شعراست و در ساوه مردے متعین بوده و خاندان او را همیشه سلاطین مکرم میداشتند و لقب او جمال الدین است و پدر او خواجه علاء الدین محمد ساوجی مرد اهل قلم بوده است و خواجه سلمان را نیز در علم سیاق وقوفے تمام بوده و فضیلت او مشهور است بتخصیص در شعر و شاعری سرآمد روزگار خود بوده است و شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی رہ میگفته که انار سمنان و شعر سلمان در هیچ جا نیست و بر صدق این دعوی کارهائے که او کرده در شعر پیش فضلا روشن است که مزیدے بر آن متصور نیست خصوصاً قصیده خارج دیوان که بر قدرت طبع شریف او گواه عدل است حکایت کنند که خواجه سلمان از ساوه عزیمت بغداد نموده و سبب ملازمت او پیش امیر شیخ حسن نویان و دلشاد خاتون آن بود که روزے امیر شیخ حسن تیر میانداخت سعادت تمام غلامے از غلامان میدوید و تیرے آورد و خواجه سلمان بدیهه این اشعار گفت و بگذرانید

چو در بار چاچی کمان رفت شاه | تو گفتی که در برج قوس است ماه
دو زاغ کمان با عقاب سه پر | بدیدم بیک گوشه آورده سر
نهادند سر بر سر دوش شاه | ندانم چه گفتند در گوش شاه
چو از شست بگشاد خسرو گره | برآمد ز هر گوشه آواز زه
شها تیر در بند تدبیر تست | سعادت دوان در پے تیر تست
بعهدت ز کس ناله بر نخواست | بغیر از کمان گر بنالد رواست
که در عهد سلطان صاحب قران | نکرد ست کس زور جز بر کمان

و امیر شیخ حسن نویان در بند تربیت خواجه سلمان شده سلطان اویس که قرة العین

خاندان امارت است و پسر بزرگ امیر شیخ حسن نویان است همواره در علم شعر از خواجه سلمان تعلیم گرفتے و مرتبہ خواجہ سلمان در دور دولت شاه اویس و دلشاد خاتون درجه اعلیٰ یافت و سخن او در اقطار ربع مسکون شهرت گرفت چنانکه درین معنی گوید۔

من از یمن اقبال این خاندان … گرفتم جهان را به تیغ زبان

من از خاوران تا در باختر … ز خورشید هم امروز مشهور تر

گویند شبے سلمان در مجلس سلطان اویس بشرب مشغول بود چون بیرون آمد سلطان فراشی را فرمود تا شمعے با لگن زر همراه او بیرون برد و او را بخانه رساند و صباح فراش لگن زر را طلب داشت خواجه سلمان این بیت بسلطان فرستاد۔

شمع خود سوخت شب دوش ز بی زاری امروز … گر لگن را طلبد شاه زمن

سلطان چون این بیت بخواند خندان شد و گفت از خانه شاعر طامع لگن بیرون آوردن مشکل است و آن لگن را بدو بخشید۔ تربیت فضلا را سلاطین بروزگار گذشته چنین بوده و خواجه سلمان راست در مدح خواجه غیاث الدین محمد رشید قصیده۔

سقی الله لیلاً کصدغ الکواعب … شبے عنبرین خال مشکین ذوائب

هوا را بگوهر مرصع حواشی … زمین را بعنبر مستر جوانب

در خش بنفشه سیاه حبش را … روان در رکاب از کواکب مواکب

برآراسته گردن و گوش گردون … شب از گوهر شب چراغ کواکب

شده جبهه ماه مسعودش مقدم … شده صور طالع ثریاش غارب

نبات از بر مرکز چرخ گردان … چو بر خاطر روشن افکار صائب

درین حال با من فلک در شکایت … همے بر سپهرم ستمگار عاتب

ز قید مراد و جفائے زمانه … ز بعد دیار و فراق صواحب

ز تذویر هائے جهان غرور … ز بازیچهائے سپهر ملاعب

فلک را همے گفتم از جور دورت … چرا اختر طالعم گشت غارب

چرا گشت با من زمانه مخالف … چرا هست با من ستاره معاقب

کنون پنجاه است تا من اسیرم　　ببغداد در در بلای و مصائب
پریشان جمعی و جمعی پریشان،　　گرفتار قومی و قومی عجائب
ز رای قرارم ز جور اعادی　　ز روی فرارم ز طعن اقارب
مرا هر نفس غصه بر غصه زاید　　مرا هر زمان گریه بر گریه غالب
فلک چون شنید این عتاب و شکایت　　مرا گفت بس کن که طال المعاتب
اگرچه ترا هست جای شکایت　　وی هست شکرانهات نیز واجب
که داری چو درگاه صاحب پناهی　　مفر مقاصد مقر مآرب
کنون عزم تقبیل درگاه او کن　　باقبال او شو سعید العواقب
مشو یک زمان غائب از آستانش　　که هر کس که شد غائب او هست خائب
فلک چون فرو خواند در گوشم این رمز　　شدم چست بر مرکبی از مراکب
قمر چهرگان شبستان گردون　　کشیدند رخ در نقاب مغارب
فرو شد بدریا شب قیر پیکر　　بر آمد ز کر رایت صبح کاذب
بگوشم رسید از محل قوافل　　سهیل مراکب عطیط نجائب
همی راندم اندر بیابان و وادی　　گهی با ارانب گهی با ثعالب
گهی بر فرازی که نعل مه نو　　همی سود در دست و پای مراکب
گهی بر نشیبی ز اموال قارون　　همی رفت اندر رکاب رکائب
رهی پیشم آمد که از هیبت آن　　بفیند اخنی پنجه شیر محارب
سموم غمومش وزان در صحاری　　حمیم جحیمش روان در مشارب
زلالش ملوث بسم افاعی،　　حجارش محدب چو نیش عقارب
هوایش ز فرط حرارت بحدی　　که چون موم میشد دل سنگ ذائب
چنان شد که شمشیر چون قطره آبی　　فرو می چکید از کف مرد ضارب
همه راه در اندیشه تا کی بر آید　　ز درگاه صاحب ندای مراحب
جهان معالی سپهر وزارت　　محیط مکارم سحاب مواهب

بریده به آن سر که از خط حکمش بگردد بیک موئی چون کلک کاتب
وزیرا بحق خدائی که صنعش نهد گوهر روح در درج قالب
بتقدیر و تدبیر سلطان عالم به آلاء و نعمای رزاق واهب
بتعظیم احمد که با آن جلالت نگهداشت اندر حصار عناکب
بیاری یاران احمد که بودند ز روی هدایت نجوم ثواقب
که تا شد سرم خالی از آستانت نشد آستین من از اشک غائب
عنایت بکارم در آورد ورنه بیکبارگی بودم از شعر تائب
اگر مدح جاه تو گویم نه گویم بامید مرسوم و حرص مواجب
ولی چشم دارم که از دولت تو مراتب فزاید مرا بر مراتب
الا تا کشایند خوبان مهروی خدنگ بلا از کمان حواجب
سرای ترا باد ناهید مطرب جناب ترا باد خورشید حاجب

و اگر بیشتر ازین اشعار خواجه سلمان ساوجی درین تذکره در حشو و تجمل که بتطویل انجامد و کلیات کتابیست که آنچه مستعدان را از بابت شعر و شاعری بکار آید در آن جا یافت شود و خواجه سلمان باشارت سلطان اویس و والده او دلشاد خاتون قصاید خواجه ظهیر فاریابی را اکثر جواب گفته و صله این قصیده دو ده سیورغال ستاینده مری و دو بیت از آن اینست

در درج در عقیق لبت نقد جان نهان جنس نفیس یافت بجای نهان نهاد
قفلی ز لعل بر در آن درج زد لبت خالت ز عنبر آمد و مهری بر آن نهاد

و باعتقاد این کمینه اگر ملک ری را جهت این دو بیت صله دهند هنوز بخیلی کرده باشند

ز پیر جهان دیده کردم سوالی که بهر معیشت ز مال و بضاعت
چه سرمایه سازم که سودم دهد گفت اگر میتوانی قناعت قناعت

این قطعه نیز او راست

کنار حرص دلا پر کجا توانی کرد تو از طمع که سه حرف میان تهی افتاد
عزیز من در درویشی قناعت زن که خواری از طمع و عزت از قناعت زاد

اگر بلغزد پای توانگری سهل است — سعادت سر درویشی و قناعت باد

وله

آوازهٔ جمالت تا در جهان فتاده — خلقی بجستجویت سر در جهان نهاده
سودائیان زلفت گرد تو حلقه بسته — شوریدگان مویت بر یکدگر فتاده
سودای زهد خشکم بر باد داده حاصل — مطرب بزن ترانه ساقی بیار باده
مائیم بسته دل را در لعل دلگشایت — آن لب بخنده بگشا تا دل شود گشاده
ای شهسوار خوبان وی عین آب حیوان — رحم آوری چه باشد بر تشنهٔ پیاده
سلمان رخش بازی شه مات غفلت گرد — بازی نگر که داوت باز این حریف ساده

خواجه سلمان را کبر سن و ضعف چشم در آخر حال دریافت و از ملازمت استعفا خواسته بقیهٔ عمر بقناعت روزگار گذرانید و سلطان اویس او را در ولایت ری و ساوه سیورغال لایق داده بوده که اوقات بفراغت میگذرانید و در شهور سنه تسع و ستین و سبعمائه این خاکدان ظلمانی بریاض جاودانی تحویل فرمود اما دلشاد خاتون جمیله و کریمه روزگار بوده و حلیله جلیله امیر شیخ حسن نویان است سلطنت بغداد و آذربایجان بعد از سلطان ابوسعید خان برامیر شیخ حسن قرار گرفت و او را در سلطنت جز اسمی بیش نبوده و کفیله مهام سلطنت شاه دلشاد بوده و بانوی بلقیس منش بود چنانکه خواجه سلمان گوید

هزار بار بروزی شکسته از سر تمکین — شکوه مقنعهٔ او کلاه گوشه سنجر

و سلطان اویس پادشاه لطیف طبع و هنرمند بود و نیکو منظر و صاحب کرم بوده و در انواع هنر و صلاحیت وقوف داشتی و بقلم واسطی صورت کشیدی که مصوران حیران بماندندی و خواجه عبدالحی که در هنر سرآمد روزگار بوده است تربیت یافته و شاگرد سلطان اویس است علم موسیقی وادوار خود خاصهٔ اوست صباحت حسن او بمرتبه بوده که روزی که سوار شدی اکثر مردم بغداد دوان بسر راه او آمدندی و در جمال او حیران بماندندی و بزبان حال گفتندی

بوی پیراهن یوسف ز جهان گشته بود — عاقبت سر ز گریبان تو بیرون آورد

بعد از آن که در عرصهٔ آفاق صیت کرم و آوازهٔ جمال و خبر فضیلت و کمال او منتشر شد و

ازری تا بودم مسخر فرمان قضا جریان او گشت منشی دیوان ازل منشور عزل او نوشت و حریف کعبتین اجل با او بدغا بازی مشغول شده دو آسمان جوانی ازین سرائے فانی بریاض جاودانی رسید و در وقت مرگ این ابیات انشا کرد

زدار الملک جان روزی بشهرستان تن رفتم | غریبم بودم اینجا چند روزی با وطن رفتم
غلام خواجه بودم گریزان گشته از خواجه | در آخر پیش او شرمنده با تیغ و کفن رفتم
الا ای همنشینانم شدم محروم ازین دنیا | شما را عیش خوش بادا درین خانه که من رفتم

انصاف که سنگ را دل خون شود از سخت دلی این توده خاک و ابر را آب از چشم روان گردد از ظلم افلاک پیرهن غنچه از عزائے گلرخان چاک است و گل را تاج لعل از اندوه برخاک و سلمان در پائے تابوت سلطان اویس زار زار میگریست و این مرثیه میخواند۔

دریغا که پژمرده شد ناگهانے | گل باغ دولت بروز جوانے
دریغا سواری که جز صید دلها | نمیکرد بر مرکب کامرانے

وقوع این واقعه در شهور سنه خمس و سبعین و سبعمائه بوده و از اکابر شعرا که در روزگار سلطان اویس بودند عبید زاکانی و ناصر بخاری و خواجو کرمانی و میر کرمانی و مولانا مظفر هروی است علیهم الرحمة

ذکر المتاخرین مولانا مظفر هروی ره

او را خاقانی ثانی گفته اند و از متاخران کسے بمتانت او سخن نگفته هروی دانشمند و فاضل بوده و همواره با شعرائے ممالک دعوی کردی و بر سخن شعرا اعتراض نمودی و فضل اشعار خود ظاهر ساختی و بارها گفتی که علمدار ساوه خواجه سلمان بسر حد فن میرسد اما در میدان سخنوری جولان نمی تواند کرد و از نقاشک کرمانی یعنی خواجو بوی سخنوری می آید اما از ظاهر معنی نرسیده و سخن شعرائے دیگر را خود مطلقا وجود نمینهادے حکایت کنند که در وقت مردن دیوان خود را در آب انداخت که بعد از مظفر کسے قدر سخن مظفر نخواهد دانست بالامعنی او را فهم نخواهند کرد و اصل مولانا مظفر از ولایت خافست از قریه که آن را خضروان گویند و بعضے مجموعها او را مظفر خضروانی نوشته اند و در روزگار دولت ملک معز الدین حسین کرت بوده و در مدائح ملوک کرت قصیده غرا

دارد **بیت**

سلطان معز دین که از دریائے جود او ‌‌ ‌ ‌ ‌ ‌ در یست آفتاب و حبابیست آسمان

و جائے دیگر بمدح معز الدین کرت میگوید

زیر قدر قدر تو این نه سپهر سبز رنگ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ توده چندین رماد ست و درخشان اخگری

و او را در اغراق و تشبیهات و خیال خاص شعرا و فضلا مسلم میدارند و این قصیده او راست

ای برسمن از مشک بعمد از ده خالی ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ مسکین دل من کشته ز خال تو بجالے

از حال من خسته بتر درد و جهان نیست ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ تا نیست دل آشوب تر از خال تو حالے

قد و دهن و جعد و رخ و زلف تو دیدم ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ هر یک ز یکے حرف پذیرفته مثالے

زیشان الف و دیدم و از بسته او میم ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ و ز مشک بسر جیمے و از غالیه دالے

گفتم که تو خورشیدے و آن بو حقیقت ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ گفتی که تو چون ماهی و آن بود محالے

مه بدر نماید چو ز خورشید شود دور ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ من کز تو شوم دور نمایم چو هلالے

ای از بر من دور همانا خبرت نیست ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کز مویه چو موئی شدم از ناله چو نالے

در خواب خیال تو بنزدیک من آمد ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ گویم که مگر هست مرا با تو وصالے

بیدار شوم چون تو نباشی بر خیالت ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ عشق تو مرا باز نداند ز خیالے

یک روز بسالی نکنی یاد کسے را ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کز هجر تو روزیش گذشتست بسالے

روزے بود آخر که دل و جان بفروزم ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ زابروئے که شهرے بفروزد بجمالے

از قبضه هجر تو شود رسته دل من ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ در روضه وصل تو شود رسته نهالے

فرخنده بود روز بشبگیر بر آن کس ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کز روئے تو در رائے ملک بر زده فالے

سلطان فلک قدر معز دول و دین ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کز جمله ملوکش نه نظیر است و همالے

آن قلعه کشائی که ملک بر فلک اورا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ هر روز دهد مژده بعزی و جلالے

در معرکه بستانند و در بزم ببخشند ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ملکے بسواری و جهانے بسوالے

عالم ترا در عادل تر از تو هیچ ملک نیست ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ الا ملک العرش تبارک و تعالے

کیوان اثر حلمی و مهر اثری چرخ محلے ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ باران حشمے ابر کفے بحر نوالے

ای دهر گرفته ز تو فری و بهائی / وی ملک فزوده ز تو جاهی و جمالی

تا چو شود نقطه متین یاور طبعم / گوئی که جهد بیرون از مشک غزالی

در جلوه عروسان ضمیرم چو در آیند / بنمایدم این آئینه گون تو مثالی

جان دادن نقاش بدم کار مسیحست / ور نه بکند از گل صد مرغ کلالی

تا در چمن باغ نهالی ببر آید / از تربیت اختر و تاثیر شمالی

ایزد شب و روز ترا ناصر و معین باد / تا روز و شبی هست بعالم مه و سالی

و با وجود فضیلت سخنوری مولانا مظفر مردی بی تکلف بوده و از غایت ناپروائی که او را بدنیا و دنیاوی بود در نظر مردم مفلوکانه گردیدی و جامهای چرکین پوشیدی و فضلا او را ازین اطوار منع کردندی گفتی بظاهر درمن نگاه مکنید زیبائی معنی بنگرید گویند روزی ملک معز الدین بمدرسه بحجره مولانا مظفر درآمد دید که مولانا بر روی خاک نشسته و کهنه بالشی چند خاک آلوده نهاده ملک با او عتاب کرد که درین هفته صلهٔ شعر از من هزار دینار گرفته چرا گلیمی زیر پا نینداختی مولانا مظفر گفت ای خداوند این قالی که در زیر پای شماست درین نزدیکی بصد دینار خریده ام و بدست جاروب کرد از زیر گرد قالی بتکلف ظاهر شد ملک فرمود که ای مولانا بی تکلفی از حد گذرانیدی و فراش مدرسه را مقرر داشت که هر روز حجرهٔ مولانا را رفت و روب دهد اما ملوک کرت مردم دلاور و با مروت بوده اند و اصل ایشان از کسی در سور نام شخصی از خطا بجبال غور افتاد و بعهد چنگیزیان خروج کرده ملوک کرت خود را بدو منسوب می کنند و ایشان بعد از ملوک غور که سلطنت از خاندان سبکتگین بدیشان منتقل شد و سلطنت بلخ و هرات و اکثر هندوستان و غزنین و کابل سالها بدیشان متعلق بوده و در تخت هرات و غور و مضافات آن دیار آل کرت چندگاه ملوک بوده اند و آخر ایشان ملک غیاث الدین است که زوال ملک او بر دست صاحبقران اعظم قطب دائرهٔ خلافت امیر تیمور گورگان بوده. انار الله برهانه صاحب تاریخ مقامات گوید که ملک معز الدین حسین غوری با سلطان سنجر در بادغیس مصاف داد و هفتاد هزار سوار مسلح داشت و بدست سلطان سنجر اسیر شد سلطان از سر خون او در گذشت و گفت این غوری بیگ اگرچه کرده بدنیست رها کنید تا هر جا که بخواهد

بروند و هر جا که بتواند باشد از برائے نام نیک و شهرت او انگشت و بند و قید نفرمود ملک در معسکر سنجری چندگاه بفلاکت و مذلت میگذرانید تا کار بدان جا رسید که خود را به بوانگی مشهور ساخت و در ازدو بازار بالوندان نشستنی و طباخان او را طعام دادندے روزی فلک الدین چتری که صاحب دیوان سلطان سنجر و مقرب درگاه او بود ملک را بدین وضع در اردو بازار دید بر حال زار ملک رحم آورد و فرود آمد او را دریافت و گفت اے ملک این چه حالت است ملک این بیت برخواند

چگویم حال خود با تو چو میدانم که میدانی ‌ ‌ ‌ که هم ناگفته می‌بینی و هم ننوشته میخوانی

بعد از آن روزے فلک الدین در مجلس کیفیت پریشانی و فلاکت ملک را با سلطان عرض کرد سلطان فرمود که او را بحضور من آرید ملک را پیش سلطان بردند با پوستین کهنه و کلاه چرکین سلطان گفت آخر حال تو هر چند پریشان شده غم سر خود نمیخوری که این نوع طاقیه بر سر می‌نهی ملک گفت اے خداوند از روزے که این سر سر من بود هفتاد هزار کس غم سر من میخوردند اکنون این سر تعلق بتو دارد اگر بار دو بازار می آویزی و اگر بمصر میفروشی و اگر تاج مکلل بپوشانی و اگر کلاه نمد چاکی مرا با ولیاے این سر مگیر سلطان را بر ملک رحم آمد و املاک و اسباب او زر خرید ملک را فرمود تا از رقبهٔ دیوان بیرون کنند و بملک ارزانی داشت ملک معز الدین بعد از عزل سلطنت هفتاد مصحف بخط مبارک خود کتابت کرد والله اعلم

ذکر مولانا حسن متکلم رہ

مولانا حسن از شاگردان مولانا مظفر است و نیشاپوریست و مرد اهل فضل است و در صنائع شعر نسخه ساخته بنام ملک غیاث الدین کرت و مستعدانه گفته و این غزل او راست.

تا نگوئی که مرا از تو شکیبائی هست ‌ ‌ ‌ یا دل غمزده را طاقت تنهائی هست

تو مپندار که از دوری روے تو مرا ‌ ‌ ‌ راحت زندگی و لذت برنائی هست

مکن اندیشه که تا دور شدی از چشمم ‌ ‌ ‌ دیده را بی رخ زیباے تو بینائی هست

ناتوانم ز غمت تا تو گمانے نبری ‌ ‌ ‌ که مرا با غم عشق تو توانائی هست

خواندیم بیدل ورسوا و نگوئیم که نیم — هرچه گوئی ز پریشانی و رسوائی هست
اندرین واقعه بر قول تو انکاری نیست — در من از عیب و هنر هرچه تو فرمائی هست
کس نگفته است در آفاق که در عالم عشق — مثل من عاشق شوریده سودائی هست
کس نداده است نشان در ختن چین و چگل — که بتی چون تو بشیرینی و زیبائی هست

اما ملک غیاث الدین کهت بعد از ملک معز الدین حسین در هرات و غور و سرخس مضافات سلطنت یافت و نیشاپور و طوس و جام را مسخر ساخت و همواره میان او و سرداران سبزوار و امرا رجان قربانی جهت حکومت ولایات منازعت بود و در بیشتر اوقات ملک غیاث الدین ظفر یافتی مردی مدمغ و متهور بوده رعایا از وی شاکی بودند و ظلم کردی و بعضی قانونها که تا این زمان استمرار یافته از بدعتهای اوست گویند مفخر الصالحین مولانا زین الملة والدین ابوبکر تایبادی قدس سره در زمان او بوده روزی ملک بدیدن مولانا آمد مولانا با او گفت ای ملک زاده در قدرت رب العالمین تو از آن حقیرتری که بتصور در آوری باوجود حقارت تو ترا بر فوجی بندگان خود مسلط ساخته کبر مکن و انصاف پیش آورده مظلومان بده و الا حق تعالی بر آن قادر است که ملک از تو بستاند و بدیگری که بهتر از تو باشد بدهد ملک با مولانا قرار داد که من بعد راه عدل گیرد و از ظلم و بدعت بگذرد و بهمان نوع زندگانی میکرد و از ظلم تجاوز نمی نمود تا جمعی پیش مولانا رفتند که این ملک ظلم از حد گذرانید و ذره ترحم درین مرد موجود نیست. مولانا این رباعی بملک نوشت

افراز ملوک را نشیب است مکن — در هر دلکی از تو نهیب است مکن
بر خلق اگرچه ستم بسیب است مکن — از هر سحری با تو حسیب است مکن

ملک را این هم موثر نبود و از بدعت و ظلم تبرا ننمود مولانا روزی بحاضران مجلس گفت که ملک را ازین ملک ظالم بگرفتیم و به بهتر از او بخشیدیم و عنقریب امیر کبیر صاحبقران امیر تیمور گورگان انار الله برهانه از آب جیحون عبور نموده و لشکر بهرات کشید و استیصال آل کرت نمود هیچ شک نیست که بر عالم ملک و ملکوت رجال الله را حاکم ساخته اند بدبختی که از نظر کیمیا اثر ایشان افتاد کمر نمی بندد و سر صاحب دولت و نیک بختی که ملحوظ نظر عنایت ایشان شد روزگار دولت

اوبرد وام وخاندان او باکرام میشود حق سبحانه این خسرو غازی را که ناسخ عدل نوشیروان و سیرت پسندیده او مقبول اقطاب واوتاد و زمانست سالها بر سریر دولت پاینده دارد۔

اگر نابینائے مادر زاد اگر حاضر شود | در جبین عالم آرایش بہ بیند سروری
هم بزرگی در حسب هم کامرانی در نسب | کو سلیمان تا در انگشتش کند انگشتری

وزوال آل کرت در سنه احدی وثمانین وسبعمائه بوده۔

ذکر ملک الشعرا ناصر بخاری ره

مرد فاضل و درویش بوده وشعر او خالی از حالے نیست وبوئے فقر از سخنان او بدل میرسد همواره سیاحت کردی و در خرقه درویشان بودی وطاقیه نمدی وقبائی کتانی داشتی و دیگر از دنیاوی ایچ چیز همراه او نبود واین قصیده که بعضے ابیات آن نوشته خواهد شد ازوست

درویش را که ملک قناعت مسلم است | درویش نام دارد و سلطان عالم است
گر قرص گرم مهر برآرد تنور چرخ | در وقت چاشت سفره درویش را کم است
روزی تورا بزهر حوادث کند هلاک | گردون حلقه کرده که چو زنار ازهم است
درهم شود زبهر درم حال آدمے | آری تمام صورت درهم چو درهم است

حکایت کنند که خواجه ناصر بوقت عزیمت بیت الله چون بدار السلام بغداد رسید آوازه خواجه سلمان شنیده بود خواست تا اورا دریابد روزے دید که خواجه سلمان در بار وے قلعه بغداد آب دجله را که بهنگام بهار بطریق سیل طغیان بود تفرج میکند وجمعی مستعدان با او همراه اند ناصر بخواجه سلمان سلام کرد سلمان پرسید که چه کسے گفت مرد غریب وشاعرم خواجه سلمان اورا امتحان کرد و فرمود دجله را امسال رفتاری عجب مستانه است ناصر گفت پائے در زنجیر وکف بر لب مگر دیوانه است خواجه سلمان بر لطافت طبع ناصر آفرین کرد واورا در کنار گرفت ونام او پرسید وشهرت درویش ناصر شنیده بود چندگاه باهم مصاحب بودند ناصر نیز در حق خواجه سلمان اعتقادی عظیم داشت وخود را شاگرد خواجه سلمان مے دانست واین غزل اوراست۔

ما را هوس صحبت جان پرور یار است ••• ورنه غرض از باده نه مستی نه خمار است
آتش نفسان قیمت میخانه شناسند ••• افسرده دلان را بخرابات چکار است
در مدرسه کس را نرسد دعوی توحید ••• منزلگه مردان موحد سر دار است
تسبیح چکار آید و سجاده چه باشد ••• بر مرکب بیطاقت روح اینهمه بار است
ناصر اگر از هجر بنالد عجبی نیست ••• مهجور ز یار است و پریشان ز دیار است

وله فی مدح سلطان اویس۔

شمع ایران گویمت یا ماه توران خوانمت ••• قبله دل دانمت یا کعبه جان خوانمت
خلق در آسایشند از حسن نیت لاجرم ••• رحمت پروردگار و لطف یزدان خوانمت
همچو عقلی ناگزیر و همچو جانی دلفروز ••• خوشتر از جان و جهان آن چیست تا آن خوانمت
خوانمت فردوس چون از چهره برگیری نقاب ••• ور ز دو لب چون روح بخشی آب حیوان خوانمت
در وفا بیناد مهر و در صفا فهرست حسن ••• در مکارم معدن لطف و کان احسان خوانمت
رونق میدان ز تست و زینت لشکر توئی ••• شهسوار لشکر و خورشید میدان خوانمت
چون کشی در بزم باده خوانمت جمشید وقت ••• چون کنی بر رخش جولان پوردستان خوانمت
چون بخوبی جمله خوبان بنده حسن تواند ••• پادشاه دلبران و شاه خوبان خوانمت
از رخ گیتی کشا مهدی عالم خوانمت ••• ور ز لب معجز نما عیسی مریم خوانمت
چون سلیمان گرچه داری حکم بر دیو و پری ••• صد سلیمانی برتبت کی سلیمان خوانمت
سوی خویشم خوان که من خواهم ترا عاشق نواز ••• سوی من بخرام تا سرو خرامان خوانمت
گوش کن اشعار ناصر باز دان اسرار او ••• تا میان مردمان شاه سخندان خوانمت

ذکر ملک الکلام امیر یمین الدین طغرائی فریومدی رہ

بوستان فضل و فضایل را وجود شریف او شجره الیست که این یمین ثمره اوست مسلم اہل دل و نیکو خلق و صاحب فضل بوده و اصل او ترک است بروزگار سلطان محمد خدابنده در قصبه فریومد املاک و اسباب خریده متوطن شده و مولد امیر محمود ابن یمین فریومد بوده و صاحب

سعید خواجه علاء الدین محمد فریومدی که بروزگار سلطان ابو سعید خان سالها صاحب دیوان خراسان بود و خواجه محتشم بوده امیر یمین الدین را احترام و نگاه داشت کلی کردی و میان امیر یمین الدین و پسرش امیر محمود که مشهور است با بن یمین مشاعره بوده و هر دو فاضل و خوشگوی بوده اند و بعضی از فضلا سخن امیر یمین الدین را تفضیل فرموده اند بر سخن امیر محمود و ظاهر آمکابره است و امیر یمین الدین با امیر محمود نوشت

رباعی

دارم ز عتاب فلک بوقلمون — وز گردش روزگار خس پرور دون
چشمی چو کنارهٔ صراحی همه اشک — جانی چو میانهٔ پیاله همه خون

ابن یمین در جواب پدر نوشت۔

دارم ز جفای فلک آئینه گون — پر آه دلی که سنگ ازو گردد خون
روزی بهزار غم بشب می آرم — تا خود فلک از پرده چه آرد بیرون

و مکاتیب نظم و نثر که امیر یمین الدین بفرزندش امیر محمود از روم و خراسان نوشته و جواب ابن یمین پدر را شهرتی دارد و این تذکره تحمل آن ندارد و این قطعه امیر یمین الدین راست۔

بزرگوار خدایا بسوز سینهٔ آنان — که علم و حکمت تو راه یافت در دل ایشان
بزاد و راحلهٔ رهروان عالم قربت — که مرغ وهم نزد بال در مراحل ایشان
بعارفان سراپردهٔ سراچهٔ قدرت — که هیچ نفس مقدس نشد مقابل ایشان
به بی نیازی دیوانگان سلسله دارت — که رمز عشق بود نالهٔ سلاسل ایشان
بآب روی جوانان نارسیده بوصلت — که نفس ناطقه لال است در فضایل ایشان
باه و نالهٔ بیچارگان بی سر و پایت — که جز تو کس نبرد ره بحق و باطل ایشان
بشاهدان معانی که چشم گوشه نشینان — نظر نگاه نمیدارد از شمایل ایشان
بآب دیدهٔ پیران ژنده پوش غریبت — که جز تو نیست کسی زنده‌دل بمایل ایشان
بخون پاک شهیدان عشق بمیدان محنت — که هیچ دیده ندیده است دست قاتل ایشان
بآل مشعل بیمثال آل عبایت — که شد دلیل بزرگان این فضایل ایشان
بحق قربت پیوستگان عالم پاکت — که جز تو کس نبرد ره بنفس کامل ایشان

که با وجود نعیمے نعیم دوزخ باشد | رہائی دہ ازان تا شویم واصل شان
بزرگوار خدایا نگویم آن که مرا تو | درین جریدہ مقصود ساز داخل شان
دمے چو کشتی تن بشکند ز موج حوادث | رسان تو تختہ جان مرا بساحل شان

وفات امیر یمین الدین در شہور سنہ اربع وعشرین وسبعمائہ بودہ است و در قصبہ فریومد مدفون است و احفاد و اعقاب او دران ولایت متوطن اند اما وزیر خیر مکرم خواجہ علاء الدین محمد ابا عن جد از صنادید خراسان است و در روزگار سلطان ابوسعید خان باستقلال وزیر بودہ امور خراسان سالہا بدو مفوض بودہ و در قصبہ فریومد شہرستان را او بنا کردہ و عمارت عالی است و در مشہد مقدس رضویہ انواع عمارات ساختہ و بعد از وفات سلطان ابوسعید خان خواست تا امور خراسان را مضبوط دارد دشکر جمکردہ سربداران بدو خروج کردند و در شہور سنہ سبع وثلاثین وسبعمایہ از سربداران ہزیمت یافتہ ولشکر سربداران او را در نواحی کہسار استراباد گرفتہ بقتل رسانیدند +

ذکر مفخر المتاخرین امیر محمود ابن یمین الدین

وہو محمود ابن یمین الدین فریومدی رہ بیت

چنان بود پدرش کش چنین بود فرزند | چنین بود عرضی کش چنین بود جوہر

الحق امیر محمود از فضلاء عہد بودہ اخلاقے حمیدہ و سیرتے پسندیدہ داشتہ طبع ظریف وسخنے دلپذیر دارد و از دہقانیت نان حلال حاصل کردے و فضلا و فقرا را ضیافت کردے و اکابر او را حرمتے زیادہ از وصف مے داشتند تا الیوم در ایران و توران سخن او را مے خوانند بتخصیص مقطعات او کہ در مجلس سلاطین و حکام و صدور و وزرا و فضلا قدرے و قیمتے دارد و ما درین کتاب یک قطعہ و دو رباعی ثبت کردیم۔

ایدل آگہ نیستی کہ ہیکلت باد فنا | ناگہ انگیزد غبارے چون ز میدان گرد گرد
زابر خذلان ز نہر بر قہر چو نیزان شود | ہر کہ دارد بر طاعت جان ز دست برد برد
در مصیبت نالہ کم کن کین مثل ما ند بدان | برہ راے برد گرگ و اشتلمے کرد کرد
ہر کرا بود اختیار وقت و فرصت فوت کرد | چون برد آن نا سپاس بیخرد نامرد مرد

ساقیا دوران ندارد خشک ریش زنگار | باده در ده تا فرو ریزم ز روئے درد درد
دم مزن ابن یمین از قهر کین یا مهر زن | بس امیر و پیشوا را استخوانها خورد خرد
خواهی که خدا کار نکو با تو کند | وارواح فلک را همه رو با تو کند
یا هرچه رضای او در آن نیست مکن | یا راضی شوی هر آنچه او با تو کند

وامیر محمود مداح جمله سربداران است و در مشهور سنه خمس واربعین وسبعمائه ودیعت حیات بموکلان قضا و قدر سپرد در وقت وفات این رباعی گفت

منگر که دل ابن یمین پر خون شد | بنگر که ازین سرائے فانی چون شد
مصحف بکف و روئے بره چشم بدوست | با پیک اجل خنده زنان بیرون شد
زدم راز کتم عدم خیمه بصحرائے وجود | وز جمادی به نباتی سفری کردم و رفت
بعد از آنم کشش نفس بحیوانے برد | چون رسیدم بوی از وے گذری کردم و رفت
بعد از آن در صدف سینه انسان بصفا | قطره هستی خود را گهرے کردم و رفت
با ملائک پس از آن صومعه قدسی را | گرد برگشتم و نیکو نظرے کردم و رفت
بعد از آن ره سوئے او بردم چون ابن یمین | همه او گشتم و ترک دگرے کردم و رفت.

و مرقد منور او بفریومد در صومعه والد اوست در پهلوئے پدر رحمهم الله علیهم اما چون مورخان در حالات سربداران خوضے نموده اند و فضلاء تاریخی در باب احوال ایشان نوشته اند واجب نمود درین تذکره انتخابے از تاریخ ایشان نموده شود چه آن طائفه فرقه بوده اند شجاع و مردانه و محتشم و بعد از وفات سلطان ابوسعید خان قریب پنجاه سال در اکثر بلاد خراسان حکومت و سلطنت کرده اند و چون تاریخ سربداران از حوصله ضبط مورخان بیرون رفته لکن اطنابی درین باب روی خالی از فائده نخواهد بود باید دانست که سربداران چه مردمانند و تسمیه ایشان چیست و چند کس از ایشان حکومت کرده اند اول عبدالرزاق است دویم وجیه الدین مسعود برادر عبدالرزاق سیم شمس الدین فضل الله چهارم خواجه علی شمس الدین پنجم یحیی کرابی ششم ظهیر کرابی هفتم حیدر قصاب هشتم حسن دامغانی نهم علی مؤید. عبدالرزاق اول سربداران بود و او پسر خواجه فضل الله باشتینی است که در اصل از خدام شاه جوین بوده و باشتین قریه ایست از قرائے

سبزوار و خواجه فضل الله مرد محتشم و بزرگ بوده و در املاک و اسباب دنیوی در ناحیه بیهق نظیر نداشته و
و او را سه پسر بوده مهین عبدالرزاق و کهتر وجیه الدین مسعود و بعد ازان شمس الدین و عبدالرزاق
جوانی مردانه و شجاع و تمام قد و نیکو صورت بوده و از سبزوار بملازمت سلطان ابوسعید خان
بآذربایجان رفت و خان چون در او آثار مردانگی و شجاعت فهم کرد او را تربیت کرد و بیساولی
ساخت و چندگاه بدین شغل اشتغال داشت خان او را بجهت تحصیل اموال بکرمان فرستاد
چون وجوه بتحصیل وصول یافت باندک فرصتی تمام وجوه را برانداخت و تلف ساخت متردد
و مضطرب میبود رجوع بوطن نمود تا املاک پدر را فروخته در باقی دیوان تن نماید در راه خبر وفات
سلطان ابوسعید بدو رسید خرم شد و بهمانی بده باشتین درآمد و اقربا را دریافت و آنچه شنیده بود
بازگفت اتباع و اقربای او گله کردند که خواهرزاده علاء الدین محمد فریومدی آمده چند روز است
که درین دیه بیدادی و جور میکند و از ما شراب و شاهد میطلبد عبدالرزاق گفت دنیا بهم
برآمده درچنین حالی عار و ننگ روستائی بیچاره را چرا باید کشید و هم در همان شب بر
سر خواهرزاده علاء الدین محمد رفتند و او را دستگیر کرده بقتل رسانیدند و علی الصباح در بیرون
دیه باشتین داری زدند و دستارها و طاقیها بردار کردند و تیر و سنگ بر او میزدند و خود را سربدار
نام نهادند و هفتصد کس با عبدالرزاق عهد و بیعت کردند این خبر چون بعلاء الدین محمد
رسید خواجه جمال الدین محمد را با یک هزار سوار مسلح فرستاد تا دفع ایشان نماید در ظاهر قریه مغیثه
حرب کردند و لشکر خواجه علاء الدین محمد را شکستند و عبدالرزاق مسعود را گفت که زود باید رفت
تا کار علاء الدین محمد بسازیم و در عقب لشکر شکسته تا فریومد راندند خواجه علاء الدین محمد از ایشان
خبر یافته فرار کرد و با سی صد مرد بجانب استراباد رفت و سرداران در عقب او روانه شدند و
در قریه دلاباد از عمده کوهسار کبود جامه خواجه را گرفتند و بشهادت رسانیدند و کان ذالک
فی شهور سنه سبع و ثلاثین و سبعمائه و بعد ازان اموال و خزائن خواجه علاء الدین محمد را غارت
کردند و بطرف باشتین مراجعت نمودند بالفور عزیمت شهر سبزوار کردند و شهر را فتح کردند و از اتفاقات
حسنه و آثار سعادت ایشان بود که دران حین امیر عبدالله مولائی دختر خواجه علاء الدین محمد را خواستگاری
می‌نمود و از ترشیز چهل شتر قماش و زر و ابریشم بتربیه می‌فرستاد و از راه بیابان بقریه دونیه رسید

امکان بیهق رسیده بودند که خبر بعبدالرزاق رسید برادر خود مسعود را فرستاد تا آن مال را بالکل تصرف کردند و قوتی و شوکتی یافتند و اسپان و گله سلطان ابوسعید خان و خواجه علاء الدین محمد را نیز قریب بسه هزار اسب که در اولنگ رادگان و سلطان میدان بود عبدالرزاق به خود رفته آن اسپان را تصرف نمود و بسبزوار آمد و دو هزار پیاده را سوار ساخت و خطبه بنام خود خوانده و مدت یک سال و دو ماه حکومت کرد و جوین و اسفراین و جاجرم دیار و خجند را در تصرف خود آورد و اما مرد فاسق بود و بدخو و مردم آزار بود و در ماه صفر سنه ثمان و ثلاثین و سبعمائه بر دست برادرش خواجه وجیه الدین مسعود کشته شده سبب کشتن آن بود که چون عبدالرزاق حکومت یافت کس پیش خاتون خواجه عبدالحق ابن خواجه علاء الدین هندوی فریومدی که وزیر خراسان بود فرستاد که او را بنکاح خود در آورد خاتون عار داشت که زن او شود جواب فرستاد که من بعد از شوهر عهد کرده ام که شوهر نکنم عبدالرزاق این سخن بشنید باز فرستاد که اگر بخوشی میسر نشود به تحکم این کار خواهم کرد خاتون از نام و ننگ اندیشه کرد و گفت مرا امیر ده روز مهلت دهد تا کار ساختگی کنم بعد از آن هرچه فرماید حاکم است و بعد از هفته بشب از قلعه سبزوار بگریخت و عزیمت نیشابور کرد تا خود را پیش امیر ارغون شاه جان قربانی که در آن روزگار پادشاه نیشاپور و طوس بود برساند امیر عبدالرزاق خواجه مسعود برادر خود را در عقب خاتون فرستاد تا او را و متعلقان او را باز گرداند مسعود در رباط سنگلیدر با و رسید خاتون جزع و زاری نمود که ای خواجه تو میدانی که برادرت مرد فاسق و بی اعتبار است و من ضعیفه آدمی زاده ام خالصاً لله بر آن مباش که من رسوا شوم و خواجه مسعود مرد متدین و خدا ترس بود خاتون را گفت بسلامت برو که مرا با تو کاری نیست و بازگشت عبدالرزاق گفت خاتون را آوردی گفت بدو نرسیدم عبدالرزاق او را ناسزا گفت که تو مرد نیستی مسعود بجواب گفت تو مرد مسلمان نشاید گفت که بنیاد کار خود بر فساد نهاده عبدالرزاق خواست تا ضربتی بدو زند مسعود پیش دستی کرده بشمشیر کشید و عبدالرزاق خود را از دریچه حصار بخاک ریز قلعه افگند گردنش خورد بشکست و مسعود بر جای او بحکومت نشست و اهالی خراسان و بزرگان این کار از مسعود پسندیده داشتند و کان ذالک فی شهور سنه ثمان و ثلاثین و سبعمائه۔

جلوس خواجه وجیه الدین مسعود بن فضل الله باشتینی رهٔ،

مردے نیکو خلق و شجاع و صاحب دولت بود مرتبهٔ او در زمرهٔ اعلیٰ یافت و نیشابور وجام را مسخر ساخت و ارغون شاه جان قربانی از و منهزم شد و مقصد غلام ترک داشت و دوازده هزار سپاهی را علوفه داد و با دو هزار مرد در یک روز هفتاد هزار مرد را در نیشابور از لشکر جان قربانی بشکست و هشت هزار مرد سواره و پیاده را در صباح در قریه پوست فروش که همراه امیر محمد ترکمان بودند زد و بیست هزار مرد را نماز پیشین در دیه بقیشان که همراه قرابوقای جان قربانی بودند بشکست و نماز دیگر همان روز ارغون شاه با سی هزار مرد بسر او رسید و در صحرائے اروند خویش او را نیز بزد و از عهد آدم تا زمان او این کار هیچ آفریده نکرده و مورخان نیاورده اند و خواجه مسعود در آخر مرید شیخ الشیوخ حسن جوری قدس سره شد و باتفاق شیخ قصد طغا تیمور خان کردند و در لب آب اترک با خان مصاف دادند و خان با وجود آنکه هفتاد هزار مرد داشت و ایشان دوازده هزار مرد بودند خان را بشکستند و دیگر باتفاق شیخ بقصد ملک حسین کرت لشکر کشید و ملک با ایشان در ولایت زاوه مصاف داد ملک را نیز بشکستند اما خواجه مسعود شخصے را فرمود تا ضربتے بر شیخ حسن بزد و شیخ کشته شد و شکست ملک حسین معکوس شد و مردم ملک جمع شدند و خواجه مسعود هزیمت کرده بسبزوار آمد و کان ذلک فی شهور سنه ثلاث و اربعین و سبعمائه و چون اکثر بلاد خراسان بتصرف خواجه مسعود در آمد قصد فیروز کوه و رستمدار کرد و آن ولایت را مسخر کرد و بوقت مراجعت ملک رستمدار او را بجائے تنگ و بیشه و کوه برود یاغی شده شبیخون کرد و لشکر سیاه پوش گرد او در آمدند و او و اغلب لشکرش دران حدود کشته شدند فی اواخر ربیع الاول سنه خمس و اربعین و سبعمائه حکومت خواجه مسعود هفت سال و چهار ماه بود و وسعت ملک او از جام تا دامغان و از خبوشان تا ترشیز بوده و جماعتے دیگر که از سربداران بعد از و حکومت کرده اند نوکران و نوابان او بوده اند و صاحبقران سربداران خواجه وجیه الدین مسعود است و بعد از غلام او آقا محمد تیمور دو سال و دو ماه حکومت کرد و بر دست خواجه علی شمس الدین شهید شد و سائر لشکر سربدار در ۷۴۷ھ کشته شدند و بعد از آقا محمد تیمور کلو اسفندیار که یکے از نوکران خواجه مسعود بود بمسند حکومت بنشست و یک

سال و یک ماه حکومت نمود وچون مردم ذل وددن بوده کار حکومت از وے زینتے نداشت
باز لشکر سربدار باستصواب خواجه علی شمس الدین بروے خروج کردند و در چهاردهم جمادی الآخر سنه
ثمان واربعین و سبعمائه او را کشتند و میخواستند که خواجه لطف الله بن خواجه مسعود را که او را میرزا گفتندی
بر تخت سلطنت نشانند خواجه علی شمس الدین مصلحت ندید که او طفل است و راه و رسم سلطنت
ندارد و نمے داند خواجه شمس الدین بن فضل الله را که عم او بود بنیابت او بکار حکومت نصب کردند
تا وقتیکه لطف الله شائستهٔ حکومت شود و او هفت ماه سلطنت بعاریت کرد و مردے خواجه
وش و رعیت شکل بوده خود را خلع کرد که من بدین کار شایسته نیستم و چهار خروار ابریشم از خزانه برگرفت
و از غوغائے سلطنت جان بسلامت بیرون برد و مملکت را بخواجه علی شمس الدین سپرد و کان
ذلک فی ذالحجه سنه تسع واربعین و سبعمائه ۔

ذکر جلوس خواجه شمس الدین حشمی ره

او مردے دانا و مردانه بود کار سربداران را رواجے داد و با سلطان روزگار طغا تیمور خان
صلح کرد و ایران جمله که ولایاتے که بتصرف خواجه مسعود بوده بتصرف او باشد سجده هزار مرد را مرسوم
داد و رعیت را مرفه الحال داشتی و بکفایت زندگانی نمودی و با محترفات سبزوار شریک شدے
مرسوم مردم را برات ننوشتی و در مجلس خود نقد شمردے و دادی و امیر سید عزالدین سوغندی
که پدر سید قوام الدین است که سادات ساری و حکام آنجا از نسل وے اند بروزگار خواجه علی
شمس الدین پیشوائے درویشان حسینه بود و از خواجه علی اندیشناک و متوهم شد و امیر قوام الدین
را همراه داشته بطرف مازندران روانه شد و در راه بجوار رحمت ایزدی انتقال نمود و امیر قوام الدین
بطریقه پدر بطاعت و ریاضت مشغول شد و اهل ساری و مازندران مرید او شدند و سلطنت آن
دیار تا بدین روزگار در تصرف اولاد و اعقاب او ست اما خواجه علی شمس الدین ابواب فساد را
در سبزوار مسدود ساخت و پانصد فاحشه را زنده در چاه انداخت و سیاست او بمرتبه بود که هر کس
از ارباب و لشکرے طلب کردے وصیت نامه نوشتندے آنگاه نزد او رفتندے و در سبزوار
انبارے ساخت که شتر با بار بر بام او رفتندے و مسجد جامع سبزوار را عمارت کرد و حوضے و

پایابے درمیان مسجد جامع سبزوار ساخت و بعضے مردم سبزوار نسب او را بحجاج بن یوسف ثقفی میرسانند و در جبهه خانه او پنج جبیه پر روزے مکمل شدے و بر اکثر بلاد خراسان پنجسال بکسے بحکم حکومت با استقلال کردے و چون مرد فحش گوی و بدزبان بود اکابر از و نفور شدند و حیدر قصاب در قلعهٔ سبزوار او را بکشت و در شهور سنه است و خمسین سبعمائه عمر او پنجاه و شش سال بود۔

جلوس امیر یحیی کرابی ره

و کراب از قرار بیهق است و خواجه یحیی نوکر خواجه مسعود بوده پیش خواجه مقرب بودے و مردے بزرگ زاده است بعد از خواجه علی شمس الدین بر مسند حکومت قرار یافت و سپهسالاری به پهلوان حیدر قصاب داد و در ولایت سربدار بغیر نود و طوس را از تصرف جانی قربانی و امیر علی رمضان بیرون آورد و خرابیهاے که لشکر جانی قربانی در طوس کرده بودند بتلافی آن مشغول شد و قنوات ولایت طوس و مشهد را جاری ساخت و درویشان شیخ حسن را حرمت مے داشت و در روزگار او لشکر غازان خان که پادشاه سمرقند بود تا حدود بیهق آمدند و امیر یحیی پذیره شد خواست تا جنگ کند آن لشکر از و منهزم شده با صلح مراجعت نمودند و در اول سلطنت خواجه یحیی با طغا تیمور خان صلح نمود و در ثانی الحال در سلطان و دین استرابا و قصد طغا تیمور خان کرد و در روز طوی بزرگ طغا تیمور خان را شهید ساخت و این صورت بشرح قبل ازین گذشته و در شهور سنه تسع و خمسین و سبعمائه امیر یحیی کرابی بر دست مقربان و نوکران خود بسعی برادر زن او علاء الدوله شهید شد و چهار سال و هشت ماه از دامغان تا جام بجز ده بیست و دو هزار لشکرے داشت مردے نماز گذار و اهل طاعت و تلاوت کلام الله بود اما قتال بے باک بود و گاه گاه خشکی دماغ و جنون او را عارض شدے و بعد از و پهلوان حیدر قصاب و اکابر سربدار برادر خواجه یحیی ظهیر الدین کرابی را در مسند حکومت نشاندند جلوس خواجه ظهیر الدین کرابی و او مردے فقیر مشرب و کم آزار بود و یک سال بنام حکومت موسوم بود و بلهو و لعب نرد مشغول بودے و در زمان او سربداران تنزل یافتند پهلوان حیدر گفت که مردم از تو نا امید اند خواجه ظهیر گفت که من در اول مے دانستم که این کار را تعهد نمیتوانم

کرد بالحاح شما اختیار نمودم اکنون قربة للّٰه دست از من بدارید تا بفراغت بدرویشی خود مشغول
شوم و خود را از حکومت عزل کرده و کوچ و اطفال خود را از قلعه سفید بند که در شهر سبزوار بقربه
کراب برد و غلت خواجه ظهیر در سیزدهم رجب سنه ستین و سبعمائه بوده است

خوش بخت کسانیکه زپا بنشستند | در بر رخ مردمان نادان بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند | وز دست و زبان حرفگیران رستند

جلوس پهلوان حیدر قصاب

او از دیه جشم است و نوکر خواجه علی شمس الدین بود و در روزگار مشارالیه یکے از تربیت
یافتگان حیدر بوده و بعد از خواجه علی شمس الدین در میان سربداران حشمتے یافت مردے پهلوان
و اہل مروت بوده و سفرهٔ عام داشته مدت یک سال و یک ماه حکومت کرد نصر اللّٰه
باشتینی در اسفراین بدر وباغی شد و او پنج هزار مرد بدر قلعه اسفرائن آورد و مدت یک ماه حصار
را در بندان کرد و بعد از ان روزے پهلوان حسن دامغانی که از بزرگان سربدار بوده و سپهسالار
پهلوان حیدر قصاب بوده با محمد حنظابادے و قتلوق بوقا اتفاق کردند و در طهارت گاه پهلوان
حیدر را زخم زده شهید کردند و در بیرون حصار شهر سر او را بریدند و پهلوان نصر اللّٰه و پهلوان حسن دامغانی
هر دو اتابک خواجه لطف اللّٰه بودند نقاره بنام امیرزاده لطف اللّٰه زدند و سر پهلوان حیدر را بسبزوار
فرستادند و کان ذلک فی شهر ربیع الثانی سنه احدی و ستین و سبعمائه

جلوس امیرزاده لطف اللّٰه بن مسعود

چون پهلوان حیدر بدر حصار اسفرائن کشته شد پهلوان حسن دامغانی و خواجه نصر اللّٰه
باشتینی که از اکابر و امرائے سربدار بودند امیرزاده لطف اللّٰه را بر تخت مملکت نشاندند و ارباب
و اہالی سبزوار بدین کار شادمانیها نمودند و باستقبال امیرزاده بیرون آمدند که آب رفته باز در
جوئے آمد و تهنیت ها کردند و نثارها ریختند و چون حکومت او بیک سال و سه ماه رسید
میان او و پهلوان حسن دامغانی بر سر کشتی گیران سبزوار تعصب دست داد و امیرزاده لطف اللّٰه

پهلوان حسن را دشنام داد و پهلوان حسن با او کینه ور شد و در شب بسبزوار رفت و او را دست گیر کرد و نقاره بنام خود زد و امیرزاده لطف الله را بند کرده بقلعه دستجردان فرستاد و در آخر رجب سنه اثنی و ستین و سبعمائه او را بقتل رسانیدند۔

جلوس پهلوان حسن دامغانی

مرو پر دل و جوان مرد بوده اما در رای و تدبیر خطا نموده و میان او و درویش عزیز مجدی تنازع افتاد و لشکر کشیده مشهد مقدس را مسخر ساخت درویش عزیز در انجا بعبادت مشغول بود او را بگرفت و گفت تو مرد اهل طاعتی از خدا می ترسم که ترا بکشم برخیز و از ملک من بیرون رو درویش عزیز اجابت کرد و او را دو خروار ابریشم داد و از مملکش اخراج کرد و بطرف اصفهان رفت و در زمان خواجه حسن دامغانی امیر ولی در استراباد استیصال یافته بود و میان او و امیر ولی منازعت افتاد و پهلوان حسن شش هزار سوار مکمل دو اسپه باستراباد برد و امیر ولی با هفت صد سوار لشکر پهلوان حسن را شکست داد درین حال خواجه علی مؤید خسر خود را که امیر نصر الله کهستانی مے گفتند در دامغان بگرفت و درویش عزیز را که پهلوان حسن او را از خراسان اخراج کرده بود از اصفهان طلب کرد خواجه نصر الله را بطرف کعبه روانه ساخت و فرصت یافت و باتفاق درویش عزیز دم سلطنت زدند و مردمی که از جنگ گاه امیر ولی از لشکر پهلوان حسن گریخته بودند بسیارے باوازه خواجه علی مؤید بدامغان رفتند و او را بسبزوار دعوت کردند و او هزار سوار دو اسپه باتفاق درویش عزیز برداشت و عزیمت سبزوار کرد و در روز در مغاکی فرود مے آمدند و شب میراندند و خواجه حسن دامغانی درین حال بعد از هزیمت استراباد بمحاصرهٔ قلعه شقان مشغول بود و خواجه علی مؤید صبحگاہے که دروازهٔ سبزوار کشادند بسبزوار دخول کرد و مردمان مے پنداشتند که پهلوان حسن رسید دعا مے کردند که آفتاب دولت خواجه حسن بکوه پیوسته یاد و بابا شمس مسکین مگیفت که حسن بعلی مبدل شد مردم را تحقیق شد که این خواجه علی مؤید است و خواجه نقاره بنام خود زد و خواجه یونس سمنانی را که وزیر پهلوان حسن بود بردار کرد و تعزیت خواجه لطف الله بداشت و کتابت بسبزواران سبزوار نوشت که شما بدین دامغانی حرام نمک بد اصل چه میکنید و از ملازمت او عار ندارید اینک خزینه

راقسمت مے کنم اگر دیر رسید یہ مفلس خواہید شد باید کہ سر حسن دامغانی را ہمراہ بیاورید واگر نہ بدین جانب میاید کہ زن و بچہ شما در معرض تلف خواہد بود پہلوان حسن در شقان بود کہ خط خواجہ علی موید بسرداران رسید با حسن خلاف کردند و اورا دستگیر کردند او دانست کہ کار از دست رفتہ زاری مے کرد کہ مرا زندہ پیش درویش عزیز برید کہ بد و نیکوئی کردہ ام و را سخن نگذاشتند و فخر الدین غلطانی را فرمودند تا اورا گردن زد و سر اورا بسبزوار فرستاد وکان ذالک فی شہور سنہ ست و ستین و سبعمائہ و ایام حکومت پہلوان حسن چہار سال و چہار ماہ بود و در ایام او طوس از تصرف سربدار بیرون رفت۔

جلوس خواجہ نجم الدین علی موید

مردے سعادت مند و اہل دل بودہ و اصیل زادہ و از روزگار خواجہ مسعود در میان سربدار صاحب اختیار بودہ و بے مشورت او کار بفیصل نمے رسید و بعد از پہلوان حسن دامغانی بر سر حکومت باستقلال متمکن شد و کارہا ضبط نمود و رعیت را استمالت داد و در سنہ ست و ستین و سبعمائہ بر مستقر کامرانی قرار یافت و خطبہ و سکہ بنام خود فرمود و در روزگار او خلائق آسودہ گشتند و از رعایا نیم حبہ نگرفتے و یک دینار دیگر تعرض نرسانیدے و بکدخدائے در زمان سلطنت خود شروع نمود و پیوستہ جامہ بے تکلف پوشیدے و در سفرہ او خاص و عام محظوظ گشتندے و ہر سال نوخانہ خود را تاراج دادے و شبہا در محلات بیوہ زنان را طعام دادے اول کارے کہ کرد درویش عزیز را بکشت و منکر درویشان شیخ حسن شد و مزار شیخ حسن و شیخ خلیفہ را مبرز بازار ساخت و در ممالک سربدار بیفزود و ترشیز و کوہستان و طبس و کیلکی را مسخر ساخت و از دامغان تا سرخس بحوزہ تصرف او در آمد و در دولت خود با حضرت امیر کبیر صاحب قران امیر تیمور گورگان یک جہتے و مصادقت کردے و دوستی و محبت نمودے و بکرات اورا با امیر ولی مصاف دست داد و خصومت ایشان از حد تجاوز کرد و امیر ولی شہر سبزوار را محاصرہ کرد و خواجہ علی موید استعانت بامیر کبیر تیمور گورگان برد و تا تونام شخصے را بسمرقند فرستاد پیش امیر صاحب قران و بعد از چہار ماہ صاحب قران اعظم امیر تیمور گورگان لشکر بخراسان کشید و خواجہ علی موید تا سرخس

باستقبال امیر تیمور گورگان نموده بنوازش سلطانی مشرف شد و امیر کبیر را از استقبال او با او مصادقت واقع شد و خواجه علی مملکت خراسان را با امیر تیمور گورگان سپرد و خود بملازمت صاحبقرانی مشغول گشت و حالات خواجه علی مؤید طویل است و درین تذکره اراد مجموع نمود حکایت کنند که صاحبقران را با او التفات تمام بودے و یک زمان از صحبت او شکیب نداشتی و بارها بر زبان مبارک راندی که من بعجز خود متیقن ترو پر قاعده تر از خواجه علی مؤید مردے ندیده ام و امیر تیمور محمود چندانکه سلطنت خراسان را بدو عرض کرد قبول نکرد و گفت مے خواهم که آخر عمر در قدم شما بسر برم مدت هفت سال خواجه علی مؤید با صاحبقران مصاحب بود و ملازمت مے نمود با خواهرزادگان و اقربا و سلطنت خواجه علی مؤید از ولایت نسا تا ولایت تون و قاین و از سرحد جام تا دامغان هجده سال بود و هفتاد و سه سال عمر یافت و در مصاحبت صاحبقران اعظم امیر تیمور گورگان انار الله برهانه و در ولایت عیزه که من اعمال خوزستان است در شهور سنه ثمان و ثمانین و سبعمائه بسعادت شهادت مشرف شد و نعش او را بسبزوار آوردند و از توهم در ویشان شیخ حسن او را مخفی دفن کردند و بعضے گویند در گنبد امام زاده خسرو جرد است و بعضے گویند که در قدمگاه امام حسن ماه روئے که در سوق شهر سبزوار واقع است مدفون است و عزیزی در تاریخ وفات خواجه علی مؤید این بیت گفته است۔

بروال محمدؐ چو نهی یک نقطه   تاریخ وفات نجم دین خواجه علیست

و بعد از خواجه علی مؤید از سرداران سلطنت منتقل شد و خراسان با ممالک سلطان صاحب قران امیر تیمور گورگان منضم شد۔

ذکر املح الظرفا و زبدة الفضلا عبید زاکانی رہ

مرد خوش طبع و اهل فضل بوده هر چند فاضلان او را از جمله هزالان مے دانند اما در فنون و علوم صاحب وقوف است و در روزگار شاه ابواسحق در شیراز به تحصیل علوم مشغول بودے گویند نسخهٔ در علم معانی تصنیف نموده بنام شاه ابواسحق و میخواست که آن نسخه را بعرض شاه رساند گفتند که مسخره آمده است و شاه بدو مشغول است عبید تعجب نمود و گفت هرگاه تقرب سلطان

بمسخرگی میسر گردد و هزالان مقبول و علما و فضلا محجوب و منکوب باشند چرا باید که کسے رنج تکرار پردازد و بیهوده دماغ لطیف را بدود چراغ مدرسه کثیف سازد مجلس شاه ابواسحق تا رفته مترنم این رباعی گشت۔

در علم و هنر چو من مشو صاحب فن — تا نزد عزیزان نشوی خوار چو من
خواهی که شوی قبول ارباب زمن — کنگ آور و کنگری کن و کنگره زن

و عزیزی او را ملامت کرد که از علم و فضایل اجتناب با وجود فضیلت و هنر که ترا است بخسائس مشغول بودن از طریق عقل بعید مے نماید عبید این قطعه بخواند

اے خواجه مکن تا بتوانی طلب علم — کاندر طلب راتب هر روزه بمانی
رو مسخرگی پیشه کن و مطربی آموز — تا داد خود از کهتر و مهتر بستانی

و هزلیات و مطایبات و اهاجے خواجه عبید و رسایل که درین باب تالیف نموده شهرتے عظیم دارد و ایراد این نوع کلام درین کتاب پسندیده نیاید حکایت کنند که جهان خاتون نام ظریفه و مستعده روزگار و جمیلهٔ دهر و شهرهٔ شهر بوده و اشعار دلپذیر دارد و این مطلع در توحید اوراست

مصوریست که صورت ز آب میسازد — ز ذرهٔ فدهٔ خاک آفتاب می سازد

و جهان خاتون را با عبید مشاعره و مناظره است و عبید در حق جهان خاتون گوید۔

گر غزلهاے جهان رونے بهندستان فتد — روح خسرو با حسن گوید که این کس گفته است

گویند که خواجه امین الدین که در عهد شاه ابواسحق وزیرے با قدر و منزلت بوده جهان خاتون را بنکاح خود آورده و خواجه عبید درین باب میگوید۔

وزیرا جهان قحبهٔ بے وفاست — ترا از چنین قحبهٔ ننگ نیست
بروکس فراخی دگر را بخواه — خدای جهان را جهان تنگ نیست

و خواجه سلمان در حق عبید این قطعه گوید۔

جهنمی و هجا گو عبید زاکانی — مقرر است به بیدولتی و بیدینی
اگرچه نیست ز قزوین و روستازاده است — ولیک میشود اندر حدیث قزوینی

و زاکان از اعمال قزوین است حکایت کنند که خواجه سلمان نوبتے در سفر محتشم وار بر کنار

ابی فرود آمده بود عبید زاکانی پیاده بدان مجلس رسید سلمان گفت که ای برادر از کجا میرسی گفت از قزوین گفت از اشعار سلمان یاد داری گفت یک دو بیت یاد دارم گفت بخوان این دو بیت را برخواند عبید

من خراباتیم و باده پرست　　در خرابات مغان عاشق و مست
می کشندم چو سبو دوش بدوش　　می برندم چو قدح دست بدست

این دو بیت برخواند و گفت خواجه سلمان مرد بزرگ و فاضل است این نوع شعر را امرا گمان نیست که بدو نسبت توان داد غالب ظن من آن است که این شعر را زن خواجه سلمان گفته باشد چه این نوع سخن بدو نسبت کردن اولی است خواجه سلمان بهم برآمد و از روی فراست دریافت که این مرد نیست مگر عبید زاکانی و سوگندش داد و اقرار کرد که من عبیدم و با خواجه سلمان عتاب کرد که تا دیده هجو کردن عجیب فضلاست و من عزیمت بغداد خاص بجهت تو کرده بودم تا ترا سزا دهم بخت مساعدت تو شد که از زبان من ایمن گشتی خواجه سلمان عبید را خدمتکاری نموده سوار ساخت و نقد و لباس بدو بخشید و بعد الیوم با یکدیگر مصاحبت نمودند و همواره خواجه سلمان از زبان عبید هراسان بود و او را مراعات کردی و در گرفتاری قرض خواهان گوید

غزل

هر دم بعیش خوشدل و من مبتلای قرض　　هر کس بعیش مشغلی و من در بلای قرض
قرض خدای و قرض خلایق بگردنم　　آیا ادای فرض کنم یا ادای قرض
در کوچه قرض دارم و اندر محله قرض　　در شهر قرض دارم و اندر سرای قرض
نعره کنم بقلزم و نیل از وجود خویش　　گر بشنوم دهند بشهری سرای قرض
عمرم چو ابر رفته گدایان بباد رفت　　از بسکه خواستم زر و هر گدای قرض
گر خواجه تربیت نکند مر عبید را　　مسکین چگونه باز رهد از جفای قرض

بجلال و قدر ذو الجلال و کفی بالله شهیدا که از روزگار عبید گذشته این و منضدی چون این مظلوم که مؤلف این تذکره است هیچکس را در نیافته از یکطرف بفلاکت و غیبی مبتلا است و طرفی دیگر از هجوم قرض خواهان در بلاست حسید از این عبد سکسارتر بود چه اگر قرض داشت

محصل نداشت اگر چه از وے خرید ند بهزل مشغول مے بود و از سفره بزرگان نانے مے ربود
این دعاگو که از آغاز تا شیر صبح سعادت این خانواده دولت راینده زاده بوده باشد و اجداد این
مستمند درین دولت جان سپاری و نیکو بندگی کرده باشند الیوم بذلت خاک شوری لب
نانے حاصل سازد و محصلان شدید و ظلم وران پلید این لقمه را از و در ربایند و این بنده ملک
پدرے و موروثی روز بروز بفروشد و از در خانهائے بدگمانان قرض کند و از نهیب محصل روز
چون خفاش در سوراخی شود و شب بدر خانهائے عملداران داد خواهی نماید لیکن اگر وقوف یابند
ارباب حکم و فرمان این مذلت در حق این خاکسار نپسندند و عبید راست۔

رسد به پیشی رویت جمال مه به کمال — بر فور نکهت مویت صبا خبر بشمال
زند به تیر نظر غمزه ات نشانه مهر — کشد بگوشه چشم ابرویت کمان کمال
توئی که آب حیات از لبت بود سایل — خوشا کسی که کند با لبت جواب و سوال
کسے گزید بدندان کام آن لب لعل — که شد زبان زده در هر دهن بسان خلال
صبا به پیشی زلفت نهاد در دم صبح — هزار سلسله بر دست و پائے آب زلال
فگند در پس هر هفت پرده مردم چشم — با نتظار تو پیوسته جائے خواب و خیال
حرام گشت بغیر از عبید در عشقت — بشاعران تخیل نمائے سحر حلال

اما شاه ابو اسحق پیشتر از خروج آل مظفر حاکم شیراز و فارس بود پادشاهے مستعد و
شاعر بوده و هنرمندان را تربیت کردے و فضلاء و شعرا را مکرم و موقر داشتی و از نتراو محمد شاه
انجو ست که در عهد غازان خان او را بحکومت فارس فرستاده بود و شاه ابو اسحق پادشاه نیکو اخلاق
و پاکیزه سیرت بوده است و اما همواره بعیش و لهو و طرب مشغول بودی و بمعظمات امور پادشاهی
نپرداختے محمد مظفر بروے خروج کرد و او را و خاندان او را مستاصل ساخت حکایت کنند که محمد مظفر
از یزد لشکر کشید و بشیراز بقصد ابو اسحق آمد و او بعیش و لهو مشغول بود چند انکه امرا او را گفتندے
اینک خصم رسید تغافل کردی تا حدے که گفت هر کس ازین نوع که در مجلس من سخن کند او را
سیاست کنم هیچ آفریده خبر دشمن بدو نمے رسانید تا محمد مظفر بر در شیراز نزول کرد این مهم
را بدو نمے گفتند امین الدین جهرمی که ندیم و مقرب شاه بود روزے شاه را گفت بر خیز تا

بربام تماشای بهار و تفرج شگوفه زارها نمائیم که عالم رشک بهشت برین و زمین غیرت کارگاه
چین شده و شاه را بدین بهانه بربام کوشک برد شاه دید و دریای لشکر در بیرون شهر مواجست
پرسید که این چه می شود وزیر گفت لشکر محمد مظفر است شاه تبسمی کرد که عجب ابله مردکی
است محمد مظفر که درچنین نوبهاری خود را و ما را از عیش دور میگرداند و این بیت از شاهنامه
برخواند و از بام فرود آمد **بیت**

بیا تا یک امشب تماشا کنیم	چو فردا رسد فکر فردا کنیم

فضلا این غفلت ازو پسندیده نداشتند و عنقریب ملک ازو بدست دشمن منتقل شد و او
بردست سلاطین آل مظفر هلاک شد و کان ذلک فی شهور سنه سبع و اربعین و سبعمائه و
این بیت درین حال مناسب است **بیت**

ای شاه غافل ببازی نشست	که دولت ببازی برفتش زدست

و رعایای پارس را بادر دولت او وقت خوش بود و بعد از شاه ابواسحق مردم فارس
بدحال شدند و تاسف روزگار او می خوردند و خواجه حافظ شیرازی گوید

بعهد سلطنت شاه شیخ ابواسحق	به پنج شخص عجب ملک فارس بود آباد
نخست پادشهی همچو او ولایت بخش	که گوی عدل ربود او بعدل و بخشش داد
دویم بقیه ابدال شیخ امین الدین	که بود داخل اقطاب و مجمع اوتاد
سوم چو قاضی عادل اصیل ملت و دین	که قاضی به ازو آسمان ندارد یاد
دگر چو قاضی فاضل عضد که در تصنیف	بنای شرح مواقف بنام شاه نهاد
دگر کریم چو حاجی قوام دریادل	که او بجود چو حاتم همی صلا درداد
نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند	خدای عزوجل جمله را بیامرزاد

ذکر سید فاضل جلال الدین عضد

سید صحیح النسب است و فاضل و شریف الحسب و اصل او از دار العباد یزد بوده
پدر او سید عضد بروزگار محمد مظفر وزیر بود و حکایت کنند که روزی محمد مظفر بمکتب در آمده

که سیدزاده بکتابت مشغول است پرسید که این کودک پسر کیست گفتند پسر عضد است و دید که جمال
الکمال دارد و فراستی زیبا و کلامی موزون معلم را پرسید که در مکتب خانه کدام کودک بهتر مینویسید
مولانا گفت هر کدام که قلم بهتر تراشد گفت که قلم بهتر تراشد گفت آنکه قلمتراش تیز دارد گفت
قلمتراش تیز ترکراست مولانا گفت هر کدام را پدر منعم تر و مشغول تر است گفت کدام را پدر منعم تر
باشد معلم گفت آنکه پدرش وزیر سلطان باشد محمد مظفر بروقت ذهن استاد آفرین کرد و سید
جلال را طلب فرمود و گفت بنویس تا خط ترا تماشا کنم سید بدیهه این قطعه را نظم کرده بدست
سید مظفر داد قطعه این است

چار چیز است که در سنگ اگر جمع شود — لعل و یاقوت شود سنگ بدان خارائی
پاکی طینت و اصل گهر و استعداد — تربیت کردن مهر از فلک مینائی
با من این هر سه صفت هست علی میباید — تربیت از توکه خورشید جهان آرائی

محمد مظفر در حسن خط و زیبائی شعر و قابلیت سید حیران ماند و عضد را گفت این پسر صاحب
فضل است و مرا آرزو که او را ملازمت فرمایم اما چون ساده رویست از زبان مردم اندیشم
در تربیت او تقصیر مکن و ده هزار درم بسید جلال بخشید که این مال را صرف مردم اهل کن و در
کسب فضایل اهمال مکن و سید جلال بعد ازان انواع فضایل حیازه کرده در شعر و شاعری
سرآمد روزگار خود بوده و سلطان سعید بایسنغر را التفات بدیوان جلال زیاده ازان بوده
که شرح توان کرد و شعر او را بر شعر اقران او فضل دادی و سید را در مدح آل مظفر قصاید یست
که ترجیع هفت رنگ میگوید و فضلا مسلم میدارند و مطلع آن قصیده این است

باز از شگوفه گشت فضای چمن سفید — و اطراف دشت گشت ز برگ سمن سفید
در جنب رنگ ژاله و سرخی لاله هست — دُرّ عدن سیاه و عقیق یمن سفید

و این غزل هم او راست

عاشقان اوّل قدم بر هر دو عالم میزنند — بعد ازان در کوی عشق از عاشقی دم میزنند
جرعه نوشان بلا را شادمانی در غمست — شادمان آندل که در وی سکه غم میزنند
تا برآمد از گدائی کام ما در کوی دوست — کوس سلطانی ما بر هر دو عالم میزنند

از خیالات رخش نگین همی باید دلم | حوریان قدس آبی بر جهنم میزنند
عقل کل با عشق میگوید که بر من رحم کن | زور مندان پنجه با افتادگان کم میزنند
خیل مژگانت دو صف آراسته از شرم هم | ریزش خون میشود هر دم که بر هم میزنند
ساکنان آستان عشق مانند جلال | از فراغت پشت پا بر ملک جم میزنند

ذکر مولانا حسن کاشی ره

از جمله مادحان حضرت شاه ولایت پناه امیر المومنین و امام المتقین و یعسوب المسلمین اسد الله الغالب ابی الحسن علی بن ابی طالب ع هیچکس متانت و لطافت او سخن نه گفته است مرد فاضل و دانش مند بوده اصل او از کاشان است اما در خطه عامل متولد شده و آن جا نشو و نما یافته چنانچه میگوید۔

رها کاشی اگر در خطه عامل بود | لیک از جد و پدر نسبت بکاشان میبرد

گویند مولانا حسن بعد از زیارت کعبه معظمه شرفه الله تعالی و حرم حضرت رسالت ص بعزم زیارت حضرت امیر المومنین ع بدیار عراق عرب افتاد به عتبه بوسی آن آستان شریف مشرف شد و این منقبت در روضه مطهره خواند۔

ای زبده آفرینش و پیشوای اهل دین | وی ز عزت تاج بازوی تو روح الامین

در آن شب حضرت شاه ولایت پناه را بخواب دید که عذرخواهی میکند که ای کاشی از راه دور و دراز آمده و ترا دو حق است بر ما یکی حق مهمانی و یکی حق شعر اکنون باید به بصره روی و آنجا بازرگانیست که او را مسعود بن افلح گویند از ما سلامش رسان و بگوی که در سفر بحر عمان درین سال کشتی تو خواست غرق شود یک هزار دینار بر ما نذر کردی و ما مدد کردیم و کشتی ترا بسلامت بساحل رسانیدیم اکنون از عهده بیرون ای و از خواجه بازرگان زر بستان کاشی ببصره آمد و آن خواجه را پیدا ساخت و پیغام امیر المومنین ببازرگان رسانید بازرگان از شادی بشگفت و سوگند خورد که من این حال بهیچکس نگفته ام و فی الحال زر را تسلیم کرد و خلعتی بر آن افزود و بشکرانه آنکه فریاد رس شاه ولایت شده دعوت مستوفا جهت صلحا و فقرای شهر داد و مولانا حسن

در عهد شباب مردی نیکو سیرت و خدا ترس و متقی بوده و غیر از مناقب ائمه نگفتی و بمدح ملوک اشتغال نکردی و قصاید او در مناقب شهرتے دارد و وفات مولانا حسن معلوم نبود که در چه تاریخ بوده و الله اعلم مدفن او در سلطانیه عراق است و در عهد سلطان محمد خدا بنده و اما شهر آمل از جمله بلاد قدیم است و بنائے آن گویند جمشید کرده و بعضے گویند فریدون ساخته حالیا چهار فرسنگ علامت شهریت آن محسوس میشود و در هر جائے زمین را بکاوند خشت پخته و سنگ ریخته ظاهر مے شود و چهار گنبد است دران شهر که مقبره فریدون و اولاد او دران جاست فی کل حال از روزگار فریدون تا زمان بهرام گور تخت گاه ربع مسکون آمل بوده و در کتاب ممالک و مسالک علی بن عیسی کحال حال این چنین آورده است۔

ذکر مولانا جلال الدین طبیب رہ

مردے اہل بوده بروزگار آل مظفر در فارس طبیب و حکیم بوده باوجود حکمت و طبابت شعر هم میگفت و علم شعر نیک مے دانسته و داستان گل و نوروز او نظم کرده در شهور سنه اربع و ثلاثین و سبعمایه و آن کتاب شهرتے عظیم دارد و در میان مبتدیان و جوانان متداول است هرچند مثنوی آن خالی از فتوری نیست اما روان و صاف است چنین گویند مولانا یحیی نیشاپوری در یک ماه بیست نسخه گل و نوروز نوشته از قدرت بر کتابت او تعجب است گویند مولانا جلال حقه مفرح از جهت شاه شجاع آورد و خواص آنرا درین قطعه نظم کرده نزد شاه شجاع عرض کرد۔

جلال ساخته است این مفرح دل خواه ... برسم پیشکش آورده نزد حضرت شاه

بدان قوی کند و طبع شاد و فکرت تیز ... حدیث نرم و زبان جاری و سخن کوتاه

شود بدیل مے ناب در تفرح طبع ... شود بجائے سقنقور در تهیج باه

وگر تناول او در شب اتفاق افتد ... منش غذا طلبید هم صبا مداد پگاه

جوانے آرد و پیری بدل کند بشباب ... موافق بدن است او چو روح بے اشتباه

شاه شجاع مولانا را از جهت این ترکیب و این نظم تحسین بلیغ فرموده و گفت اے مولانا

همه آنکه گفتی بسبحان است اما شکل کہ پیرے بجوانی بدل گردد کہ کافور جاے مشک گرفته وزاغ جاے سعون نشسته آب جوانی از جوے دیگر است ودرد پیری از خمخانه دیگر و این غزل او راست :-

از این دیار برفتیم و خوش دیارے بود
بآب دیده بشستیم اگر غبارے بود

ز آستان شریفت اگر فتادم دور
گمان مبر که درین کارم اختیارے بود

ولا بہجر بساز و بسوز باخواری
که وصل یار عجب روز و روزگاری بود

اگر بدولت وصلت نمیرسید گدا
نشست و خواست همین سگان دلی بود

جلال رفت و ترا بعد ازین شود معلوم
که این شکسته مسکین چگونه یاری بود

اما ابوالفوارس شاه شجاع چراغ دودمان آل مظفر بود و در علم و مراتب و فضایل یگانه روزگار است بعد از محمد مظفر در عراق عجم و فارس و کرمان سلطنت باستقلال یافت عالم پرور شاعر نواز بود و علما و فضلا در علوم بنام او تصانیف مرغوب پرداخته اند و مردے اہل فضل بوده گویند پیش مولانا قطب الدین رازی شرح مطالعه کردی و باوجود فضیلت مهابتی عظیم داشتی چنانکه ملوک اطراف از و اندیشناک بودند و بعد از روزگار پدرش میان او و برادرش شاه محمود بهمت مملکت تنازع بود و در اثنای خصومت محمود متوفی شد شاه شجاع مناسب این واقعه میگوید رباعی

محمود برادرم شه شیر مکین
می کرد خصومت از پے تاج و نگین

کردیم دو بخش تا بیاساید خلق
او زیر زمین گرفت و من روے زمین

سلطان اویس جلایر را در جواب گوید :-

ای شاه شجاع ملت و دولت و دین
خود را بجهان وارث محمود مبین

در روی زمین اگرچه هستی دو سه روز
باللہ که بهم رسید در زیر زمین

و شاه شجاع را با سلطان اویس دیگر باره مکاتبات است و این قطعه شاه شجاع بسلطان اویس فرستاد

ابوالفوارس دوران منم شجاع زمان
که نعل مرکب من تاج قیصر است و قباد

منم که نوبت آوازهٔ صلابت من
چو صیت همتم اندر بسیط غال افتاد

چو مهر تیغ گذارد و چو صبح عالمگیر
چو عقل راه نمای و چو شرع نیک افتاد

کمال صولتم از حیلهٔ کسان ایمن
بنای همتم از منت خسیس آزاد

نبرده عجز بدرگاه هیچ مخلوقی | که بر بنای تمکن نهاده ام بنیاد
بهیچ کار جهان روی دل نیاوردم | که آسمان در دولت بروی من بگشاد
تو رسم و خوی پدر گیر ای برادر من | که شوهریت نیاید ز دختر دل شاد
مکن مکن که پشیمان شوی در آخر کار | ز مکر روبه پیروز و لشکر بغداد
برو تو بابان پدر همچو من بمردی کوش | که خواهریت نیاید ز مادر دل شاد

و در جواب سلطان اویس گوید.

ایا شهی که باوصاف فضل موصوفی | شهنشهی چو تو از ما در زمانه نزاد
ز فاضلان و بزرگان و مهر و دانایان | کسی بمدح و بزرگی خود زبان نگشاد
بخوانده ام فراوان درین مختصر عمر | کتاب نظم و تواریخ نثر بر استاد
نخوانده ام نشنیدم ندیده ام هرگز | کسی که چشم پدر کور کرد و مادر کاد
صبا ز خطهٔ شیراز یک ره دیگر | همی سفر کن و بگذر بجانب بغداد
ببارگاه رفیع خلیفهٔ ایام | بنای خطبهٔ شاهان اویس بن دلشاد
سلام من برسان و بگوی بیارش | که چشم بد بجمال و جلال تو مرساد
مرا تو طعنه مزن زانکه در زمان شباب | جری بمی ز خطائی نه اختیار افتاد
وگر چنانکه در آری مرا و طعنه زنی | بجای نقی که مرا تاج و تخت شاهی داد
چنانکه زور بکاوم ز نی پدر را من | اگر بدست من افتی ترا بخواهم کاد

و شاه شجاع بعد از چهارده سال که بکامرانی و استقلال سلطنت کرد بحسرت تمام در روزگار شباب و ایام فضل و اکتساب جهان بی سامان را وداع فرمود روزگار ناسا بر جوانی و کامرانی او نبخشود و شجاع بود اما نه با سوار اجل هر بر بود اما نه بحکم ازل سر عجز

درویست اجل که نیست درمان او را | بر شاه و گداست حکم و فرمان او را
شاهی که بحکم دوش کرمان میخورد | امروز همی خورد کرمان او را

وفات شاه شجاع در شهور سنه ثلاث و ثمانین و سبعمایه بوده و در وقت رحلت مکتوبی بحضرت صاحبقران اعظم امیر تیمور انار الله برهانه نوشته و فرزندان و اعیان خود را سفارش نموده و سواد آن مکتوب مولانا فاضل کامل

بیت کہ گفتہ

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را　　بخال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را

حافظ زمین بوسید گفت اے سلطان عالم ازین نوع بخشندگی است کہ بدین روز افتادہ ام حضرت صاحبقران را این لطیفہ خوش آمد و پسند افتاد و با او عتابے نکرد بلکہ او را عنایتے فرمود حکایت کنند کہ سلطان السلاطین احمد بغداد با عدل و داد خلف صدق سلطان اویس جلائر است بعد از پدر در دار السلام بغداد بر مسند پدر بر قرار یافت و ملک را از تصرف برادرش سلطان حسین بیرون آورد و آذربائجان را تصرف کرد و شوکتے زیادہ از وصف یافتہ حکم او تا سرحد روم رفتی پادشاہ هنرمند و هنرور پرور بود اشعار فارسی و غزل نیکو میگوید و در انواع هنر چون تصویر و تذهیب و قواسی و سهامی و خاتم بندی و غیر ذلک استاد بودے و بشش قلم خط نوشتی و این مطلع او راست ـ

چندانکہ می بینم ترا میلم زیادت میشود　　شامم ز شوق روی تو صبح سعادت میشود

و در علم موسیقی و ادوار صاحب فن است چندین نسخہ درین علم تصنیف اوست و خواجہ عبد القادر ملازم او بودہ گویند شاگرد اوست و درین روزگار در میان مطربان و مغنیان اکثر تصانیف او متداول است و با وجود چندین فضایل مرد قتال و نا اعتماد بودہ افیون خوردے وگاہ گاہ دماغ او خشکی کردی و بے جنایت مردان اصیل را خوار کردی و باندک بہانہ استیصال مردم نمودے لاجرم رعیت و لشکرے از و نفور گشتند و امرا و سرداران او پیاپی مکاتیب بصاحب قران اعظم امیر تیمور گورگان نوشتندی تا در حدود سنہ احدی و تسعین و سبعمائہ صاحب قران بقمع سلطان احمد لشکر بدیار بغداد کشید و قبل از وصول حضرت صاحب قرانی سلطان این قطعہ فرستادہ ـ

گردن چرا نهیم جفائے زمانہ را　　زحمت چرا کشیم بهر کار مختصر

دریا و کوہ را بگذاریم و بگذریم　　سیمرغ وار زیر پر آریم خشک و تر

یا بر مراد بر سر گردون نهیم پائے　　یا مردوار در سر همت کنیم سر

صاحبقران چون مضمون این قطعہ معلوم کرد تاسف خورد کہ کاشکے من نظم توانستمی گفت

تا جواب شافی نظم کردمی اما میشاید که از فرزندان و احفاد من کسے باشد که جواب سلطان احمد بغدادی بگوید رقم بنام امیرزاده میرانشاه زدند و نیز گویند که خلیل سلطان بهادر در جواب این منوال پیش سلطان احمد فرستاد

گردن بنه جفای زمانه را سر مپیچ | کار بزرگ را نتوان گفت مختصر
بیهوده وار از چه کنی قصد کوه قاف | چون صعوه خورد باش فرو ریز بال و پر
بیرون کن از دماغ خیال محال را | تا در سر سرت نرود صد هزار سر

چون سلطان احمد این رقعه را مطالعه کرد دانست که در جنب کوه لشکر صاحبقران لشکر او کاهی است و در پیش صرصر اقبال تیموری پشه بیش نیست الفرار ممالا یطاق من سنن المرسلین اختیار کرده بغداد را وداع گفته بروم رفت و ممالک دار السلام بتصرف صاحبقران افتاد و حکومت بغداد را امیر کبیر بخواجه مسعود سربدار که خواهر زاده علی موید است قرار داد و خواجه علی طوسی را بضبط اموال بغداد نصب فرمود خود بطالع سعد مراجعت فرمود و بعد از مراجعت صاحبقرانی باز سلطان احمد از قیصر روم امداد ستانده بطرف بغداد حرکت نمود و خواجه مسعود را قوت مقاومت او نبود بغداد را بوے گذاشت و در وقتے که صاحب قرانے را با تقتمش خان که ملک دشت قبچاق بود خصومت افتاد و سلطان احمد فرصت یافت و چند سال دیگر حکومت بغداد کرده چند نوبت دیگر او را با صاحبقرانے محاربه و مصالحه دست داد و این تذکره تحمل ایراد آن قضایا نمے آورد و در شهور سنه ثمان و ثمان مائه سلطان احمد بدست قرا یوسف ترکمان که از جمله گله بانان پدر او بود شهید شد و راه و رسم سلطنت از خاندان سلاطین جلایر افتاد و تراکمه مسلط شدند و حالات تراکمه و اصل و منشا ایشان بعد ازین خواهد آمد انشاء الله تعالی و وفات خواجه حافظ در شهور سنه اربع و تسعین و سبعمائه بوده و در مصلی شیراز مدفون است و در وقتے که سلطان ابو القاسم بابر بهادر شیراز را مسخر ساخت محمد معمائی که صدر سلطان بابر بود بر سر قبر حافظ عمارتے مرغوب ساخت ❖

ذکر مولانا شرف الدین رامی رحمه

مردے دانش مند و صاحب فضل بوده خصوصاً در علم شعر سر آمد روزگار بوده است و نسخه

در علم شعر ساخته حدایق الحقایق نام و چند صفت در آن کتاب درج کرده که رشید الدین وطواط در حقایق السحر صنایع را ذکر نکرده از آن جمله میگوید که آورده اند که ایهام کلمه را گویند که بر دو معنی شامل باشد و به نزدیک من ایهام می شاید که بچند معانی مشتمل باشد و این بیت خواجه عماد را باستشهاد مے آورد بیت

دل عکس رخ خوب تو در آب روان دید   واله شد و فریاد برآورد که ماهی

و شیخ عارف آذری در جواهر الاسرار قصیده از قصاید مولانا شرف الدین ایراد می کند که تمامت صنایع و بدایع شعر دران مندرج ست و درین تذکره نوشتن آن قصیده محتاج نبود مولانا شرف الدین بروزگار دولت شاه منصور بن محمد مظفر ملک الشعرائے عراق بوده تبریزیست و دیوان او درین دیار یافت نیست اما در عراق و آذربایجان و فارس مشهورست تمامے قصاید و مقطعات آن متین و مصنوعست و مستعدانه و رباعی گفته که اسم ممدوح او خواجه محمد الماستری از حروف آن بیرون می آید و آن رباعی این است۔

خوارست جهان پیش نوالت یکسر   نحر است ز القاب تو دین را و خطر

تو کان محامدی و از فرط گهر   ز الماس ضمیرت سپری شد خنجر

ما شاه منصور بعد از شاه شجاع بر فارس و عراق مستولے گشت و پادشاہے مردانه صاحب کرم بوده صاحب قران اعظم امیر تیمور قصد او کرده لشکر بشیراز کشید و اورا قوت مقاومت نبود مے خواست تا فرار نماید روزے که از دروازه شیراز بیرون میرفت پیرزنی از بالائے بام مے گفت حرام بادت که مدتے حکومت کردی و اکنون مسلمانان را بدست لشکر بیگانه گرفتار ساخته کجا مے روی شاه منصور را از سخن پیرزن رقتی دست داده باز گشت و با دو هزار مرد با امیر تیمور مصاف داده و چند نوبت قلب سپاه صاحب قران را درهم شکست و نزدیک بدان رسانید که بالکل لشکر امیر تیمور را بشکند حق تعالی فتحش نداد مولانا شرف الدین در ظفر نامه آورده که چهار نوبت شاه منصور شمشیر بصاحب قران رسانید دستاری اینانق سپر در سر مبارک آن حضرت کشید و بعد ازان لشکر ظفر پیکر گرد شاه منصور در آمدند و اورا هلاک کردند و صاحب قرانے در تلف کردن شاه منصور تاسف خوردے و گفتے چهل سال مصاف کردم با دلیران

و جنگ آوران نبرد آزمودم بمردانگی و شجاعت شاه منصور ندیدم بسے را و بعد از قتل شاه منصور سلطنت از آل مظفر قطع شد و بکلی فارس و عراق عجم بتصرف امیر تیمور و اولاد عظام او افتاد در سنه خمس و تسعین و سبعمائه

ذکر مفخر السالکین شیخ کجج تبریزی رہ

عارف و محقق و سالک بوده و بروزگار سلطان اویس و سلطان حسین پسر او شیخ الاسلام مرجع خواص و عوام بود و سلاطین وا کابر معتقد او بودند و خانقاه بے برونق داشته و همواره در خانقاه او سماع و صفا مهیا بوده و فرش و روشنائی مرتب و تا روزگار صاحب قران اعظم امیر تیمور گورگان و اولاد عظام او منصب شیخ الاسلام تبریز و مضافات آن تعلق باولاد عظام آن بزرگوار داشته و شیخ را باوجود سلوک و کمال سخنهائے پر حال است و دیوان او را در عراق و آذربایجان شهرتیست و این غزل از شیخ است۔

ما در غمت بشادی جانباز ننگریم — در عشق تو بهر دو جهان نیز ننگریم
خوش خوش چو شمع زآتش عشق تو ای مشیق — گر جان ما بسوخت بجان باز ننگریم
اسرار تو ز کون و مکان چون منزه است — ما تا ابد بکون و مکان باز ننگریم
چون شد یقین ما که توئی اصل هر گمان — در پرده یقین بگمان باز ننگریم
سود و زیان در طلبت گو زیان شود — ما در طلب بسود و زیان باز ننگریم
در کوی تو دواسبه بتازیم مردوار — هرگز بمرکب و بعنان باز ننگریم
در بحر عشق گرچه کجج برکنار رفت — ما از کنار تا بمیان باز ننگریم

اما صاحب کتاب ممالک و مسالک مے گوید که تبریز شهر نو است و در روزگار اسلام آن شهر را زبیده خاتون که حلیله هارون رشید بوده و دختر جعفر بن منصور دوانقی بوده است در شهور سنه تسع ثمانین و مائه بنا کرده و بعد از چندگاه آن شهر بزلزله خراب شد و چند نوبت عمارت کردند ثباتی نداشت تا الواثق بالله حکیم الفاضل ماشاء الله المصری را فرمود تا جهة بنائے تبریز طالع مناسب اختیار کند و حکیم مذکور چندگاه ملاحظه کرده بطالع عقرب آن شهر را بنا فرمود

وتا این روزگار از آفت زلزله خرابی نیافته وامروز تبریز از بلاد معتبر ممالک ایران زمین است هوائی دل کشا و فزای جان فزا دارد و فضلا در حق شهر تبریز اشعار گفته اند از آن جمله شیخ کمال الدین گفته است۔

تبریز مرا بجای جان خواهد بود — پیوسته مرا دل نگران خواهد بود
تا در نکشم آب جرانداب و گجیل — سرخاب ز چشم من روان خواهد بود

وزبیده خاتون ملکه خیره و بانوی مستعده بوده هارون با او در امور مملکت مشورت کردے و او از فرط دانش و عقیده پاک هارون را بخیرات و مبرات دلالت کردی ودر راه ها و وادیه ها برکها و چاهها ساخته بتخصیص در راه کعبه و در حدود سیستان که ثغر اسلام است نزد کوهستان بدخشان حصار ها بنا فرمود تا غازیان آن را پناه ساخته با کفار هند و گبر و سواد و کتور جهاد نمایند وامروز آثار خیرات آن ملکه کریمه در اقطار ربع مسکون ظاهر و باهر است و چون خلفائے بنی عباس خاندان بزرگ و اقربائے رسول بوده اند نخواستم که این تذکره از ذکر خیر ایشان خالی باشد باتفاق جمهور فضلا و مورخان هارون الرشید مرد دانا و کریم و فاضل ترین اولاد عباس بوده و با علما و شعرا سری و سری داشتے و فقرا را تفقد فرمودے و در رسوم جهان داری دقیقه از دقایق مهمل نگذاشتے مصر را بگرفت و برغم فرعون لعین سوگند خورد که این ملک را بدهم مگر بهندوی زر خریده گویند خصیب نام غلامی بر آن جا امیر ساخت صاحب طبقات میگوید که رافع بن هرثمه اعین گفت که من نزد هادی برادر رشید بودم که پیشتر از هارون خلیفه بود شبے در خوابگاه گشته بودم غلامے برسید که امیر ترا طلب میدارد فی الحال بخدمت روان شدم دیدم که هادی در خلوت خانه نشسته و دو خادمے بر پائے ایستاده چون مرا بدید گفت میخواهم که این شمشیر بردارے و نزد برادرم بروی و سر برادرم هارون را ببری و تن او را در چاه اندازی و سر او را نزد من آوری چون این سخن شنودم جهان در چشم من تیره شد و نیارستم با او درین باب سخن گفتن شمشیر برگرفتم و از خانه بیرون آمدم و بیفتادم و بیهوش شدم چون بهوش آمدم خواستم که شمشیر بر شکم خود زنم و خود را هلاک سازم آواز سر فه صعب از خانه شنودم مثال رعد هر چند انکه گوش کردم انقطاع نمی یافت ناگاه خیزران مادر هادی بیرون دوید گفت یا ابا عبدالله در یاب هادی را که کار ما دگرگون می بینم

من بخانه درآمدم و دیدم که هادی همچو بیهوشان در صحن خانه غلطان و سرفه سهمناک میکند و هیچ نوع تسکین نمی پذیرد گفتم یا امیر شربتے بخواب آوردم و بدو دادم فی الحال از فرط سرفه آن آب را رد کرده دیدم که صحن سرائے از خون گلگون شد سر او را در کنار گرفتم مے گفت لمن الملک یوم للّٰه الواحد القهار چشم باز کرد و در میان سرفه گفت ہی زود تر برو و پیشتر از ہمه کس هارون بیعت کن و چشم باز کرد و جان بحق تسلیم کرد نظم

اے برادر مادر و پدر از خود خونت مرنج | چون ترا خون برادر ہمچو شیر مادر است

رافع گوید من دوان تا خانه رشید رفتم دیدم رشید قرآن مے خواند گفتم یا امیر اجازت است تا در آیم گفت اے رافع امیر هادی نشسته و تو شرم نداری که مرا امیر مے گوئی گفتم انا للّٰه و انا الیه راجعون هارون بر پائے جست در آمدم و گفتم اے امیر امشب را شب تخت از مولود خود دان و احوال را بدو گفتم گفت سبحان ذی الملک والملکوت ذی العزة والعظمة والجلال والجبروت و فی الحال جوشن خواست و اول کسے که با او بیعت کرد من بودم و اکابر خیل خیل مے آمدند و بیعت مے کردند تا وقت صبح بشیرے بشارت رسانید که خدا خلیفه را پسرے بخشید او را مامون نام کردوان شب را لیلة الهاشمیه گفتندے حکایت ابوریحان خوارزمی در کتاب آثار الباقیه گوید که یاقوتی از خزانه اکاسره که آنرا منقار گفتندے بدست مهدی پدر هارون الرشید افتاده بود و آن جوہرے بود شفاف و نورانی چنانچه خانه تاریک را ہمچو شمع روشن ساختے و گوہر شب چراغ عبارت ازان است مهدی در وقت وفات جوہر بهارون داد و هارون آن را چون نگینی بخاتم در انگشت داشتی و بعد از مهدی هادی برادر بزرگتر رشید بخلافت نشست و هارون ملازم هادی بودے روزے هارون بنشاط بر کنار شط بغداد نشسته بود ناگاه خادمے از پیش هادی رسید و گفت امیر منقار را مے طلبد هارون گفت منیدہم از پدر یادگار این مقدار چیزے دارم خادم بازگشت و قصه بعرض خلیفه رسانید این نوبت یکے از اکابر را فرستاد که اگر هارون منقار ندهد بزور از انگشتش بیرون کرده بیاور آن بزرگ گفت ای رشید حکم خلیفه را اطاعت کن والا انگشتری را بقهر از انگشت تو بیرون کنم هارون گفت از شرق تا غرب را من با او مضایقه ندارم او بسنگ پاره با من مضایقه میکند انگشتری از انگشت

بیرون کرد و در آب انداخت هادی بران قضیه وقوف یافت پشیمان شد و جهت منفعت او متاسف گشتند هم دران ماه هادی وفات یافت و امر خلافت متعلق برشید گرفت اول حکمے که کرد آن بود که غواصے را فرمود تا همان جائے که نگین در آب افگنده بود غواصی نماید غواص بحکم خلیفه غوطه خورده و همان جوهر را بدست گرفته از آب بیرون آورد خلایق از ارتفاع کوکب طالع خلیفه تعجب کردند و امر انشارها و شعرا اشعارها درین باب گذرانیدند چنین آورده اند که چون هارون الرشید در امر خلافت مستقل شد گاه گاه با درویشان و گوشه نشینان صحبت داشتے شبے فضل برمکی را گفت دلم از طمطراق سلطنت ملول است امشب مے خواهم با عارفے صحبت دارم که از خلایق و عوایق دنیا وارسته باشد و از وے سخن طریقت و نصیحت گوش کنم شاید که دل مرا ازین ملالت برهاند و از زندان طمع بپارگاه خورسندی رساند فضل او را بدر خانه سفیان بن عتبه برده در بزدند سفیان گفت کیست فضل گفت امیر را در باز کن سفیان گفت چرا مرا خبر نکردے که من بملازمت امیر آمدمے هارون فضل را گفت این نه آن مرد است که من مے طلبم سفیان گفت آن مرد فضیل بن عیاض است خلیفه و فضل برمکی روان شدند تا رسیدند بخانه فضیل شنودند که قرآن می خواند بدین آیه رسیده که ام حسب الذین اجترحوا السیئات هارون فضل را گفت اگر پندی می طلبیم ما را همین بس است پس بزدند فضیل گفت چه کسانید که درین شب تیره رنجه میدارید مرا فضل گفت امیر است فضیل گفت امیر را با مثال من چه التفات باشد مرا مشغول مدارید فضل گفت طاعت اولوالامر واجب است در باز کرده چراغ را بکشت هارون در تاریکی دست گرد خانه بر میآورد تا دستش را بدست فضیل رسانید فضیل گفت خوش دستی است بدین نرمے اگر از آتش دوزخ خلاص یابد هارون بگریست و گفت مرا پندے بده و گفت ای امیر حقتعالی ترا بجائے صدیق نشانده و از تو صدق خواهد خواست و بر جائے فاروق نصب کرده و از تو عدل طلب خواهد نمود و ترا بجای ذی النورین سر ورے داده از تو حیا خواهد جست و بر منصب امام المتقین علی بن ابی طالب تمکین داده و از تو علم و عفت پاکان مے طلبد اے امیر جواب خدا را ساخته باش که بر جائے مردان نشانده اگر بدان سیرت نباشی شرمنده شوی و آن زمان شرمساری سود ندارد هارون الرشید را گریه زیاده شد گفت اے شیخ پند را زیاده کن فضیل گفت اے امیر خدا را مصرے است بهشت

نام کرده و سرائے دیگر دوزخ و ترا دربان هر دو سرائے کرده و شمشیر و تازیانه بدست تو داده تا هر که شرک و خون ناحق کند بشمشیر سیاست کنی و هر که مرتکب ملاهی و مناهی شود بتازیانه ادب فرمائی اے امیر اگر ذره درین دو کار خطیر میل و محابا و مداهنت و تغافل روا داری یقین بدان که پیشرو در سرائے دوزخ تو خواهی بود هارون چون این حکایت بشنود چندان بگریست که بے هوش شد فضل برمکی گفت ای شیخ بس کن که امیر را کشتی فضیل بانگ بر فضل زد که خاموش باش اے هامان تو نه قوم تو اورا هلاک ساختید مرا میگوئی که امیر را کشتی خلیفه بهوش باز آمد و فضل را گفت هیچ مے دانی که ترا چرا هامان میگوید ازان که مرا فرعون کرده است بعد ازان بدره پیش فضیل نهاد که این حلال است از من قبول کن فضیل گفت واویلاه هم در ساعت گفته مرا فراموش کردی آخر من ترا مے گویم که مردم را از آتش دوزخ نگهدار تو فی الحال مرا مے خواهی که باتش دوزخ مبتلا سازی این بگفت و رنجیده بیرون رفت۔

مردان قفس هوا شکستند　　وز ننگ زمانه باز رستند
در بحر فنا چو غوطه خوردند　　جز حق همه را وداع گفتند

ذکر مفخر الفضلاء و العلماء ابن عماد

مردے فاضل بوده و اصل او از خراسان است اما در شیراز بودی و منقبت ائمه معصومین گفتی و غزلهاے پسندیده دارد و ده نامه ابن عماد مشهور است۔

الحمد لخالق البرایا　　والشکر لواهب العطایا

و این بیت فاتحه آن کتاب است و این شعر اوراست در نعت سید المرسلین

ای برحمت خلق را در مجمع محشر شفیع　　پادشاهان جهان حکم مطاعت را مطیع
کار کفر از صولتت همچون مغاک خاک پست　　قدر دین از دولتت چون طارم اعلی رفیع
دیده ات از کحل ما زاغ البصر آمد بصیر　　گوش تو از استماع سر ما اوحی سمیع
بر سر کرسی چو پائے عرش فرسایت رسید　　پایه اش افزود ازان شد عرصه گاهش بس رفیع
پیش علم تو که شد جبریل را آموزگار　　با همه دانش بود پیر خرد طفل رضیع

چون برافرازی لوا در روز حشر آیند جمع | آدم و من دونه در ظل ممدودت جمیع
آمد از یمن جوار روضات طوبی لها | پیشگاہے از ریاض گلشن رضوان تقیع
در گلستان ثنایت روز و شب ابن عماد | با ہزار آوا بود مانند بلبل در ربیع
در بیان مدحت آورد این معانی را بنظم | گر کنی گستاخیش عفو از کرم نبود بدیع

ذکر ملک الشعرا مولانا لطف اللہ نیشاپوری

مردے دانش مند وفاضل بودہ و در سخنورے در زمان خود نظیر نداشت و صنائع شعر را از استادان کم کسے چون او رعایت نمودہ و اورا در ہمہ نوع سخنورے کامل گویند مولانا از ولایت نصیبے داشتہ و بکار دنیا کم التفات کردے و ازین سبب گویند کہ مولانا ضعیف طالع بودہ است ہر آئینہ ہر کہ از دنیا معرض باشد دنیا نیز از وے روگردان خواہد بود چنانچہ یحییٰ بن معاذ رازی قدس سرہٗ فرمودہ کہ از دنیا منصف تر ندیدیم تا بدو مشغولی او نیز بتو مشغول است و چون ترک او کردے او نیز ترک تو مے کند و درین باب حکیم سنائی فرماید۔

خیز تا زابر روئے بنشانیم | گرد این خاک تودۂ غدار
پس بجاروب لا فرو روبیم | کوکب از صحن گنبد دوار
ترکتازی کنیم و در شکنیم | نفس زنگی مزاج را بازار
تا زخود بشنود نہ از من و تو | لمن الملک واحد القہار

دور وزۂ حیات مستعار را خواہ طالع قوی و خواہ ضعیف بدنے کہ طعمۂ حشرات قبر است خواہ توانا و خواہ نحیف و از ثقات استماع افتادہ کہ جمعی کہ با مولانا صحبت داشتہ اند بر آنند کہ آن چہ از مولانا نقل کردہ اند و در ضعف طالع او بیان واقع است ازان جملہ عالم ربانی امیر عز الدین طاہر نیشاپوری رہ کہ از اکابر علما و اولیا راست و ہمگنان را بر سخن او اعتماد است فرمودند کہ من با مولانا لطف اللہ شریک درس بودم روزے در قریہ قوشقان نیشاپور با مولانا بباغے رفتیم تا جامہ بشوئیم مولانا دستار سالوی نو داشتہ چون جامہا شستہ شد دستار مولانا را بر آفتاب انداختیم تا خشک شود در اثنائے این حال بقدرت رب العلمین گرد باوے پیدا شد و دستار مولانا را در ربود و بہوا

بر رو خاک در چشمہاے ما ریخت چون چشم باز کردیم دستار مولانا را دیدم کہ بکرہ ہوا رسانیدہ بود و بعد از آن از چشم ما ناپیدا شد ونہ دیدم کہ باد آن دستار بکدام طرف انداخت مولانا را گفتیم عجب حالتے دست داد مولانا گفت یک نوبت دیگر بدین نوع دستار مرا باد بردہ بود و در این باب این قطعہ مولانا راست۔

طالعے دارم آنکہ از پے آب
گر روم سوئے بحر بر گردد

در بدوزخ روم پے آتش
آتش از یخ فسردہ تر گردد

در زکوہ التماس سنگ کنم
سنگ نایاب چون گہر گردد

در بنزد کسے روم بسوال
ہر دو گوشش بحکم کر گردد

اسب تازی اگر سوار شوم
زیر رانم روان چو خر گردد

این چنین حادثات پیش آید
ہر کرا روزگار بر گردد

با ہمہ نیز شکر باید کرد
کہ مبادا کزین بتر گردد

وہذہ الرباعی فی ہذہ المعنی

فریاد ز دست فلک بیرون
کاندر بر من نہ نو بماند نہ کہن

با اینہمہ ہم ہیچ نمی یارم گفت
گرزین بترم کند کہ گوید کہ کن

خصومت فلک با رباب فضل نہ امروزے ہست بلکہ حال این ہا دوانیست حالت مستمر و پیشہ پیشینہ اوست و شیخ آذری رہ در جواہر الاسرار گوید کہ باعتقاد من این رباعی را مولانا لطف اللہ در مراعات نظیر گفتہ و ممتنع الجواب است و آن رباعی این است۔

گل داد پر یرہ درع فیروزہ بباد
وی جوشن لعل لالہ برخاک افتاد

داد آب چمن خنجر مینا امروز
یاقوت سنان آتش نیلوفر داد

چہار روز و چہار سلاح و چہار جوہر و چہار عنصر و چہار گل کہ مولانا ملیحی را بدین رباعی امتحان کردند مدت یک سال در فکر بود جواب نتوانست گفتن و بہ عجز اعتراف نمود و این رباعے ملمع گفت۔

در مرو پر یرہ لالہ آتش انگیخت
نیلوفر وی بہ تیغ در آب گریخت

در خاک نشاپور گل امروز شگفت — فردا بهری باد سمن خواهد بخت

و مولانا لطف الله را قصاید غراست در مدح نبی و ولی و ائمه معصومین علیهم السلام وازان جمله این قصیده در مذمت دنیا ازان است۔

حجاب ره آمد جهان و مدارش — زره تا بینداز دست بر مدارش
چه میجویدت رنج راحت مجویش — چه میداردت خوار عزت مدارش
چنین است گردون گردان گردیش — چنین است دوران دور و مدارش
بدنیاء دون مرد بیدین کند فخر — ولی مرد دین را زدنیاست عارش
بکار خداوند مشکل تواند — توجه نمودن خداوند کارش
هر آنکس آدمی کاندرو وز آدمیت — بهره نباشد زمردم مدارش
بهار دوی و تاب تیرش نیرزد — نعیم خزان و نسیم بهارش
نه با راحت وصل او رنج هجرش — نه با نوش خرماء او نیش خارش
صد اقداح نوشین بهوشش نیرزد — بیک جرعهٔ زهر ناخوشگوارش
رخ دل زمعشوق دنیا بگردان — مکن منتظر دیده در انتظارش
که هست و بود بجز او کشته گشته — بهر گوشهٔ همچون تو عاشق هزارش
چه بینی مکی گنده پیرمی آن طبع — اگر چادرش در کشی از عذارش
که دل بردن و بیوفائیست رسمش — جگر خوردن و جانگدازیست کارش
همه غنج و رنجست فن و فسونش — همه بوی و رنگست نقش و نگارش
کنار از میان توان روز گیرو — که خواهی که گیری میان در کنارش
قرار از دل تنگ انگه ربایید — که تو دل نهی بر امید قرارش
نماند زدستان این زال ایمن — تهتن گر بود زور اسفندیارش
کسے را که او معتبر کرد روزے — بروز دگر کرد بے اعتبارش
مر دراست تمکین و تشریف و عزت — که پوشید و پاشید و میداشت خوارش
زاخیار و ابرار چهره بپوشد — مر اشرار و فجار باشد تبارش

بکس آتش جانش آبی ندوست — نکردست چون باد تا خاکسارش
چه بی آب و آتش دلی باد و تم — هم از آب و خاکش هم از باد و نارش
برست از غم اندل که عقل مربے — رهانید از قید این هر چهارش
که دارد فراغ آنکه میلے ندارد — نه با دار ملکش نه با ملک دارش
خنک آنکه شادان و غمگین ندارد — دل از بود و نابود نا پایدارش
به پرهیز و از متاعی که نبود — قبول خردمند پرهیزگارش
قبول خرد گر بدی رونگردی — شه اولیا صاحب ذوالفقارش
سلام خداوند داوار داور — برو باد و اولاد و آل و تبارش

وظهور مولانا لطف الله در روزگار دولت خاقان کبیر صاحب قران عالی قطب دایرهٔ سلطنت امیر تیمور گورگان انار الله برهانه بود و بمدح پادشاه زاده محترم میرانشاه بن امیر تیمور گورگان قصیده غرا دارد و ازان جمله مطلع ترجیعی

وقت سحر زنند چو مرغان بچنگ چنگ — بنما بروز کین بجوانان جنگ چنگ

و درین قصیده داد سخن می دهد امیران شاه بهادر او را عنایت کردی و زر دادی و مولانا باندک فرصتے آن مال را بر انداختی و بفلاکت می گردیدی و در آخر عمر و نهایت پیری مولانا از شهر نیشابور به دیه اسفریس که بقدم گاه امام رضا علیه التحیة والثنا مشهور است میل فرمود و باغے داشت و دران جا بسر بردی و با مردم کمتر اختلاط نمودی روزی جمعی عزیزان بزیارت مولانا رفتند و دیدند در روضه بسته است چندانکه در بزدند جواب نداد گمان بردند که مولانا عمداً جواب نمی دهد یکے ازان مردم بر بام سرا در آمد و دید که مولانا سر بسجده نهاده فرود آمد و در سرا بگشود تا عزیزان در آمدند و مولانا سر بر نمی داشت شخصے سر مولانا را برداشت و دید که مرغ روح بزرگوارش از قفس بدن پرواز کرده و یاران چون باران اشک خونین در فراق آن در دریاے وحدت ریختند و مولانا را بعد از شرایط اسلام در قدمگاه امام علیه السلام دفن کردند در دست مبارک مولانا این رباعی در کاغذے نوشته دیدند رباعی

دی اشب ز سر صدق و صفای دل من — در میکده آن روح فزاے دل من

جامے بمن آورد کہ بستان و بنوش   گفتم نخورم گفت برائے دل من

وکان ذلک فی شهور سنه عشر و ثمانمایه مولانا بنهایت پیری رسیده بود اما صاحب قران عالی مقدار سلطان سلاطین قطب الحق والدین امیر تیمور گورگان

صد قرن در زمان گذرد تا زمان ملک   اقبال در کف چو تو صاحبقران دهد

فضلا و مورخان متفق اند که در روزگار اسلام بلکه از عهد آدم تا این دم صاحب قرانے و سلیمانے زمانے چون امیر کبیر تیمور از کتم عدم پائے قدم بمعمورهٔ وجود ننهاده گردن کشان عالم حکم او را سر نهادند و تاجوران حلقه بندگی او را در گوش کشیدند علم دولت او چون خورشید از دیار مشرق منسوب شده باندک اندیشه تا بغرب در ظل حمایت دارد۔

که داده است ز شاهان روزگار بگو   قضیم اسب ز نعلین و آب از عمان

حالات و مقامات او در حوصلهٔ ضبط بشری نمے گنجد چگونه این تذکره متحمل آن تواند شد اصل و منشائی آن حضرت از ولایت کش است و او پسر امیر ترا غائی از امراء بزرگ برلاس که در الوس چغتاے از آن مردم باصل و مرتبه بالا تر نیست و امیر ترا غائی نبیرهٔ قراجار نویان است که امیر بزرگ چنگیز خان است و امیر قراجار نویان را همراه چغتای خان که یکے از پسران چنگیز خان بوده بحکومت و ایالت ماوراء النهر و ترکستان و مضافات آن دیار فرستاد و حکومت و اختیار الوس چغتاے در قبضه اختیار قراجار نویان بوده و او برادر امیر تغار جار است که بعد ملاکو خان شام و مصر بگرفت و نسابه اتراک نسب امیر تیمور گورگان و نسب چنگیز خان را بالنقوا خاتون بهم ملحق میسازد و این خاتون را یکے از احفاد امام الهمام علی زین العابدین ع بنکاح در آورده و از و این دودمان شریف منتشر شده اند اما ولادت باسعادت صاحب قران در شهور سنه ست و ثلاثین و سبعمائه بوده در جلکاهٔ دلکش کش و از آوان صبا و صغر سن اثار کیاست و فر دولت از جبین عالم آرایش لایح و واضح بوده

بالاے سرش ز هوشمندی   مے تافت ستارهٔ بلندی

و امیر طرا غائی همواره صاحب قرانے را در روزگار صبا بتحمل معاش فرمودے و او به یاسا و رسوم سلطنت مشغول بودے و از اداء کارهائے که شیوهٔ عوام الناس بودے در وجود نیامدے

و مردم در راے و فراست او در تعجب ماندند گویند صاحب قرانے به همراهے پدر در هفت سالگی
بخانهٔ یکے از خویشان خود نزول کردند و مردے صاحب مال و استعداد و روزگار مساعد داشت
و هفتاد سر برده داشته از ترک و هند و قیاس اموال ازین توان کرد و آن مرد پیش پدر صاحبقرانے
شکایت کرد که اموال گران مایه خداوند بمن داده اما در ضبط و نسق آن عاجزم و غلامان مرا
تمکین نمے کنند و فرزندان بے صلاحیت اند ازین سبب ترسم که نقصان باموال من راه یابد
صاحب قران در سخن مدخل کرد و گفت فرزندان را حصه از اموال بده و بعد ازان در مال ایشان دخل
مده تا بکار خود مشغول باشند و غلامان ترک را بر هندوی سروری ده تا هندوان را زیر فرمان
دارند و هر سه غلام را محکوم غلامے که داناتر باشد مقرر ساز و امیران سه غلام را محکوم آن غلام کن
که امیر ده غلام باشد و آن هفت غلام را که امیر هفتاد غلام باشند بریک دیگر شان مشرف ساز
بخفیه و مگذار که با یک دگر گفت و شنود کنند آن مرد فی الحال امیر طراغائی را گفت بالله العلی العظیم
که این کودک تو پادشاه روے زمین خواهد شد چرا که ازین سخن فهم مے توان کرد که قدرت
رب العالمین است دوات و قلم حاضر کرد و هم دران مجلس خطی از صاحب قران بگرفت که این
همائے دولت او عرصهٔ اقبال را زیر بال آورد ازان مرد و فرزندان و ذریه و اعقاب او که
مال و اخراجات نستانند و جرائم او را و فرزندان او را نپرسند و قوم او ترخان باشند و تا درین
روزگار در دیار ترکستان آن قوم ترخانند و ازین نوع فراست در روزگار طفولیت از
صاحب قرانے بسیار واقع شده در شهور سنه احدی و سبعین و سبعمائه صاحب قرانے
بر مستقر کامرانی جلوس کرد و از گذار وباج گذشته بدر بلخ امیر حسین بن امیر قزغن را بقتل
رسانید و امیر حسین گریخته بمناره بالا رفته و ساربانے را شترے گم شده بود بطلب شتر بر مناره
بالا رفت و امیر حسین را گرفت و فی الحال بمجلس صاحب قران آورد **شعر**

بسر منارهٔ اشتر رود و فغان بر کرد — که نهان شدم من اینجا بکنیدم آشکارا

و در شهور سنه سبع و تسعین و سبعمائه با نود هزار لشکرے بسر توقتمش خان بدشت
قبچاق رفت و خان را شکست و منهزم ساخت و از عقب او در جانب شمال تا جائے
براند که بسبب خفتن نماز خفتن درست نبود که تا شفق بر جائے بود طلوع صبح ظاهر

شدے و دست بروبردم بر دو از قیصر روم باج خورد و ایلدرم را چون موم ساخت و نظام را از گرد سواران ترک مظلم کرد و آل یزید را مخذول کرد و گروہ معاویہ را مخذول گردانید عزیز مصر را بخش داد و شریف مکہ خراجش قبول کرد کفار گرجستان از صدائے کوس غازیان لشکر کر گشتند و آب گراز ترحم برایشان دیدہ تر ساخت ہندوستان از تجیم عساکر منصورہ اش ترکستان شد و خراسان از اسیران و بردگان ہند و ہندوستانی پر گشت از حدود دہلی تا دشت قبچاق و اقصی خوارزم از حد کاشغر و ختن تا شام و مصر بضرب تیغ آبدار بقبضۂ فرمان قضا جریان او در آمد سی و شش سال مدا اکثر ربع مسکون بہ نشر آبادی و قہر اعادی سلطنت کرد و رعیت را نواخت و متقلبان را بر انداخت و در ہفدہم شعبان المعظم سنہ سبع و ثمان مائہ در حین لشکر کشیدن بخطائے قصبہ اترار کہ از اعمال ترکستان است ندائے یا ایہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اصغا نمود و طوطی روح بزرگوارش از قید قفس خواص قصد معمورۂ جاوید نمود و ہفتاد و دو سال و یکماہ بحدہ روز عمر یافت و قصر سلطنت او را چہار رکن بود کہ عبارت ازان چہار شاہزادہ کہ از صلب مبارک او بیند چون جہان گیر سلطان و عمر شیخ سلطان و امیرانشاہ و شاہ رخ بہادر گورگان و اخفاد و اولاد بزرگوار صاحبقرانے و این چہار رکن سلطنت تا قیام قیامت آلی جہاندار و بزرگوار باد و برین خانوادہ دولت و جلالت و سایہ چتر فلک فرسائے این پادشاہ اسلام خلد زمانہ و ابد احسانہ کہ الیوم ممدود است مقرون باد رباعی

سلطان تیمور آنکہ مثل او شاہ نبود در ہفت صد و سی و شش آمد بوجود
در ہفت صد و ہفتاد و یکی کرد جلوس در ہشت صد و ہفت کرد عالم بدرود

واز مشائخ طریقت و علما و فضلا کہ در عہد او بودند سلطان السادات و العرفا علی ثانی میر سید علی ہمدانی قدس سرہ العزیز در کبر سن وفات یافت و بختلان مدفون است واز علما سید الفاضل المحقق امیر سید شریف جرجانی و مولانا لطف اللہ نیشاپوری و حیدر باری بودہ اند رحمہم اللہ۔

ذکر شیخ العارف کمال الدین خجندی رہ

بزرگ روزگار و مقبول ابرار بودہ و مرجع خواص و عوام و سر خیل اکابر ایام است چون طبیعت

شریف او بر طریق شاعری مبادرت نموده ازان سبب ذکر شریف او در حلقهٔ شعرا مثبت شود والا شیخ را درجه ولایت وارشاد است وشاعرے دون مرتبه او خواهد بود باآنکه پایه شاعری نیز بلند است چنانچه بزرگواری میگوید۔

مرا از شاعری خود عار ناید — که در صد قرن چون عطار ناید

منشا و مولد شیخ خجند بوده است واز بزرگان آن دیار است وخجند را در صور اقالیم عروس عالم گفته اند ولایتی نزه ووسیع ودل کشا است فواکه که دران ولایت حاصل مے شود تحفه با قالیم مے برند شیخ بعزیمت بیت الله از خجند بسیاحت بیرون آمد وبعد از زیارت کعبه معظمه بدیار آذربائجان افتاد وآب وهوا وفضائے خطهٔ تبریز ملایم طبع شیخ افتاد ودران شهر جنت مثال متوطن گشت ودرزمان سلاطین جلایر شیخ را در شهر تبریز جمعیت وشهرتے عظیم دست داده واکثر بزرگان اندیار مرید شیخ شدند ومجلس شریف او مجمع فضلا بوده ودر اثنائے این حال لشکر تقتمش خان ازدربند قصد تبریز کردند وبعد از فتح آندیار شیخ را بعز یان منکوحه خان بدیار دشت قبچاق بشهر سرائے بردند ومدت چهار سال در شهر سرائے بوده ودر آمدن لشکر خان به تبریز وبرعزل امیرولی وفرهاد آقا این قطعه مے گوید قطعه

گفت فرهاد اتا به میرولی — که رشیدیه را کنیم آباد

زر به تبریزیان باجر وسنگ — بدهیم از برای این بنیاد

بود مسکین بشغل کوه کنی — که ز موران دشت وکوه زیاد

لشکر پادشاه تو قتمش — آمد وهاتف این ندا درداد

لعل شیرین بکام خسرو شد — کوه بے هوده میکند فرهاد

وشیخ را در شهر سرائے خوش بوده واکابر مرید او بودند امادر ضرا وسرآرزومند تبریز واهالی تبریز مے بوده ودر اشتیاق تبریز این رباعی مے گوید۔

تبریز مرا بجائے جان خواهد بود — پیوسته مرا ورد زبان خواهد بود

تا در نکشم آب جرانداب وگجیل — سرخاب ز چشم من روان خواهد بود

وشیخ راست این غزل که در شهر سرائے گفته

ای رخت آیت صنع و دهنت لطف خدا | بحدیثی بگشا آن لب و نطقی بنمائی
شد ز نظاره کنان خانهٔ همسایه خراب | مه من با تو که فرمود که بر بام برآئی
خانهٔ تست دل و دیده ز باران سرشک | اگر این خانه چکد آب بدانخانه درآئی
نه تو از دیدهٔ صاحب نظرانی غائب | ماهی و ماه نمودار بود در همه جائی
بوستانیست سرا از رخ آن ماه کمال | بسر آمدی ای بلبل خوشگو بسرای

واین مطلع نیز در صفت سرائی میگوید،

اگر سرای چنین است و دلبران سرای | بیار باده که من فارغم ز هر دو سرای

و شیخ بعد از چهار سال از سرای بیرون آمد و میل تبریز نمود و سلطان حسین بن سلطان اویس جلایر در خطهٔ تبریز جهت شیخ منزلی ساخت بغایت نزه و بر لشکر شیخ وقف کرد و شیخ در آخر حال معتقد خواجه حافظ شیرازی بوده و حافظ را بشیخ کمال نادیده خلوص اعتقادی موکد بوده همواره سخنهای شیخ طلب نمودی و از غزلهای روح صفت حضرت شیخ او را حالی و ذوقی حاصل شدی و شیخ کمال این غزل بشیراز پیش خواجه فرستاد،

گفت یار از غیر ما پوشان نظر گفتم بچشم | وانگهی دزدیده در ما می نگر گفتم بچشم
گفت اگر گردی شبی از روی چون ماهم جدا | تا سحرگاهان ستاره میشمر گفتم بچشم
گفت اگر گرد لبت خشک از دم سرد آه | باز میبارش چو شمع از گریه تر گفتم بچشم
گفت اگر آشنام آب خواهی و ز اشک | هم به مژگانت بروب آن خاک در گفتم بچشم
گفت اگر سر در گریبان غمم خواهی نهاد | تشنگان را مژدهٔ از ما ببر گفتم بچشم
گفت اگر داری هوای درد وصلی ای کمال | قعر این دریا به پیما سر بسر گفتم بچشم

گویند خواجه حافظ چون این مصرع بخواند که

تشنگان را مژدهٔ از ما ببر گفتم بچشم

ذوقی و حالی کرد و گفت مشرب این بزرگوار عالی است و سخن او صافی انصاف آن است که پاک تر و شیرین تر از غزل خواجه کمال از متقدمان و متاخران نگفته اند اما بعضی از ارذل و فضلای آمند که از نا ترکیبی سخنهای شیخ و تقصیدهای او و سخن او را از سعدی دنیا ز بر طرف ساخته و این

مکابره است چه باوجود نازکی و دقت سخن شیخ عارفانه و پرحال است و ازین بیت موحدانه قیاس مشرب شیخ توان کرد

بیت

میخروشد بحر و میگوید بآواز بلند
هرکه در ما غرقه گردد عاقبت هم ما شود

واین غزل از غزلیات ممتاز حضرت شیخ است :-

گر شبے آن مه ز منزل بےنقاب آید برون
ز اول شب تا دم صبح آفتاب آید برون

کے برون آید لبش از عهده بوسی که گفت
چون محال است آب حیوان کز سراب آید برون

خرقه هائے صوفیان در دور چشم مست او
سالها باید که از رهن شراب آید برون

هرکجا باشد نشان پائے او آنجا بچشم
خاک بروارم چندانکه آب آید برون

باهمه تقوی و زهد ار بشنود بویت کمال
از درون صومعه مست خراب آید برون

و شیخ را التفاتے بمدح ملوک و قصاید و مثنوی نبود و مقطعات حسب حال انیکو میگوید و این قطعه شیخ راست :-

طاس بازی بدیدم از بغداد
چون جنید از سلوکش آگاهی

سر برون برد زیر خرقه و گفت
لیس فی جبتی سوی اللهی

حکایت کنند که بروزگار دولت امیران شاه بن امیر تیمور گورگان شیخ را بجهت تکیه داری و خرج و تکالیف اضیاف قرضے چند دامن گیر شده روزے میرزا امیران شاه بدیدن شیخ آمد چون بنشستند جهره گان پادشاه بر باغچه شیخ دویدند و بغارت درخت آلوچه و زرد آلو مشغول شدند شیخ تبسمے کرد و جهره گان را گفت مغولان غارت گری را در باغچی کنید که کمال بیچاره قرض دار شده و بهائے میوهٔ این باغچه وجه قرض خواهان نموده است مبادا که شما بوستان را غارت کنید و این مفلس بدست غریمان مشنغ گرفتار شود سلطان امیران شاه گفت مگر شیخ قرض دارد شیخ فرمود ده هزار دینار پادشاه فرمود تا ده هزار دینار نقد بیاوردند و در همان مجلس تسلیم شیخ نمودند و شیخ قرضها را ادا کرد و شیخ را نزد سلاطین و حکام قدرے تمام بوده و لطایف و ظرایف او مشهور است و از شرح مستغنی وفات شیخ در خطه تبریز بوده در شهور سنه اثنی و تسعین و سبعمائه و در خطه فرحبخش تبریز مدفون است والیوم مزار او مقصد اکابر است

است واین قطعه شیخ راست.

چو دیوان کمال آید بدستت نویس از شعر او چندانکه خواهی
زهر حرفش روان بگذر چو خامه بهر حرفش فرو شو چون سیاهی

اما سلطان زاده محترم میران شاه گورگان در ایام دولت صاحب قران هفت سال پادشاه خراسان بود و بعد از ان امیر کبیر خراسان را بشاهرخ سلطان داد و مملکت تبریز آذربایجان و مضافات آن را بامیران شاه داده و چند سال به استقلال در آذربایجان سلطنت و حکومت کرد پادشاه زاده خوش منظر و اهل طبع و ملایم بوده و شعرا در حسن و جاه او شعر گفته اند و ازان جمله است.

گفتند خلایق که توئی یوسف ثانی چون نیک بدیدم بحقیقت به ازانی

اما روزی پادشاه زاده از اسب افتاده دماغ او قصور یافت و اطبا چندانکه معالجه کردند مفید نیفتاد و ضعف دماغ او را طاری شده تا حدی که مالیخولیا و جنون پیدا کرد همواره با لوندان صحبت داشتی امرا و نواب را ایذا نمودی و کسی را باز ندادی چنانکه جسد خواجه رشید را از مقبره او که در رشیدیه تبریز است بیرون کرده بفرمود بگورستان جهودان استخوان او را دفن سازند و خان زاده خاتون که حرم محترم او بود و امیر کبیر را با او عنایت کلی بود فرمود بستندی و ایذا و عقوبت کردی و خان زاده ازوی بگریخت و بسمرقند رفت پیش صاحب قرانی و پیرهن خون آلود خود را عرضه کرد و احوال پسر با پدر بگفت امیر کبیر گریان شد و هفته با کس سخن نگفت و لشکر کشید و عزیمت آذربایجان کرد و سبب لشکر سه ساله این قضیه است و کان ذلک فی جمادی اول سنه خمس و تسعین و سبعمائه و سه فاضل و هنرمند که ندیم امیران شاه بودند هیچ مولانا محمد قهستانی که ذوفنون بوده و در علم عربیه وقوف داشت و مولانا قطب الدین نایی و عبد المومن گوینده که هر سه فاضل بوده اند حکم کشتن داد بعلت آنکه از هم صحبتی ایشان دماغ پادشاه زاده از حال گردیده و آن سه نادره روزگار را فرمود تا در حدود قزوین از حلق در آویختند و مولانا محمد قهستانی استاد قطب را در محل قتل می گفت که تو در مجلس پادشاه مقدم بودی اینجا نیز تقدیم کن مولانا گفت ای ملحد بدبخت کار بدینجا رسانیدی و ترک

لطیفه می کنی مولانا محمد قهستانی بوقت قتل این قطعه گفت **قطعه**

پایان کار و آخر دوراست ملحدا　　　　گر میروی وگرنه بدست اختیار نیست

منصور وار گر برندت بپای دار　　　　مردانه پای دار جهان پایدار نیست

و حضرت صاحبقرانی بعد از آنکه ندمای مجلس امیرزاده میران شاه را سیاست نمود دو ماه او را ندید و ملک آذربایجان را بولد او ابابکر تفویض فرمود و پدرش را بدو سپرد و سلطنت بامیرزاده ابابکر مقرر شد و او پدر را محافظت کردی و پدر او باسم سلطنت موسوم بودی اما امور ملک مملکت مطلقاً بید تصرف ابوبکر افتاد و امیران شاه روزگاری بدین صفت بگذرانید و شهور سنه تسع و ثمان مایه بر دست قرا یوسف ترکمان بقتل رسید و امیرزاده ابابکر پادشاه خوش منظر و شجاع و صاحب همت بود و گویند شمشیر او هفت من بوده و بعد از قتل میرانشاه از ترکمان منهزم شده بجانب کرمان افتاد و در حدود سنه عشر و ثمان مائه بقتل رسید و عمر او بیست و دو سال بوده و حکومت او در خراسان نه سال و در آذربایجان یازده سال بوده.

ذکر ملک العلماء خواجه عبدالملک سمرقندی ره

از جمله بزرگان سمرقند است و بوقت سلطنت امیر تیمور گورگان شیخ الاسلام بلده محفوظه سمرقند بوده و در علم و فضیلت و جاه بی نظیر و الیوم در خاندان مبارک او بزرگی برقاعده بود و خواجه را باوجود فضل و علم اشعار ملایم است و دیوان بسیاطی ترتیب یافته اوست و این غزل او راست:

ای مردم چشم از نظر ما مرو آخر　　　　وی عمر گرامی ز بر ما مرو آخر

ای جان عزیز از تن رنجور مشو دور　　　　ای سایه رحمت ز سر ما مرو آخر

ای تیغ غمت ریخته خون جگر ما　　　　از دیده چو خون جگر ما مرو آخر

دور از تو ندارد خبر خویش عصامی　　　　اکنون که شنیدی خبر ما مرو آخر

اما نسب بزرگان سمرقند با بابکر الصدیق میرسد و بوقت حکومت ولید عبدالملک قتیبه بن مسلم الباهلی سمرقند را چهار ماه حصار کرد و از شیخ عاجز شد روزی از بام حصار شیخ آواز داد

که اے عزبان رنج ضائع مکنید که این شهر بدست شما فتح نشود قتیبه گفت پس این شهر را که فتح خواهد کرد گفت حکماے ما معلوم کرده اند که در روزگار ملت محمدی این شهر کسے فتح کند که پالان شتر نام داشته باشد گفت سبحان الله انا قتیبه و آواز داد که پالان شتر منم زیرا که قتیب چوب جهاز شتر را گویند و قتیبه تصغیر آن است و چون اہل سمرقند معلوم کردند که حال چیست دروازه را باز کردند و سمرقند بر دست قتیبه فتح شد و کان ذالک فی شهور سنه اربع و تسعین من الہجرة النبویة

طبقۂ ششم

ذکر سید العارف امیر سید نعمت الله کهستانی رہ

در دریائے عرفان و گوہر کان کن فکان بوده سلطان ممالک طریقت و سیاح بوادی حقیقت در طریقت یگانه بوده و در اخلاق مرضیه ستوده اہل زمانه کشایش کار آن جناب در کوه صاف بوده که در نواحی بلخ است و آن کوهسار لیست مبارک و قدم گاه رجال الله مشهور است که سید چهل اربعین دران منزل مبارک بر آورده و درین باب میفرماید۔

ظاہرم در کهستان و باطنم در کوه صاف   صوفیان صاف را صد مرحبا باید زدن

و حضرت سید با بسیارے از اکابر صحبت داشته و تربیت یافته اما مرید شیخ الشیخ العارف ابو عبدالله الیافعی است و سند خرقۂ شیخ به شیخ الاسلام احمد غزالی میرسد و شیخ الیافعی مرد بزرگ و اہل علم باطن و ظاہر بوده و در علم تصوف مصنفات عالی دارد و فضیلت او را ہمین حالت تمام است که ہمچون سید نعمت الله عارفی از دامن تربیت او برخواسته که بزرگان عالم بر تحقیق و تکمیل سید نعمت الله ولی متفق اند و از جهت تبرک دو غزل از سخنان سید درین تذکره بقلم آمد و آن این است :۔

چنان ازمست شدیم که پا از سر نمیدانم   دل از دلبر نمیدانم مے از ساغر نمیدانم
برای عقل ہر گردان مرا با کار من بگذار   که من سرمست و حیرانم بجز دلبر نمیدانم

شدم از ساحل صورت بسوئے بحر معنی باز — چہ جائے بحر و بر باشد بجز گوہر نمی دانم
دلم چون مجمر و عشقش چو آتش جان من چون عود — ہمیسوزم روان چون عود من مجمر نمیدانم
من آن نادان دانایم کہ می بینم نمی بینم — ازان میگریم از حسرت کہ سیم از زر نمیدانم
چو دیدہ سو بسو گشتم نظر کردم بہر گوشہ — بجز آب دو چشم خود درین منظر نمیدانم
ز ہر بابے کہ میخوانی بخوان از لوح محفوظم — کہ ہستم حافظ قرآن ولے دفتر نمیدانم
بجز یا ہو و یا من ہو چو سید من نمے گویم — چگویم چونکہ در عالم کسے دیگر نمیدانم

ولہ

اے عاشقان ای عاشقان مارا بیانے دیگراست — اے عارفان ای عارفان مارا نشانے دیگراست
اے بلبلان ای بلبلان مارا نوائی خوش بود — زان رو کہ این گلزار ما را از بوستانے دیگراست
اے خسرو شیرین سخن اے یوسف گل پیرہن — اے طوطی شکر شکن مارا زبانے دیگراست
تا عین عشقش دیدہ ام مہرش بجان بگزیدہ ام — در آشکارا و نہان مارا عیانے دیگراست
خورشید جمشید فلک بر آسمان چرخ ست — مہر منیر عاشقان بر آسمانے دیگراست
اقلیم دل شد ملک جان شہر تن آمد بجان — کون و مکان عارفان در لامکانے دیگراست
رند و در میخانہ ہا صوفی و کنج صومعہ — مارا سر سلطنت بر آستانے دیگراست
سید مرا جانان بود ہمدرد و ہم درمان بود — جانم فدائے جان او کو از جہانے دیگراست

حکایت کنند کہ سید را مشربے عالی بودہ و از نزد حکام و اہل دنیا پیش سید ہموارہ ہدیہا و نعمتہا آمدے و سید قبول کردے و آن نعمتہا خوردے و بمستحقان رسانیدے نوبتے سلطان اعظم شاہ رخ میرزا از حضرت سید سوال کرد کہ مے شنوم شما نعمتہاے شبہہ آمیز تناول میکنید حکمت آن چیست سید این بیت را بر پادشاہ خواند۔

گر شود خون جملہ عالم مال مال — کے خورد مرد خدا الا حلال

شاہ رخ سلطان را این سخن ملایم نیفتاد و از روئے امتحان بعد از چند روز خان سالار را فرمود کہ برہ بظلم از عاجزی بستان و بہا مدہ و بیار و طعامے ترتیب کن خان سالار حسب الحکم از شہر بیرون آمد دید کہ پیر زنے برہ فربہے بر پشت گرفتہ مے رود فی الحال بقہر ستانیدہ

را از پیرزن در ربود و بمطبخ رسانیده طعامی ترتیب کرد و سلطان سید را بدعوت حاضر کرد و سید
بمشارکت سلطان آن طعام تناول می کرد شاه رخ از سید پرسید که شما فرمودید که من حلال
می خورم و حال آنکه من بظلم این بره را از عاجزه فرموده ام ستانده اند و کیفیت با سید تقریر کرد سید
فرمود ای سلطان عالم تحقیق فرمائید که حق تعالی را در ضمن این کار مصلحتی باشد سلطان فرمود
تا آن ضعیفه را حاضر ساختند و از وی پرسید که این بره را بکجا می بردی پیرزن حکایت کرد که
عورتی بیوه ام و رمهٔ گوسفند دارم که از شوهر مهر و میراث یافته ام و پسری دارم درین هفته گوسفندی
جهت سودا بسرخس برده خبرهای ناملایم از وی می شنیدم که خبر رسید که از کرمان نعمت الله سیدی
بزرگ بهرات آمده نذر کردم که اگر فرزند من بسلامت بمن رسد بره را پیش سید برانم در روز فرزند
من بسلامت بمن رسید و من بره را از شادی بر پشت گرفته قصد شهر کردم حالا نسالار شما بره را بظلم
گرفت چندانکه تضرع کردم بجائی نرسید سلطان را معلوم شد که حق تعالی باطن انبیا و اولیا را
از حرام و شبه محفوظ می دارد سید را عذرخواهی نمود و من بعد امتحان نکرد و مقامات و حالات سید
مشهور و مذکور است مشرب او صافیست و بزرگان اوصاف او گفته اند و از صلب مبارک سید
خلف الصدق او امیر خلیل الله است حالا سیدزاده ها در حدود کرمان و دیار هند و فارس بر
مسند عز و بزرگی متمکن اند و مریدان و اصحاب سید در ربع مسکون سیاحند و روش طریقه
پسندیده بزرگان و مریدان او در طریقت و خلق نیکو کوشند و معایب اخوان الصفا بقدر
طاقت می پوشند وفات سید در شهور سنه سبع و عشرین و ثمان مائه بوده و در عهد شاهرخ سلطان
و در دیه ماهان من اعمال کرمان مدفون است و لنگر و خانقاه حالا مقصد اکابر و فقراست و بقعه
دل گشا و بر رونق معمور است و سن مبارک سید از هفتاد و پنج تجاوز کرده بوده که لبیک حق را دعوت
اجابت کرد و ازین دام غرور بسرای سرور تحویل فرمود و بمقام سعدا و ابرار مرتقی گشت رحمة الله
علیه اما خاقان سعید شاه رخ بهادر پادشاهی بود موفق بتوفیق سبحانی و مؤید بتائید یزدانی
بختی مساعد و دولتی موافق داشت عدلی بر دوام و شفقتی تمام در باره خواص و عوام و ناشی
در رعیت آن آسودگی و فراغت که بروزگار دولت او یافته اند از عهد آدم الی یومنا در هیچ عهد
و زمان و دور و اوان نشان نداده اند سیرت پسندیده و متابعت شریعت گوی مراد و از میدان

سلاطین صبر بوده پنجاه سال رایت جهانداری و شهریاری برافراخت و دیار اسلام معمور و آبادان ساخت از دیار ختن و کاشغر تا دست قپچاق و ممالک هند و از مازندران تا در بند و بار کرج و از فارس تا بصره و واسط بخوزه تصرف و تحت حکم او در آمد گویند در یورش اول آذربایجان سی هزار شتربان در عساکر ظفر پناه شاه رخ بوده قیاس تجمل و اموال دیگر ازین توان کرد و از سورخان بتخصیص مولانائے فاضل و مولانا جرده آورده که سی صد پادشاهزاده که قابلیت تخت نشینی داشته بوده اند بدرگاه شاهرخ اجتماع کرده اند از فرزندان و احفاد و عشایر عظام آن حضرت و غیرهم رجا و واثق بلکه بیقین صادق که این خسرو جمشید دولت فریدون حشمت بهرام صولت که وارث این خانواده است باضعاف دولت آن خسروان سالفه برسد بلکه رسیده است و از کمال طاعت و عبادت و پاکی طینت و اخلاق مرضیه شاه رخ سلطان را مقام و مرتبه ولایت حاصل بودے و بر مغیبات مطلع شدی و کرامات از و نقل کرده اند از ان جمله یکے آنست که در ملک ری سحرگاہے بعبادت مشغول بودی ناگاه فریاد برکشید که قرایوسف ترکمان امشب بمرد و تاریخ ضبط کردند بعد از دو روز خبر مرگ قرایوسف رسید دیگر آنکه پدر این ضعیف نزد شاهرخ سلطان از جمله نزدیکان مقرب بود و محرم حکایت کرد که خشک سالی صعب در خراسان بتخصیص دار السلطنه هرات بتقدیر ربانی واقع شد و بدان مرتبه انجامید که از ابتدائے شتا تا منتصف ربیع از آسمان نم بر زمین نرسید:

چنان آسمان بر زمین شد بخیل — که لب تر نکردند زرع و نخیل
بخوشید سرچشمهاے قدیم — نماند آب جز آب چشم یتیم

پادشاه اسلام و اکابر ایام ازین اندوه متحیر ماندند و بجاے ابر نم از دیده با فشاندند شبے پدر و من مظلوم وار دست تضرع بدرگاه بے نیاز بر آوردیم که انقشی یا غیاث المستغیثین صبحگاهے بیدار نشسته بودم ناگاه قطره باران بروزن خانه چکید و متعاقب بنیاد باریدن شد سجده شکر کردم و در خاطر گذشت که یارب هیچ بنده آگاهے بدین درگاه باشد که حاضر وقت قطره اول رحمت این بوده باشد و صبحگاهے شادمان قصد ملازمت پادشاه اسلام نمودم چون بسحرگاه پادشاه درآمدم پیش از آنکه سر فرود آرم و خدمت نمایم گفت اے علا ما لبولد الحل

قطرهٔ باران که چکید من بیدار بودم آیا تو بیدار بودی من گریان شدم و در پای پادشاه افتادم کیفیت رقت پرسید حکایت کردم این مصرع بخواندم

که کلبهٔ ما نیز رهے هست بدرگاه

لاشک پادشاهے که بعدل و داد و رواج شریعت روزگار گذرانیده ملحوظ انظار رحمت الٰهی خواهد شد وما توفیقی الا بالله مآثر و مناقب شاهرخ اظهر من الشمس است زیاده ازین درین تذکره نگنجد ولادت مبارکش چهاردهم ربیع الاول سنه تسع و سبعین و سبعمائه بوده در بلدهٔ محفوظ سمرقند هفتاد و یک سال عمر یافت و هفت سال بروزگار پدر پادشاه خراسان و چهل و سه سال بعد از تیمور گورگان باستقلال در ممالک ایران و توران و دیار هند و ترک سلطنت کرد و در شهر ذی الحجه الحرام سنه خمسین و ثمان مائه روز نوروز چاشتگاه در فشار ودمن اعمال ری بجوار رحمت ایزدی واصل شد و عزیزی درین باب گوید قطعه

شاه رخ آن شاه قضا قدرت اسلام پناه　　آنکه در پیشه شاهی زده سرپنجه چو شیر

زد بفردوس برین خیمه بذی الحجه وگفت　　ماند تاریخ ز ما در همه عالم شمشیر

و پنج شاهزاده عالی قدر از صلب مبارک آن حضرت در وجود آمدند که جمله در دریای شاهی و مستجمع الطاف الٰهی بودند الغ بیگ و ابراهیم سلطان و بایسنغر بهادر و سیورغتمش بهادر محمد جوکی میرزا و دو گوهرکان خسروانی چون بابری و جان اغلن بروزگار طفولیت از مهد بمرقد رسیده اند و این پادشاهان عالی قدر قریب به بیست نفر از شاهزادگان در چمن سروری خرامان بلکه تن مملکت را جان بوده اند آفتاب از رشک جمالشان تیره و عقل کل در ادراک صلاحیت شان خیره بوده اندک مایه فرصتی بروزگار نافرجام قصد آن سلاطین توانا نموده و تن روح شمایل ایشان بزندان لحد فرسوده امروز ازان نامداران عالی رای و ازان صفدران قلعه کشائی جز افسانه باقی نمانده فاعتبروا یا اولی الابصار۔

کجایند شاهان با اقتدار　　ز هوشنگ و جم تا به اسفندیار

همه خاک دارند بالین و خشت　　خنک آن که جز تخم نیکی نکشت

حکایت کنند که در آخر عمر شاهرخ سلطان بقصد نبیرهٔ اش سلطان محمد بایسنغر لشکر

بعراق کشید سلطان محمد منهزم شده شاه رخ سلطان سادات و بزرگان و علمائے اصفهان را گنهگار ساخت سبب آنکه سلطان محمد را اسلام کرده بودند و شاه علاء الدین که از اکابر سادات حسینی بوده و قاضی امام و خواجه افضل الدین ترکه که از بزرگان و علمائے اصفهان بوده اند در شهر ساوه حکم کشتن کرد بسعی گوهر شاد بیگم آن بزرگان مظلوم را بزاری زار بیگناه بقتل آوردند گویند در نوبت رسیدن خواجه افضل پاره شد و او فریاد مے کرد که با شاه رخ سیاه رخ بگوئید که این عقوبت بر ما لحظه پیش نیست اما پنجاه ساله نام و ننگ خود را ضائع مساز چندانکه بزرگان سعی کردند مفید نیامد و آن صورت بر شاه رخ سلطان مبارک نبود و بعد از هشتاد روز متوفی و بعضی گویند چون آن بزرگان مظلوم از جان ناامید شدند سلطان و گوهر شاد خاتون را دعاهاے بد کردند که هم چنانکه فرزندان ما را از ما ناامید مے سازی حق تعالی تخم ترا منقطع گرداند در آسمان کشاده بود دعائے آن عزیزان بے گناه مظلوم اجابت شده نسل آن پادشاه عالی منزلت منقطع شد و سلطنت تحویل بمرکز اصل نموده الهی تا قیام قیامت سلطنت باستحقاق بدین وارث مملکت بماند و ملک بدو مستدام باد هرچند نوبت شاهرخی و ذریت او گذشت اما در خاندان آن بزرگوار صاحبقرانی در ایران و توران اولاد عظام او متمکن و معتمد است

گر گل نشد چشند همه سرسبزی تو باد   ما را بس است عارض تو یادگار گل

اما از مشایخ و اکابر علما که بروزگار شاه رخ سلطان ظهور یافته اند سلطان العلما شمس الدین محمد الحافظی البخاری معروف بخواجه پارسا و خواجه صاین الدین ترکه اصفهانی و مولانا فاضل حسین خوارزمی و قدوة العلماء مولانا شرف الدین علی یزدی و از شعراے بزرگ شیخ آذری و بابا سودائی و مولانا علی شهاب و امیر شاهی سبزواری و مولانا کاتبی ترشیزی و مولانا قاسمی بوده اند که ذکر تصانیف و دواوین این جماعت در ربع مسکون شهرت دارد گویند چهار هنرمند در پاے تخت شاهرخ بوده اند که بروزگار خود نظیر نداشته اند خواجه عبد القادر مراغی در علم ادوار و موسیقی و یوسف اندکانی در خوانندگی و مطربی و استاد قوام الدین در مهندسی و طراحی و معماری و مولانا خلیل الله مصور که ثانی مانی بوده۔

ذکر ملک الفضلا معینی جوینی رح

مرد فاضل و دانشمند و سالک بوده و از جمله مریدان خاندان مبارک شیخ الشیوخ سعد الملة والدین الحمویست قدس الله سره العزیز و مولد مبارک مولانا معینی قریه انداوه است من اعمال جوین و او در علم شاگرد مولانا فخر الدین خالدی اسفرائنی است که در میان علما به شتی مشهور است و شرح فرایض او نوشته و این غزل مولانا معینی راست۔

از زلف پریشان تو آشفته ترم من | در کوی تو سرگشته چو باد سحرم من
چون گل بهوائی تو گریبان بدریده | شب تا بسحر غرقه بخون جگرم من
تا بو که بیابم ز گلستان تو بوئی | عمریست که چون باد صبا دربدرم من
با هر خس و خاری منشین ای گل رعنا | کز جور و جفای تو گریبان بدرم من
شمشیر جدائی تو زان کارگر نیست | کایام فراق تو ز خود بی خبرم من
طفلان که کشند آن سنگ و دیوانه بغوغا | از سنگ جفا زو شده دیوانه ترم من

و کتاب نگارستان از مولفات مولانا معینی است که بر طرز گلستان شیخ سعدی نوشته است اما از آن کتاب بسیط تر است و دانشمندانه نوشته و فوائد و امثال و حکمتهای مفید در آن کتاب درج کرده و مشایخ بحر آباد آن کتاب را پیشکش پادشاه الغ بیگ گورگان کردند و وقتیکه سلطان مشارالیه در محل یورش عراق بزیارت اکابر بحر آباد آمده بود پادشاه فرمود که آن کتاب را نوشتند بخط بهر خطی و دایما مطالعه فرمودی و پسندیده داشتی و آن کتاب در ماوراء النهر شهرتی عظیم یافته اما در خراسان کم بدست می آید و الحق نسخه مستعدانه است. این دو حکایت از آن ثبت افتاد. حکایت نگارستان معینی شبلی رح گفت که روزی بنیت حج در بازار بغداد گذشتم جوانی خوبصورت را دیدم که شیخی معلم بر سر محله کتابی در برکشیده زر افشان برسم نازکان بغداد در پای بتازی هر چه تمام تر منتظر امید و سیبی بر دست می پوشید۔

هر جا که نگه میکند و هر جا که سر بید | می شد زمین چو لعل ز عکس رخش تمام
گوئی که می چکید ز گلبرگ عارضش | بر خاک قطره های گلاب عرق مدام

روز دیگر که قافله روان شد او را دیدم میان حجاج نعلین با ساز جواهر در پا کرده و دستار مصری بر سر نهاده و گلاب بر خود می افشاند بر مثال کسیکه به گلزار بگذرد و میخرامید اندیشه کردم که در طور این سر سیت از دو حال بیرون نیست یا معشوقی است که بنازش می برند یا عاشقی که از نیازش بمنزلگاه ناز رسانیده اند درین تفکر افتادم که آیا بحج مے رود یا طریق دیگر اختیار خواهم کرد گفتم اے برنا کجا خواهی رفت گفت بخانه گفتم بکدام خانه گفت بخانه پر بهانه که خلقی را آواره کرده است من نیز میروم تا ببینم که این سر گشتگان بکه میروند و بچه میروند و درین خانه کرا خواهند دید و ازین خرمن چه خوشه خواهند چید گفتم این چه استعداد و راهست که تو داری مگر از صعوبت این بادیه خبر نداری این بیت گفت بیت

دوست آوارگی ما همه خواهد   رفتن حج بهانه افتاده است

گفتم اے جوان با تنعم بدین تن آسانی کار میسر نشود باز کرد گفت بیت

من نه باختیار خود میروم از قفای او   آن دو کمند عنبرین میکشدم کشان کشان

ای شبلی چنینم آورده اند معذورم فرما

باز ار عندلیب نخواهد که بشکند   هر گلبنے که زینت بستان و گلشن است

معشوق گرچه هست ز عشاق بے نیاز   چشمش نیاز عاشق خونریز روشن است

فرمائے گفتم این سیب چرا می بوئی گفت تا مرا از سموم بادیه بلا انگیز خونخوار گوش دارد که با شمیم برگ گل چمن ناز خو کرده ام و در حرم دلبران خفته و از نسیم اقبال محبوب شگفته گفتم بیا تا باهم موافقت و مرافقت نمائیم گفت لا والله تو مرقع پوشی و من جرعه نوشم و این مصراع برخوند

من رند خراباتم و تو اهل مناجاتی

دوش من خمار بوده ام واکنون بقایائے خمار دوشین در سر دارم آن جوان را هم بکار گذاشتم و بگذشتم دیگر اتفاق ملاقات نیفتاد تا بمکه رسیدم روزی بوقت افراط گرما دیدم در زیر میزاب خفته زرد و نزار نه در سر قصب دارد نه در پائے نعلین همان سیب در دست داشت می گرئید و این بیت مے خواند

لذغت حیة الهوی کبدی   فلا طبیب لها ولا راقی

ذکر ملک الفضلاء معینی جوینی رہ

مرد فاضل و دانشمند و سالک بوده و از جملهٔ مریدان خاندان مبارک شیخ الشیوخ سعد الملة والدین الحمویست قدس الله سره العزیز و مولد مبارک مولانا معینی قریه اندادہ است من اعمال جوین و او در علم شاگرد مولانا فخر الدین خالدی اسفراینی است که در میان علما به بهشتی مشهور است و شرح فرایض او نوشته و این غزل مولانا معینی راست.

از زلف پریشان تو آشفته ترم من — در کوی تو سرگشته چو باد سحرم من
چون گل بهوائی تو گریبان دریده — شب تا بسحر غرقه بخون جگرم من
تا بو که بیابم ز گلستان تو بوئے — عمریست که چون باد صبا در بدرم من
با هر خس و خاری منشین ای گل رعنا — کز جور و جفاے تو گریبان بدرم من
شمشیر جدائی تو زان کارگر نیست — کایام فراق تو ز خود بے خبرم من
طفلان که کشند آن سنگ دیوانه نما — از سنگ جفا زو شده دیوانه ترم من

و کتاب نگارستان از مولفات مولانا معینی است که بر طرز گلستان شیخ سعدی نوشته است اما از آن کتاب بسیط تر است و دانشمندانه نوشته و فوائد و امثال و حکمتهاے مفید دران کتاب درج کرده و مشایخ بحر آباد آن کتاب را پیشکش پادشاه الغ بیگ گورگان کردند بوقت حکم سلطان مشار الیه در محل یورش عراق بزیارت اکابر بحر آباد آمده بود پادشاه فرمود که آن کتاب را نوشتند بخط بهر خطی و دایما مطالعه فرمودے و پسندیده داشتی و آن کتاب در ماوراء النهر شهرتی عظیم یافته اما در خراسان کم بدست می آید و اکثر نسخه مستعدانه است. این دو حکایت از آن نسخه افتاده. حکایت نگارستان معینی شبلی رہ گفت که روزے بنیت حج در بازار بغداد گذشتم جوانے خوبصورت را دیدم که شهسوارے علم بر سر حلقه کتاب در برکفش زر افشان برسم نازکان بغداد در پای جاذبی هر چه تمام تر مهر امید و سیب بر دست می پوشید.

هر جا که میگذشت و هر جا که سر رسید — می شد زمین چو لعل ز عکس رخش تمام
گوئے که می چکید ز گلبرگ عارضش — بر خاک قطره هاے گلاب عرق مدام

روز دیگر که قافله روان شد او را دیدم در میان حجاج نعلین با ساز جواهر در پا کرده و دستار مصری بر سر نهاده و گلاب بر خود می افشاند بر مثال کسیکه بر گلزار بگذرد و میخرامید اندیشه کردم که در طور این سر نیست از دو حال بیرون نیست یا معشوقی است که بنازش می برند یا عاشقی که از نیازش بمنزلگاه ناز رسانیده اند درین تفکر افتادم که آیا بهمه رو یا طریق دیگر اختیار خواهم کرد گفتم ای برنا کجا خواهی رفت گفت بخانه گفتم بکدام خانه گفت بخانه بهانه که خلقی را آواره کرده است من نیز میروم تا به بینم که این سرگشتگان بکه میروند و بچه میروند و درین خانه کرا خواهند دید و ازین خرمن چه خوشه خواهند چید گفتم این چه استعداد راهست که تو داری مگر از صعوبت این بادیه خبر نداری این بیت گفت بیت

دوست آوارگی ما خواهد   رفتن حج بهانه افتاده است

گفتم ای جوان با تنعم بدین تن آسانی کار میسر نشود باز گرد گفت بیت

من نه باختیار خود میروم از قفای او   آن دو کمند عنبرین میکشدم کشان کشان

ای شبلی چنینم آورده اند معذورم فرما.

بازار عندلیب نخواهد که بشکنند   هر گلبنی که زینت بستان و گلشن است

معشوق گرچه هست ز عشاق بی نیاز   چشمش نیاز عاشق خود نیز روشن است

فرمای گفتم این سیب چرا می بوئی گفت تا مرا از سموم بادیه بلا انگیز خون خوار گوش دارد که با شمیم برگ گل چمن ناز خو کرده ام و در حرم دلبران خفته و از نسیم اقبال محبوب شگفته گفتم بیا تا باهم موافقت و مرافقت نمائیم گفت لا والله تو مرقع پوشی و من جرعه نوشم و این مصراع بر خوند

من رند خراباتم و تو اهل مناجاتی

درویش من خمار بوده ام و اکنون بقایای خمار و دو شین در سر دارم آن جوان را هم بکار گذاشتم و بگذشتم دیگر اتفاق ملاقات نیفتاد تا بمکه رسیدم روزی بوقت افراط گرما دیدم در زیر میزاب خفته زرد و نزار شده در سر قصب دارد نه در پای نعلین همان سیب در دست داشت می گرئید و این بیت سی خواند.

لدغت حیة الهوی کبدی   فلا طبیب لها و لا راقی

خواستم که از وی درگذرم دامنم بگرفت و گفت ای شبلی مرا می شناسی گفتم بلی از تبدیل
حالت بگو گفت داد و فریاد که درین راه بمعشوق میا رند و بعاشقی مبتلا میسازند شبلی گفت پرسیدم
که همان سبب است گفت فریاد از آسیب این سبب ای شبلی دیدی که با ما چه کردند و چون
ما را در لگدکوب قهر انداختند اوّل گفتند که تو معشوقی غم مخور چون بادیه مبتلا ساختند گفتند تو
عاشقی و چون بعرفات رسیدم گفتند طفلی چون بخانه رسیدم ندائی در دادند که درین حرم محرم نه
درین در حلقه هرچند فریاد برآوردم که ایها المطلوب جواب شنیدم که ای هیچ یا محجوب سوختم ازین تفکر
که در میانه هیچ نیست و ساختم بدین ترانه که در خانهٔ غیر نی امروز ای شبلی زار و نزارم و از ناز و نازکی
بیزارم نمی دانم که محجوبم یا محبوب طالبم یا مطلوب از زمرهٔ حجاجم یا بتغیر محتاج درین تفکر سوختم و ساختم
وازین اندوه گداختم نه بیمارم امّا بیماری ازین تفکر دارم شبلی گفت مرا دل بزاری او بسوخت گفتم بیا تا
ترا پیش اصحاب رسانم و ازین حیرت برهانم گفت ای شبلی رها کن که درین حیرت سری دارم
و درین تفکر ذوقی می یابم از و درگذشتم و شب در حوالی حرم بوظایف عبادت مشغول بودم صبح
که نیت خانه کردم دیدم که از کنار حطیم جوانان سلیم افسرده بر دوش گرفته میل بدفن او میکردند و یکی از
محرمان سؤال کردم از احوال او گفت۔

عاشقان کشتگان معشوقند　　بر نیاید ز کشتگان آواز

حکایت چون ذکر مجنون و قصه لیلی در افواه افتاد یکی از خلفای فرمود تا لیلی را حاضر ساختند
و در بعضی از حجرات نشاندند و مجنون را طلب داشتند گفت چگونه دیده بنیاد دل چنین صورتی دهد
اگر خواهی ترا از حرم خود کنیزکی بخشم که از پری برتری جوید و با ماه برابری کند مجنون گفت مرا چشمی بخش که
غیر از لیلی در نظرش خوب تر نماید خلیفه گفت اگر بهتر از لیلی کسی را ببینی او را نخواهی گفت من
غیر او کسی را نمی بینم بیت

خون باد دیده که ببیند جمال او　　وانگه نظر کند برخ ماه و آفتاب

خلیفه گفت هیچ دانسته که از لیلی با تو چون است مجنون گفت مرا با چگونگی او کار نیست
این قدر دانم که تا او بجمال من نظری نکرد من ربودهٔ عشق و مبتلای وی نشدم خلیفه گفت اگر
خواهی اقربای لیلی را حاضر گردانم و بفرمایم تا او را بحبالهٔ تو در آورند گفت من میخواهم که آلوده طبیعت

نشوم او بی تکلف و وسایط در مذهب پاکبازی بر من حلال است خلیفه گفت می خواهی تا لیلی را ببینی گفت کجا بینمش گفت در ان خلوت خانه و مجنون را یکی از غلامان دست گرفته بدر حجرهٔ لیلی برد چون حضور لیلی احساس کرد در کوی داشت بر چشم خود بست غلام گفت ای دیوانه امروز صد چشم وام باید کرد تو پرده بر چشم می بندی گفت مرا آن بس که از دور می نگرم خبر بخلیفه بردند که مجنون بلیلی نمی نگرد مجنون را طلب داشت و گفت مجلس خاص و حجاب مرتفع و اشتیاق مستولی چرا از مشاهده محبوب تمتعی حاصل نکردی گفت غیرت عشق رها نکرد که جمال معشوق چشم زده عاشق گردد و این گفت و ره صحرا گرفت بیت

وکیف یلی بعین ازی بها هوا ها وما ظهرتها بالمدامع

ذکر سید الابرار امیر قاسم انوار قدس سره

در دریای حقیقت و سیاح بوادی طریقت شاهبانه فضای لاهوت و عارف عالم ملک و ملکوت است خاطر فیاض او مفتاح کنوز حقایق است و کلام معتبر او گنج رموز و دقایق حاصل حضرت سیادت مآبی معارف و شگاهی از آذربایجان است و منشا و مولد مبارکش ولایت سرخاب تبریز است و از اکابر سادات و اشراف آن دیار بوده در اوان جوانی مرید شیخ الشیوخ صدر الدین اردبیلی شده و مدتی در قدم آن بزرگوار بسلوک مشغول بوده و ریاضت کلی در تصوف و فقر کشیده و مهذب شده و بعد از ان باجازت حضرت شیخ عزیمت جیلان نموده مدتی در آن دیار بسر برده و تشنگان بادیه طلب را بزلال عرفان سیراب می ساخت تا صیت فضیلت و آوازه کمال او باطراف و اکناف رسید قصد خراسان کرد و در نیشاپور یک چندی ساکن شد علمای ظاهری خراسان باعتراض برخواستند میل دار السلطنت هرات فرمود و اهالی هرات را اعتقاد و اخلاص تام بحضرت سید دست داد و او مردی جاذب بوده منکری که پیش او رسیدی معتقد شدی تا بیشتر از اکابر و امیرزادگان پای تخت هرات مرید سید شدند و اصحاب اغراض این سخن نزد پادشاه عهد سلطان شاه رخ رسانیدند که این سید را بودن درین شهر مصلحت نیست چرا که اکثر جوانان مرید او شده اند مبادا ازین حالت فسادی تولد کند پادشاه باخراج سید حکم فرمود

چند انکہ امرا و ارکان دولت حکم پادشاہ بسید میرسانیدند مفید نبود و سید مے گفت فحاه رخ بچم
جرم مرا از دیار مسلمانان اخراج مے کند کار بدانجا رسید کہ سید را بزجر اخراج باید کرد و ہیچ آفریدہ
جرأت اقدام نمے نمود سلطان زادہ سعید بایسنغر گفت من بلطایف و ظرایف این سید را
روان سازم کہ احتیاج بخشونت نباشد برخاست و بزیارت شد و صحبتے مرغوب داشتند تقریب
سخن عزیمت سید در میان آمد سید فرمود کہ پدرت پادشاہ مسلمانان است مرا بچہ دلیل اخراج
مے کند پادشاہزادہ بایسنغر فرمود کہ ای خداوند شما چرا بسخن خود عمل نمے کنید گفت کدام است
آن سخن بایسنغر این بیت برخواند۔

قاسم سخن کوتاہ کن برخیز و عزم راہ کن
شکر بر طوطی فگن مردار پیش کرگسان

سید شاہزادہ را تحسین فرمود و دعا کرد فی الحال الاغ حاضر ساخت و اکابر امداد نمودند و بطرف
بلخ و سمرقند روانہ شد و چندگاہ دران دیار مرجع خواص و عوام بود و باز بدار السلطنہ ہرات رجوع
کرد و چندگاہ دیگر در پای تخت ہرات روزگار گذرانید و اکابر و سادات و علما ہموارہ بصحبت شریفش
برسیدند و مایل خدمت عزیزش بودندے و حضرت سید را اشعار موحدانہ و مثنوی عارفانہ بسیار است
و من نتایج طبع شعر

ازافق مکرمت صبح سعادت دمید محو مجازات خود شاہ حقیقت رسید
صولت صیت جلال عالم جان را گرفت صدمت سلطان عشق باز علم برکشید
چنگ غمش میزند بر دل ہر تارہ کشف روان میکند معنی حبل الورید
ساقی جان میدہد بادہ بجام خرد مطرب دل مے زند نعرہ ہل من مزید
راہ بوحدت نبرد ہر کہ نشد در طلب جملہ ذرات را از دل و از جان مرید
در حرم وصل یار زندہ دلی باز یافت کز ہمہ خلق جہان باز ملامت کشید
وصلت اللہ یافت قاسم ناگاہ یافت زانکہ بشمشیر لا از ہمہ عالم برید

و در نہایت حال حضرت سیادت پناہ بعزیمت وطن مالوف از ہرات بیرون شدہ
کبرس آن حضرت را دست دادہ بود نہ تحفہ نشستہ بولایت جام رسید و بدہ خرجرد نزول فرمود

واز سبب حرارت ہوا بباغ یکے از کدخدایان آن قریہ التجا برد وہوائے دل پذیر آن بوستان ملایم طبع افتادہ چند روزے دران باغ اقامت فرمود ومیوہ آن باغ را از صاحب باغ باز خرید و آن تابستان دران موضع خرم آسودہ گشت بعضے اکابر کہ مصاحب وملازم سید بودہ اند آن توقف را غنیمت دانستہ اند وآن باغ را از صاحبش خریدند وسید دران باغ مختصر عمارتے ساختہ واقامت را بر ارتحال اختیار نمودہ وہموارہ از روحانیت حضرت بارفعت قطب الاوتاد شیخ الاسلام احمد جامی قدس سرہ فیضے بروزگار مقدس سید رسیدہ در تعظیم شیخ احمد سید راست۔

روضۃ المذنبین احمد جام — آن نہنگ محیط بحر آشام

آسمانیست پر مہ وپروین — بوستانیست پر گل ونسرین

رحمت حق بدوستانش باد — لعنت حق بدشمنانش باد

ہرکہ او دشمن خدا باشد — دشمن جملہ اولیا باشد

وفات حضرت سیادت مآبی بہ خرجرد در شہور سنہ خمس وثلاثین وثمانمایہ بودہ و مرقد مبارکش درہمان باغ واقع است کہ بایام حیات ساکن بودہ ودجناب عرفان مآب سلطان السادات والاتقیا امیر سید ناصر الملۃ والدین قریش الحسنی نور اللہ مرقدہ کہ اباً عن جداً از اکابر سادات خراسان است، برگزیدہ نظر کیمیا خاصیت حضرت قاسمی است در باب رونق مزار بانوار سید قاسم سعی جمیل بظہور رسانید والیوم خاطر خطیر امیر کبیر فاضل موید موفق معین العلما ومرجع الفضلا :۔

آنکہ گر آلائے او را گنج بودی در عدد — نیستی جز بر اصم را عیب گنگی وکری

وآنکہ نابینائے مادر زاد اگر حاضر شود — در جبین عالم آرایش بہ بیند سروری

در پناہ سدۂ جاہ رعیت پرورش — بر عقاب آسمان فرمان دہد کبک دری

ساقیان لحن او چون شراب اندر دہند — ہوش گوید گوش را این ساغری کن ساغری

من نمیدانم کہ آن نوع سخن از نام چیست — نہ نبوت میتوانم گفتنش نہ شاعری

نظام الملۃ والدین علی شیر خلد اللہ تعالی جلالہ وضاعف اقتدارہ کہ گنجینۂ الطاف الہی ومہبط انوار نامتناہیست مایل بعمارت روضہ مطہرہ حضرت سید شدہ وبنیاد عمارتے نہادہ کہ گردون ازان

چشم بزیبائی آن ندیده امید که عنقریب چون تمناے صاحب دولتان باتمام رسد و چون علو ہمت اہل دلان ارتفاع پذیرد و زبان اہل زمان از پیر و جوان والکم الاوقات در حق آن حضرت با مروت گوید:۔

ہر کس کہ بدین نوع کند دل تلف ‏ ‏ ‏ او را نرسد ز آتش دوزخ تف

گویند کہ فرزند خلف بس نیکوست ‏ ‏ ‏ این خیر بہ از ہزار فرزند خلف

حکایت کنند کہ سید در بدایت حال ریاضات و مجاہدات بسیار کشیدہ و در مسجد قزوین باعتکاف نشستی و بعد از آنکہ مردم بیرون رفتندے خود را از گیسوے مبارکش در آویختی و بذکر مشغول شدی تا غایتے کہ پاے مبارکش آماس کردی و مدتے مبتلا بودی تا چند نیش حجام بر ساق پاے مبارکش زدہ بود و در وقت پیری آثار آن زخمہا بر وجود شریف او ظاہر بودی حکایت کنند کہ در نہایت حال حضرت سید بہ تنعم روزگار گذرانیدے و فربہ و سرخ و سفید شدہ و یکے از بزرگان از آنحضرت سوال کرد کہ نشان عاشق صادق چیست سید فرمود لاغری و زردی مرید گفت مر شما را حال خلاف این است فرمود ای برادر ما عاشق بودیم وقتے و اکنون معشوق بودیم گاہے این زمان محبوبیم و از مثنوی برخواند:۔

من گدا بودم درین خانہ چو چاہ ‏ ‏ ‏ شاہ گشتم قصر باید بہر شاہ

ولادت باسعادت پادشاہ زادہ بایسنغر در شہور سنہ اثنی و ثمان مائہ بودہ جامع ت باکمال و اقبال و دولتے مساعد و در ہنر پروری و ہنرمند نوازی شہرۂ آفاق شد و خط ر روزگار او رواج یافت ہنرمندان و فضلا باآوارہ و از اطراف و اکناف روے بخدمتش گویند کہ چہل کاتب خوشنویس در کتاب خانہ او مشغول بودندے و مولانا جعفر تبریزی ب بودہ و ہنرمندان را غایتہا کردے و شعرا را دوست داشتے و در تجمل کوشیدے ن و جلیسان ظریف داشتے و از سلاطین روزگار بعد از خسرو پرویز چون بایسنغر سلطان عشرت و تجمل معاش نکردہ و شعر فارسی و ترکی نیکو گفتی و بہ شش قلم خط نوشتی و این میرزا بایسنغر راست:۔

گدائے کوی او شد بایسنغر ‏ ‏ ‏ گدائے کوی خوبان پادشاہیست

حکایت کنند که خواجه یوسف اندکانی بروزگار بایسنغر بهادر در گویندگی و مطربی در هفت اقلیم نظیر نداشت لحن داودی یوسف دل مے خراشید و آهنگ خسروانی او بر جگرهاے مجروح نمک میپاشید سلطان ابراهیم از شیراز چند نوبت خواجه یوسف را از بایسنغر سلطان میرزا خواست که بخدمت او بفرستد بایسنغر این بیت خواند

ما یوسف خود نمے فروشیم　　تو سیم سیاه خود نگهدار

و در میان الغ بیگ گورگان و بایسنغر بهادر و ابراهیم سلطان لطیفها و مکاتبات بسیار واقع شده که این تذکره تحمل ایراد آن لطایف نمے کند روزگار غدار و گردون ستمگار در آوان شباب قصد آن شاه کامگار نمودند و موکلان قضا و قدر بر جوانی نبخشودند و شبے از افراط شرب بفرمان رب الارباب بخواب گران فنا گرفتار شد و سکنه هرات بسبب آن وفات سکته پنداشتند شعر

گویند که مرگ طرفه خوابیست　　آن خواب گران گرفت ما را

و شاهزاده نیم مست بمصطبهٔ خاک خرامید تا صباح محشر با خمار یافتگان حشر سرگران خیزد و از ساقیان "و سقیهم ربهم شراباً طهوراً" برای خمار شکستن "کاساً دهاقاً" طلب دارد و رجا ازو واثق که حاکم رحیم که از جنایت او در گذرد و از بحر رحمت شبنمے او را بتواند شست کرم فرماید وقوع واقعهٔ هایلهٔ بایسنغر سلطان در دار السلطنه هرات در باغ سفید بوده در شهور سنه سبع و ثلاثین و ثمانمایه عمر او سی و پنج سال بوده و شعرا که در روزگار شاهرخ سلطان بملازمت بایسنغر بهادر میبوده اند بابا سودائی است و مولانا یوسف امیری و امیر شاهی سبزواری و مولانا کاتبی ترشیزی و امیر یمین الدین نزل آبادی ره و اموال و اقطاع بایسنغری بعد شاه رخ سلطان ششصد تومان کپکی بوده از ولایت استرآباد و جرجان و دهستان و طوس و ابیورد و نسا و جنوشان و سمنان و از عراق کاشان و از فارس شبانکاره و شعرا در مرثیه سلطان بایسنغر اشعار گفته اند اما امیر شاهے بدین رباعی بر همگنان فایق آید رباعی

در ماتم تو دهر بسے شیون کرد　　لاله همه خون دیده در دامن کرد
گل جیب قباے ارغوانی بدرید　　قمری نمد سیاه در گردن کرد

ذکر ملیح الکلام بساطی سمرقندی

از جملهٔ شاعران خوشگو بیست و غزل رنگین نازک میگوید و بعهد سلطان بهادر بن امیران شاه گورگان در خطهٔ سمرقند ظهور یافته و گویند حصیرباف بوده و اول حصیری تخلص داشته خواجه عصمت الله البخاری ره چون قابلیت ذهن او بدید گفت حصیر قابل بساط بزرگان نیست ترا بساطی تخلص کردن اولی است و او معتقد خواجه عصمت و منکر شیخ کمال الدین خجندیست و این غزل شیخ کمال را که مطلعش اینست جواب میگوید:-

نشان شب دارد و سر زلف پریشانش   دلیل روشنست اینک چراغ زیر دامانش

و این تخلص از جملهٔ غزل بساطی است که در جواب شیخ کمال خجندی گفته است:-

در نظم بساطی را کمال از خود مدان کمتر   که پروردست چون هر دم بآب دیده بطلانش

و این بیت در دعائے بدنسبت با دمے گوید:-

با آنکه چون چراغ سحر شد جوانه مرگ   هم دیر زیست مدعی زود میر ما

و این غزل بساطی فرماید:-

می چکد و مبدم از میم دهانش آبحیات   صاد چشمی را که مثل او ندیدم هیچ ذات

من ز بخت شور خود بر یا کنم ای پسته دهن   تا بگرد شکر تو رسته میگردد نبات

تشنه لب در کربلائے هجر میمیرم عجب   منکه بر روی حسن از دیده میبارم فرات

از دهانش بوسهٔ جستم زکات حسن را   گفت خاموش ای گدا هیچ کی شد زکات

آن پریرخ با بساطی گفت از روی عتاب   گر درین بازی بگردآیا نمیترسی زمات

مے گویند که شبے مغنیان در مجلس سلطان خلیل مطلعی از شعر بساطی خواندند یاد شاهزاده را خوش آمد فرستاد بساطی را طلب کرد بعد از تحسین یک هزار دینار بدو بخشید و آن مطلع این است

دل شیشه و چشمان تو هر گوشه بریدش   مستند مباد که بشوخی شکنندش

الحق انصاف آن است که صلهٔ این مطلع را کم همتی نموده با وجود بخشندگی و خزانه امیر تیموری سلطان زاده خلیل الله بعد از وفات صاحبقران اعظم تیمور گورگان انار الله برهانه بر تخت سمرقند

جلوس کرد پادشاهزاده صاحب حسن و نیکو خلق و بخشنده و ظریف طبع بوده خزانهٔ تیمور گورگان را بکشود که صاحب قران در مدت سلطنت از خرابی ایران و توران جمع کرده بود بیچو ابر نیسان بلکه کان لعل در بدخشان و بحر عمان سیم و جواهر بر لشکری و رعایا نثار کرد و فضلا در عهد او نوازش یافتند و بزبان حال بسرائیدن مقال او مشغول بودند شعر

درزمانت خاک را کس باز نشناسد ز زر ... مال را از بسکه کرده دست جودت پایمال

و کاتبی همانا درین شیوه در میدان سخنوری جلوس مینماید بیت

درم ز دست تو مر ارض را طبق طبق است ... گهر ز جود تو مر چرخ را سپر سپر است

آخر الامر آن گنج که بشمشیر صاحب قرانی جمع کرده بود سلطان خلیل به پنج بخش کرده چهار سال در تخت سمرقند و دیار ماوراء النهر سلطنت کرد عاقبت خدایداد حسینی و خدلی داو جته و یردی بیگ و باقی امرا بر او خروج کردند سبب آنکه شاد ملک آغا که از تمکان امیر حاجی سیف الدین بود از روی تعشق بنکاح درآورد و آن زن در امور پادشاهی مدخل نمود و امرا بر تافتند و در سنهٔ احدی عشر و ثمان مایه شهزاده خلیل را گرفته ببند طلا مقید ساختند و گوش و بینی شاد ملک آغا را بریدند و شاهزاده را بقلعه شاه رخیه فرستادند و امرای خوارج بدار السلطنه سمرقند بحکومت مشغول شدند و پادشاهزاده خلیل سلطان در حالت حبس از هجرت آن حضرت این رباعی فرموده -

دیروز چنان وصال جان افروزی ... امروز چنین فراق عالم سوزی
افسوس که بر دفتر عمرم ایام ... آن را روزی نویسد این را روزی

و چون آوازه استیلای امرای نمک حرام و قید امیرزاده سلطان خلیل به سمع اشرف شاه رخ سلطان رسید سپاه گران مایه جمع کرده از هرات عزم سمرقند نمود و چون رایت ظفر پیکر شاه رخی از جیحون عبور فرمود آن مخاذیل قوت مقاومت نداشتند تخت گاه سمرقند را گذاشته بطرف ترکستان گریختند و اموال و چهارپایان اهالی سمرقند و مضافات آن را بغارت برده حرکات کنند که شاه رخ سلطان چون بر تخت سمرقند مجلس کرد قدم از گنج و خزانه تیموری شهادتگاه در گوشها سراوار گنج سمرقند تحریر ... بود و چون دماغ ابهمان از تحمل آن خزانه راحتی و چون ... از عظم آن گنج را خالی یافت ناگاه سر عصای آن حضرت بدرجی مسکوک بانخورد آن ...

و در جیب انداخت و باصحاب گفت مابدین درم از میراث و گنج پدر محظوظ شدیم وار خزانه سعی بیرون شد حکایت کنند که پادشاهزاده خلیل در قید این غزل بگفت و نزد شاهرخ فرستاد :-

یا واهب العطیة و یا معطی المراد | ما طاقت فراق نداریم ازین دیار
ادبار شد مجاور و خوش گفت مرحبا | اقبال شد مسافر خوش گفت خیرباد
بادے کہ از دیار محبان رسد بمن | جانم فدائے نکہت آن طرفہ باد باد
غمگین و شادمان چو ازین دیر بگذرد | غمگین مشو زمحنت واز بخت نیز شاد
داغ جهان زسینه کاوس کی برفت | شادان زبخت تیره کجا بود کے قباد
حکم خدائے داد بدست حنان مرا | کفر است پیش خلق زحکم خدائے داد
در بسته شد ز فراق خلیل از مقیدی | روزے ترا سپهر ملاعب و هد کشاد

و چون شاهرخ سلطان از انشائے شاهزاده خلیل این غزل بخواند گریه شد و همت پادشاهانه بر استیصال آن قوم کافر نعمت مصروف ساخت و امیر شاه ملک که از امرائے بزرگ شاهرخ بود بتدبیر خلاف درمیان آن مردم انداخت و خدائے داد حسینی را بکشت و خود آواره شد و ملک ماوراء النهر بتصرف شاهرخ افتاد و سلطان خلیل از قید خلاص شده بدولت پا بوسی عم بزرگوار مشرف گردید شاهرخ سلطان انچه امکان شفقت باشد در حق شاهزاده خلیل مبذول داشته او را همراه بخود از جیحون عبور فرمود سلطنت و حکومت سمرقند خلف الصدق الغ بیگ مقرر داشت و امیر شاه ملک را در ملازمت پادشاهزاده مذکور بایالت و حکومت آن دیار مفوض گردانید و کان ذلک فی شهور سنه احدی عشر و ثمان مایه و بعد ازانکه سلطان خلیل را شاهرخ سلطان بهرات آورد سلطنت و ایالت ولایت ری و قم و همدان و دینور تا حدود بغداد بدو ارزانی داشت و لواء و کوس و نقاره خانه همراه او کرده امرائے بزرگ را بمشایعت او تا چند منزل فرستاد و سلطان خلیل دو سال و نیم دران دیار بنیابت عم سلطنت کرد و در سیزدهم رجب المرجب سنه اربع عشر و ثمان مایه در ری بجوار رحمت حق واصل شد و بیست و هشت سال عمر یافت و به وقت مرگ این بیت انشا کرد بیت

گفتم بجاهلی نکشد کس کمان ما | مرگ آمد و کشید و گج آمد گمان ما

ذکر ملک العلما وزبدة الفضلا خواجه عصمت الله البخاری رح

مردے بزرگ زاده واهل فضل بوده ونسب او بجعفر بن ابی طالب میرسد ودر خطهٔ بخارا آبا واجداو خواجه عصمت مردمان فاضل وبزرگ بوده اند وپدر او خواجه مسعود از اکابر بخارا است و خواجه عصمت الله باوجود فضایل وحسب ونسب در شیوه شاعری مشار الیه است خواه بقصیده گوئی وخواه بر غزلیات ومثنوی ومقطعات وغیر ذلک ودر روزگار دولت سلطان خلیل انار الله برهانه خواجه عصمت الله تربیت کلی یافت وشاهزاده اورا احترامی زاید الوصف میداشت ودایما جلیس وانیس شاهزاده بودی تا حسودان وصاحب اغراض تصور کردند که خواجه را نظرے بجانب شهزاده است وساحت دل آن عزیز ازان مبرا بود وسلطان خلیل علم شعر از خواجه تعلیم گرفتے وچون شهزاده خلیل را عزل واقع شد خواجه عصمت در فراق آستان بوسی آن شاه گرامی این غزل گفت :-

کاش فرمودی بشمشیر جدائی کشتنم ... تا بخاری در چنین روزی ندیدی دشمنم

باغبان گو در تو دیوار گلزارم بکش ... بے وجودش گر گشد خاطر بسر و سوسنم

شهسوارم کی خرامد باز تا دیوانه وار ... خاک وخون آلوده خود را بر سر راه افگنم

خون دل زانرو همی بارم ز شریان دو عین ... کز فراقش نشتر خونریست هر مو بر تنم

تازه عصمت کی شود آثار دوران خلیل ... کین تبانے را که ناحق میپرستم بشکنم

واین مطلع نیز در حق سلطان خلیل گوید :-

دل کبابیست کز و شور برانگیخته اند ... وز نمکدان خلیلش نمکے ریخته اند

غزلیات عاشقانه وسخنان عارفانه خواجه عصمت در روزگار شاهرخ سلطان شهرتے عظیم یافت چنانکه مردم را از مطالعه وملاحظه سخنان فضلائے گذشته یاد نیامدی والیوم سخنان خواجه متروک است :-

دیگ عصمت در سخن از جوش رفت ... عاشقان را قول او از گوش رفت

سبز خنگ چرخ اسب نوبتے است ... هر کسے را بچو ورے نوبتے است

طوطئ بیرون شد از باغ جنان ... بلبلان را هست گلبانگ این زمان

این چمن را بوده بلبل بیشمار عندلیبان یاد دارد صد هزار
سیر آن بلبل ازین گلشن گذشت بلبلی دیگر بجای او نشست
بلبلی کین بوستان حالا گزید عاقبت او نیز بر خواهد پرید

و چون قصاید خواجه عصمت را فضلا مستحسن داشته اند این قصیده که در وصف دیوان اشعار سلطان خلیل انشا کرده و قصیده این ست که ثبت شد

این بحر بیکران که جهانیست در برش غواص عقل کل نبرد پی بگوهرش
مه عکسی از لوامع لوح مذهبش خورشید عکسی از صفحات مصورش
حوران روضه را از حیا کرده در قصور نقش بتان لاله رخ حور پیکرش
بر لوح چرخ گرم همی گردد آفتاب از بهر مهره کردن اوراق و دفترش
گیرد ز شب سیاهی از مه دوات زر جلد از ادیم ثور دهد چرخ اخضرش
از رشته سیاه و سفید شب و سحر شیرازه کرده بر دو طرف صنع داورش
سرخی کشیده عکس شفق گاه جدولش پرگار سیم داده سپهر دو پیکرش
گویا نمود در دل شب مهر مشتری چون تافت از حواشی خط نقطه زرش
از ابن مقله ریخته یاقوت هر که دید بر سیم خام نقش خطوط معنبرش
هر حرف او ز گنج معانیست جوهری جز صیرفی که فهم کند نرخ جوهرش
هر خط دل کشی که محقق شده بحسن تعلیق کرده بر صفحات مصورش
هر معنی بدیع که زو یافته ظهور عقل از برای کسب هنر کرده از برش
هر عقد گوهری که بنظم اندر آمده منظوم منتظم شده در سلک مسطرش
سلمان در اقتباس ز نور قصایدش در روح سعدی از غزل روح پرورش
خاقانی از بدایع شعرش گرفته فیض مسطور انوری بمعانی انورش
وز مثنویش روح نظامی در ابتهاج وز فرد و قطعه ابن یمین بهره گسترش
سرگشته در حواشی او میرود قلم در حیرتم که تا چه خیال است در سرش
گفتم ز راه فکر و تامل درو روم آگه شوم ز حسن معانی مضمرش

بودم درین مشاهده حیران که هاتفی دادم خبر ز صاحب شعر مطهرش
کاین است مخزنی که عزیزان نهاده اند مجموعهٔ بدایع شاه سخنورش
سلطان خلیل آنکه چو مسند بدو رسید بنشست آتش فتن از تیغ خنجرش
جمشید شیر حمله گزین است گر زاو گردد همی محدب گردون مقعرش
گردون بقوس از پی آن شد در انقسام تا باید اتصال به سهم مدورش
ای سروری که قدر رفیع تو هر که دید نه چرخ همچو ذره نماید محقرش
هر کو بکعبتین خلاف تو مهره باخت غم در بساط رنج و بلا کرد ششدرش
دشمن ز خنجر تو ندیدی ره گریز سوی اجل اگر نشدی مرگ رهبرش
دریا اگر ز بیگهری کف بر آورد سازی ز ابر جود بیک دم توانگرش
نافه که از روایح او دهر خرم است بوئی از تو برده است و دماغ معطرش
سایه کلاه گوشهٔ عصمت بر آسمان گر تو بخاک تیره شماری برابرش
تا سر بر آستانهٔ خدمت نهاده است گر التجا بغیر برد خاک بر سرش
بر فرق هر گدا که نهی افسر قبول عار آید از تجمل دارا و قیصرش
افزونی معانیش از فیض مدحت است ورنه چه آید از سخنان مکررش
مردن گزیند و نکند ترک خدمتت گر در میان هر دو بسازی مخیرش
همواره شمس تا زپی اکتساب نور در حکم آفتاب کند هفت کشورش
پاینده باد ذات تو بر اوج سلطنت دولت معین و مسند اقبال بر ترش

اما خواجه عصمت بعهد سلطنت شهزاده الغ بیگ گورگان ترک مداحی سلاطین نموده و سلطان مشار الیه اشد عا نمود و همواره مجلس شریف او مقصد و مجمع شعرا و فضلا بودی و از اکابر شعرا که معاصر و مصاحب خواجه بوده اند مولانا بساطی سمرقندی و مولانا خیالی بخاری و مولانا برندق و خواجه رستم خوریانی و طاهر ابیوردی است رحمة الله علیهم و وفات خواجه عصمت الله بروزگار الغ بیگ گورگان در شهور سنه تسع و عشرین و ثمان مائه بوده نور الله مرقده اما شاه مغفور سعید الغ بیگ گورگان سقی الله روضته و انار الله برهانه پادشاه عالم عادل قاهر صاحب همت

بوده و در علم نجوم مرتبهٔ عالی یافت و در معانی موئے سے شگافت و درجهٔ عالمان بعهد او به
ذروهٔ اعلی بوده و فضلا را بدوران او مراتب عظمی بود علم هندسه و دقایق نماو در مسایل هیئت مجسطی
کشا بوده فضلا و حکما متفق اند که بروزگار اسلام بلکه از عهد ذی القرنین تا این دم پادشاہے بحکمت
و علم مثل الغ بیگ گورگان بر مستقر سلطنت قرار نیافته و در علوم ریاضی وقوف تمام داشته چنانکه
رصد ستارگان بست باتفاق علمائے عهد چون فخر العلما والحکما، قاضی زادهٔ رومی و مولانا
غیاث الدین جمشید و آن دو بزرگوار فاضل آن کار باتمام نارسیده وفات یافتند و سلطان
همگی همت براتمام آن کار گماشته باقی رصد را میرزا باتمام رسانید و زیج سلطانے اخراج
نموده بنام خود نوشت والیوم نزد حکما ان زیج متداول و معتبر است و بعضی آن را بر زیج
نصیری ایلخانی ترجیح می کنند و در خطه سمرقند مدرسه عالی بنا فرموده که در اقالیم تربیت و قدر
آن مدرسه نشان سے دهند و اکنون دران مدرسه عالی زیاده از صد نفر طالب علم متوطن و
موظف اند و بعهد پدرش شاهرخ بهادر چهل سال باستقلال سلطنت سمرقند و ماوراء النهر کرد و در
رسوم سلطنت و داد و عدل قاعده هائے پسندیده داشته گویند که بعهد او از یک جریب
زمین که چهار خروار محصول حاصل او بوده چهار دانگ فلوس مال و خراج مے گرفته اند که بحساب
دراهم نقره یک دانگ باشد.

عدل بر شاه چون امیر شود   آهو از شیر شرزه سیر شود

حکایت کنند که فراست و قوت حافظه آن پادشاه مغفور تا حدے بود که هر جانورے
که انداختی و آن جانور هر شکارے که کردی تاریخ آن را ضبط کرده بر نسخه نوشتندے که بچه روز
بوده و در کدام محل و از جانوران چه جانور صید شده از قضا آن کتاب غایب شد و چندانکه طلب
کردند آن کتاب را نیافتند مستحفظان کتاب خانه ترسناک شدند پادشاه فرمود غم مخورید
که تمام آن قضایا من اوله الی آخره بیاد دارم و کاتبان را طلب فرموده پادشاه تواریخ میگفت
و آن تاریخ و قضایا را کاتبان کتابت مے کردند تا آن دفتر باتمام رسید قضا را بعد از مدتے
نسخه اول پیدا شد هر دو نسخه را باهم مقابله کردند اختلاف جز چهار پنج موضع نیافتند و ازین نوع
نوادر از طبع و ذهن آن حضرت فراوان نقل کرده اند حکایت کنند شیخ عارف آذرے ره فرمو

که من در شهور سنه ثمان مائه در قراباغ همراه خال خود که قصه خوان امیر کبیر صاحب قران اعظم تیمور گورگان بود بخدمت الغ بیگ گورگان افتادم در ایام طفولیت و مدت چند سال نشاط کودکی با شاهزاده بازی کردمی شعر و حکایات گفتمی و او را چنانکه رسم اطفال است با من انسی حالی بودی تا در شهور سنه اثنی و خمسین و ثمان مایه که پادشاه مذکور خراسان را فتح کرد و باسفراین نزول فرمود که بعد از آن که شیب از شام شباب مشتعل شده بود برخاستم و بخدمت پادشاه شتافتم از دور که مرا دید در لباس فقرا و صلحا بعد از تقدیم سلام و پرسش فرمود که ای درویش تو مصاحب و جلیس قدیم ما می نمائی آیا تو خواهرزاده قصه خوان ما نیستی من تعجب نمودم از ذهن و ادراک و حافظه پاک پادشاه گفتم بلی هستم حکایت قراباغ و غزو گرجستان و عجب هائی آن دیار در میان آورد و آنچه بیاد داشتم جواب گفتم و ازین وقت از خاطر آن پادشاه بسیار نقل است زیاده متذکره تحمل نیاورد و بعد از وفات شاهرخ سلطان الغ بیگ گورگان از ماوراء النهر لشکر بخراسان کشید و ملک موروثی طلب کرد امیرزاده علاء الدوله با او مخالفت نمود و در حدود سرآب من اعمال بادغیس حرب افتاد و ظفر الغ گورگان را بود تمامی خراسان را مسخر ساخت و نود هزار لشکری داشت و دران هجوم و ازدحام خراسان خراب و بیاب شد و آثار آن خرابی الیوم ظاهر است و در شهر رمضان سنه اثنی و خمسین و ثمان مائه وقتی که پادشاه الغ بیگ بضبط خراسان مشغول بود شهر سمرقند را ابوالخیر خان محاصره کرد و لشکر الغ بیگ چون غنیمتی بیحد یافته بودند و می خواستند تا آن غنایم را بوطن رسانند فوج فوج فرار می نمودند الغ بیگ چاره جز انصراف ندید و بوقت عزیمت عراق از پل آب روشن که از توابع جوین است مراجعت نمود و دران حال یار علی ولد اسکندر قرا یوسف چه سالها در قلعه نرتو که از توابع دار السلطنت هرات است محبوس بود خلاص یافته خروج کرد و هرات را بگرفت و این نیز مدد ضعف الغ بیگ گورگان شد و بلخ و مضافات آن را بولد خود عبد اللطیف داد و خود از جیحون عبور نمود و بواسطه اعزاز و اکرام که در حق فرزند کهتر بجای آورد عبد اللطیف را شیطان اغوا کرد تا بر پدر عاصی و باغی شد و مدت سه ماه در کنار جیحون با عبد اللطیف الغ بیگ گورگان محاربه می نمود تا در اثنای آن حال اهل ارغون که از تراکمه ترکستان اند سلطان ابوسعید را بپادشاهی برداشته از اردوی

الغ بیگ گورگان جدا شده بولشهر سمرقند آمده شهر را محاصره کردند ضعف الغ بیگ را این خود
سکه بود که برزر زدند بضرورت روگردان شده میل سمرقند نمود و عنقریب عبداللطیف جیحون را
عبره کرده عزم سمرقند کرد و الغ بیگ پذیره شد و در شعبان المعظم سنه ثلاث وخمسین وثمانمائه
بنواحی شهر سمرقند میان پدر و پسر مصاف دست داد عبداللطیف ظفر یافت و الغ التجا بقلعه
سمرقند برد امیران شاه قورچی که از تربیت یافتگان او بود اورا در قلعه راه نداد و حرام نداد و حرام
نمکی ظاهر ساخت و بالضرورت بحدود ترکستان گریخت و عبداللطیف بر تخت سمرقند جلوس کرد
وهمانا الغ بیگ گورگان را گماشتگان او در شاهرخیه مدخل زیاده نداد ند میخواست تا التجا بابوالخیر
خان برد باز اندیشه که شفقت فرزندے درمیان است بطرف فرزند بے مروت و سمرقند مایل
شد در شهر رمضان در سنه مذکوره ناگاه پیش فرزند بے محابا در آمد و آن بدبخت در اول پدر
را مراعات و اکرام نمود اما شیطان براو امیر شده دل او را بر قتل پدر حریص گردانید و در لب آب
سورج که بیرون سمرقند هست آن پادشاه عالم عادل را بدرجه شهادت مرتقی گردانید و بعد از هفت
ماه و کسری سیاف اجل انتقام از و نیز کشید و دو ستگانے که چشانیده بود لاجرم عاقبت ظالمان
چنین باشد بیت

پدر کش پادشاہے را نشاید وگر شاید بجز شش مه نپاید

امام بزرگوار استاد البشر فخر الدین رازی اعلی الله درجته در کتاب حدائق الانوار
میآورد که در خاندان اکاسره هیچ پادشاہے اصیل تر از شیرویه نبوده که او شیرویه بن پرویز بن
هرمز بن انوشیروان بن قباد بن فیروز بن یزدجرد بن بهرام گور است و بهرام پشت بر پشت
باردشیر بابکان مے رسد. و اردشیر نیز پشت بر پشت بکیقباد مے رسد و کیقباد نیز پشت بر
پشت بافریدون مے رسد و افریدون نیز بچند صلب بکیومرث میرسد کیومرث بزعم نسابه عجم
آدم است و آن شاه اصیل کار خسیس کرد و پدر را بکشت و بعد از شش ماه بلعنت
طاعون بجهنم رسید و در خاندان خلفا نیز اصیل تر از خلیفه مستنصر نبوده مستنصر بن متوکل بن معتصم
بن رشید بن مهدی بن منصور بن محمد بن علی بن عبدالله بن عباس است و چند پشت خلیفه بوده
است و نسب آل عباس بنی هاشم و افضل انساب بنی آدم است مستنصر نیز پدر را بکشت و

سشتناه زیاده نزیست تا معلوم شود که بنسبت محترم فخر نشاید کرد تقوی وخدا ترسی شرط منت
و حال عبداللطیف بن الغ بیگ بن شاه رخ بن امیر تیمور گورگان و اجداد امیر تیمور اکابر و
سلاطین بوده اند و این پادشاهزاده شوربخت در حجرات تربیت شاهرخ نشو و نما یافت و شاهرخ
سلطان را با او زیاده از تمامی احفاد و اولاد اهتمام و محبت بودی باوجود این همه اعزاز و اکرام
و حسب و نسب او نیز چون دو شوریده بخت که ذکر ایشان رفت شهره ایام و نکوهیده خواص و
عوام شد و این بیت در حق او مناسبتے دارد بیت

گر تو بدانی که بد چگونه قبیح است | هیچ نیاید ز تو که نیک نباشد

و الغ بیگ گورگان عمر شریف او پنجاه و هشت سال بود و سلطنت او در خراسان
هشت ماه و در سمرقند بعد پدرش چهل سال و تاریخ وفات آن حضرت عزیزی برین
منوال گفته است قطعه

الغ بیگ بحر علوم است و حکم | که دین نبی را ازو بود پشت
زعباس شهد شهادت چشید | غدرش حرفت تاریخ عباس کشت

و از علما و مشایخ طریقت و شعرا که بروزگار شریف الغ بیگ ظهور یافته اند مولانا علاء الدین
شاشی که در علم ظاهری یگانه بود و از مشایخ خواجه حسن عطار قدس سره و از شعرائے بزرگ
خواجه عصمت الله البخاری و مولانا بدخشی بوده علیهما الرحمه

ذکر منفخر الظرفا مولانا ابو اسحق شیرازی ره

مرد لطیف طبع و مستعد و خوشگوے بوده در شهر سبزوار همواره مصاحب حکام و اکابر بودی
و از اجناس سخنورے و اشعار اطعمه را اختیار نموده و درین باب چون او کسے سخن نگفته در سالهائے
او در باب اطعمه مشهور است اما اگرچه منعمان را جهته بدرقه اشتها و آرزوئے طعام نفعے بود
عاجل اما مفلسان و بینوایان را ضررے میرساند چه آرزو زیاده میگرداند و دست رس چون
نباشد محجوب و محروم مے شود عسل گوئی دهان شیرین نگردد اما از نفثة هائے ابو اسحق هر چند
مفلسان را ضرر است اما جهته خاطر متمولان و اصحاب نعم یک رباعی و مثنوی چند خواهیم

آورده و بسیار مستعدانه فرموده رباعی

نرگس که شبیه است بچشم خوش دلبر — گویند طبقی دارد از سیم پر از زر
در دیدهٔ اسحاق نه زر دارد و نه سیم — ششش نان تنک دارد و یک کاسه مزعفر

حکایت کنند که بروزگار پادشاهزاده اسکندر بن عمر شیخ بهادر مولانا اسحق همواره ندیم مجلس بوده چند روزی به مجلس پادشاه حاضر نشد روزی که بمجلس آمد شهزاده پرسید که مولانا کجا بودی زمین خدمت بوسید و گفت ای سلطان عالم یک روز حلاجی میکنم و سه روز پنبه از ریش بر می چینم و این فرد خواند :-

منع مگس از پشمک قندی کردن — از ریش حلاج پنبه برداشتن است

و گویند مولانا ابو اسحق ریشی دراز داشته از قاعده بیرون و از گفتهای مولانا ابو اسحق مثنوی در جواب شیخ سعدی که در مناظره و سؤال و جواب جنگی و داوری جنگ گفته و او در باب چنگال گفته است :-

بر کنار سفره صاحب دلی — چون نشست افتاد او را مشکلی
قوت خواران دید پیرامون خوان — مرغ و یاقوت و مزعفر در میان
قلیه پیش ماست تا بنهاده سر — نان و بریان دست هر دو در کمر
فرنی و پالوده رو در روی هم — رشته و لوزینه هم زانوی هم
در میان قوتی بهم برگشته بود — کز بیانش عقل کل سرگشته بود
چرب و شیرین بود و تر حلوا نبود — پایش از سر سر ز پا پیدا نبود
سر بسر اجزای او لب استخوان — روغنش رفته چو خون اندر رگان
چرب و نرم و گرم و خوشخوار آمده — محرم هر صاحب اسرار آمده
مرد صاحب دل چو در شانی حال — کرد از ترتیب ترکیبش سؤال
گفت اعلم روغن خرما و نانست — ذوق شیرینی من در مهر نانست
آرده و روغن بهم لال آمدست — نام من از غیب چنگال آمدست
مرد معنی چون ازو بشنید راز — گفته یک یک حال خود گوئید باز

او لاخره ما سخن آغاز کرد سرگذشت خویشتن سر باز کرد
گفت برنخلم چو برگ و ساز بود چشمها بر منظر من باز بود
پرورش میبافتم از ماه و خور ابر و بادم بود فرافشان در
سبز و سرخ و زرد می بودم بباس از سیه کاری بپوشیدم پلاس
اره قهرم قضا بر سر بخواست آنچنان کاندر تن من جان بکاست
از سر نخلم بنشیب انداختند زان فرازم بر نشیب انداختند
هر زمانم همنشین دیگر است آب خوردم از زمین دیگر است
در سفر با گردگانم در جوال میکشیدم از کلال او قیل و قال
گه گلیم اره دارم من بدوش گاه دارم غوطه تان سیر پوش
یک زمانم جوز باشد همنشین ساعتی با شیر و انجیرم قرین
درمیان شیره ام مے پرورند با برنج شیر زرم می خورند
ناگهان در دیگ حلوائی شدم بعد ازان در خشاب خرمائی شدم
این زمان در چنگ چنگالم اسیر میخورم مالش ز هر برنا و پیر

ولها

روغن آمد از پی او در مقال یک بیک میگفت با او شرح حال
گفت بودم درمیان فرث و دم در درون گوسفندان حشم
هر زمان در سبزه گردیدمے هر گلے از مرغزاری چیدمے
دایه ام دوشیده از پستان میش دردهم بیگانه کرد از باز خویش
مایه ام بنهاد مقداری که خواست شیر بودم بعد ازانم کرد ماست
بعد ازان در مشک بازم مسکه کرد بر سرم بگذشت چندین گرم و سرد
آن زمان در معرض آتش شدم تا ز روے صافی و بیغش شدم
درستے در چنگ افتاده به بند تازه مے بودم ببوے گوسفند

گاه در کاچی شدم گه در اماج   ساعتے در کاک و روزی در کماچ
در کلیچه یک زمان سرگشته ام   درمیان بکسمات آغشته ام
با عسل هرگه که تنها می شوم   همچو شبنم زیر و بالا می شوم
گاه از ماتم شوم در شب غریب   گه رسد از سفره سورم نصیب
گاه دارم با حریسه ماجرا   گاه در دست برنجم مبتلا
چنگ چنگالی مرا دارد بدست   گوشمالی میدهد هرجا که هست

ولهٗ

بعد نان از حال خود اظهار کرد   مرد معنی واقف اسرار کرد
گفت بودم گندم باغ بهشت   رسته از آب و گل عنبر سرشت
تا که افتادم بانبار جهان   بارها در چاه گردیدم نهان
بعد ازان در خاک راهم کاشتند   مدتے بیهُش بگذاشتند
حق بلطفم روز دیگر داد   وز نوم نیمروزی دیگر داد
سرکشی آغاز کردم از غرور   دلبری میکردم از نزدیک و دور
باد قهرم بر سر سبزم وزید   شد جوانی نوبت پیری رسید
سر جدا کرد از تنم دهقان اس   گاه پاشید و بپوشیدم پلاس
پایمال گاو گشتم ناگهان   تا شدم القصه در بار خران
بر سرم گردید سنگ آسیاب   تا برآمد گردم از جان خراب
گه مقید در بن انبان شدم   گاه در غربال سرگردان شدم
مشتها خوردم بهنگام خمیر   تا نهادم پاسے بیرون از فطیر
بعد ازان در آتش سوزان شدم   نان شدم شایسته هر خوانشدم
این زمان در چنگ چنگالم اسیر   میخورم مالش ز هر برنا و پیر
چنگ چنگالم مرا دارد بدست   گوشمالم میدهد هرجا که هست
با تو این ترکیب هم هست از زمان   روح روغن نفس خرما جسم جان

مالشت داوند در لاک فلک — شد مگس ران گرد برخوانت ملک
آن مگس وران زمان ابلیس بود — گرد چنگال تو در تلبیس بود
قصد شیرینی کند دائم مگس — زین مگس ایمان نشد چنگال کس
از عبادت رو مگس را پی بساز — با مگس چون کودکان چندین مناز
از برائے نان راه آن جهان — خیز و چنگالی بنه در توشه‌دان
باش چون بسحاق دایم چرم و زرم — درمیان آب سرد و نان گرم
نان گرمت شهوتے حیوانیست — آب سردت حکمت انسانیست
سر انسان درمیان نان و آب — گفته شد والله اعلم بالصواب

زیاده ازین برین اوصاف خوان نعمت ابواسحق در اشتها حدتے پیدا مے کند و مصلحت گرسنگان مفلس نیست اللهم ارزقنا بغیر حساب اما پادشاهزاده محترم اسکندر بن عمر شیخ بهادر بن امیر تیمور گورگان در شیوه مکارم اخلاق و مردانگی و کرم قصب السبق از اکران و اکفار بوده و بعد از وفات صاحب قرانے بر فارس و عراق عجم مستقلی گشت شهزاده معاشر و خوش طبع بوده لشکر آراسته جمع نموده فارس را از تصرف برادرش پیر محمد میرزا بیرون آورد و در رمضان سنه سبع و ثمان مایه با معصوم و بسطام که امرا قرا یوسف ترکمان بوند در پل خرده مصاف داد بعد ازان باهنگ برادرش میرزا رستم لشکر باصفهان کشید و شهر را محاصره کرد رستم بهادر از و گریخت و باذربایجان رفت و او اصفهان را بگرفت و خواجه احمد صاعد را که بزرگ و قاضی اصفهان بود بقتل رسانید و در چهارم ذی الحجه سنه ثلاث عشر و ثمان مایه استیلائے اسکندری در فارس و عراق عجم درجه اعلی یافت همواره بشکوه و مهابت خود نازان بودی و از روئے تفاخر ابیات مهابت انگیز خواندی و از جمله ابیات که انشاء نموده این است

بیت

یاجوج حادثات بهانرا چه اعتبار — با من که در شکوه چو سد سکندرم

چون آواز استیلائے آن شاهزاده عالی مقدار بگوش شاهرخ سلطان رسید که اخوان و عشایر نزد او حقیر و بے مقدار شده اند و نیز داعیه تسخیر دار الملک اصلی دارد و غوغائے سلطنت

بانفراد دماغ او را مغشوش میساخت شاهرخ سلطان در شهور سنه عشر ثمانمائه بقصد امیرزاده اسکندر لشکر بعراق عجم کشید و امیرزاده رستم التجا بشاهرخ سلطان آورد و از حدود اصفهان اسکندر میرزا منهزم شده عاقبت بدست شاهرخ گرفتار شد و بسعی گوهرشاد آغا شاه رخ بدان رضا داد تا چشم آن شاهزاده که غیرت عیون حورالعین بود بچون عین نرگس از نور عاری ساختند و دیده آن جوان جهان نادیده را از نور بینائی معزول گردانیدند و کان ذلک فی یوم الجمعه ثانی جمادی الاول سنه عشر ثمانمایه و از فضلا و شعرا که بروزگار سلطان اسکندر در عراق و فارس ظهور یافته انداز علما مولانا معین الدین نطنزی است که در علم سرآمد روزگار بوده مقامات و حالات اسکندری در تاریخ او در قید عبارت آورده و از فضلا و شعرا مولانا حیدر بوده که در ترکی و فارسی اشعار ملیح و پسندیده و جواب مخزن اسرار شیخ نظامی ترکی بنام امیرزاده اسکندر پرداخته ره ؎

ذکر مولانا بندق ره

مردے خوش طبع و ندیم شیوه بوده و طبع او مایل بمطایبات هزل بوده اشعار مضبوط و متین وارد و مداح و تربیت یافته شاهزاده عالی مقدار بالیقرا بن عمر شیخ بن امیر تیمور گورگان است از بخارا و سمرقند در ملازمت آن پادشاهزاده بخراسان و عراق آمده و شعرا را با او جز طریق مدارا و مواسا چاره نبود چرا که مردے فصیح و تیز زبان بوده همگنان از و هراسان بودند او را استادی خطاب کردندی و در حق خواجه عصمت الله این بیت بدو منسوبست بیت

در بخارا خواجه عصمت گرچه دارد شهرتے
در خراسان خواجه عصمت نیست بی بی عصمت

و این غزل مولانا بندق فرماید ؎

لب شیرین تو با تنگ شکر میماند
در دندان تو با عقد گهرے ماند

قند با آن همه دعوی و لطافت که راست
پاک حدیث از شنود پیش تو سرمی ماند

گر بستان بخرامی بپے ایثار رهت
گل خندان بدهن خرده زر میماند

باد را در شکن زلف مسلسل مگذار
که سقیم است در ان راه گذر میماند

یادگار ار بگذارند کسان درعالم　　　از برندق سخن فضل وہنر میماند

گویند بوقتیکہ پادشاہ زادہ بایقرا در تخت بلخ جلوس یافت مولانا برندق را پانصد دینار انعام فرمود و پروانچی دوبیست دینار نوشت مولانا این قطعہ نظم کرد و بشاہزادہ رسانید

شاہ دشمن گداز دوست نواز　　　آن جہانگیر کو جہاندار است

پیش یوزالتون مرا فرمود انعام　　　لطف سلطان ببندہ بسیار است

سی صد از جملہ غائبست کنون　　　در براتم دوصد پدیدار است

یا مگر من غلط شنیدستم　　　یا کہ پروانچی غلط کار است

یا مگر در عبارت ترکی　　　پیش یوز التون دوبیست دینار است

چون شہزادہ این قطعہ را مطالعہ کرد خندان شد و مولانا را تحسین کرد و گفت در عبارت ترکی پیش یوزالتون را ہزار دینار میگویند و فرمود در مجلس ہزار دینار نقد تسلیم مولانا نمودند و این بیت برخواند ؎

بحر عمانست گویا خاطر فیاض شاہ　　　ابر نیسانست گویا دست گوہربار او

اما سلطان عالی مقدار عمر شیخ بہادر قرۃ العین صاحبقرانی تیموری بود و از فرزندان در نظر صاحب قرانی ہیچکس را بدستور او جاہ و اقبال نبودہ و در اول ملک فرغانہ کہ اندکان گویند بدو ارزانی داشت و اواز غایت شجاعت و مردانگی دمار از روزگار خان مغول برآورد و قمر الدین را منکوب ساخت و مغولان او را سر نہادند و دست تعدی ازان سرحد کوتاہ کردند و از توہم او دمی با سایش نمی خوردند روزگارے آن دیار را ضبط فرمود و چون حضرت صاحب قرانی در چنین عالم آرایش ائین سروری تفرس فرمود فارس را تا حدود بصرہ و خوزستان بدو ارزانی داشت و آن سلطان عالی مقدار دوست پرور و دشمن سوز از قضاے کردگار در جنگ قلعہ از قلاع خورستان تیر خورد و بدرجہ شہادت رسید و حضرت صاحبقرانی را آتش فراق آن خلاصہ دودمان دود از نہاد برآورد و این رباعی مناسب حال خود میگفت و مے گریست رباعی

اے راندہ بمیدان قضا از من پیش　　　بر ریش دلم زدہ ز محنت صد ریش

گفتم که تو وارثم شوی در همه کیش　　رفتی و مرا گذاشتی وارث خویش

ومنصب آن شاهزاده مغفور را صاحب قرانی بفرزندان گرامی آن حضرت نامزد فرمود هر یکی از ان شاهزادگان بحکومت و سلطنتی مخصوص بودند چنانچه شطری از حالات امیرزاده اسکندر و امیرزاده رستم گذشت اما کیخسرو و خسرو و فریادوش منظر بایقرا بهادر از جمله اولاد عمر شیخ بهادر بود یگانه و نازش اهل زمانه حسنے که یوسف در خواب ندیده و شجاعتے که رستم در هفتخوان اوصاف آن نشنیده و این ابیات همانا اوصاف آن شاهزاده راست ؎

در رزم رستمی تو و در بزم حاتمی　　گردون ترا عنان قدح بهران دهد

تا بحر و بر زنے چو به پشت قدم نهد　　در عهر کین کشتی چو بدست عنان دهد

و بایقرا میرزا بعد از واقعه برادران در فارس خروج کرد و لشکر جرار نبرد گذار جمع نموده دم استقلال و ملک گیری زد و در سخاوت و مروت داد مردی بداد و گویند در حسن صورت و سیرت مردانگی در خاندان صاحب قرانی مثل شاهزاده بایقرا ظهور نیافته شاهرخ سلطان بدفع او لشکر بفارس کشید در ثانی شعبان سنه ثمان عشر و ثمان مائه و او میخواست تا با شاهرخ سلطان مصاف دهد امرا خلاف کردند و از و روگردان شدند و او براه بیابان بطرف کچ و مکران افتاد و مدتے در صحاری و بیابانها میگردید و در حدود گرم و غور بار دوم بر شاه رخ سلطان خروج نمود و علی الدوام شاهرخ از و ترسناک و اندیشه مند بوده در حدود سنه تسع عشر و ثمانمائه آن شاهزاده عالی مقدار بدست شاه رخ گرفتار شده میخواست تا او را هلاک نسازد و بر جوانی و جمال او ببخشاید گوهرشاد بیگم سعی نمود و آن دُر دریاے شاهی را بدرجه شهادت رسانید حکایت که چون بایقرا بهادر را بحضور سلطان شاه رخ رسانیدند گفت تو بایقرا نیستی منکر شد گفت کسیکه خود را بسلاطین مانند سازد کشتنی است و تجاهل العارف که شیوه شاعران و دروغ گویانست ان پادشاه عالی بر خود بست و آن کس بتحقیق شاهزاده بایقرا بود اما تدبیرے کرد که بدنامی برادرزاده کشتن بدان سلطان عاید نگردد القصه شیرینی ملک تا اعتماد وزیر چه برادر را شکر مے پندارد و دل لشکری این حرفے نافرجام دل آدمی را خلوت خانه دیو غم مے گرداند بیت

دنیا نیرزد آنکه پریشان کنی دلے | زنهار بد مکن که نکرده است عاقلے
این پنج روزه مهلت ایام آدمی | از ار مقبلان نکند ہیچ مقبلے
درویش پادشہ نشنیدم کہ کردہ اند | بیرون زیک دو لقمہ روزی تناولے

حق تعالیٰ ذات ملک صفات این پادشاہ اسلام را بر مسند خلافت و سلطنت متمکن دارد کہ چراغ دودمان تیمور گورگان از شرارہ تیغ گوہر فشان او روشن و خراسان از بہار عدل او گلشن است چندانکہ بایقرا بہادر و عمر شیخ بہادر در روضۂ جنان فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر و رجات است این خسرو غازی و فرزندان و عشایر و اقربا بکرام او در بسیط زمین سلطنت و مملکت مستدام باد

ذکر ملک الشعرا خواجہ رستم خوریانی رہ

خوریان قریہ ایست من اعمال بسطام و خواجہ رستم ازان قریہ لست مردے خوش طبع و لطیف سخن بودی و احیانا عملداری کردی و معاشر بود و آنچہ از عملداری بدست آوردی در وجہ عشرت صرف نمودے گویند بوقت وزارت خواجہ حافظ رازی کہ یکے از وزیران فاضل بودہ در زمان امیر زادہ عمر بن امیران شاہ کہ کافی ملک و مدبر دولت بود عمل وہستان بخواجہ رستم فرمود و خواجہ رستم پیرانہ سال بلہو و طرب زندگانی مے نمود و خواجہ حافظ او را درین طور ملامت کردہ و این بیت در جواب خواجہ حافظ فرستاد

این خرقہ کہ من دارم در رہن شراب اولی | وین دفتر بیمعنی غرق می ناب اولی

و این غزل خواجہ رستم راست

گر ز خرگہ ماہ من بیرون رود | دود آہ عاشقان از آسمان بیرون شود
آخرای عاشق ز ظلم یار اہی ارکش | باز ناید تیر ہرگہ کز کمان بیرون رود
می برآید ہر زمانم آہ دود از رشک یار | ترسم آخر در میان آہ جان بیرون شود
گوئیا از آسمان منشور غم آمد بہ ما | کی تواند کس کہ از مضمون نشان بیرون رود
رحم کن برجان رستم پیش ازروز یکہ او | از میان گیرد کنار و از جہان بیرون رود

و خواجہ رستم سمرقندی نیز ہست مرد خوش گو ست اما سخن او درین دیار شہرتے ندارد

و دیوان رستم خوریانی مشهور است مشتمل بر قصاید و غزلیات و مقطعات اما شاهزاده عمر بن امیرزاده میرانشاه
گورگان بعد از واقعه پدرش در ری و فیروزکوه حکومت یافت پادشاه زاده مدبر بود و استراباد
را مسخر ساخت و با شاه رخ سلطان دم عصیان و خلاف زده و از جرجان و استراباد و دامغان
لشکری جمع کرد و آهنگ سلطان شاهرخ نمود و در حدود ولایت جام با شاه رخ سلطان
مصاف داد و منهزم شد و کان ذلک فی شهور سنه تسع و ثمان مائه گویند سلطان عمر وقتی
آنکه بحرب سلطان شاه رخ می رفت در طوس بزیارت شیخ العارف قدوة المحققین شیخ
محیی الدین غزالی طوسی علیه الرحمه رفت و گفت شیخا التماس می کنم که فاتحه در کار من کنی تا خدای
مرا بر شاهرخ ظفر دهد شیخ در جواب فرمود که هرگز من این فاتحه نخوانم زیرا که شاهرخ پادشاه عادل
و خدای ترس است و تو بیباک و متهور و او ترا بجای پدر است نکست او طلبیدن و فتح خواستن از
طریقت و شریعت دور است و من این خود هرگز نکنم شاهزاده عمر از شیخ رنجیده بخشم بدر رفت و نگریست
و گفت مرا چون بینی گفت ترا مخلوقی می بینم به قوت از همه کمتر و جهل از همه بیشتر و بجرگ با همه برابر
و بقامت از همه کمتر شهزاده می خواست تا شیخ را ایذا رساند باز اندیشه کرد که کاری از پیش ای
او بزرگتر در پیش است اگر خدا مرا فتح دهد یقین دارم که همت درویشان اثر ندارد و چرا که کار بسی
نشاید و اگر شکسته شوم خود از راستی چرا رنجیده شوم برخاست و از پیش شیخ بیرون شد اصحاب
شیخ و مریدان گفتند ای شیخ اگر این مرد را خدای فتح دهد ما در خراسان نتوانیم بود شیخ فرمود
که رضای خدا از خراسان افزون بلکه از هجده هزار عالم اگر در خراسان نتوانیم بود در عراق باشیم
اما از رضا و سخط خدای هیچ جا التجا نمی توانیم برد خوش اوقاتی که مشایخ طریقت با سلاطین کلمه
حق بدین منوال میگفته اند و اندیشه نمی کرده اند خلاف این روزگار که ابواب کلمه حق مسدود شده

ذکر مولانا بدر شیروانی

در شیروان و مضافات آن سالها بخوش گویی روزگار گذرانید الحق شاعری کامل و خوش سلیقه و
خوش طبع بوده مولانا کاتبی این قطعه در حق او گوید قطعه

نسبت کاتبی دارم ای بدرلا　　شیر رسید اسم تا ز آسمانم

محمد مرا نام هست تو بدرے | بانگشت سیابات بردرانم

مولانا بدرالدین این بیت فرماید ؎

مستانه زمرغ دل سازکبابی | در دیده گریان منش زن نمکابی

و بعضے مردم سخن مولانا بدر را از شعر کاتبے افضل مے دانند واین اعتقاد باطل است

ذکر مولانای فاضل مولانا شرف الدین علی یزدی ره

فضیلت او از شرح مستغنی است در فنون علوم مشارالیه بوده وباوجود فضل وعلم از مشرب بانصیب بوده و در تهذیب اخلاق صفائی باطن وظاهر زینت یافته وبابسی از عارفان و محققان صحبت داشته والفاظ او در اکثر علوم مشهور است بتخصیص در علم معما که خواصه او ست وجهت تبرک از اشعار مولانا این قطعه درین تذکره ثبت افتاد قطعه

اگر ابلق دهر در زین کشی | دگر خنگ چرخت جنیبت کشد
وگر روضه عیشت از خرمی | خط نسخ بر گرد جنت کشد
مشو غره کین دد دروان گهت | قلم بر سر حرف دولت کشد
جهان باره عز دیگران ظلم | درین تنگ میدان نوبت کشد
گهت بر نشاند برخش مراد | گهت زیر پالان نکبت کشد
زمانه چو با داست و باد از نخست | نقاب از رخ گل بغرت کشد
پس از هفته درمیان چمن | تنش را بخاک مذلت کشد
دهد مرغ را دانه صیاد خلد | پس در خم دام حیلت کشد
چه آنکس که در بزم شادی و بخت | می شادی از جام عشرت کشد
چه آنکس که در کنج دیوار درد | خار غم از درد و محنت کشد
سرانجام دست اجل هردو را | دوان بر سر کوئے رحلت کشد
مبیناد کحل سعادت بچشم | که در چشم دل میل غفلت کشد
خداحش زدام مشقت مباد | که از بحر دنیا مشقت کشد

هرآنکس که زد سایبان رضا | عجب گر ز خورشید منت کشد
بیا سا اگر بهره مندی ز عقل | که دانا به بیهوده زحمت کشد
کسی یافت عزت که بگسست امید | رجا پیشه ناچار ذلت کشد
خوشا شیر مردی که پای وقار | شرف وش بدامان همت کشد

و بروزگار شاهزاده ابراهیم سلطان بن شاهرخ بهادر مولانا شرف الدین علی در فارس
و عراق مرجع اکابر بوده و شاهزاده مشارالیه همواره طالب صحبت مولانا شریف الدین میبوده
و اعتقادے عظیم او را نسبت بمولانا بوده و از مولانا درخواست کرده تا تاریخ مقامات و حالات
صاحبقرانی را در قید عبارت آورد و مولانا در وقت پیری آن کتاب را بالتماس شاهزاده ابراهیم
تالیف نمود بظفر نامه موسوم ساخت و فضلا متفق اند که مولانا داد فصاحت و بلاغت در تالیف
آن کتاب داد و آل و احفاد و ذریت صاحبقرانے را تا انقراض عالم ازین خدمت پسندیده
آن بزرگوار نام و مآثر باقی خواهد بود و الحق صاف ترازان تاریخ از فضلا هیچکس ننوشته و اگرچه پیشتر
تر نوشته اند اما طرفه تاریخیست ظفر نامه و بر طبایع اقرب و از تکلفات زاید دور گویند که مدت
چهار سال مولانا روزگار صرف نمود تا آن تاریخ با تمام رسید و ابراهیم سلطان نیز مبلغی اموال
صرف کرد و تاریخی که روزنامه چیان و منشیان در روزگار امیر بزرگ ضبط نموده بودند از خزاین
از مما لک جمع مے نمود و بعضے را از مردمان عدل و معتمد که در روزگار صاحب قرانی متکفل مهام
سلطان بوده اند و بر قول ایشان اعتماد بود تفحص و تحقیق مے نمودند و حق تعالی توفیق رفیق
گردانید و آن کتاب مبارک بر نهج و صدق و راستی با تمام پیوست اما شاهزاده ابراهیم سلطان
بن شاه رخ سلطان در رجب المرجب سنه تسع عشر و ثمانمایه بسلطنت فارس موسوم
گشت و بر تخت پادشاہے جلوس کرد پادشاه زاده هنرمند و هنرپرور و مستعد بوده و در ملک
داری و رعیت پروری یگانه بود و در شعر و خط سرآمد زمانه گویند قانون دفاتر فارس بخط خود نوشته
و زیبائی خط بغایتے رسید که نقل خط قبلة الکتاب یاقوت المستعصمی کردی و فرستادی و ذوی
از ناقدان هیچکس فرق نیارستی کردن و درین روزگار کتبه هائے که بر عمارات و مدارس ساخته
در فارس باقیست و در جهاد تعلیمها مزین بخط شریف اوست من الکتاب الیوم موجود است

ایام جوانی بامراض مزمنہ مبتلا شد و روزگار غدار در روزنامہ حیات او رقم عزل و خط فنا کشید تاریخ سنہ اربع وثلاثین وثمانمائہ سمند حیات از میدان جہان جہانید و خود را بسرای سرور رسانید وازتنگ این تنگ میدان وارہانید ؎

رفت او و ماند اندر دور گیتی یادگار　　لطف خط و لطف طبع او برو بے روزگار

ذکر مولانا علی دُردُزد استرآبادی

مردے خوش طبع و نیکو سخن بودہ است و دیوان او در ساری و آمل شہرتے وارد و از اقران مولانا کاتبے است و چون سخن او سادہ است زیادہ از یک رباعی و مطلعے ثبت نشد مطلع

فریاد ما ز دست نگار نقارہ چیست　　با ما چو راہ جنگ ندارد نقارہ چیست

در وبائے عام کہ در استراباد در حدود سنہ اربعین وثمان مایہ دست دادہ منکوحہ او وفات یافتہ و در مرثیہ او این رباعی گفت　رُباعی

زین واقعہ چون دل بدو نیم است مرا　　از مردن خویشتن چہ بیم است مرا

گم شد صدفے چنین بدُر دُزدی من　　دری دو سہ در خانہ یتیم است مرا

ذکر مقبول الابرار مولانا کاتبی رہ

ھدایت ازلی در شیوہ سخن گذاری مساعد طبع فیاض او بودہ کہ از بحر معانی چندین لالی خوش از رشحات کلک گوہر بار او ترشح یافتہ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء معانی غریبہ صید دام او شدہ و توسن تند نکتہ دانی طبع شریف او را رام گردیدہ و با وجود لطافت طبع و سخن رسے مذاق او را جامی از خمخانہ عرفان چشانیدہ اند بلکہ او را از وادی فقر بسر حد یقینش رسانیدہ اند نام و شہرت دنیا در نظر ہمتش خسی نمودی و شاعر طامع نزد او ناکسی بودی و شاھد این حال در تجنیسات دہ باب بقلم دُرر نثار او رسیدہ

شاعر آید نام تو سنجر کند　　تا قماش و سیم و تو سنجر کند

رو حدیث بے ریا رایج گو　　خاک رہ بر فرق مزد مح گو

نام او محمدؐ است ابن عبداللہ مولد و منشا او قریہ طرق در واش بودہ من اعمال ترشیز و باین
نیشاپور و ترشیز واقع شدہ است در ابتدائے حال بہ نیشاپور آمد و از مولانا سیمی خط تعلیم گرفتی تا
در کتابت ماہر شد زیبا نوشتی و وجہ تخلص کاتبی بدان سبب است و در علم شعر نیز وقوف یافت
غزلہائے مصنوع و مطبوع گفتی و مولانا سیمی از روی حسد بد و دل گران شدہ بعداوت او
برخاست او از نیشاپور قصد دار السلطنت ہرات نمودہ و ہموارہ بے تکلف و تعین گردیدی و بشعر و
شاعری مشغول بودی اگرچہ استحقاق تصدر داشت اما در صف نعال ظرفا بسر مے برد سلطان
بایسنغر اورا در جواب قصیدہ کمال الدین اسمعیل فرمود کہ مطلع آن این است:-

سزد کہ تاجور آید بہ بوستان نرگس کہ ہست در چمن باغ مرزبان نرگس

و او جواب کمال را بروجہی بگفت کہ مقبول فضلا بود ہمانا از حسد اقران و الفا گستگی کہ
سخنان او را امیدادند پادشاہ زادہ التفات بدو نفرمودہ او رنجیدہ از ہرات بیرون آمد و بابیات
ظہیر الدین متسلی گشت و ہموارہ این شعر مناسب حال خود مے خواند:-

ہنر نہفتہ چو عنقا بماند ازان کہ نماند کسے کہ باز شناسد ہمای را از خاد
ہزار بیت بگفتم کہ آب ازان بچکید کہ جز ز دیدہ دگر آبم از کسے نکشاد
ہزار دامن گوہر نثار شان کردم کہ ہیچکس شبۂ در کنار من ننہاد

بدان عزیمت بجانب استر اباد و گیلان ازانجا بدار الملک شیروان افتاد و ملک زادہ
اعظم امیر شیخ ابراہیم شیروانی او را نگاہداشتی و تربیت کلی فرمودی و زر دادے و از غایت نا پروائی
بکار دنیا باندک فرصتے آن مال تلف کردی از شیخ ابراہیم صلہ قصیدہ ردیف گل کہ بعد ازین تمام
آن قصیدہ نوشتہ خواہد شد کاتبی را دہ ہزار دینار درم شیروانی بخشید و او در کاروان سرائے شماخی
آن نقد بیک ماہ پریشان ساخت و بشعرا و فقرا و مستحقان قسمت نمودی و بعضے نیز ازو می دزدیدند
روزے خادم را فرمود کہ طبخی کند از جملہ آن نقد بہائے یک من آرد موجود نبود این قطعہ را گفت قطعہ

مطبخی را دی طلبکردم کہ بغرائی پزد تا شود از آنگار و مہمان ساختہ
گفت لحم و دنبہ گر یابم کہ خواہد داد آرد گفتم آن گو آسیائے چرخ گردان سلختہ

بعضے احباب و مصاحبان او را ملامت کردند کہ پادشاہ درین نزدیکی ترا دہ ہزار دینار دادہ

باشد تو اکنون بهای یک من نداری مبادا که سلطان ازین حال منکر شود مولانا فرمود اگر من تحویلدار خزانچی سلطانم بدین زر تا جواب محاسبه بگویم والا کر او احسانی بمن نمود که یک کس بودم و من بهزار کس این احسان قسمت نمودم هرگاه او از من احسان خود باز خواهد من نیز بدان کسان که داده ام حواله نمایم که او مستحقان را بر من دلالت کرده شما غم گنجینهٔ شیروان شاه را مخورید که بدین تهی نخواهد شد و نیز غم من مدارید و بر مفلسی من دل تنگ مباشید که گنج معانی من همراه دارم و از مایهٔ مروت من مفلس نخواهم ماند مولانا از شیروان بآذربایجان افتاد و در مدح اسکندر بن قرا یوسف قصیدهٔ غرا انشا کرد و آن ترکمان جلف بغور سخن او نرسید و بدو التفاتی و احسانی نفرمود از تراکمه و اسکندر ملول شد این قطعه در حق اسکندر گفت۔

زن و فرزند ترکمان را گاد ‏ همچو مادر سکندر بدرائے
آنچه ناگاه مانده بود از مے ‏ وا و گادن بہ لشکر جغتائے

واز تبریز عزیمت اصفهان نموده بصحبت شریف مفخر الفضلا خواجه صاین الدین ترکه مشرف شد و در علم تصوف پیش خواجه رساله ها گذرانید و ترشیحها یافت و شناخت و کمالی دست داد و کاتبی از دنیا و ما فیها معرض بود و باجازت آن بزرگ دیگر بار عازم دار الملک گشت و از سخنان او بوی فقر و قناعت بمشام صاحبدلان مے رسید و این غزل او راست۔

ای خوشا روز که از تنگ تن و جان برهم ‏ هر تعلق که بجز عشق بود زان برهم
درد سر تا بکی و محنت سامان تا چند ‏ ترک سر گیرم و از محنت سامان برهم
برو ای رشته جان سوزن عیسی بکف آر ‏ تا بدوزم دل و از چاک گریبان برهم
رسته ام از بد و از نیک مرا قیدی نیست ‏ جز نکویان و نخواهم که از ایشان برهم
کاتبی نیست خیالات جهان جز خوابی ‏ ناله کن که ازین خواب پریشان برهم

و انصاف آن است که در اقسام سخن پروری کاتبی صاحب فضل است و درین تذکره واجب نمود از قصاید و غزلیات او ثبت نمودن تا نمودار باشد و این قصیده در مدح شیروان شاه گوید قصیده۔

باز با صد برگ آمد جانب گلزار گل ‏ همچو نرگس گشت منظور اولو الابصار گل

آب گل را شیشه در قندیل عرش اولی که هست
شبنم باغ جمال احمد مختار گل

گاه پوشد سرخ و گاهی سبز در فصل ربیع
چون گل شمشاد و باغ حیدر کرار گل

بهر غزل عامل منصوب و نصب نامیه
آن تمغائیست از سلطان و بهار گل

می رباید گل بعیاری ز بلبل نقد صبر
سرخ عیاریست پنداری زهی عیار گل

بیضها آورد بلبل جسم گل چون سرخ دید
تا کند آن نرگس بیمار را تیمار گل

در خسوفی کاش بودی دسته سبز آفتاب
تا ندیدی داغهای سرخ بر رخسار گل

در چمن هر برگ گل روی عزیزی دیگر است
ای عزیز من روا نبود که داری خوار گل

خشتی از فیروزه دارد خشتی از یاقوت سرخ
همچو قصر خسرو خوش خلق نیکوکار گل

دوش بلبل این غزل میخواند بر سر بلند
غرق شبنم شد بگلشن زآب این اشعار گل

کای دهانت غنچه و خط سبزه و رخسار گل
سنبلت را دوست نرگس لاله‌ات یار گل

از پر سوفار تیرت هست ترکی عشوه ساز
کو زده پر بر سر از شوخی و بر دستار گل

بر سر کوی تو بی بال و پرم تا رفته
باغ بلبل را قفس باشد چو بندد بار گل

زخم رخسارم بدور چشم مستت دور نیست
جز گلی می نشگفد در گلشن خمار گل

پای چون گل می نهی در باغ بر روی سمن
زان همی ترسم که یابد از سمن آزار گل

ای هما نقش قدمهای سگ کویش غریب
خاک راه ما مشو از بهر ما بگذار گل

گشت گلشن همچو باغ از نوبهار عدل شاه
تا درو چون غنچه از هم پرده پندار گل

کعبه دین شاه ابراهیم کاندر بادیه
از نسیم خلق او آرد مغیلان بار گل

ای موالید از نبات باغ قدرت چون سه رنگ
وی عناصر از گلستان جلالت چار گل

در زمان نو بهار عدل و ابر رحمتت
باغ را از خار پرخس شد در و دیوار گل

وصف خلقت گر کند افسونگری افسون ما
مار شاخ گل شود از افسون و نقش مار گل

حاسدت گر پا نهد بر روی گل در گلستان
ریزدش از زیر پای شیشه پای افگار گل

زهر را ابریشم دهد از چرخ تا دوزد سهیل
باز داران ترا بر بهله بلغار گل

تیر دولت راست بر رغم کمان چرخ پیر
خار پیکان غنچه پر بلبل زن و سوفار گل

هر نفس دست صبا دانی ورق گردان چرا است   وصف خلقت همچو بلبل میکند تکرار گل
کاتبی در باغ وصف گلشن خلقت نوشت   شد دواتش لاله و خط سنبل و طومار گل
خسروا بهر تو شاخ کلک گوهربار من   کرده ام منظوم همچون گوهر شهوار گل
خاک این گلزارم و آورده ام رنگین گلی   نیست آوردن عجب شاها بهار از خار گل
کلک من آورده همچون شاخ گل گلهای تر   بلکه شاخ گل نیارد بار این مقدار گل
چون زند گلبانگ بر الفاظ رنگین مضیم   هست گویا بلبلی کو راست در منقار گل
معنی رنگین و نازک بین در ابیات بلند   این چنین پیوند کم گیرد بر اسفیدار گل
نوبهار نظم من قائم مقام گل بس است   همچو وی از باغ اکنون گو پس خار گل
همچو عطار از گلستان نشاپورم ولیک   خار صحرای نشاپورم من و عطار گل
پیش ازین اهوست خواندن قصهٔ گل را خطا   زانکه تصدیع آورد چون نافهٔ تاتار گل
روزگاری باد عمرت را چنان با امتداد   هر ربیعی از فصولش آورد صد بار گل

ولہ

دیدم بخرابات سحرگه من مخمور   خورشید قدح پیش همی بر طبقی نور
سلطان خرابات بدوران شده نزدیک   نزدیک نشینان حرم صف زده از دور
عیسی نفسی بود دران مجلس تجرید   بگرفت مرا دست که ای عاشق مهجور
از گوش بکش پنبهٔ غفلت چو صراحی   تسبیح شنو از دل هر دانهٔ انگور
در حشر که بی نور شود مشعل خورشید   روشن شود آتشکده تا دم صور
منشور من ای کاتبی از عرش نوشتند   اینک قلم و لوح گواه خط منشور

ولہ

روز وصل آمد که می جستم نشانش سالها   غم کجا خواهد شدن ای من ضمانش سالها
شد بدل هجران بوصل و داغ غم وارد هنوز   زخم خوش گردد و لی ماند نشانش سالها
هر عزیزی کو براه کعبه زد طبل فنا   شد نظرگاه عزیزان استخوانش سالها
می شوند از لعل ساقی پیر سرمستان عشق   گر شراب اینست نوشیدن توانش سالها

آبرو داریم از دوای کاتبی پاینده باد — بر سر ما سایهٔ سرور دانش سالها

ولہ

هزار آتش جان سوز در دم بیداست — اگر نه لشکر عشق آمد این چه آتشهاست
برون ز کون و مکان عشق را سخن باقیست — کجاست گوش حریفان وین سخن ز کجاست
ز شهر عقل بصحرای عشق منزل گیر — که شیر چرخ سگ آهوان این صحراست
برون مرو ز سرا پردهٔ فلک ای ماه — مراد خواه که سلطان درون پرده سراست
شهید میکده چون شمع سالها سر خویش — فگنده دید به تیغ و هنوز بر سر پاست
پراست گوش جهان از صدای نغمهٔ عشق — بپرس کاتبی از کلک خویش کین چه صداست

لطایف و اشعار مولانا کاتبی زیاده ازان است که این تذکره تحمل توان کرد و در مدایح ملوک قصاید غرای او مشهور است و بین الفضلا مذکور دیار دوم از عراق عجم بدیار طبرستان و دار المرز رفت و در شهر استراباد اقامت نمود بزرگان و حکام آن دیار بدو خوش بوده و در هنگام فراغت و انزوا بجواب خمسهٔ شیخ نظامی مشغول شده چنانچه مشهور است که اکثر از کتاب مخزن را جواب گفته بروجهی که پسندیدهٔ اکابر است تا روزگار فضل و اکتساب گردون ستمگار قصد ودیعت او نمود و در وبائی عام که در اطراف ممالک در شهور سنه تسع و ثلاثین و ثمان مایه واقع بود و آن فاضل غریب مظلوم در استراباد دعوت حق را لبیک اجابت گفته ازین بیشهٔ پر اندیشه بمرغزار فرح بخش جنان رسیده و در وقت وبا و حدت طاعون این قطعه انشا کرد۔

ز آتش قهر یا گردید ناگاهان خراب — استرابادی که خاکش بود خوشبوتر ز مشک
وندر او از پیر و برنا هیچ تن باقی نماند — آتش اندر بیشه چون افتد نه تر ماند نه خشک

و مرقد مولانا کاتبی در خطه استراباد است در بیرون مزار امام زاده موسوم است بنه گوران و بعد از غزلیات و مقطعات و قصائد او را چندین نسخهٔ مثنوی است مثل مجمع البحرین و ده باب تجنیسات و حسن و عشق و ناصر و منصور و بهرام گل اندام و غیر ذلک اما نسب اسکندر او پسر قرا یوسف است و قرا یوسف ولد قرا محمد و اصل ایشان از جبال نماز قرد است من اقصای ترکستان و بعهد قدیم با آذربایجان و بدلیس افتاده اند مردم صحرا نشین بوده اند سلطان اویس

جلایر ایشانزا آنکه بانی وچوپانی فرمود و قرا محمد پرولد او سلطان احمد بغداد خروج کرد و تبریز را گرفت
و باز از سلطان احمد منہزم شد سلطان احمد از تراکمہ در صحرائے خوی منارہ ساختہ و قرا یوسف
آں منارہ را ویران ساخت و سرہائے اقربا را دفن کردہ بر جائے آں لنگری بنا فرمود و سلطان
احمد بردست قرا یوسف کشتہ شد و او استیلا یافت و صاحبقرانے تیموری قرا محمد و قرا یوسف را بارہا
از آذربایجان و مضافات راندہ بروم گریختہ اند و تا تیغ آبدار صاحبقرانی درمیان بود آتش فتنہ آں
مخاذیل مشتعل نمے شد و ہموارہ منکوب و گریزان بجانب روم و شام مے بودند اما بعد از وفات صاحبقرانی
باز قرا یوسف فتنہ ظاہر کردہ بنوعے کہ ذکر رفت امیران شاہ گورکان را بشہادت رسانید سلطان عادل
شاہرخ بہادر بدفع او مشغول گشت و او درعین خصومت وفات یافت و بعد از او اسکندر رایت
سلطنت بے استحقاق برافراخت و بعد از پدر جلادت و مردانگی بجائے رسانید کہ با شاہرخ بہادر
مصاف داد و میمنہ و میسرہ سپاہ شاہرخی را درہم شکست اما حق بر باطل غلبہ کرد و بآخر مخذول و
شکستہ شد و بجانب روم گریخت وکان ذالک فی یوم الاربعا سبع عشرین رجب المرجب سنہ
اربع وعشرین وثمانمایہ و شاہرخ سلطان ہرچند مملکت آذربایجان را برادر او امرا بزرگ عرض
کرد از ترس اسکندر قرا یوسف ہمکنان آنرا قبول نکردند بالضرورت آں ملک را بے سالار گذاشتہ
بدارالملک اصلی معاودت کرد و عزیزی این بیت فرمود:-

سکندر لشکر مارا زد و جست — شہ ما مملکت بگرفت و بگریخت

القصہ میان شاہرخ سلطان و اولاد قرا یوسف و تراکمہ سالہا خصومت باقی بود و بعد از آں
دو نوبت دیگر شاہ رخ بہادر لشکر گران سنگ بر سر تراکمہ کشید و آخر الامر در شہور سنہ تسع وعشرین
وثمانمایہ اسکندر بکلی منکوب وضعیف شدہ التجا بقلعہ النجق کہ در حوالی نخجوان بود برد و سلطان شاہرخ
جہانشاہ بن قرا یوسف را با آذربایجان امیر ساخت تا قلعہ النجق را محاصرہ نماید و اسکندر را ولد
او قباد نام کہ بر قمارے پدر عاشق بود خواست در شب باتفاق کنیزک ہلاک ساخت و شر
او را کفایت نمودہ ملک آذربایجان بحکم و یرلیغ شاہرخے بر جہان شاہ بسلطنت قرار
گرفت و جہان شاہ و اولاد او بعد ازین خواہد آمد انشاء اللہ تعالیٰ ٭

ذکر مولانا علی شهاب ترشیزی رہ

مرد صاحب فضل بوده و در علوم صاحب وقوف بوده و میان اکابر و اشرف حرمتی داشت در روزگار خود یکے از مستعدان بوده و میان او و شیخ عارف آذری مشاعره و مناظره افتاد و شیخ این قطعه راست۔

ای آنکه ترا لطف طبیعت ازلیست　　سر دفتر ارباب هنر خواجه علی
خواهی تو مرا پسند و خواهی مپسند　　داند همه کس که حمزه استاد علیست

و نام بندگی شیخ آذری حمزه بود و مولانا علی شهاب این رباعی بجواب فرستاده۔

ای حمزه بدان که عرش حق جای علیست　　بر کتف رسول از شرف پای علیست
استاد علیست حمزه در جنگ ولے　　صد حمزه بعلم و فضل لالای علیست

هر چند مولانا علی این رباعی را مستعدانه فرموده و در منقبت و شرف شاه ولایت اما کنایتا بشرکت اسم خود این شرف درین محل مضاف نمودن از حرمت دور مینماید و نیز علم و فضل خود را علما و فضلا بجود معترف نبوده اند و این بیت درین محل مناسب است بیت

چه حاجت بگفتن که زر مغربیست　　محک در میانست گوید که چیست

و این قصیده مولانا علی شهاب راست در مدح محمد جوکی انار الله برهانه قصیده۔

چو پرده از رخ چون آفتاب بر داری　　بجان و دل کندت مشتری خریداری
کمند زلف چو بر بام آسمان فگنی　　ستاره را بزمین بوس خویشتن آری
غلام غمزه خونریز و چشم جادوی تو　　جهان بشعبده بازی فلک بخونخواری
غبار فشان خم آن زلف را که تو به کند　　سحر ز نامه کشائی صبا ز عطاری
بجرم عشق تو ام دست مجلسیست که آن　　بخون دل بهم آورده ام بدشواری
طبق طبق ز رخسار و چرخ دهان دل تنگ　　قنینه دیده باده سرشک گلناری
جفا و جور تو ز اندازه در گذشت مگر　　ز روزگار در آموختی جفا کاری
ز دوستان نصیحت شنو که لایق نیست　　چو دشمنان ز تو مه چهره جفاکاری

اگر بحضرت خسرو رسد شکایت من ‌ ‌ ‌ ‌ تو این جفا که کنون میکنی کجا یاری
خدایگان جهان تاج بخش روئے زمین ‌ ‌ ‌ ‌ جهان لطف و کرم عالم نیکوکاری
خدیو ملک محمد ستوده جوکی شاه ‌ ‌ ‌ ‌ که ختم گشت بدو منصب جهانداری
شہے که جمله اقالیم معترف شده اند ‌ ‌ ‌ ‌ که ختم گشته برو سروری و سالاری
مهندسان قضا این مغاک خاکی را ‌ ‌ ‌ ‌ ز عدل شامل او مے کنند معماری
کلاه دولتش از فرق خسروان جهان ‌ ‌ ‌ ‌ ربود افسر شاهی و تاج جباری
ایا شہی که اگر چرخ رتبتے طلبد ‌ ‌ ‌ ‌ ورای پایه جاهت ز قدر نگذاری
سپهر برق عنان با براق نهضت تو ‌ ‌ ‌ ‌ بخیره خیره برد لنگیش برهواری
سم سمند ترا از هلال زیبد نعل ‌ ‌ ‌ ‌ روا بود که کواکب کنند مسماری
درون پردهٔ کان و صمیم خاره سیم ‌ ‌ ‌ ‌ ز راز نهیب کف جود تست متواری
هزار نقش مروت بخامهٔ انعام ‌ ‌ ‌ ‌ تو بر صحیفه حاجات خلق بنگاری
بدرگه تو ز حد خطا و چین و چگل ‌ ‌ ‌ ‌ هزار ترک کمر بسته اند بلغاری
جهان پناها دارم که شعر من بنده ‌ ‌ ‌ ‌ ز جنس این سخنان ضعیف نشماری
دبیر چرخ چو اشعار من کند تحریر ‌ ‌ ‌ ‌ بجان کند ورق آسمانش طوماری
همیشه تا که سر زلف دلبران مانند ‌ ‌ ‌ ‌ گهے بعنبر و گاہے بمشک تاتاری
ممهد از تو بعالم قواعد نیکی، ‌ ‌ ‌ ‌ مشید از تو بگیتی رسوم سرداری

حکایت کنند که مولانا علی همراه موکب ظفر پیکر سلطان جوکی بولایت قندهار افتاد و شهزاده مشار الیه مولانا را در رکاب خانه خود و ثاقی معین فرموده بود شبے پادشاه از فرط اشتیاق مستقر سلطنت این بیت سے خواند:—

کنونکه باد صبا مشکبار میگذرد ‌ ‌ ‌ ‌ دریغ عمر که بیرشے یار مے گذرد

مولانا فی الحال پیش سلطان دوید که اے شاه عالم این بیت این چنین نیست شهزاده گفت که پس چگونه است مولانا بخواند:—

کنونکه باد صبا مشکبار میگذرد ‌ ‌ ‌ ‌ دریغ عمر که در قندهار میگذرد

شہزادہ گفت واقعہ کہ چنین است و عنقریب کوچ کردہ مایل بہ تخت ہرات شد و ہمگنان از شدت ہوای عفین این محنت آباد متخلص شدند پادشاہ زادہ کامگار محمد جوکی بہادر بن شاہ رخ سلطان پادشاہے مردانہ و صاحب تمکین و خردمند و بزرگ منش بود پدر را بحال او نظر عنایت وا بیما شامل بودہ و در سر مے خواست تا بہ ولیعہدی او را مفوض سازد و برائے مصلحت ظاہر نمے ساخت و آن شاہ زادہ کامگار ہموارہ بقوانین سلطنت مشغول بودے و در تیر اندازی و کمان داری این بیت شامل حال اوست :۔

تیر تو چہ مرغیست کہ چون دانہ ربایہ　　خال از رخ زنگی بشب تیرۂ ظلما

حکایت کنند کہ بعہد شاہ رخ سلطان چنان اتفاق افتاد کہ چہار رسول از جوانب ملوک اطراف بدرگاہ شاہرخے اجتماع کردند یکے از ملوک روم و یکے از ملک شام و یکے از ملک ہرموز و یکے از ملک شیروان روز عید این چہار رسول حاضر و پادشاہ بعزم عیدگاہ سوار شدہ پیش از اوا سنت عید بتماشائے وار کدو متصد بایستاد و فوج فوج امیرزادگان و تیراندازان و جوانان نامدار کہ بنوک پیکان و خدنگ جان ستان عقدہ جوزائے فلک کشودندے و بضرب سہام عقاب نشان پر از نسرین آسمان ربودندے بمیدان درآمدند بحدیکہ تازیان تیز رو ہمچون بخت نامساعد مدبران از کار فروماندندے و پیکان سیمین ساق تیرآور ہمچون پیکان بر زمین نشستندے

ہیچکس بر خلاف تقدیرے　　از قضا بر کدو نزد تیرے

علم خسرو سیارگان بلند شد و ترک سنت ناپسندے نمود پادشاہ اسلام را ناموس ملک دامنگیر شدہ بانگ بر امیرزادہ جوکی زد کہ درای آن شاہ جوان بخت کمان سخت جلوہ ساز تیرانداز سمند خوش گام مرصع لجام برانگیخت

تیر اول ز شصت رہگیرش　　بر کدو زد کہ دو شد از تیرش

نفیر از نقارخانہ برآمد و آوازہ زہ از کمانداران بچرخ عالی رسید پادشاہ روے زمین از ین بہجت و خرمی ہمچون حلوائے عید لب شیرین کردہ بوسہاے بعیدی برابروان مقوس آن خلاصہ چرخ مقرنس زد و مناسب حال این بیت خواند :۔

ای محراب دو ابرو قبلہ مقصود من　　در سجود تست دایم روے گرد آلود من

و ولایت ختلان که از اعمات اعاظم بلاد هیاطله است بشاهزاده جوکی بخشید و مقرر شد که از نزاسب که پیشکش بدرگاه شاهرخے آورند یکسر اسب شاهزاده جوکی را باشد و کان ذلک فی شهور سنه ثلث و ثلثین و ثمان مایه والیوم آثار و امثال که ازان پادشاهزاده یادگار مانده در پایه تخت هرات وغیره نزد کمان داران مرتبه درجه عالی است واز شیوه بدمهری روزگار نافرجام و از غدر و ظلم شور اعوام آن پادشاه زاده بروزگار جوانی بامراض مزمنه مبتلا شد و چندگاه صاحب فراش مے بود از ملالت مرض و اضطراب تبدیل مکان نموده از شهر هرات بجدو و سرخس نهضت فرمود و در شهور سنه ثمان واربعین و ثمان مایه بجوار رحمت حق واصل گشت چهل و سه سال عمر یافت و شاهزادگانی که از صلب مبارک آن حضرت پشت و پناه اکابر روزگار بودند۔

دو عین مملکت بے حقد و بیکر محمد قاسم و سلطان ابوبکر

آفتاب اوج سروری و کوکب افق صلاحیت صفدری بودند بر عادت مستمر بساط بوقلمون فرزین بحر و اجل بدستیاری فلک نیل روز بقصد آن شاهزادگان شاهرخے بازی داد تا باندک فرصتے از اسب مراد شان پیاده ساخته بشه مات فنا مقید مطموره مسطوره خاک گردانید بیت

عجب نیست از خاک اگر گل شگفت که چندین گل اندام در خاک خفت

شاهزاده محمد قاسم بموت طبیعی رخت بدروازهٔ فنا بیرون برد اما سلطان ابوبکر بدست خدیعه و مکر الغ بیگ گرفتار شد و آن جوان از صفائی دل و اعتقاد درست بدو پیوست و آخر الامر الغ بیگ گورگان از انکه مردم ولایت و لشکرے همچون ذره هواخواه آن خورشید فلک مهتری می بودند اندیشه خلاف مردم نموده باوجود آنکه با او عهد مؤکد ساخته و سوگند بغلاظ و شداد خورده از غایت غلظت و قساوه با او قلبی نمود و در شهور سنه اثنی و خمسین و ثمان مایه در ارک سمرقند بزندان گوک سرا آن سرو خرامان را بهبوستان جنت الماوی فرستاده و دستکانی آن جرعه را کمتر از سلسے و نیم جمشید که کرد که نیافت و که خواهد کرد که نخواهد نیافت گویند این رباعی در وقت قتل سلطان ابابکر نزد الغ بیگ فرستاده۔

اول که مرا بدام خویش آوردے صد گونه وفا و لطف پیش آوردی
چو ندانستی که دل گرفتار تو شد بیگانگی تمام پیش آوردے

سلطان الغ بیگ از کردہ پشیمان شد و سودے نداشت انگشت تحیّر بدندان گزیدی و شبہا ازین اندوہ واویلاکنان گردیدے واین بیت را خواندے۔

وقت دریاب بہرباب کہ سودے ندہد نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند

پردۂ غفلت پیش چشم اہل روزگار حایل است و طبع انسان برانہدے بگناہان مائل خوشا وقت اہل دلے کہ از غرور و نخوت پشیمانی وندامت وخجلت عزیزان گذشتہ عبرت گیرد و بنور یقین وسرمہ تحقیق دیدہ را مکحل سازد وعنان توسن نفس تیزگام محنت انجام را از دست دیوان ہوا ستانیدہ بدست قضاے خدا سپارد صاحب اخبار طوال آوردہ است کہ امام شعبی گفت کہ من در قصر دار الامارت کوفہ پیش عبد الملک بن مروان نشستہ بودم کہ ناگاہ خلیفہ روے بمن کرد و گفت اے استاد از انچہ دیدۂ واز پیشینگان شنیدۂ حکایتے مناسب حال بیان کن گفت اے خلیفہ حاجت بشنودہ نباشد ومن معاینہ درین قصر حالتے عجب دیدہ ام اگر اجازت فرمائی بیان کنم گفت بگو گفت عبید اللہ بن زیاد را دیدم درین قصر نشستہ و سر مبارک امام حسینؓ را در طشتی پیش او نہادہ مختصر مدتے بران نگذشت مختار بن ابی عبیدہ ثقفی را دیدم نیز ہمان جا بشوکت نشستہ و سر عبید اللہ در طشتی پیش او نہادہ وبعد از اندک مدتے مصعب بن زبیر را دیدم ہم درین مکان قرار یافتہ و سر مختار پیش او افتادہ و امروز تو نشستہ درین منزل مشاہدہ میکنم و سر مصعب اینک پیش تو مے بینم عبد الملک گفت عجب وحشت انگیز سخنے گفتی گفت عجب عبرت آمیز سخنے گفتم واین بیت برخواند۔

اعتبر یا ایہا المغرور بالعمر المدید این شداد بن عاد صاحب القصر المشید

عبد الملک ساعتے سر تفکر پیش افگند و آہ ندامت از درون دل برکشید واین بیت برخواند

بنوبت مے ستاند جان اجل ہر روز یارے را دران فکرم کہ این نوبت بسد وقتی بجانب من

ذکر شیخ العارف فخر الملة والدین آذری رہ

تا فت بر ارباب معنی نیر اقبال او شاہباز اوج بینش بود وہمت بال او

عارفی مجدد و محققے عالی ہمت بود بکار دنیا کم التفات نمودے وعلی الدوام طالب صحبت

اہل اللہ بودی چہل سال بر سجادہ طاعت بفقر و قناعت روزگار گذرانید و خاطر شریف را به
نیل آرزوئے نفس نرنجانید و بفضیلت و علوم ظاہر و باطن آراستہ و در طریقت و مجاہدت
صادق دم و راسخ قدم بود و ہو علی حمزہ بن عبد الملک الطوسی البیہقی و والد شیخ از جملہ سرداران
بیہق بوده و نسب او بہ معین صاحب الدعوات احمد بن محمد الزمجی الہاشمی المروزی تغمده اللہ
بغفرانہ میرسد و پدر شیخ خواجہ علی ملک بوقت سرداران در اسفراین صاحب اختیار بوده و شیخ بہنگام
جوانی بشاعری مشغول شد و شہرت یافت و ہموارہ بمدح سلاطین و امرا مشغول بودے و در مدح
شاہرخ سلطان این قصیده در طور لغز کہ مطلعش این است بگفت

چیست آن آبے کہ تخم فتنہ بر می افگند خسرو گردون ز سہم او سپر می افگند

و درین قصیده داد سخنوری داده و خواجہ عبد القادر عودی بمعارضہ شیخ برخواست و شیخ ہا
در چند قصیده خواجہ سلمان امتحان کردند معارض شده جواب بر وجہے بگفت کہ پسندیده اکابر بود
و پادشاه اسلام بتعریف شیخ مشغول شد و او را وعده حکم ملک الشعرائی فرمود و در اثنائے آن حال
نسیم عالم تحقیق بریاض خاطر عاطر او در وزید و آفتاب جہان تاب فقر بر روزن کلبہ احزان او پرتو انداخت

او در طلبید حکومتے مے فرسود حق سلطنت فقر بدو لطف نمود

و قدم در کوئے فقر و فنا نہاد و اسم و رسم و سود و زیان بر باد فنا برداد و بصحبت شریف
شیخ الشیوخ قبلۃ العارفین شیخ محی الدین طوسی الغزالی قدس سره العزیز مشرف شد و از و اخذ
طریقت نمود و کتب احادیث بخدمت او گذرانیده و در خدمت شیخ مذکور عزیمت حج نمود و
شیخ محی الدین در حجر و سہ حلب از دار دنیا رحلت نمود و بعد ازان شیخ رجوع بسید نعمت اللہ
قدس سره نمود و مدتے در خدمت سید بسلوک مشغول بوده و ازان حضرت اجازت و خرقہ
تبرک دارد و بعد از ریاضت و مجاہدت و سلوک بسیاحت مشغول گشت و بسے اولیاء اللہ را دریافتہ
و خدمت کرده و دو نوبت پیاده بحج اسلام رفت و مدت یک سال در بیت اللہ الحرام مجاور شد
و کتاب سعی الصفا در حرم بنوشت و آن کتاب مشتمل است بر کیفیت مناسک حج و تاریخ کعبہ
معظمہ شرفہا اللہ تعالی بعد ازان بدیار ہند افتاد و چندگاه در آن دیار بسر برد حکایت کنند کہ ملک
ہند سلطان احمد از جملہ پادشاہان گلبرگہ بود و شیخ را پنجاه ہزار درم انعام فرمود کہ بعبارت ایشان

یک ملک باشد و گویند که بطریق حمل آن را مقرر داشته اند شیخ را فرمودند که بشکرانہ پیش ملک سر بر زمین نهد شیخ آن مال را قبول نکرد منع آن سجده نمود و در این باب میگوید:-

ما ترک هند دیده و جیپال گفته ایم | با و بر روت جونه بیک جو نمی خریم

بعد از سفر هند پائے در دامن همت کشیده و از ساحت عالم ملک بتماشاے عالم ملکوت سر بجیب تفکر و درویشے فرو برده سی سال بر سجادهٔ طاعت نشست و بدر خانه هیچکس از ارباب دولت تردد نکرد بلکه اصحاب دین و دولت و ارباب ملک و ملت طالب صحبت او بودند همواره بخدمت شریفش التجا کردندے گویند که سلطان محمد بایسنغر بوقت عزیمت عراق بزیارت شیخ آمد شیخ او را در قانون عدالت و رافت نصیحت فرمود و شاهزاده اعتقادے عظیم بشیخ دست داد فرمود تا بدرهٔ زر پیش شیخ ریختند شیخ آن مال را قبول نکرد و این شعر خواند:-

زر کہ ستانی و بر افشانیش | هم بر از آن نیست که نه ستانیش

مولانا مجاهد هندی که یکے از طالبعلمان آن روزگار بوده و دران مجلس حاضر بوده یک مشت ازان زر برداشت و گفت اے شیخ این مال تو بزور بر خود حرام کرده خدا بر من حلال کرد و مجاهد آن زر بے مجاهده بیرون برد سلطان خندان شد و شیخ راست این قصیده در معارف و توحید قصیده

ای برون از عقل با عشق ترا اے دگر | گفتگوی ما همه جائی و تو جائے دگر
صد هزاران گنج الا الله داری در وجود | اژدهائے لاست بر هر گنج آلاے دگر
گوهر ذات ترا غواص فکرت در نیافت | زانکه هست این تخم حیرت در دریائے دگر
هست در میدان میقات کمال کبریات | صد هزاران طور بر هر طور موسائے دگر
گر بقدر همت عشاق خود سازی مقام | برتر از جنت بباید ساخت ماوائے دگر
هر کسی را از تو در جنت تماشائی بود | ما نمی خواهیم جز رویت تماشائے دگر
با خریداران بهاکن باغ جنت را که هست | مفلسانت را درین بازار سودائے دگر
نعمت خوان کرم بر هر که خواهی عرضه کن | صوفیان را هست ازین خوان فرو حلوائے دگر
نیست عنقائے خرد را در قدم راهیکه هست | در پس قاف قدم هر گوشه عنقائے دگر
گر چنین مستان ببازار قیامت بگذریم | بر سر هر کو انگیزیم غوغائے دگر

کرده دست قدرت مشاطهٔ صنعت بلطف — نوعروس خاک را هر روز آرائی دگر
پرده داران وصالت را برای امتحان — از پی هر وعدهٔ امروز و فردای دگر
تا دوا پا کا بنود باطن آنها که هست — در رخ ایشان ز آب لطف سیمای دگر
خاصه آن شمع نبوت درة البیضای شرع — کز فروغش هست در هر ذره بیضای دگر
پس بچار ارکان دین آن چاریار باصفا — هر یکی در منزلت موسی و عیسای دگر
کاذری را از جمال خویش برخوردار دار — درد و دارش نیست چون غیر تو دارای دگر

وله

نبند هنوز در خلوت ازل مفتوح — که دست عشق تو میزد در سراچه روح
خمار شام عدم در دماغ جانها بود — که ریخت مهر تو در جام می شراب صبوح
لب جسد نمک روح ناچشیده هنوز — که بود شور تو در سینه و دل مجروح
بآب میکده زان پیشتر که غسل کنیم — بدست عشق تو کردیم توبهای نصوح
گهی بیاد تو طوفان ز آذری برخاست — که بود غرقه ببحر عدم سفینهٔ نوح

وله

ما رخت دل بمنزل حیران کشیده ایم — خط در سواد خطهٔ راحت کشیده ایم
باشد کلید مخزن حکمت بدست ما — در چشم حرص کحل قناعت کشیده ایم
ای دل متاع حادثه نقدیست کم عیار — بسیار در ترازوی همت کشیده ایم
ترسم که بر سفینهٔ توفیق ما کشند — این خط که بر جریدهٔ طاعت کشیده ایم
فردا عذاب حشر نیاید بچشم ما — در جنب آفتی که ز فرقت کشیده ایم
قدر دیار خویشتن و وصل یار خویش — از ما شنو که محنت غربت کشیده ایم
مست آن می ایم که در مجلس ازل — با آذری ز جام محبت کشیده ایم

وله

بیاد چشم او هر جا که آرید — من بدمست را آنجا میارید
مرا گر ز انکه روزی کشته یابید — بتیر آن کمان ابرو میارید

درین غم سوختیم اے مہربان | کہ مارا مرہم داغے کی آید
خدارا مطربا صوفی مارا | بہای وہوی نی دری ہی آید
سماع آذری طوفان عام است | دگر مطرب بہ بزم او نیا رید

ولہ

ز حکمت بیاموزمت نکتہ | کہ در ہر دو عالم شوی سرفراز
لباس طریقت چو در بر کنی | ز ذلت مرنج وز عزت مناز

ولہ

در انبساط نشاط بساط خاک نگر | مثال رقعۂ شطرنج عرصہ پندار
ہمان مشابہ شطرنج وان مقابل رخ | دقیقہائے سیاہ و سفید لیل و نہار
حسند سان مشعبد نماے شطرنجی | ز عقل و نفس دو شطرنج باز عیار
بہوش باش کہ گردون شطل بریت دو دغا | سپہر شعبدہ افزا حریف بس طرار
ز فیل بند حوادث پیادۂ توفیق | کسے ببرد کہ کرد او تامل بسیار
گرت ہواست کہ رخ بر بساط شاہ نہی | درین بساط چو فرزین مباش کجرفتار
ز کشت حادثہ آنکس کہ احتراز نکرد | بباخت اسب وادو خود آذری بقمار
زمانہ باہمہ کس نمایانہ مے بازد | حذر کنید ز منصوبہاے او زنہار

حقایق و معارف کہ شیخ را از عالم غیب دست داده زیاده از تحمل این تذکره است و دیوان شریف او در اقالیم مشہور گشتہ زیاده ازین نوشتن باطناب مے انجامد و بعد از دیوان اشعار شیخ را چندین رسالہ است نظم و نثر مثل جواہر الاسرار کہ مجموعہ ایست از نوادر و امثال و شرح ابیات و غیر ذلک و سعی الصفا و طغراے ہمایون و عجایب الغرایب و مرقد منور او در قصبۂ اسفراین است ہشتاد و دو سال عمر یافتہ و در شہور سنہ است و ستین و ثمانمایہ املاک خود را شیخ بر بقعہ کہ ساختہ و در انجا مدفون است وقف کرده بر صلحا و زہاد و فقرا و طلبہ علوم و الیوم بر سر روضۂ مطہر شیخ رونق درس و افادۂ فرش و روشنائی مرتب و زوار را ایدان مرقد ملتجا است و سلاطین و حکام بجہت حرمت روح پر فتوح شیخ احسان و شفقت بسیار در بارۂ مجاوران مے کنند و از

تحایف مسلم میدارند والسلام علی من اتبع الهدی و خواجه احمد مستوفی در تاریخ وفات شیخ این قطعه گفت :-

دریغا آذری شیخ زمانه   که مصباح وجودش گشته بی ضو
چو او مانند خسرو بود در شعر   ازان تاریخ موتش گشت خسرو
چراغ دل بمفتاح حیاتش   بانواع حقایق داشت پرتو

اما شاهزاده عالی قدر سلطان محمد بن بایسنقر انار الله برهانه بیت

در صد هزار قرن سپهر پیاده رو   نارد چو او سوار بمیدان روزگار

پادشاهزاده کریم طبع و مستعد و سخن شناس و مردانه و شجاع و زیبا منظر بود و بعد از وفات بایسنقر بهادر منصب و اقطاع و مرتبه پدر را بامیرزاده علاء الدوله متعلق شد و گوهرشاد بیگم بدو مایل بودی و بر سلطان محمد و بابر سلطان جز اسم و رسمی نبودی و چون سلطان محمد بدرجه صفدری و بهادری رسید و فر دولت از جبین عالم آرایش واضح گشته شاهرخ سلطان میخواست تا او را بمرتبه سلطنت مرتقی سازد و طرفی از ممالک بدو ارزانی دارد و امرا و ارکان دولت بدین مهم یک جهت بودند اما گوهرشاد بیگم امتناع مینمود که سلطان محمد جوانی متهور است مبادا سرکشی کند آخر الامر پادشاه اسلام عنایت کرده امرا سعی نمودند سلطنت قم و ری و نهاوند و مضافات تا سرحد بغداد بسلطان محمد مقرر شد و آن شاهزاده بیرلیغ جد خود در آن دیار سلطنت کردی آخر الامر تهور جوانی و نازش بحکومت و کامرانی بر جد بزرگوار عصیان ظاهر ساخت و قصد همدان نموده و حاجی حسین را که والی آن دیار بود بقتل رسانید و بعد از فتح همدان لشکر کشیده اصفهان را نیز مسخر ساخت و امیر سعادت بن امیر خاوندشاه را که حاکم اصفهان بود مقید ساخت و چون خبر عصیان او بشاهرخ سلطان رسید با امرا درین امر اشارت کرد امرا صواب ندیدند که پادشاه اسلام متوجه یکی از اعقاب خود شود گفتند که هیچکس بر ولایت عراق اولی تر از سلطان محمد نیست مصلحت آنست که پادشاه رنجه نشود چه از ناموس ملک دور می نماید که قصد فرزند کند خلعت جهت شاهزاده باید فرستاد و عراق را بدو مسلم داشت پادشاه را این مصلحت صواب افتاد و میخواست چنان کند گوهرشاد خاتون بدین مصلحت راضی نشد چه طرف علاء الدوله میرزا را مرعی میداشت که بعد از سلطان سعید

باشد و نداند کہ باقتضای خدا کوشش غیر مناسب است بارہا سلطان عہد با خاتون گفتی کہ من پیر و ناتوان شدہ ام بیت

شعلہ کافورم از مشکم دمید　　شد جوانی نوبت پیری رسید

لابد ملک از فرزندان منت بدو سہ روزہ پس و پیش چہ مضایقہ باشد و این بیت خسرو مناسب این حال است بیت

امروز میرم پیش تو تا شرمسار من شوی　　بر تو چہ منت جان من کز دیگہ فرمان رسید

خاتون بازان پادشاہ را از طریق احسان بگردانید و باکراہ پادشاہ روئے زمین عازم عراق شد و بر قصد سلطان محمد نہضت فرمود و جہت ناموس چنان نمود کہ عزیمت دار السلام بغداد و قصد اسفند یار بن قرا یوسف دارد و آن یورش بلشکر بغداد شہرت یافت و عزیزی در اثنائے آن حال گفت بیت

کوس دولت تا در بغداد باید کوفتن　　چشم زخم خلق را اسفند باید سوختن

و در شہور سنہ خمسین و ثمان مایہ پادشاہ روئے زمین از دار السلطنت ہرات عازم عراقین شدہ دران حین سلطان محمد بمحاصرہ شیراز مشغول بود چون خبر نزول شاہرخ سلطان بقشابویہ ری رسید سلطان محمد از شیراز برخواست و امیرزادہ عبد اللہ بن امیرزادہ ابراہیم سلطان کہ حاکم فارس بود از استیلائے عمزادہ خلاص یافت و سلطان محمد از نواحی کوشک زر ویران شدہ بجانب کردستان و نواحی بغداد فرار نمود و شاہرخ سلطان بحدود قم و سادہ نزول نمود چنانکہ ذکر شد بزرگان اصفہان را سیاست فرمود و در فشارود در بے قشلاق معین ساخت و سلطان محمد در شکایت اخوان و حسب حال خود نزد شاہرخ سلطان این غزل انشاء نمودہ ارسال داشت

منکہ ہمچون ذرہ روئے از بر پنہان کردہ ام　　از جفائے روزگار و جور اخوان کردہ ام

داشتم من حرمت سلطان سپاہم بہر جنگ　　نوکران خویش را ہر سو پریشان کردہ ام

رستم دستان نکردان جنگ با افراسیاب　　آنکہ با حاجی حسین در خاک ہمدان کردہ ام

در عراق از نوکر خود امتحان میخواستم　　شاہ پندارد کہ من قصد سپاہان کردہ ام

قصد من کردا جہان شاہ و بیاید لشکرش　　از کمینگہ آن سپاہ با خاک یکسان کردہ ام

دیگر از امیش ما را رزم میدان آرزوست | من بمردی زندگانی همچو ایشان کرده ام
نقد سلطان بایسنغر خان منم کاندر مصاف | بر سمند باد پا هر لحظه جولان کرده ام
من محمد نام دارم بهر دین احمدی | جان خود را من فدای شاه مردان کرده ام

از قضای خدا چنانکه ذکر شد شاهرخ سلطان بری بجوار رحمت حق پیوست و جوانان وامیرزادگان اغلب رغبت بسلطان محمد میرزا کردند و او پادشاهی باستقلال و عظمت سلطنت بر کمال یافت و تمامی عراق عجم و فارس و کرمان و خوزستان تا بصره و واسط بقید ضبط در آورد و بعد از انکه الغ بیگ گورگان بر علاء الدوله ظفر یافت گوهر شاد بیگم و ترخانیان و اکثر امرا و وزرار شاه رخی که از آتغ بیگ خایف بودند رجوع بسلطان محمد میرزا نمودند و علاء الدوله میرزا نیز چون از جمیع جهات نا امید شد التجا بدو نمود و آفتاب دولت سلطان محمدی آهنگ صعود و ارتفاع کرد بدان قدر که حد و هم باشد در بارهٔ همگنان شفقت نموده گوهر شاد بیگم را با اعزاز و اکرام ملازمت نمود و امرا و وزرار نیز بدستور شاهرخ سلطان مراتب و منصب مقرر کرد بیت

نشست خسرو روی زمین باستحقاق | فراز تخت سلاطین بدار ملک عراق

و چون اسباب جهانداری و مراتب کامگاری مهیا شد غرور و نخوت که آئین فرزندان آدم است دامنگیر دولت آن دوحه سعادت شد و بخلاف معادات برادرش ابوالقاسم بابر بهادر که بر تخت خراسان جلوس یافته بود مشغول شد و چندانکه ناصحان و امرا میخواستند تا دفع نزع نمایند میسر نشد و در شهور سنه ثلث و خمسین و ثمان مایه سلطان محمد با لشکری گران سنگ از عراق بقصد برادر عازم خراسان شد و در حدود فرهادجرد که از اعمال ولایت جام است میان برادران مصاف دست داد بیت

گر افتادی سر یک سوزن از میغ | نبودی جای سوزن جز سر تیغ
سنے شد درمیان در عما تیر | چو بر برگ گل تر باد شبگیر

آخر الامر مبارزان عراق بر مجاهدان خراسان ظفر یافتند و سلطان بابر بطرف دهستان و نسا گریخت و سلطان محمد بر ملک سروری قرار یافته بدار السلطنه هرات بر تخت شاهرخی جلوس کرد و آن زمستان بکامرانی در هرات بسر برد و بفصل بهار بابر نیرو گرفته و از جلایر و ترا کمه استراباد و لشکری

قوی بدو پیوست باز شهزاده سلطان محمد آهنگ برادر نموده وحاجی محمد قونه شیر را که یکی از امیرزادگان شاهرخی بود ودر عهد دولت سلطان محمد مراتب یافته از حدود مشهد مقدسه رضوی علیه التحیة والثنا ر با لشکری گران مایه با یلغار بجانب بابر سلطان روانه ساخت وبابر سلطان در مشهد با حاجی محمد مصاف داد ولشکر او را بشکست وحاجی محمد را بقتل رسانید بیت

چه کند بنده که گردن ننهد فرمان را چکند گوی که تابع نبود چوگان را

ذره را نزد خورشید قدری نباشد ومملوک در قبضه تصرف مالک چه وزن آرد چون سلطان محمد از واقعه حاجی محمد وقوف یافت متردد گشت واز تدبیر غلط اندیشه مند شد وبا جمعی از پهلوانان وجوانان گزیده دو اسپه فی الحال بطرف برادر ایلغار نمود وبعد از روزی که سلطان بابر حاجی محمد را بقتل رسانیده بود وفتح یافته وباطمینان تمام نشسته نماز دیگر پنج شنبه غره صفر سنه اربع وخمسین وثمان مایه بر سر برادر راند با هفت صد مرد وسی هزار مرد که در معسکر بابری بود بشکست وبابر فرار نمود وغنایم بی حد ومر بر زمین ماند که آن محقر مردم ضبط نیارستند کرد واز قضا در آن حین امیرزاده علاء الدوله که از قبل سلطان محمد حاکم غور وگرمسیر ویکه النگ شده بود فرصت یافته بهرات آمد وبر تخت سلطنت جلوس کرد واورق سلطان محمد که در حین ایلغار در رادگان گذاشته بود خواجه غیاث الدین پیر احمد وزیر را امیر اورق ساخته چون جهان بهم برآمد وخبر امیرزاده علاء الدوله شنیدند مرد اورق یکدیگر را غارت کردند وویران شدند وخبر ویرانی اورق بسلطان محمد رسید از مشهد زار مضطرب شد وبطرف رادگان آمد واز اورق وتجمل او چیزی بر جای ندید وخبر جلوس علاء الدوله نیز شنوده متردد گشت وچاره جز انصراف جانب عراق از راه جهار باط ویزد آهنگ عراق نمود ودر غیبت سلطان محمد امیرزاده خلیل بن امیرزاده محمد جهانگیر بر فارس مستولی شده وشیخ اعظم ابو الخیر خرمی را بقتل رسانیده بود وبر سلطان محمد عاصی شده ودر حدود اصطخر سلطان محمد با او مصاف داد واو را بشکست وباز باستقلال در عراق وفارس بسلطنت تمکن یافت وهمان خصومت میان او وبابر سلطان قایم بود تا در شهور سنه خمس وخمسین وثمانمایه باز بآهنگ خراسان وجنگ برادر از عراق لشکر بخراسان کشید وتا حد فیروزکوه واقعه بیامد بابر سلطان در حدود سلطان آباد بود بزرگان سمرقند در میان ایشان باصلاح مشغول شدند وبسخن صلح برادر را فریب داده عنقریب نقض عهد نموده بخراسان مایل شد وبجوین نزول فرمود واز جوین باسفراین که بعضی

امرا عرض کردند که ای سلطان عالم نقض عهد نا مبارکست بایستی که چنین نشدی اما چون بود فی
بود حالا مصلحت نیست که بجانب بابر میرزا توجه نمائی صواب آنست که عزم سلطنت هرات کنیم
و چون بدولت تخت هرات بگیری کوچ و فرزندان و مردم بابر سلطان جمع در هرات اند ضرور تا
مردم بابر فوج فوج رجوع خواهند کرد سلطان محمد آن مصلحت نشنوده بانگ بر امرا زد که دیگر پیش
من این سخن نگوئید مردم گمان برند که من از بابر ترسیدم زن بر من حرام باد که اگر با بابر صد هزار
مرد مسلح باشد من بصد سوار بر وی زنم چون امرا چند بار این سخن برو گذرانیدند در غضب شد و او
مردی بود بدگمان و زبان بدداشت و فحش بسیاری گفت و امرا را دشنام میداد و گویند
در مستی بر ریش شیخ زاده قوش رباطی که از امرا و تربیت یافتگان او بود بول کرد و امرا از و نفور گشته
دل برگ خود راضی شدند و روز یک شنبه بیزدهم ذالحجه سنه خمس و خمسین و ثمانمایه در حدود جناران که
بنواحی اسفراین و دربند شقالنست میان سلطان محمد و بابر مصاف دست داد و امرای سلطان
تمامی روی گردان شدند و شیخ زاده حرام نمک نفاق پیش گرفته و امیر مرحوم نظام الدین بن فیروز
شاه حق نعمت ولی نعمت رعایت نموده حسب المقدور کوشش نمود و از جانب بابر سلطان
شیر احمد که حاکم استراباد بود بقتل رسید و آخر الامر شکست بر جانب سلطان محمد افتاد و آن پادشاه
دانا در بعد از مردانگی و کوشش و از غدر امرای حرام نمک بدست بابر سلطان اسیر شد
اصبحت امیراً و امسیت اسیرا

جهانا ندانم چه آئین تست — نه این از سر مهر کز کین تست
گر از بهر این هیچ رنجه نئی — باخوان چنین انگختی دشمنی
کسی گر بگردون لوا بر کشد — نیرزد بدندان کو برادر کشد
ولیکن چنین گفت دانا حکیم — که شیرین بود ملک اما عقیم
اگر گفت دانا عقیم است ملک — تو گر تن درستی سقیم است ملک

و پرده پندار پیش نظر بابر سلطان حایل شده مانع صله رحم گشت و آب شفقت مقهور
آتش غضب گردید و عروس خواند عم در تتق قهر از شوخی محجوب شد بقتل برادر رضا داد و سیاست
قهر الهی به تیغ بی دریغ اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة و لا یستقدمون سلطان علی محمد را بسیاستگاه

فنا رسانید هذه الرباعیه لمؤلفه

ای همنفسان عجب سرائیست جهان | باشید ازین سرائے بد مهر جهان
اینست درین جهان درون کار جهان | چون کار جهان چنین بود وای جهان

حکایت کنند که سلطان محمد قبل از جنگ یکروز در سر آب ریزی نعمان که از اعمال اسفراین است فرود آمد و نزدیکان و جوانان و مبارزان لشکر خود را دل مے داد که مردانه باشید و حق نعمت من فرو نگذارید سه هزار جوان یکبار دستارها از سر برداشتند و گفتند سرهای ما فدای راه تست روز دیگر شهزاده را بگذاشتند و بگریختند و گویند که ازان لشکر الا خون شاهزاده که ریخته شد بینی هیچ کس خونی نشد تا معلوم رای اولوالابصار باشد که بر اطاعت و تملق عوام کالانعام اعتمادی نیست :-

ده خداوندے زعا رتیت بحق | تا خداوندیت بخشد متفق
این خداوندی که دادندت عوام | زود بستانند از تو همچو وام

و فضلا و علما و شعرا که بروزگار سلطان محمد بایسنغر ظهور یافته مولانا معظم قدوة الفضلا مولانا شرف الدین علی یزدی و از شعرا مولانا حسن و ولی قلندر و بدیعی سمرقندیست *

ذکر مولانا سیمی نیشاپوری رہ

مردے مستعد و ذوفنون اوّل در نیشاپور بودی و بعد ازان در مشهد مقدس رضوی علیه التحیة والثنا ساکن بودی و بمکتب داری و ادیبی مشغول بودی و بشش قلم نوشتے و در علم کتابت و هنر شعر و علم معما در روزگار خود نظیر نداشت و رنگ آمیزی کاغذ و سیاهی ساختن و افشان و تذهیب حق او بوده و درین علوم رسایل دارد و در انشا و تالیف و ترسل و غیر ذالک صاحب فن بوده و اولاد اکابر در مکتب او متعلم بوده اند و بحسب تجربه مکتب او را مبارک یافته اند و مولانا عبدالحی که در خط سیاق و منشیری سرآمدست شاگرد سیمی بوده است و این مطلع سیمی راست :-

دل مسکین حاجتمند مشتاق | به عشق ابرویت شد بسته بر طاق
صبا برگ شگوفه پیش گل برد | که ای گل میرئی را خرده دارِ

ومولانا سیمی از سخنورے باندک مثل قناعت کردی وبنوعے که ذکر شد مطلعها گفتی اما معماهاے او بین الفضلا متداول است واین معما او راست :-

برلب بام آمد آن مه گفت باید مردنت　　کآفتاب عمرت اینک برلب بام آمدست

ودرین معما چند اسم مختلف مے گویند که اخراج مے شود چون این ضعیف را درین علم چندان وقوفے نیست والعهدة علی المستخرج وبعهد شاهزاده علاء الدوله گویند مولانا سیمی در یک شبانه روز سه هزار بیت نظم کرده ونوشته در معرکه که خواص وعوام مشهد جمع بوده اند ودہل و نقاره میزده اند نه بقضائے حاجت برخواست ونه طعام خورد ونه خواب کرد وآن ابیات حکایت بوده که بامتحان نظم کرده ونظم ابیات آن داستانها بعضے روان وبعضے مصنوع بود وعقل درین صورت عاجز مے شود که این حال فوق طبیعت است چون سخنے در افواه عوام افتاده است والعهدة علی الراوی وعجب تر ازین نقل مے کنند که در شبانه روزی دوازده من طعام ومیوه خوردی وبے ثقل هضم کردی زهے اشتہائے صادق وزہے طبع موافق

کس بدینسان طعام تا نخورد　　کو بدین نوع نظم تا ندکرد

فایده :- یکے از حکمائے هند گوید که اگر همه عالم یکسے نیک باشد د معده بد بود اینکس چکند

جوے قوت ز طبع وصحت تن　　به است از ملک فریدون بمن

اما شاهزاده علاء الدوله بن بایسنغر پادشاه نیکو منظر وخوش طبع سالها بر مسند بایسنغری قرار یافت وبعد از وفات جد در دار السلطنه هرات قایم مقام شاهرخ شد وگنج شاهرخے که سالها جمع کرده بود دستان بگشود وچون باد بهار که درم بر سر ساکنان بستان نثار کند دست جود برگشاد و بهره تمام بلشکری ورعایا رسانید وگویند که گنج شاهرخے بدست جود علاء الدوله صرف شد وبیست هزار تومان نقد نقره مسکوک بود سوائے طلا آلات وجواهر وتجملات دیگر عاقبت ازان جود وبهره جز مغابنه بخت ندید واز آن خلق عظیم جز عبوس از چهره اخوان وابنائے روزگار خود مشاهده نکرد۔

حکمت :- پادشاهان جهان عزیزان را بتخت توانند داد اما بخت نے وخسروان زر مراتب خدام توانند افزود اما عمر نے وذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم

آنرا که نیک بخت ازل آفریده از　　مالش چه حاجت است وکفایه که سیند

اگر پادشاه گنج و مال پادشاه بودے بایستی که ملک و مال پیوسته بدست پادشاه صاحب اقبالے که مالک این گنجشد برخورداری از دنیا و آخرت یافت ؎

قوت از بخت طلب کن نه ز میراث پدر | روزی خویش ز حق دان نه ز زرع و شجر

و سلطان علاء الدوله بنوعے که ذکر شد از استیلاے الغ بیگے شکست یافت و مدتے متحصن شد بعد ازان بردست برادران هرچندگاه ذلیل شدی و هرجا که روی آوردی بخت تیره پشت باو کردی ؎

هر روز بمنزلی و هر شب جائی | بیگرد فراق بر سرم سودائی

بیچاره مسافران بحر عالم | چون زورق شکسته بهر دریائی

گاه در غور و گاه در ساری | نه مدد از کسے و نه یاری

گاه در دشت بود سرگشته | گه ز راه عراق برگشته

کوه را از درشتی بخت ناهموار آن شاهزاده عالی مقدار دل خون میشد و سنگ حرمان بر سر میزد و ابر را از بے حیائی طالع واژگون آن شاهزاده محزون رقتے در دل پیدا شدی و کوه سنگدل بزبان صدا و ابر بآب چشم معنی نداے این بیت مناسب این حال مے خواند ؎

نه ز بختم روی یاری نه ز یار امید لطف | آه من چون میزنم بخت آنچنان یار اینچنین

آه از جفاے روزگار و واه از بوالعجبی این ملک غدار که نے پرور دولت او اعتماد است و نه از نامه اقبال او مراد هرکس که ازین غدار فرزانه گذشت شقی نیست سعید است ؎

ایدل بکام خویش جهان را تو دیده گیر | در وی هزار سال چو نوح آرمیده گیر

هر گنج و هر خزانه که شاهان نهاده اند | آن گنج و آن خزانه بدست آوریده گیر

هر برده که هست ز بلغار و روم و چین | آن بردگان بسیم و زر خود خریده گیر

هر اطلس بسنج که از روم و ششتر است | آنها برائے خویش قبا ها بریده گیر

ترکان تنگ چشم سهی قد خوش خرام | سیب زنخ گزیده و لبها مزیده گیر

با دوستان همدم و یاران همنفس | بنشسته و شراب مروق چشیده گیر

مال بیست تو چون مگس و تو چو عنکبوت | چون عنکبوت گرد مگس برمیده گیر

وردا و حسرتا و دریغا بروز مرگ	صد بار پشت دست بدندان گزیده گیر
سعدی تنست چون قفس روح همچو مرغ	روزی قفس شکسته و مرغت پریده گیر

القصه نصیب جام علاء الدوله از خم فلک دُردِ درد بود تا آخر از بی شفقتی برادرش سلطان بابر بجای سرمه اقبال جهان بین او را میل از بار کشید اما حق تعالی بچشم عنایت بدو نگریست مردم چشم او را از حادثه میل محفوظ داشت و چند گاهی بتکلف خود را نابینا می ساخت و عاقبت از مشهد مقدس فرار کرده بعد از ان واقعه اعتماد بر جانب برادر و هیچ آفریده نداشت روی بدشت قبچاق آورد و چند گاه وجود او چون وجود کیمیا معدوم و آوازه او چون آوازه عنقا بود و بعد از وفات بابر سلطان در شهور سنه احدی و ستین و ثمان مایه باز از طرف ازبک و دشت قبچاق بخراسان آمد و ولد او ابراهیم سلطان متصدی سلطنت خراسان بود باز بدستور سابق در دست فرزند مقهور و ذلیل شد و چند روزی چون نوروز در هنگام نوروزان سال در دار السلطنه هرات حکومتی شکسته بسته نمود چهان شاه پادشاه را از طرفی فراهم و سلطان سعید ابوسعید میرزا از طرف خود همچو باد سحر از میانه برخاست که من آخر الامر عاجز دار در ملازمت پسر عازم جبال غور و غرجستان شد و غوغای و تمنای مملکت را آن دو عاجز بدین دو پادشاه گوی گذاشته و در حدود غرجستان و آن دیار چند نوبت میان پدر و پسر منازعت و مصالحه افتاد و آخر هر دو متفق شده در حدود کولان که از اعمال بادغیس است با سلطان ابوسعید گورگان مصاف دادند و شکست یافتند و در آن فرار علاء الدوله میرزا بجهود و ستمدار افتاد و شب و روزان سلطان زاده محترم محروم دعا کردی که سرگردانی از حد گذشت و جفای فلک بی اندازه گشت تا در شهور سنه ثلث و ستین و ثمان مایه در حدود رستمدار از این جهان غدار بروضه دار القرار تحویل فرمود

وارسته شد از جفای اخوان جهان	شد سیر دلش ز نعمت خوان جهان
مانند جهان ز گلشن دهر گذشت	چون گل دو سه روز بود مهمان جهان

ذکر مولانا یحیی سیبک نیشابوری رہ

مردے فاضل و در اکثر علوم صاحب وقوف بود و بروزگار خاقان مغفور شاہ رخ سلطان بفضل و استعداد شہرت یافت و در علم شعر و خط صاحب فن بوده و چندده نامہ نظم آورده و کتاب اسرار و خماری تالیف نموده و سخنان اکابر و استادان تضمین در آن نسختین مے آورد و این بیت ازان جملہ است ؎

مکن اسرار خالص را تقند زعفران معجون | برنگ و بوی و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

و مولانا یحیی در صنائع شعرے مبالغہ دارد کہ بے آن سخنورے نمی کند و چون او مرد قانع و از ملازمت اہل دنیا مجتنب بوده سخن او زیاده شہرتے نیافت و الا او از سخنوران معتبر است اشعار و مطلعہاے او بین الشعرا مذکور و دیوان او درین دیار مشہور است و این مطلع او راست ؎

آن ترک کہ صد خانہ کمانش زپی انداخت | سوی دل فگارم گفت خدنگی و نینداخت

ولہ

ہمچو بلبل ہای و ہوی کن کہ بر خواہد پرید | مرغ روح از شاخسار عمر تاہی می کنی

ولہ

تو ای سر خیل مہرویان چہ نامے | ملک یا حور یا رضوان کدامے
چو در بستان خرامی سرو نازی | مہی ہر گاہ بر بالاے بامے
مرا رخسار و زلف تست مطلوب | انیس و قوت جان صبح و شامے
نسیما بگذری گر بر دیار سش | فبلغ عند معشوقے سلامے
مران از کوی او ما را رقیبا | فلا تزجر بمسایل عن کرامے
گل اندر غنچہ تر دامن بود لیک | دریده جامہ در نیکنامے
گدائے تست نقاسے مسکین | فحبی عند اقران افتخامے

توفی مولی الفاضل نور مضجعہ فی حدود سنہ احدی و خمسین و ثمان مایہ ؎

ذکر مولانا غیاث شیرازی نور الله مضجعه

مرد خوش طبع دانا و مورخ و حکیم شیوه و خوش طبع بوده و سرآمد و مقدم اهل طریق واز معرکه گیران فارس بوده و شاعر پهلوان است و در مناقب خاندان طیبین و طاهرین قصاید غرا دارد و اشعار او مشهور است اما مردے منصف بوده و در تعصب و تشیع مثل ابنائے جنس خود نیست و اعتدال رعایت میکند و این قطعه او راست ؎

تنک در سخن گفتن زبان ست	تأمل کن تأمل کن تأمل
بکار بد چو نیکان نا توانی	تعلل کن تعلل کن تعلل
بفضل و علم راه حق توان یافت	تفضل کن تفضل کن تفضل
نکو فالی بود اقبال مردان	تفأل کن تفأل کن تفأل
ز اندیشه فرو شو رنج بگذار	توکل کن توکل کن توکل
مکن ابن غیاث از کس شکایت	تحمل کن تحمل کن تحمل،

گویند مولانا کمال مرد زیبا سخن و لطیف منظر بوده و در شهر شیراز در میدان سعادت نماز دیگر بساط افگندی و بسخن گوئی و مناقب خوانی مشغول شدی و ترکیب ادویه فروختی و از کمات جاماسب نامه و احکام نجوم گفتی و مردم را بدو اعتقادے بودی و او را رعایت کردندے و هر روز آوردا ازین باب مبلغی در آمد بودے روزے ابراهیم سلطان مولانا را طلب داشت و پرسید که از مذاهب چهارگانه کدام بهتر است گفت اے سلطان عالم پادشاهے در درون خانه نشسته است و این خانه چهار در دارد و از هر در که در آئی درین خانه سلطان را توان دیدن تو جهد کن تا قابلیت خدمت سلطان حاصل کنی از در سخن مگوی و از صدر نشینان جری شاهزاده دیگر بار پرسید که ای مولانا متابعان کدام فاضلتر اند گفت صالحان هر قومے و هر مذهبے سلطان را این سخن از مولانا خوش آمد و مولانا را انعام و اکرام فرمود هر آئینه کسے را که اندک وقوفے از عالم معنی است از قبول هر دو را و در میدار و یقین میداند که او را بجهت فضول نیافریده اند بتخصیص در قبول هر دو اصحاب رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که غرض طریقت و شریعت است الاهم را بزرگ و فاضل دانستن

و برحق داشتن و عطار درین باب فرماید :-

الا اے در تعصب جان رفته　　گناہ خلق در دیوانت رفته
مشو از ابلہی پر زرق و پر مکر　　گرفتار علی ماندی و بوبکر
گہی این یک بود نزد تو مقبول　　گہی آن یک بود از کار معزول
گرین بہتر وران بہتر تراچہ　　کہ تو چون حلقہ بر در تراچہ
ہمہ عمرت درین محنت نشستی　　ندانم تا خدا را کی پرستی
یقین دانم کہ فردا پیش حلقہ　　یکی گردند ہفتاد و دو فرقہ
چہ گویم گر ہمہ زشت ار نکو بید　　چو نیکو بنگری جویای او بید
الٰہی نفس سرکش را زبون کن　　فضولے از دماغ ما برون کن
دل ما را بخود مشغول گردان　　تعصب جوی را معزول گردان

ذکر مولانا بدخشی رہ

از جملہ فضلا است و در شہر سمرقند بعہد دولت الغ بیگ در سخنورے مرتبہ عالی داشت و سرآمد شعرائے روزگار بود و سلطان و اکابران عہد او را در سخنورے مسلم میداشتند و در مدایح پادشاہ مشار الیہ قصاید غرا دارد و دیوان او در ان دیار مشہور است و قصیدہ ردیف آفتاب بر قدرت و لطافت طبع او گواہے میدہد و این دو بیت از جملہ آن قصیدہ است :-

ای زلف شب مثال ترا در بر آفتاب　　از شب کہ دید سایہ کہ افتد بر آفتاب
زاغیست طرۂ تو ہمایون کہ آشیان　　بالائے سرو دارد و زیر پر آفتاب

ذکر مولانا خیالی بخاری رہ

از جملہ شاگردان خواجہ عصمت اللہ بخاریست مردے مستعد و خوش طبع بودہ و سخنان درویشانہ و پاکیزہ دارد و دیوان او در بدخشان و ماوراء النہر و ترکستان شہرتے عظیم یافتہ و این غزل او راست

ہرکہ زین وادی بکوئے بخت و دولت میرسد　　از رہ و رسم قدم داری و ہمت میرسد

از خروش کوس شاهان این ندا آمد بگوش — کین سرا هر پادشاهی را نوبت میرسد
فرصت صحبت مکن فوت از پی مقصود خویش — حالیا خوش بگذران کانهم بفرصت میرسد
آخر ای سرگشته وادی هجران بیش ازین — تشنه لب منشین که دریاهای رحمت میرسد
از ره غربت خیالی عاقبت جائی رسید — هر که جائی میرسد از راه غربت میرسد

اما خیالی دیگر در سبزوار و خیالی دیگر در تون بوده اند و بدسے گفته اند فاما در جنب مولانا خیالی بخاری خیال ایشان محال است ؛

ذکر املح الشعراء بابا سودائی

طبع متین و سخن شاعرانه مضبوط دارد و اصل بابا سودائی از ابیورد است و او مرد ظریف و اهل دل بوده و سلاطین و حکام او را محترم میداشته اند و بعضی برآنند که بابا اهل ولایت بوده است و اوّل خاوری تخلص میکرد و در ثانی الحال او را جذبه رسیده سر و پای برهنه چند سال در دشت خاوران میگردید و بعد ازان بسودائی اشتهار یافته و بروزگار خود سرخیل شعرا بوده و این طایفه او را حرمتی و عزتی میداشتند۔

حکایت آورده اند که اهالی ابیورد از مردم جانی قربان بغایت در زحمت بودند و چند نوبت از ایشان شکایت نزد سلاطین روزگار بردند مفید نبود بسبب آنکه مردم بقوت و مکنت بودند و سرداران ایشان را نزد سلاطین مقداری و جاهی بود و بابا سودائی در ابیورد دیهی داشت سگان نام و حالا آن موضع مدفن اوست و تعلق باولاد او میدارد و مردم جانی قربانی محصول آن دیه خرابی میکردند بابا قصیده در باب آن مردم میگوید ابتدا بمدح شاهرخ سلطان و من بعد شکایت مردم جانی قربانی مینماید و شاهرخ سلطان بضبط آن مردم مشغول شده و بعضی ازان مردم را بجبر و طوع برده پراگنده ساخته و این است بعضی ازان قصیده :-

ملک ایران شد از جانی جانی قربان — وز قرینهای بد میر محمد توقان
چشم ظالم ز پی سر و پا گرهٔ دون — کرده دزدی و دغا پیشه بی نام و نشان
در دماغ همه شان فکر کلاب و خرسان — در خیال همه شان ذکر ترنج و طغلان

نائب دست چپ از غیبت بگو سعد الملک　　بر دم اسب گره از چه زند تابستان

هست دانا و دلیل همه مولا قاسم　　خوش دلیلیست اقاکان غرا بر خوان

پادشاها بکن این قوم مخالف را دور　　یا بکن کوه کلات چو فلک را ویران

در ختم قصیده در دعائے دولت شاهرخ سلطان این بیت نیکو گفته است بیت

نیک خواهان ترا دولت برلاسی باد　　بدسگالان ترا محنت جانی قربان

حکایت کنند که بروزگار بابا سودائی در ابیورد چنان اتفاق افتاد که قاضی ابوسعید خر بود و خواجه جلال استر جانی قربان و صدر الدین سگ داروغه و محمد کله گاو محصل مال و مناسب این حال بابا سودائی این قطعه فرموده:-

باد در ولسان اسپائی است　　چرخش همه غصه است و غم داد

داروغه سگست و قاضیش خر　　عامل شتر و محصلش گاو

زینها چه بود نصیب رعیت　　لت خوردن و زر شمردن و داد

و گویند بابا قصیده در منقبت امیر المومنین و امام المتقین و یعسوب المسلمین اسد الغالب علی بن ابی طالب ع انشا فرموده و در پایان قصیده مذمت سلاطین روزگار فرموده و سلاطین آن روزگار ترک بدعتها کرده متنبه شده اند و اینست بعضے ازان قصیده

بر لوح سیم صبح بکلک زر آفتاب　　بنوشته نام احمد و القاب بوتراب

یعنی دو بود اسم و مسمی همان یکے　　احول دو دید شان و یکے بود در حساب

بر خوان حدیث لحمک لحمی و سر مپیچ　　بشنو رموز دمک دمی و رخ متاب

از خیل انبیا نبی الله هاشمی　　وز جمع اولیا اسد الله بوتراب

سخن شعرا در دل سلاطین اثرے کند اگر چنانچه علمائے روزگار ما کلمه حق بجا آورند و زبان نصائح فرو نه بندند اثر خیر میدهد اما این باب درین روزگار مسدود شده و این غزل او راست

عنبرت خال و زنخت در و خطت ریحان است　　دهنت غنچه و دندان در و لب مرجان است

گوهرت نطق و زبانت طوطی و فندق انگشت　　ز نخت سیب و برت سیم و دولت بندانست

پیش دندان تو در بحر بدر ویشی در　　گوش بگرفت که در ویشی در و بیشانست

فرقت روی تو ز اندازه طاقت بگذشت　　بیش ازین صبر ندارم کرم از مردانست
میدهد جان بیکی بوسه و دل سودائی　　گفتمش دل ندهی گفت که دل سلطانست

قصاید غرا که بابا در جواب شعراء بزرگ گفته مشهور است و لطایف و ظرایف او بین الخواص والعوام مذکور هر کرا زیاده شوق اشعار بابا شد رجوع بدیوان او کند و بابا عمر دراز یافت و از هشتاد سال سن او تجاوز کرد توفی فی شهور سنه ثلث و خمسین و ثمان مایه و دفن فی سگان من اعمال ابیورد

ذکر طالب جاجرمی

غزل را نیکو میگوید و از کدخدازادگان جاجرم بوده و شاگرد شیخ آذری است و در اول حال سفر اختیار کرده و در دار الملک شیراز اقامت ساخت و آنجا قبول تمام یافت و اشعار او در ملک فارس شهرت کلی گرفته و در جواب شیخ سعدی اشعار دارد و غزل شیخ را که مطلعش اینست

دیده از دیدار خوبان برگرفتن مشکل است　　هر که ما را این نصیحت میکند بیحاصل است

طالب در جواب این تتبع کرده

ای که بی روی تو ما را زندگانی مشکلست　　تلخی داغ فراقت همچو زهر قاتل است
حاصل عمرم تو بودی ای نگار لاله رخ　　تا تو رفتی از بر من عمر من بیحاصل است
در غمت بگریستم چندانکه آب از سر گذشت　　از بیت زار زوئی آیم که پایم در گل است
ای نسیم صبحگاهی با من بیدل بگوی　　کین زمان آرام جانم در کدامین منزل است
ای همای دولت از ما سایه خود بر مگیر　　نیر اقبال تو بر هر که افتد مقبل است
ما ز آب دیده خود غرقه بحر غمیم　　از غریق آنکس چه داند کو بروی ساحل است
یار رفت و با من طالب حدیثی هم نگفت　　وه که تا روز قیامت این تمنا بر دلست

و طالب مناظره گوی و چوگان در شیراز بنام عبدالله بن ابراهیم سلطان نظم کرده شاهزاده او را صله داد و نوازش فرمود و او مردی معاشر و ندیم شیوه بود همواره بجوانان و ظریفان اختلاط نمودی و یانک فرصتی آنحال برانداخت مدت سی سال در شیراز بدل خوشی و ظرافت و عشرت روزگار گذرانید در حدود سنه اربع و خمسین و ثمانمایه وفات یافت و در پهلوی خواجه حافظ شیرازی در مصلای

شیراز مدفون است اما شاهزاده عبداللہ بن ابراہیم سلطان شاہرخ پادشاہزادہ کریم طبع و زیبا منظر
خوش خلق بود و بعد از وفات پدر در مملکت شیراز و فارس بحکومت نشست و از واقعہ شاہرخ
سلطان محمد بایسنغر او را از فارس اخراج نمود و او التجا بعم خود الغ بیگ آوردہ او را تربیت کلی
فرمود و دختر خود را بدو داد و او را ہمراہ بسمرقند برد * بعد از قتل عبداللطیف خزانہ الغ بیگ کہ
عبداللطیف از غایت خساست و بخل دست بران نکردہ بود سلطان عبداللہ ہمچون باد بہار
بر ساکنان آن دیار نثار نمود گویند تا صابون بخش کرد و قیاس اموال دیگر بدین توان کرد بیت

درین خرابہ مکش بہر گنج غصہ و رنج   چو نقد وقت تو شد فقر خاک بر سر گنج

روزگار دون کہ خسیس نواز است و کریم گداز سنگ تفرقہ در اوقات مجموع آن شاہزادہ
انداخت و سلطان ابوسعید برو خروج کرد و بمددگاری ابوالخیر خان در شہور سنہ اربع خمسین
و ثمانمایہ در نواحی شہر سمرقند بدو مصاف داد و سلطان عبداللہ بردست سلطان ابوسعید شہید
شد از باد ہوا آمد و بر خاک فنا شد *

طبقہ ہفتم

ذکر منظور عنایات نامتناہی امیر شاہی سبزواری نور مرقدہ

فضلا بر آنند کہ سوز خسروی و ناز کیہاے کمال و لطافت حسن و صفائی سخن حافظ در کلام امیر
شاہی جمعست و ہمین لطافت او را کفایت است کہ در ایجاز و اختصار کوشیدہ کہ خیر الکلام ما قل و دل

یک دستہ گل دماغ پرور   از خرمن صد گیاہ خوشتر

مولد و منشا امیر شاہی سبزوار است و ہو آق ملک بن ملک جمال الدین فیروز کوہی است
واجداد او از بزرگان سربدار بودہ اند و او از جملہ خواہرزادگان خواجہ علی مؤید است بعہد سلطان شاہرخ
کہ کار سربدار در تراجع افتاد و او رجوع بشاہزادہ بایسنغر نمودہ و شاہزادہ را نسبت بدو التفاتے
بودی و بعضے اسباب و اموال و املاک موروث او کہ در قرات سربدار بحوزہ دیوان افتادہ بود

بسعی بایسنغر میرزا بدو رد کردند و او را منصب ندیمی و تقرب آن حضرت دست داد گویند
ملک جمال الدین پدر امیر شاهی یکے از سربداران را کار زده و کشته بود روز جانور انداختن
شاهزاده بایسنغر روزے در النگ کهدستان جانورے انداخت چنان اتفاق افتاد که
پادشاه و امیر شاهی تنها بیک جائے ماندند و سواران در عقب جانور تاختند در آن حال
شاهزاده روے بامیر شاهی کرد و گفت پدرت در پیش برون کار و هلاک دشمن مثل امروز
فرصتے رعایت کرده و مردانه رفته امیر شاهی متغیر شد و گفت "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ"
معتبر است که پسر که بکار پدر مشغول نباشد او را باولیار پدر نتوان گرفت و من بعد
از خدمت سلاطین اعراض نموده سوگند یاد کرد که تا زنده ام خدمت سلاطین نکنم و بعد الیوم
روزگار بفراغت گذرانیدے و در شهر سبزوار اندک ملکے داشت بعیش و خوش دلی بزراعت
مشغول شدی و دایما بفضلا و اهل استعداد مصاحب بود و سلاطین و امرا و حکام او را حرمت
داشتندے و امیر شاهی مردے بود هنرمند زمان خود و انواع هنر داشت و بے نظیر بود و
در کتابت استاد بود و در تصویر بکیفیتے که این بیت مناسب حال اوست بیت

گر چین نسخهٔ تصویر ز پیش تو برند　　تا چهاره بدهد در فن خود مانی را

و در علم موسیقی ماهر و عود را نیک نواختے و در آئین معاشرت و حسن اخلاق زینت دهے
مجالس اکابر قصب السبق از اقران و اکفا بوده این قطعه را بعضے بدو منسوب مے دارند وقتے
در مجلس یکے از سلاطین او را موخر بر جمعے نشانده بودند قطعه

شاها مدار چرخ فلک ده هزار سال　　چون من یگانه نماید بصد هنر
گر زیر دست هر کس و ناکس نشانیم　　اینجا لطیفه ایست بدانم من این قدر
بحر بیت مجلس تو در بحر بجای　　لو لو بزیر باشد و خاشاک بر زبر

و چون غزلیات امیر شاهی بسیار مشهور است و او بجز طور غزل از اصناف سخن ورے
اختیارے ننموده از غزلیات جدید که بعضے از آن در دیوان او مسطور نیست سه غزل ثبت
شد غزل

نه کنج وصل تمنا کنم نه کنج حضور　　خوشم بخواری هجر و نگاه دورا دور

بسعی پیش تو قدرے نیافتم چکنم　　که شرمسارم ازین جستجوے نامقدور
تنے چو موے شده زرد و زار و نالانم　　ز تاب حادثه همچون بریشم طنبور
بگرد کوے تو گشتن هلاک جان منست　　چو پر کشودن پروانه در حوالی نور
هروش عیب بشاهے خطاب کرد مرا　　ببندگی تو در شهر تا شدم مشهور

واین غزل در شهر استراباد گفت بوقتیکه شهزاده ابوالقاسم بابر بهادر اورا بجهت تصویر کوشک گل فشان از سبزوار به استراباد برده بود ؛-

تو شهریار جهان ما غریب شهر توئیم　　وطن گذاشته بے خانمان ز بهر توئیم
دوائے دل نشود نوش جام جم را　　که ناز پرور پیمانهاے زهر توئیم
ز لطف بر سر ما دست رحمتے می نه　　که پایمال حوادث ز تاب قهر توئیم
چو لاله خون چکد از نوبهار عارض تو　　چو غنچه چاک دل از لعل نوش بهر توئیم
شد از وفاے تو مشهور عالمی شاهی　　بس است شهرت ما کز سگان شهر توئیم

ولهٗ

باز این سر بے سامان سوداے کسے دارد　　باز این دل هرجائی جائی هوسی دارد
از کنج غمش دیگر در باغ مخوان ما را　　کان مرغ که من دیدم خو با قفسے دارد
هر کس بمراد دل دارد بجهان چیزے　　مائیم و دل ویران آن نیز کسے دارد
شبها سگ کویش را رحمے نبود بر من　　خوش وقت اسیرے کو فریادرسے دارد
از کوے بتان شاهی کم جو راه برگشتن　　کین بادیه همچون تو آواره بسے دارد

ولهٗ

در جمع خوبرویان هم صحبتیست ما را　　کاسباب خرمی را صد گونه ساز کرده
از باده هاے وصلش هر کس گرفته جامے　　چون دور ما رسیده بنیاد ناز کرده
لب بر لبش نهاده خلقے بکام شاهی　　از دور چون صراحی گردن دراز کرده

عمر امیر شاهے از هفتاد سال تجاوز کرده بود که در بلدهٔ استراباد بعهد دولت بابر بهادر وفات یافت و نعش اورا ببلدهٔ فاخره سبزوار نقل کردند بخانقاهے که آبا و اجداد او ساخته اند که بیرون شهر

سبزوار است بجانب نیشاپور و کان ذلک فی شهور سنه سبع و خمسین و ثمان مایه و شیخ آذری و خواجه
فخر الدین اوحدی مستوفی و مولانا یحیی سیبک و مولانا حسن سلیمی معاصر امیر شاهی بوده اند و گویند
بایسنغر سلطان یک چند تخلص شاهی کردی چون دید تخلص شاهی بر امیر الملک قرار گرفت و در
شرق و غرب شهرت پذیرفته ترک نموده قسام ازل هرچه رقم کرد عدول ازان محال است بعضے
را شاهی صورت مے دهند و بعضے را شاهی معنی هرکرا هرچه داده اند مزیدے متصور نیست بیت

ندانم تا رقم چون رفت در رد قبول ما — همه از انتها ترسند و من از ابتدا ترسم

اما سلطان عالی راے عالم آراے ابو القاسم بابر

کلک او بد کلید مخزن جود — تیغ او کارساز ملک وجود

رایت جهانداری در عهد او بذروه عیوق رسید لشکری داشت آراسته جوانان پردل
نوخاسته تجملی که چشم اسکندر در جهانداری بخواب ندیده و سپاهی که فریدون آوازه آن نشنیده بیت

آنچه شهرخ بجهد و کوشش و رنج — جمع آورد در حد چل و پنج
از سلاح و ستور و اسب و غلام — و آن چه بروی توان نهادن نام
پیش بابر خدیو پر دل راد — چرخ آن جمله بر طبق بنهاد

حق سبحانه و تعالی او را سروری و با وجود کهتری بر برادران مهتری کرامت فرموده مع
هذا خسرو درویش دل بود و صفدر حقیر نواز و از باطن مردان با خبر و دست عطای او ناسخ آثار بود
دل صاف او مختار اخیار و ابرار اما بجهت آنکه او پادشاهے بود موحد عارف و کم آزار و سهل البیع
امرا و ارکان دولت او مستقل شدند و رعیت ازان معنی متضرر شدند ملک را شاه ظالم پردل
به ز مظلوم عاجز عادل حکایت کنند شاه رخ سلطان در وقتے که در ری بجوار رحمت الهی پیوست
شاهزاده بابر در معسکر شاهرخ بود و میل استراباد نمود و امیر هندو و یاقوت را که بعهد شاه رخ
سلطان زیاده منصبے و مرتبه نداشت و مفلوک بود و دران حین در استراباد بملازمت شاهزاده
شتافت و محل و ارتفاع یافت بر مقتضای آیه والسابقون السابقون اولئک المقربون هندو
که امیر الامرا شد و چون او مردے مسن روزگار دیده و مبارز بود شاهزاده برای تدبیر او کار کرده
نوبتے با شاهزاده گفت اے سلطان عالم برادران و ابناے اعمام تو در ممالک مستقل اند

گنج و سپاه بدست ایشان افتاده و بزرگ زادگان این دولت ملازم آن جماعت اند اگر سخن مرا گوش کنی بحیلی که ملک بتو انتقال کند والا با وجود این مردم همانا که تو از ملک محروم خواهی بود شاهزاده گفت کدام است آن مصلحت گفت آنکه مردم دون و بد اصل را تربیت کن که بزرگ زادگان بتو سر در نیاورند و دوم بخشندگی با فراط پیش گیر تا باوازه جود تو مردم بتو رجوع کنند سوم آنکه سیاق سخت مکن که هر دم ایذا رسد و از تو امن باشند چهارم آنکه لشکر را از غارت و دست اندازی منع مکن تا بجهت طمع شوم خود کار تو از پیش برند و چون کار تو از پیش رود و ملک بر تو مسلم گردد زنهار که این کارهای مذموم را ترک کنی و خلاف این قاعدهای بد نمائی که این ها همه جهت تو ضرورت است شاهزاده چون دانست که جهت بنای دولت او این سخنهای گوید ازو پذیرفت و چنان کرد و سلطنت بدو استحکام یافت اما چون بدعتی و قاعده مستمر شده بود فجاءةً دفع آن عسیر شد مسلمانان از تدبیر خطای هندو چند گاه در پریشانی تمام گذرانیدند حقا که تدبیر آن ظاهر بین غلط محض بود چه خداوند تبارک و تعالی دولت در عدل تعبیه کرده نه در اراده لشکری و رعیت پروری و نام نیکو و ذکر جمیل و نشر رافت به بندگان خدا آفریده نه در کوشش و توفیر خزاین

باری چه فسانه میشوی ای بخرد — افسانه نیک شو نه افسانه بد

القصه شاهزاده بابر پانزده سال بکامرانی سلطنت راند و بهر جای که روی آوردی دولتش مساعدت نمودی و بخت و اقبال یاوری کردی سرداران او دم پادشاهی میزدند و امرای او اساس سلطنت داشتند حاتم طی اگر زنده بودی سجل سخاوت و جود طی کردی و از معنی او معن بن زاید زیاده نه بودی و بعد از واقعه برادرش سلطان محمد عازم فارس و عراق عجم شد و آن ملک را مسخر ساخت و در اکثر ایران زمین خطبه بنام او خواندند و بهر جای و بهر ملک که روی آوردی تاب او نیاوردندی و مطیع رای جهان آرای او شدندی و در عهد دولت او عراق از دست تصرف آل تیمور بیرون رفت و تراکمه بران بلاد مستولی شدند در شهور سنه خمس و خمسین و ثمانمایه و آن استیلا از جهت بی تدبیری شاهزاده بابر بود که بعد از قتل برادرش سلطان محمد تعجیل بی یراق بعراق نهضت نمود و جهان شاه و ولد امیر یراق فرصت یافتند و شاهزاده بابر را فرصت آن نبود که تراکمه مشغول کرد و عراق را باز گذاشت و ایشان بر عراق

حاکم شدند و بعد از ان سلطان بابر جهت دفع جهان شاه و لشکر ترکمان یراق کلی و لشکر بیقیاس
جمع نموده و متوجه عراق و آذربایجان گردد دران حال سلطان ابوسعید در شهور سنه سبع
وخمسین وثمان مایه از ماوراء النهر لشکر کشید و بپیر درویش هزاراسپ و برادر او میرزا علی را که والی
بلخ بود بقتل رسانید و شاهزاده بابر عزیمت جانب ترکمه را فسخ کرده از قشلان سلطان آباد جرجان
بقصد سلطان ابوسعید لشکر بجانب سمرقند کشید از پیج آب جیحون گذشت او در شهور ثمان وخمسین
وثمان مایه بلده محفوظه سمرقند را محاصره کرد و مدت دو ماه وکسری از طرفین قتال و مصاف
بود چون زمستان دست داد و جهت صعوبت سرما و تلف چهارپایان و مشقت لشکریان سلطان
بابر بصلح راضی شد بزرگان درمیانه اصلاح نمودند و شاهزاده بابر بطرف خراسان مراجعت نمود
و دران سفر مشقت بسیار بمردم بابرے عاید گشت و مجموع گرسنه و برهنه بوطن رسیدند و آن چشم
زخمی بود دولت بابری را و بعد ازان نهضتی نکرد بفراغت و خوشدلی و عشرت روزگار گذرانید
و سلطان بابر را کرمی شامل خواص و عوام و رافت و تواضعے مالاکلام بوده و طبعے موزون و سخنے
چون در مکنون داشت و این غزل بابر راست غزل

در دور ما ز کهنه سواران یکے مے است — وانکو دم از قبول نفس میزند نی است
این سلطنت که ما ز گدائیش یافتیم — دارا نداشت هرگز وکاوس را کی است
وانی کمان ابروے جانان سیه چراست — کز گوشه باش دود دل خلق درپی است
دارد بزلف او دل زنار بند ما — سودای کفر وکافری و هرچه در وی است
بابر رسید ناله زارت بر آسمان — لیلی وقوف یافت که مجنون همین حی است

در شیوه سخاوت وجود بابری حکایات فراوان منقول است از انجمله حکایت کنند که چون
بابر سلطان قلعه عماد را که تخت گاه اصلی بود مسخر ساخت بدرهاے جواهر نفیس پیش او آوردند بدره
ازان بیکے از مخصوصان خود بخشید وجیه الدین اسمعیل که وزیر آن حضرت بود گفت اے
سلطان عالم اول سر بدره بگشای شاید خراج اقلیمی را جواهر درین بدره باشد گفت اے خواجه معتبر
است که درین بدره جواهر نفیس خواهد بود و بالاتر ازین است هرگاه که سر بدره بگشایم جواهر دل
پذیر باشد دل مرا مفتون سازد و از گفته پشیمان شوم همان بهتر است بیت

از شمع رخش دیده همان به که بدوزیم   چون فایدهٔ نیست نه بینیم و نه سوزیم

بزرگان و حکما مقرر داشته اند که بهترین سیرتے در بنی آدم کرم است و این شیوهٔ پوشندهٔ معایب است ؛

اما کرم را نیز طرفین است چون بتفریط رسد آدمی از مرتبهٔ انسانیت بطریقهٔ شیطنت مبتلی مے شود اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ هرآئینه که صراط مستقیم که اوسط امور است اختیار حکما و فضلا است حکایت آورده اند که معاویه بن ابی سفیان روزے میگفت که الهاشمی جواد المخزومی متکبر والتیمی شجاع والاموی حلیم این حکایت بعرض امام البررة و قاتل الکفرة اسد الله الغالب علی بن ابی طالب ع رسانیدند آن حضرت فرمود که عجب مردے مدبر و مکار است معویه درین سخن مقصودے دارد مدار کار قبیلهٔ قریش برین چهار فرقه است آں که هاشمی را بسخاوت تعریف کرد مقصودش آنست که هاشمیان بدین نام نیک غره شوند و هرچه دارند بافراط و تفریط بخشند و حاجتمند و درویش شوند و هیچکس در عالم بدرویشان خوش نیست و اطاعت فقرا مردم کمترے کنند و بدین جهت از حکومت و خلافت معزول شوند و آن که مخزومیان را متکبر وصف کرده میخواهد که آن مردم برین خصلت مذموم مشهور شوند و مبغوض طباع خلایق گردند و آنکه تیمی را شجاع گفته غرض آن است که آن فرقه جهت اسم و رسم خود را در معارک خوف و خطر اندازند که مردم ایشان را پهلوان و شجاع گویند و بکلی مستاصل شوند و آنکه قوم خود را حلیم نامیده حلم چیزے ست که هیچ خوف و خطر ندارد و محبوب خلایق است میخواهد او و خاندان او در نظر مردم محبوب و مقبول باشند و از خطرات دور و بامر خلافت نزدیک والسلام الا چون آفتاب دولت بابری باوج صعود رسید و سد ممالک مشید و قوانین ملک ممهد شد عین الکمال آن خورشید اقبال را بهبوط و زوال کشید بوقتے که دلهائے خلایق بر دور دولت او قرار یافته بود و زبانها بشکر آبادی و نعم او جاری گشته در آغاز تباشیر صباح جوانی و تنعم و کامرانی شاهزاده از مرکب زندگانی بمحل تا قلعه آن جهانی تحویل فرمود و ماتم رسیدگان آن سوگ ناگاه خاک در سکان آن خسرو گردون پناه را بر سر کرده سے خروشیدند زاری کنان در خواندن بیت میکوشیدند بیت

کی فلک آهسته رو کاری نه آسان کرده   ملک ایران را بمرگ شاه ویران کرده

آفتابے را فرود آوردہ از اوج خویش | بر زمین افگندہ و با خاک یکسان کردۂ
نیست کارے مختصر چون بحقیقت میرسی | قصد خون مال خلق و قلع ایمان کردۂ

چون شاہ بابر درویش دل و عارف و موحد بود چندان تعلقے بدین خاکدان غدار نداشت مانند اولیاء اللہ آگاہ رفت بیت

عاشقانے کہ باخبر میرند | پیش معشوق چون شکر میرند

بهنگام رحیل همگنان را از رفتن خود آگاهی داده وصیت فرمود و فرزندش شاه محمود را با امرا و ارکان دولت سفارش کرد و از مردم مشهد مقدس بحلی حاصل و شاهد جمال معشوق بوده بکلمه توحید تمسک جست و این بیت میخواند ع

جان بحق واصل شد و من در پی حق میروم | گرچه دشوار است رہ من لیکن آسان میروم
دوست وقت رفتن اندر روے من خندید و گفت | من چو دیدم روے او زان روے خندان میروم
صرصر مرگم برفتن مے کند تعجیل و من | از ضعیفی چون صبا افتان و خیزان میروم

نعش ارجمند آن خسرو سعادت مند را امراے نامدار بردوش گرفته در روضه منور سلطان الاولیا علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثناء برده نماز بر نعش شاهزاده باقامت رسانیدند و بجوار مرقد رضا بعد از رضائے خادمان رضوان مآب در مدرسه شاهرخی برقبه طرف قبله مدفون ساختند و هیچکس را از سلاطین نامدار بعد از رحلت از دنیا این قدر و منزلت دست نداد

گر دو روزی بتواضع بسر آرے دنیا | بعد رفتن کنف روضه مقامت باشد

حق تعالی روح پر فتوح آن خسرو دنیا در آخرت مسرور داراد بالنبی و آله الامجاد تاریخ وفات بابری عزیزی گفته ع

شاه بابر شهی که از عدلش | عدل نوشیروان شدی ناسخ
بود راسخ چو در سخا و کرم | گشت تاریخ فوت او راسخ

و این تاریخ دیگر روشن تراست ع

ناگاه قضا ز قدرت سبحانی | بر خاک فگند تاج بابر ثانی
در هشت صد و شصت و یک ز تاریخ رسول | در سادس عشرین ربیع الثانی

واز اکابر علما و شعرا که بعهد بابری ظهور یافته اند از مشایخ طریقت شیخ الشیوخ الفاضل العارف صدر الحق والدین محمد الرواسی الکاشی است رہ واز علما مولانا فاضل العلامه مولانا محمد جامی واز شعرا مولانا طوطی ترشیزی و خواجه محمود برسہ و مولانا قنبری زہ تاب نیشاپوری رہ

ذکر مولانا حسن سلیمی رحمة الله علیه

مردے سلیم و نیکو نهاد و اهل دل بوده و در شاعری طبع قوی داشته و در منقبت امیر المومنین و یعسوب المسلمین علی ع و اولاد بزرگوار وائمه معصومین قصاید غرا دارد و ولایت ناجهارا چون او دیگرے از مداحان نظم نکرده گویند اصل او از تونست و در سبزوار متوطن بوده ابتدائے حال عملداری کردی روزے راتبے برہیوه زنے نوشت و آن عجوزه فریاد کنان پیش بدر کرد و گفت اے مرد این برات را بچه حکم بر من نوشته سلیمی گفت بحکم سید فخر الدین که وزیر ملک است پیرزن گفت اے ظالم اگر در روز عرض اکبر دامنت گیرم و تو گوئی که من بحکم سید فخر الدین بر تو ظلم کرده ام آیا خدائے تعالی و از زمین سخن از تو قبول کند یا نی در مرد نیک نهاد سلیمی از سخن عجوزه بیدار شد فریاد و میزد که نه والله نه والله و بهمان ساعت دوات و قلم بشکست و سوگند خورد که مدت العمر گرد حرامخواری و عملداری نگردم و بقول و عهد خود وفا کرد و حق تعالی که مقلب القلوب است انشاء الله که دلهاے سخت عملداران حرامخوار نابکار این روزگار که شیوهٔ ایشان طمع بمال مسلمانانست و کیش ایشان دروغ و بهتان است از این کردار بد بگرداند و راستی و شفقتے بدیشان ارزانی دارد بیت

تاکی این نفس سگی انسان شوای هشتاے دو — تاکی آزار مسلمان ای مسلمان شرم دار

منکف مال مسلمانی و نام اکفی الکفاه — دزد اموال شهانی و لقب امن الدیار

و بعد از ان مولانا سلیمی براه حق در آمد و در لباس صلحا و فقرا سیاحت کردی و بزیارت حج الاسلام ابو یعقوب یوسف مرقد اکرم مشرف شده و او را قصاید غراست در توحید و منقبت و درین تذکره قطعه ثبت شده قطعه

الٰهی باعزاز آن پنجتن — نبی و ولی و دو فرزند زن

که در دین و دنیا مرا هیچ کار — برار ای بفضل خود ای کردگار

یکے حاجتم را تمانی بکس — برآرنده آن تو باشی و بس

دویم روزی من زجائے رسان | کہ منت نباید کشید از خسان
سوم چون برگم اشارت بود | بآن لا تخافوا بشارت بود
چہارم چنانم سپاری بخاک | کہ باشم ز آلودگی جملہ پاک
بہ پنجم چو تن بگسلاند کفن | رسانی تنم را بآن پنج تن

یارب العالمین وارحم الراحمین بفضل خود و آب روے مردان کہ ہمگنان را بدین دولت سرافراز گردان و وفات مولانا حسن سلیمی در ولایت جہان ارعیان بودہ بوقت زیارت مشہد مقدس در شہور سنہ اربع وخمسین وثمان مایہ وجسد او را نقل کردہ اند بسبزوار وانجا مدفون است رہ

ذکر مولانا محمد بن حسام رہ

بنہایت خوش گویست وباوجود شاعری مرد اہل فضل بودہ و قناعتے وانقطاعی از خلق داشتہ از خوسفست من اعمال قہستان از دہقنت نان حلال حاصل ساختے وصباح کہ بصحرا رفتی تا شام اشعار خود بر دستہ بیل نوشتے وبعضے او در ولی خق شمردہ اند ودر منقبت گوئی بعہد خود نظیر نداشت قصاید غرا دارد واین قصیدہ در نعت حضرت رسول او راست کہ بعضے ازان ثبت کردہ مے شود۔

ای رفتہ آستان تو رضوان بر آستین | چادر پہ فرش مسند تو زلف حور عین
باد صبا ز نکہت زلف تو مشکبوئے | خاک عرب ز نزہت قبر تو عنبرین
از لعل آبدار تو ارواح را شفا | وز زلف تابدار تو حبل المتین متین
موے تو سایبان تناویل آفتاب | لعلت خزانہ دار بسے گوہر ثمین
ذات تو ہیچو نام کریم تو مصطفےٰ | حسن تو ہیچو خلق عظیم تو نازنین
ماہ منیر مملکت آرائے طہٰ وہا | شاہ سریر مسند اعلائے یاسین
چابک سوار شب ردا سری بعبدہٖ | کاندر رکاب او نرسد شہپر امین
عیسیٰ عصر قصر دنی در مقام قرب | مہدی مہد عہد نخستین و آخرین

بابای مهربان نبی آدم و شفیع | فرزند آدم از همه لیکن خلفترین
ای رهبری که گشت نبی گه نهاده پای | آدم هنوز بوده مخمر بماء و طین
ای رهروان راه حریم آلهرا | شرع تو تا بروز ابد شارع مبین
ای نقل کرده رایت رایت آفتاب | وی نقل بوده رویت رویت طاطرین
ای مالک ممالک ایاک نعبد | وی سالک مسالک ایاک نستعین
رویت بر آستان لعمرک مه تمام | در باغ فاستقم قد تو سرور استین
یک جاریه زحضرت با احترام تست | ترک چهار بالش قصر چهارمین
فیروزئے ممالک لاینبغی نیافت | تا کرده نقش خاتم لعل تو بر نگین

توفی ابن حسام فی شهور سنه خمس وسبعین وثمان مایه

ذکر مولانا عارفی الهروی نور مضجعه

مردے خوش طبع بوده و مدایح ملوک روزگار و امرای نامدار بسیار گفته و در شیوه مثنوی ماهر بوده انچه مشهور است مالابد حنفی مذهب را نظم کرده و ده نامه بنام وزیر باستحقاق خواجه پیر احمد ابن اسحاق گفته و غزلهائے دلپذیر و مقطعات ملایم در آن کتاب درج نموده واین غزل ازواست غزل

از غمزه جادوے تو چون دید اشارت | نقد دل و دین چشم تو بر بود بغارت
ای خسرو خوبان بگدایان نظرے کن | درویش نوازیست گل نخل امارت
دیرینه سرائیست جهان دور ز شاهی | این کهنه رباطیست مبرا ز عمارت
گلگونه رخسار ز خوناب جگر ساز | در مذهب عشاق جز این نیست طهارت
گر عارفی بیدل شده را بنده شماری | از صدق دعا گوی بود روز شمارت

ذکر مولانا جنونی علیه الرحمة

مردے خوش گوے و ظریف بوده از اند خود دست اما در دار السلطنت هرات ساکن بوده

امرائے نامدار و ابنائے روزگار بد و خوش بوده اند و امیر مرحوم غیاث الدین سلطان حسین ابن امیر کبیر فیروز شاه بدو گوشهٔ خاطرے مرعی میداشت و طبع او بر جانب هزل مایل بودی و بیشتر شعرا را هجو گفتے و حافظ شربتے را هجوهائے رکیک گفته که نوشتن آن طریقهٔ ادب نیست و این غزل او راست :-

گفتمش عید است و آن رخسار و ابرو ماه عید
گفت آرے روشنست اینها که پیش اهل دید

گفتمش از چیست ماه نو چنین شکل نما
گفت میگردد ز شرم ابروئے من ناپدید

گفتمش غوغا بشام عید از ان ابرو چراست
گفت هر کس دید این غوغا و گر خود را ندید

گفتمش در وعده وصل تو عمرم پایمال است
گفت بیار این گدا در کوے ما خواهد دوید

گفتمش تا ماه دیگر بر جفونی بگذری
گفت اگر صبرے کنی این هم بسر خواهد رسید

ذکر مولانا یوسف امیری رہ

از جملهٔ شعرائے متعین است بروزگار شاهرخ سلطان او را شهرت دوست داده همواره با ناموس زندگانی میکرده و امرا و ارکان دولت او را نگاهداشت مے فرمودند و قصاید غرا در مدح خاقان کبیر شاهرخ میرزا و اولاد عظام و امرا دارد و این قصیده در مدح بایسنغر میرزا او راست قصیده

بتی که رونق مه برد روئے رخشانش
ز پسته تنگ شکر ریخت لعل خندانش

شکست رونق یاقوت و آب لؤلؤ تر
رواج تیزی بازار دُر و مرجانش

صبا بطبلهٔ عطار ازان سبب ماند
که مایه دار ازان زلف عنبر افشانش

بگرد آن لب چون نوش خط او خضریست
نشسته بر طرف جوئے آب حیوانش

میان آن رخ و خورشید فرق نتوان کرد
چو سر برآورد از مشرق گریبانش

ز دست نرگس مستش اگر دلے بجهد
کند بسلسلهٔ زلف بند زندانش

دلم مشوش و حالم چنین بشولیده
ز چیست از شکن طرهٔ پریشانش

ز دست او بجهان داستان شوم گرنے
چگونه باز رهم من ز مکر و دستانش

دلم بدرد گرفتار گشت در غم او
مگر کند شه عالم بلطف درمانش

خدایگان سلاطین مظفر دولت و دین — که بر ملوک جهان نافذست فرمانش
سپهر مهر عطا بایسنغر ان کز طبع — کشیده غاشیه بر دوش مهر و کیوانش
بسا که زیر و زبر گشت هفت طاق سپهر — ز رشک رفعت خرگاه طاق ایوانش
ز آسیاے فلک در تنور گرم اثیر — زمانه می پزد از قرص مهر و مه نانش
حمل بر آتش خورشید میشود بریان — بدان امید که روزی نهند بر خوانش
میان صف جنیبت نشان موکب اوست — هزار بنده چو افراسیاب و خاقانش
ایا شهی که همے زیبد از لطایف حق — نثار بارگهت رحمت فراوانش،
بچشم باصره تشبیه کاینات رواست — چو هست ذات شریف تو عین انسانش
ز شوق کف تو گوهر همے نیارد بار — هوای مولد دریا و مسکن کانش
جهان اگر ز عناصر شود تهی سازند — ز چار پایه تخت تو چار ارکانش
جهان پناها در مدح تو مرا شعریست — که صدره از ره تحسین ستود حسانش
هم از لطافت معنی هم از جزالت لفظ — گذشت بنده بصد مرتبت ز اقرانش
کسے که کسوت سحر ش بود چنین خوش نیست — بجز ثنائے تو باشد طراز دیوانش
همیشه تا که بطومار آسمان باشد — گےئ ز ماه سجل گه ز مهر عنوانش
مباد ملک ترا تا بدامن محشر — ز انقلاب حوادث زوال و نقصانش

ذکر ملک الفضلا خواجه فخرالدین اوحدی مستوفی سبزواری

حکیمے صاحب فضل بوده و در فنون علوم صاحب وقوف بتخصیص در علم نجوم و احکام که درین فن بروزگار خود نظیر نداشت و در علم شعر و شاعری سر آمد عصر بود و در خط و انشا و استیفا و طب و تواریخ مشار الیه مستعدی بجامعیت او بروزگار او نبود و خواجه از اعیان سبزوار است و خاندان ایشان را مستوفیان خوانند و ذکران مردم در تاریخ بیهقی مذکور و مسطور است و خواجه فخرالدین اوحدی را با وجود حکمت و فضل و کمال مشرب فقر و درویشی حاصل شده بود و همیشه در صحبت جمعی از ظرفا و مستعدان بافاده و استفاده علوم مشغول مے بودند. یک هزار جلد کتاب خواجه جمع نموده از عربی و فارسی

وغیر ذلک وکتب را بخط مبارک خود اصلاح و تنقیه و مقابله نموده و در جهان فانی بغیر از صید نکته دانی کارے نداشت و بجز ذکر خیر وکتابے چند یادگارے و میراثے نگذاشت امرائے اطراف و وزرائے اکناف خدمات پسندیده جهت خواجه روان کردندے و آن مال را خرج جلیسان و مستعدان نمودے و الیوم منزل و مکان آن نادرهٔ زمان مقصد فضلا است جناب فضایل مآب حکمت آیات قدوه ارباب الفضلاء و الحکماء مولانا غیاث الدین محمد ادام الله فضایله که اگر جالینوس زنده بودے در حکمت از او استفاده نمودی الیوم حق گذاری بجائے آورده و صله رحم مرعی میدارد و جانشین خواجه اوحد است و در منزل شریف آن بزرگوار برقاعده زندگانی شریف او بلکه باضعاف آن درس و افاده منتظم و مهیا است بیت

زنده است کسیکه در دیارش ... ماند خلفے بیادگارش

و چون با وجود فضایل خواجه از جمله شاعران مکمل است و دیوان شریف او مشتمل است بر قصاید و مقطعات و غزلیات مختار واجب نمود قصیده و یک قطعه درین تذکره ثبت نمودن و این قصیده خواجه راست در منقبت امام الانس و الجن ابوالحسن علی بن موسی الرضا علیه افضل التحیة والثناء چرخیات زیبا فرموده است و آن قصیده این است:-

گردون فراشت رایت بیضاء آفتاب ... وز پرده هاے دیده شب شست کحل خواب

صبح چمن عذار چو خوبان شوخ چشم ... پرده ز رخ فگند و برون آمد از حجاب

نظارگی ز منظر این کاخ زرنگار ... صد لعبت سمن سلب سیمگون نقاب

مصباح صبح چهره فروز آمد از ظلام ... چون نور شیب شعله زنان در شباب

سیمین طراز گشت چو خرگاه خسروان ... پرده سرائے چرخ که بد عنبرین طناب

هر کوکبے نمونه صغریست فی المثل ... حیران شده محاسب عقل اندر انتخاب

جوے مجره بین چو بفردوس جوے شیر ... طفلان چرخ از و شده قانع بشیر ناب

کیوان که گوے برد برفعت ز همسران ... میل غروب کرده باهنگ اغتراب

برجیس راز وه غم را مے ره شکیب ... آرے چگونه صبر کند زهره بے رباب

رفته بمغرب بیرق براق ترک چرخ ... چون تیغ تهمتن بنهان خانه غراب

یوسف رخی چو مهر گرفتار دیو چاه — یونس وشی چو تیر ز ماهی در اضطراب
از بزم زهره تا بثریا همی رسید — افغان عود و بانگ نی و نالهٔ رباب
تا چیده مه ز گلشن نیلوفری گلی — تا گر سپر فگند چو نیلوفرش در آب
کف الخضیب رایت نصرت فراشته — بر اوج آسمان چو دعاهای مستجاب
عقد پرن ز فوج جنان مینمود راست — کاندر میان سلک گهر لولو خوشاب
عیوق از آن عنان عزیمت کشیده تافت — کاندر طلوع هست ثریاش در رکاب
هلاک باهم از پی آن شد شعریان — کین سیم ناب باشد و آن گوهر مذاب
قلب الاسد گره زده بر جبهه خشمناک — با طرفه هردم از طرفی دیگرش عتاب
بر بیده غفر رشته پیوند از بدان — زان رود رست گشته به بیکانش انتساب
رامی کمین گشا شده بر کرکسان چرخ — وز بهر دام حوت رشا گشته رفته تاب
طفل سها چشیده لبن از بنات نعش — کرده شهاب پهلوی شیر زیان کباب
گر باد تب قرین نشود راس دور نیست — واجب بود ز صحبت نااهل اجتناب
ظلم ظلام تا کند از روی شام رفع — هر گوشه گشته برق زنان بیرق شهاب
در پرده سخن نگر اجرام راستی — چون شاهدان که جلوه نمایند در نقاب
گشته فلک ز گوشه پروین گهرفشان — بر روضه مقدس سلطان دین مآب
سر خیل اصفیای مکرم که ذات او — ایزد ز خاندان کرم کرد انتخاب
شاهنشه کلام کلیم خلیل خلق — مکی طالبی سیر هاشمی خطاب
سلطان جعفری نسب موسوی گهر — او بود در سراب جهان مالک الرقاب
علام علم دین علی موسی رضا — خضر سکندر آیین شاه فلک جناب
در راه شرع قافله سالار جن و انس — در باب علم مسئله آموز شیخ و شاب
افعال کاملش همه بی عیب و اختلال — و اقوال صادقش همه بی شک و ارتیاب
بر باد داده خاک درش آبروی بحر — و آتش فگنده خاک رهش در دل سحاب
گردون بطوع چاکریش کرده اختیار — و آتش ز شوق دشمن جاهش در التهاب

آب از حیای ابر نوالش در ارتعاش ... اختر بطیع بندگیش کرده ارتکاب
با حلم او زمین نزند لاف از درنگ ... با عزم او زمان نکند دعوی شتاب
یابد از و نسیم ولایت دماغ جان ... آری دهد هر آینه بوی گل از گلاب
سلک سخا ز گوهر او یافت انتظام ... بحر کرم ز فیض کفش دیدان شعاب
شاهان نهند روی ارادت چو بر درش ... نبود در عرش نعره طوبی لمن اناب
از تاب قهرش اطلس نه توی چرخ را ... حاصل همین بود که قصب در مهتاب
هر دبیر چون ز فصاحت کند سؤال ... مفتی کلک او ز افصح دهد جواب
بر امر و نهی اوست مدار جهان شرع ... زین خوبتر چگونه توان کرد احتساب
هر سفله نیست در خور آداب حضرتش ... نبود نعیم باغ جنان لایق دواب
خواهد دلم ثنا بطریق خطاب گفت ... بشنو بگوش جان که خطابیست مستطاب
ای قهرمان کشور عصمت باصل و نسل ... وی والی جهان ولایت چه جد و باب
حرف محبت تو هم از ابتدا ارکون ... کلک قضا رقم زده بر تخته تراب
ایزد بدست لطف رسانید سایه ... آنجا نمی رسد قدم سعی اکتساب
ملک کمال و کشور قدر تو ایمن است ... از دست برد حادثه و پای انقلاب
در علم انبیا و در اسرار اولیا ... هم وافر النصیبی و هم کامل النصاب
لعل از حیای گوهر ذات مبارکت ... هر دم بخون چهره کند چهره را خضاب
گاه از نسیم خلد دهد گوهر صدف ... گاه از سموم قهر تو دریا شود سراب
صافی دلان ز مهر تو در عین انتباه ... سرگشتگان ز کین تو در تیه التهاب
گو خصمت از معالجه رنج حادثه ... غافل مشو که مادهٔ هست اندر انصباب
گشته عقاب عنف تو چون تیر چار پر ... بدکیش را عقوبت دهد خواه را عقاب
نمرود وار پشه کین تو خصم ترا ... بر سر ز غصه دست زنان ساخت چون رباب
رنج حسد هلاک کند حاسد ترا ... آری پر عقاب بود آفت عقاب
در جنب روضه تو چه باشد ریاض خلد ... پهلوی شاخ سدره چو جولان کند سحاب

با شیر روی تو چه تاب آورد کسی | کز بیم شیر زه شود زو توان قتاب
در دین کسی که غیر تو دانست پیشوا | گوئی گناه باز نبیداند از ثواب
افلاک را مدار از آن شد زمین بهست | یک مشت خاک در کف اولاد بوتراب
گاه شدن جناب رسالت شعار را | بود آخرین سخن سخن عترت و کتاب
دریا دلا سپهر جنابا توئی که هست | بحر محیط با کف جودت کفی خلاب
ما بنده ضعیف و تو سلطان کامران | ما خادم کمین و تو مخدوم کامیاب
او حد که تافت از همه عالم رخ امید | زین آستانه رو نتافت بهیچ باب
بپسند کاسمان کندش خسته ستم | و اختر بجای شربت عدلش دهد عذاب
این خاک را ز جام رضا بخش جرعه | اندم که دست ساقی لطفت دهد شراب

و خواجه را مدت العمر بعد ازان که بهشتاد و یک سال رسید و امن عصمت زعبای این خاکدان پر محنت در چیده بمعموره جاوید خرامید در سنه ثمان و ستین و ثمان مایه و خواجه مجرد گذرانید و از برکت اولاد و احفاد محروم بود بلکه از غصه سعادت و شقاوت این جماعت مصون بیت

غم فرزند و نان و جامه و قوت | بازت آرد ز سیر در ملکوت

و قال سنائی فی الحدیقه

کدخدائی که مایه هوس است | کدرها کن ترا خدای بس است

و خواجه را جمعی بتاهل دلالت میکردند در معذرت یکی از ایشان این قطعه انشا کرده

همدمی میگفت با اوحد در اثنای سخن | کای تو آگاه از رموز چرخ و دراند آسمان
هم باستحقاق ملک فضل را مالک رقاب | هم باستعداد اقلیم سخن را قهرمان
مریم طبع گهر زایت چرا کردست قطع | چون مسیحا رشته پیوند از وصل زنان
مرد را هرگز نگیرد چهره دولت فروغ | تا بنور زن نه پیوند و چراغ خانمان
حیف باشد غنچه سان بر جان خود بستن گره | چند روزی کاندرین باغیم چون گل میهمان
گفتمش ای یار نیکو خواه میدانم یقین | کز نکو خواهان نمیشاید بجز نیکی گمان
وصل آن هر چند باشد پیش مرد کاملی | روح را راحت کفیل عیش و عشرت را ضمان

لیک با او شمع صحبت می‌نگیرد زانک | من سخن از آسمان میگویم او از ریسمان

ذکر امیر امین الدین نزلابادی رہ

انواع فضیلت و حسب با نسب بیادت ضم داشت و نزلاباد از اعمال بیهق است و امیر امین الدین مرد ظریف و خوش طبع بوده با کاتبی و خواجه علی شهاب در شاعری دعوے میکند گویند جمعی از فضلا و شعرا تحسین قصیده شتر حجرهٔ کاتبی میغرمودند و در بدیهه این قطعه گفت قطعه :-

اے کاتبی در سخن گر گسے | بلغزد بر و دق نگیرد کسے
شتر حجره را گرنکو گفت لیک | شتر گربها نیز دارد بسے

و امیر امین الدین را در مثنوی گوئی طبع فیاض بوده چند کتاب مثنوی پرداخته مثل خطاب شمع و پروانه که آن را مصباح القلوب نام کرده و داستان عقل و عشق که آن را بسلوة الطالبین موسوم ساخته و قصه فتح و فتوح و غیر ذلک و این غزل او راست غزل

دیده چون آئینه روے تو دیدن گیرد | از تحیر نه قطره آب چکیدن گیرد
دل من در سر آن زلف سیه مضطر بست | مرغ در دام چو افتاد طپیدن گیرد
باز بگریخت خیال تو ز چشم بخواب | میرود اشک که او را بدویدن گیرد
لرزه بر تن فتد آن لحظه که من آه کشم | شاخ لرزد چو سحر باد وزیدن گیرد
گر رسد شادی وصلت بامین یک نفسے | جسم جبود که در او روح پریدن گیرد

ذکر درویش قاسم تونی رہ

مردے اہل طریق بوده و شاعری متین گوے و خوش سخن است و بجہت انقطاع و فقر تردد بجوانب اہالی مناصب نکرده و در بند نام و شہرت نبود و تحقیق دانسته بود که الشهرة آفة والخمول راحة در توران معیشت کردے که نام اصلی آن گلخن است و از بوستان و دوستان فراغتے داشتے که نزد محققان نامش گلخن و پیش تن پرستان اسمش

گلشن است و در این باب گوید؛

از همت بلند نباشد که قاسمی شهر هری گذارد و قانع بتون شود

واین غزل قاسمی راست غزل

بازم بجعد زلف تو دل پای بند شد مرغ هوا بدام اسیر کمند شد

گلنار چهره چون که برافروختی بناز خالت بگرد آتش سوزان سپند شد

ایام هجر روی خود از ما مکن سوال دیوانه را مپرس که از ماه چند شد

دل را که بود معدن عقل محل هوش راهش پری وشی زد و جای گزند شد

این قدر و منزلت نه بخود یافت قاسمی از قدر یار پایه قدرش بلند شد

ذکر ملک الشعرا مولانا صاحب بلخی المشتهر شریفی

مرد مستعد و صاحب فضل بوده است و در فنون علوم شروع داشت مثل طب و موسیقی وغیر ذلک ومع هذا در شاعری یکمل بود و در مدایح شاهان بدخشان و سادات عظام ترمذ قصاید غرا فرموده واو راست این مطلع قصیده که در مدح سلطان علی اکبر ترمذی گفته؛

در وقت تبسم لب جان پرور دلبر چون رشته آکیست در وی دو دو گوهر

وله

وصل یار ما ز عمر جاودانی خوشتر است لعل جان بخشش ز آب زندگانی خوشتر است

دلبر اور اچون نه فتنه است و دور قمر با رخ او عشق ورزیدن نهانی خوشتر است

در تعلق هر رگ جان را بدوانسی بود پاکبازان را بدلبر میل جانی خوشتر است

گرچه پیغام از نسیم صبح با یاران نکوست درد دل با دلبران گفتن زبانی خوشتر است

عاقبت کانیست باقی جمله اینها در گذر ای شریفی گر تو اینها را ندانی خوشتر است

واین مطلع نیز بدو منسوب است؛

توئی کان نمک ما شور بختان خدا این داد ما را و ترا آن

اما ملوک بدخشان خاندان قدیم و پادشاهان کریم بودند بعضی نسب ایشان را با سکندر

فیلقوس مے رسانند کہ بذی القرنین مشہور است از بزرگان سلاطین ایران و توران ہموارہ ایشان را توقیر و احترام بودہ و پادشاہان ولایت بدخشان بہ لذت و تردد ی تاریخ بودہ اند و آن حال از زمان سلاطین ماضیہ استمرار یافتہ بود سلطان ابو سعید گورگان چون نزہت و لطافت ولایات بدخشان معلوم کرد خواست تا آن مملکت نیز داخل تصرف او شود و باستیصال شاہان بیگناہ مشغول شد لشکر فرستاد و آن ملک را مسخر ساخت و بقصد شاہ سلطان محمد و اولاد و اقربائے او اشارت فرمود در شہور سنہ احدی و سبعین و ثمان مایہ آن خسروان مظلوم بحکم سلطان ابو سعید بدرجہ شہادت رسیدند و خاندان قدیم آن پادشاہان کریم ویران و نسل ایشان منقطع گشت و قصد آن خاندان مبارک بر سلطان ابو سعید میمون نبود بسالے در ست نکشید کہ او نیز جرعہ کہ چشانیدہ بود چشید **شعر**

مکن بد بمردم کہ کیفر بدست ٭ نہ چشم زمانہ بخواب اندر است

بر ایوانہا نقش بیژن ہنوز ٭ بزندان افراسیاب اندر است

ذکر منصور قرابوغہ۔ نور مرقدہ

مردے خوش طبع بود و غزل را نیکو گفتے و در روزگار شاہرخ سلطان بملازمت شاہزادہ علاء الدولہ اشتغال داشت و از دیوان شاہزادہ او را بعلمداری بولایت بزرگ فرستادندے و او شعرا و فضلا را نگاہداشت نمودے و ہموارہ با خوش طبعان اختلاط کردے و مرد نیم شیوہ بود و از اعیان ولایت طوس است و اصحاب دیوان شاہرخی و ایما از و حساب بر مے گرفتند و این غزل او راست ؎

اے چشم خوشت بلائے مردم ٭ در دیدہ توئی بجائے مردم

مردم تو بچشم در نیاری ٭ چیزے دگرے ورائے مردم

از بہر نشست سرو قدت ٭ چشم آب زدہ سرائے مردم

چندم بکشی و زندہ سازی ٭ آخر نہ توئے خدائے مردم

منصور زغم بمرد و وا رست ٭ از جور تو از جفائے مردم

وگویند خواجہ منصور این غزل را پیش مولانا الفاضل عبدالوہاب طوسی کہ سرخیل فضلاے روزگار بود بر خواند مولانا را بدو طریق مطایبت و مباسطت بودے گفت من نیز بیت بر این غزل الحاق میکنم واین بیت گفت

یارب تو مرا حکومتے دہ تا من بدہم سزاے مردم

واین بیت مولانا مشہور گشت وبسمع سلاطین اور سید وچون خواجہ منصور بسوء النفس شہرتے داشت امرا وفضلا چون او را بدیدندے این بیت را برو خواندے وخواجہ منصور را بدین جہت سوء المزاجی با مولانا دست داد واین بیت در حق مولانا بگفت

قاضیا بر سر یتیمانے خونشان میخوری یکی پیشی
گفتہ آفتاب شرع منم آفتابے ولے یتیم کشی

وفات خواجہ منصور در شہور سنہ اربع وخمسین وثمان مایہ بودہ واو بعد از واقعۂ شاہرخ صاحب دیوان محمد خدا یداد شد وشروع در مہمات مشار الیہ نمود واختیارے زاید الوصف او را دست داد وچون محمد مذکور مردے بیباک ومجنون طور بود در ثانی الحال بخواجہ منصور متغیر شد واو را بند فرمود ومبلغے از و بمصادرہ ستانید ودر زجر وتعدی عوانان منصور خواجہ مظلوم بہ بیماری صعب مبتلا شد ودر وقت سکرات موت نزد محمد بن خدایداد این بیت فرستاد بیت

رمقی بیش نماندست ز بیمار غمت قدمے رنجہ کن ایدوست کہ در میگذرد

امیر محمد ببالین او حاضر شدہ عذر خواست وبیرون رفت وصباح از برادر مؤلف این تذکرہ امیر رضی الدین علی طاب ثراہ پرسید کہ آیا حال خواجہ منصور چون شد واو دران شب فوت شدہ بود امیر رضی الدین علی این بیت را امیر محمد خواند بیت

منصور ز غم بمرد ووارست از جور تو وجفاے مردم

حقا کہ خواندن این بیت درین محل از گفتنش مقبول تر افتادہ باشد وامیر رضی الدین علی جوانے فاضل بود وہموارہ نزد سلاطین مقدارے داشتی ودر شجاعت ومردانگی عنظر وعجز یگانہ بود ودر شعر فارسی وترکی نیکو گفتی واین غزل او راست :۔

میکنی جور وجفا جانا مکرر باش گو آخر این غم بر سر غمہاے دیگر باش گو

ناوکم در سینه و در دست تیغ ای بقتل
سهل باشد جان من این نیز بر سر باش گو

عاشقان را چون میسر نیست در عالم مراد
دولت وصل بتان هم نامیسر باش گو

با خیالش ساعتی در منظر جان خلوتیست
نیست جز جان محرمی آن نیز در بر باش گو

حاکمی تا آب و باد و خاک را باشد دوام
سلطنت بر شاه بابر خان مقرر باش گو

ذکر مولانا طوسی علیہ الرحمۃ

از جملہ شاعران چون او کسے در مثل گوئی شروع ننموده امثال عوام را نیکو گفتی مردے خوش طبع و معاشر بود اما چون قیمتے عوام را در نظر خواص نیست مثل ایشان نیز مثل ایشان باشد اعتبار سخن عام چه خواهد بودن و مولانا طوسی بعهد شاهزاده بابر سلطان شهرتے عظیم یافت پادشاه مذکور او را نوازش فرمودے و قصیده ردیف سرو در مدح آن حضرت او راست مطلعش این است :-

ایکه باشد بنده آن نقد چون شمشاد و سرو
در چمن چون بگذری بر پا جهد آزاد و سرو

و هم این غزل او راست :-

آنکه بر روے چو مه زلف دو تا می آرد
عاقبت بر سران شهر بلاے آرد

وانکه چون سرو قدش از چمن سبح برخاست
بر من دل شده جنگر که چهاے آرد

عالمے را بسخن سوخت ندانم کان شمع
اینهمه چرب زبانی ز کجاے آرد

همره باد صبا سرمۂ خاک ره تست
میرسد باد خوش و نور و صفاے آرد

بخیال خم ابروے تو دایم طوسی
روئے اخلاص بمحراب دعاے آرد

ولہ

موئیست با خیال میانت بچشم ما
ای سرو راست گوی میان تو خدا

و مولانا طوسی در قصیده و مقطعات و مثنوی کوشیدے و در این باب این قطعه گوید :-

من چو طبع لطیف خواجه کمال
غزل بدنے توانم گفت

گر نگویم قصیده باکے نیست
من خوشامدے توانم گفت

ومولانا طوسی بعد از واقعه شاهزاده بابر با ذربایجان وعراق افتاد وامیر جهان شاه وپیر
بداق اورا تربیت فرمودند ودرین مدت دران دیار بسر برده در خطه شیراز بودی وتا این روزگار
در حیات بوده والیوم مے نماید که در گذشته است بیت

او نیز گذشت ازین گذرگاه — وآن کیست که نگذرد ازین راه

اما امیر جهانشاه بن قرا یوسف پادشاہے قاهر وصاحب دولت بود ولیکن مردے نا اعتماد
وبدخوے سرداران را بهر بهانه محبوس کردے وحبس او زندان ابد بودے چنانکه ذکر شد شاهرخ
سلطان در سنه تسع وثلاثین وثمان مایه حکومت آذربایجان بدو تفویض کرد واو بعد از واقعه
شاهرخ ونکبت سلطان محمد بایسنغر بعراق وآذربایجان واکثر ایران زمین مسلط شد وعراقین را
از تصرف اولاد شاهرخ بیرون آورد وسی وپنج سال باستقلال حکومت کرد وترکمه بعهد او مسلط
شدند وجباری وقهاری او مرتبه عالی یافت وفضلا بر انند که در روزگار اسلام از بد اعتقادتر
پادشاہے ظاهر نشده اسلام را ضعیف داشتی وفسق وفجور اقدام نمودے ودر سنه احدی و
ستین وثمان مایه بعد از واقعه بابر بهادر میل خراسان واستراباد نمود وبا امیرزاده ابراهیم بن علاء الدوله
در بیرون شهر استراباد مصاف داد وظفر یافت واکثر امراے نامدار الوس چغتاے ودران حرب بر
دست جهان شاه بقتل رسیدند وآن حال الوس چغتاے را چشم زخمی وشکستی عظیم بود و
جهان شاه تخت هرات را مسخر ساخت وقریب هشت ماه در دیار خراسان حکومت کرد
ودر انتهاے حال بر فحواے کلام معجز نظام وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ نسیم اعمال از مهب
اعمال وزیدن وسلطان السلاطین ابوالغازی سلطان حسین که امروز مسند سلطنت بمقدم
میمون آن حضرت آراسته است از خطهٔ مرو شاهجهان خروج کرد وبراه نسا وباورد
لشکر بجانب استراباد کشید وبا امیر حسین ساعتلو که از جمله قرابتان وعشایر جهان شاه ووالی استراباد
بود مصاف داد ودر همان دست برد که جهانشاه با الوس چغتاے بجا آورده بود بضرب شمشیر جان
ستان خسرو جمشید صولت از لشکر ترکمه انتقام حاصل ساخت واکثر مردان کارے وسرداران
نامی جهانشاه از تیغ گوهربار این خسرو نامدار منشور عزل وفنا خواندند وحسین بیگ واقرباے او را
عوض قصاص امراے چغتاے بشمشیر فنا گذرانیدند وهمانا در مفاخرت سزاوار است که درباره

مساعی جمیلہ خود این خسرو عالی بدین ابیات شاہنامہ شعر

اگر من نرفتی بمازندران　　بگردن درآورده گرز گران
که کندی جگرگاه دیو سفید　　کرا بد ببازوے خود این امید

وسلطان عادل الغازی درآن حال سدی شد میان جہانشاہ و مملکت عراق جہانشاہ ازین صورت منکوب وملول شد وضعف در او اثر کرد از دار السلطنہ ہرات بانکبت تمام آہنگ عراق کرد وبضرورت باسلطان ابوسعید صلح کرده بازگشت وسلطان الغازی بدولت در استراباد بستقر کامرانے قرار یافتہ وجہان شاہ از دامغان مے گذشت وبخون اقربا ومتعلقان ملتفت نمی گشت وشاہ عالم ابوالغازی سلطان حسین او را کالعدم تصور میکرد ؎

زہے نہایت دولت زہے مراتب جاہ　　که داد حضرت عزت بفر دولت شاہ

حقا که بر فقیر وغنی ومستمند وسنی دعای دولت این خسرو عالی تبار واجب ولازم است کہ اگر نہ مساعی جمیلہ وکوشش او بودی کدام کس از خاندان سلطنت رفع شر وفساد تراکمہ نمودی ودر خاتمہ این تذکرہ شطری از حالات ومقامات این خسرو جمشید دولت نمودہ انشاء اللہ تعالے و چون جہان شاہ مخذول بعراقین رسید جہابت او در دلہا کمتر شد واز غایت حرص غلظت قلب با ولد خود پیر بوداق دشمنے ظاہر ساخت داو بر پدر عاصی شد واز شیراز بدار السلام بغداد نہضت نمود وجہان شاہ بر قصد فرزند عزیمت بغداد نمود ویک سال ونیم محاصرہ کرد بغداد را ودر عین محاصرہ این بیت بفرزند نوشت :۔

شاہ منم ملک وخلافت مراست　　تو طفلے از تو خلافت خطاست
اے خلف از راہ خلافت متاب　　سایہ میگفن کہ منم آفتاب
غصب مکن منصب پیشین ما　　غصب روا نیست در آئین ما

پیر بوداق در جواب فرستاد :۔

اے دل ودولت بلقاے تو شاد　　باد ترا شوکت وبخت ومراد
تیغ مکش بر رخ فرزند خویش　　رخنہ مکن گوہر دل بند خویش
پختہ مکی دوم خامے مزن　　من نہ تو زادم نہ تو نزلوی زمن

شاخ کهن علت بستان بود　　نخل جوان زیب گلستان بود
خطه بغداد بمن شد تمام　　کے دهم از دست بسودای خام
چون تو طلب میکنی از من سرپر　　من ندهم گر تو توانی بگیر

پیر بوداق جوان پردل وکریم بود جهان شاه مدبر ومکار وفهیم بعد مشرب میان پدر وپسر واقع بود و بهیچ صورت اتفاق دست نداد۔

گو زن جوان گرچه باشد دلیر　　نیارد زدن پنجه با پیر شیر

جهان شاه از روئے ستیزه در فرط گرمائے نواحئے بغداد مدتے مدید زمستان در عما ولشکرے را معذب میداشت کار بحدے رسید که فرزندان طفل لشکریان که در گهواره بودند از گرما ضائع مے شدند ومردم سر را بها در زمین کنده دران جامے خزیدند ودرون شهر بغداد نیز از امتداد محاصره قحط خواست وماکولات وذخایر از اهل شهر تمام شد وپیر بوداق عاجز شده بصلح راضی شد ودر اثنائے صلح محمدی که ولد جهان شاه بود از خلاصی بیرداغ وتسلط او دیگر باره اندیشمند شده پدر را بران آورد که در قتل پیر بداق بخاموشی رضا داد ونماز پیشین روز سه شنبه چهارم ذی الحجه سنه احدی وسبعین وثمانمایه آن مدبر با جمعے امرای جهان شاہے بقصد کشتن او بشهر بغداد در آمدند بوقتیکه پیر بوداق در نیمروز غافل نشسته بود بسرائے او در آمدند وآن معدن احسان وسماحت را بدرجه شهادت رسانیده۔

خاک بر سر جهان فانی را　　که ز بهر دو روزه بے بنیاد
قصد خون پسر کند والد　　در فنائے پسر پدر دل شاد
وآن برادر که قاصد جانست　　ملک الموت وانکش نه همزاد
از قرابت غریب نیست بدی　　بود خویش حسین پور زیاد

آبائے علوی وامهات سفلی که موثران موالیدند باوجود شفقت پدرے ومهر مادرے بنگر که موالید را اول در مهد عزت نه نبات حسن مے پرورانند وآخر بذبول حرمان پایمال حوادث مے گردانند فریاد ازین پدران فرزندکش ووا وازین برادران برادرسوز که نه در قلب غلیظ این آبا آزرمست ونه در دل بے رحم این برادران شرمے اخوان الصفا رخت بدروازه بیرون

بروه اند و این شهر بند کبود را به برادران حسود سپرده اند بیت

عجب درماندهٔ نیکو بیندیش — میان این همه بیگانه سان خویش
نهادی ناقصے را نام خواهر — حسودے رالقب کردی برادر
برادر خیز از اینها خیر مطلب — چراغ صومعه از دیر مطلب
خودی را یک طرف کن زود برخیز — تو خویش خویش باش از خویش بگریز

چون پیر بداق رکنے بود ارکان سلطنت جهان شاه را قصد فرزند نمودن تخصیص همچنان فرزند رشید در دنیا و دین نقص دولت جهان شاہے شد و بروآن فعل مبارک نیامد و دولتش برگردید و از غایت حرص و آز با وجود فسحت ممالک طمع بدیار بکر که مستقر آبا و اجداد امیر کبیر ابوالحسن بیگ است نموده لشکر بدان دیار کشید و امیر حسن بیگ در وقت آجت از طریق تدبیر و احتیاط او را غافل ساخته ناگهان بدره کوہے در حدود دیار بکر بر سم جهان شان راند و او را با اکثر فرزندان و امرا و ارکان دولت بقتل رسانید و از دودمان قرا یوسف دود نکبت برآمد و زمان دولت ترا کمه بسر آمد و کان ذلک فی شهور سنه اثنے و سبعین و ثمانمایه و جهانشاه هفتاد ساله بود که وفات یافت سیزده سال بنیابت شاهرخ سلطان در آذربایجان سلطنت کرد و بعد از وفات آن حضرت بیست و دو سال در عراقین و آذربایجان و فارس و کرمان باستقلال پادشاہے راند و جهان شاہے بکسے نمیرساند تا عاقبت بر ونی جهانشاهیش نے رساند شاہے جهان خور سندے و قناعت خوشادلے که این خزانش بضاعت است:-

گیرم که روزگار ترا میرری کند — آخر بمرگ نامهٔ عمر توطے کند
گیرم فزون شوی بسلیمان بملک و مال — با او وفا نکرد جهان باتوکے کند

ذکر سید شرف الدین رضا سبزواری رہ

مرد صاحب حسب و نسب بود طبعے لطیف و اشعارے دلپذیر داشت و بعهد سربدار خواجه علی مؤید آبا و اجداد او وزرا بوده اند و بعهد خاقان کبیر شاهرخ بهادر امیر شرف الدین کفیل

مہمات سلطانی بود و منصب مقدمی و پیشوائی ناحیت سبزوار کہ از اعاظم نواحی خراسان است
بدان سید شریف متعلق بوده و از سادات عریضی است و صحت نسب عریضیان اکابر
متفق اند گویند بوقت وزارت دستور الوزرا شمس الکفاة و خواجہ غیاث الدین پیر احمد سقی اللہ
روضہ سید را جہتہ تقصیرے مقید گردانیدند و مدتے در بند بود و کسے را از روے اخلاص پرواے
استخلاص آن سید خاص نبود بصدر رفیع وزیر این رباعی انشا کرد و فرستاد رباعی

اسے آصف جم مرتبہ کیوان قدر — مانند ہلال حلقہ در گوش تو بدر
بسیار خنک شدست در شہر ہرات — زنجیر من و کلاہ نوروزی صدر

و امیر اویس صدر مردے خنک بود و در شصت سالگی و ہفتاد روز پیش از حمل کلاہ نو
روزے بر سر نہادے و آن کلاہ سفید بر سر او چون برف نمودے کہ بر قلل کینوس نشستہ بودے
و امیر شرف الدین را غزلیات مختار بسیار است و اما جوابے کہ قصیدہ امیر خسرو ست مطلعش
این است ذکر مے کنیم :-

ما بستۂ دردیم و دوا را نشناسیم — تا تشنۂ دردیم صفا را نشناسیم

و این جواب کہ سید فرمودہ :-

تا چند ز مستی سر و پا را نشناسیم — خود را نشناسیم و خدا را نشناسیم
از آب و ہوائے تن ما رنج ملولست — حکمت نبود کآب و ہوا را نشناسیم
ما یوسف جان را بدو سہ قلب خریدیم — معذور ہمے دار بہا را نشناسیم
نہ مفتیٔ دینیم نہ قاضیٔ ولایت — ارباب صف روے و ریا را نشناسیم
میریم و سلام امرا را نگزینیم، — سوزیم و فریب وزرا را نشناسیم
در ملک فنا ما و تو موجود نباشد — اے خواجہ عارف تو و ما را نشناسیم
اے خواجہ درین کوئے کہ ما راطلبی تو — مطلب کہ بجز کوے رضا را نشناسیم

و سید شرف الدین بروزگار حکومت امیر بابا حسن قوچین بردست موکلان او کہ مبلغے
بنا بود بران سید مظلوم تحمیل شدہ بود بدرجہ شہادت رسید در حدود سنہ ست
و خمسین و ثمان مائۃ ✤

ذکر حافظ حلوائی نور مرقدہ

بروزگار دولت شاہرخ یکے از شعرا متین بودہ و سخن او شہرتے دارد و این غزل او راست

اے بدو چشم تو نظر بازیم — از نظر خویش نہ اندازیم
اے ز قدرت جملہ سرافرازیم — وقت بشد باز کہ بنوازیم
چند برائے چو سگ از در مرا — من سگ کوی تو وفاے تازیم
مرد رقیب تو چو دیدم ترا — کشتہ شد آن کافر و من غازیم
چند چو چنگم بدہی گوشمال — وقت شد اے شاہ کہ بنوازیم
باختہ بودم بتو نرد مراد — داد رقیب تو دلے بازیم
حافظ حلوائیم و از کمال — معتقد سعدی شیرازیم

ذکر مولانا طوطی علیہ الرحمۃ

شاعرے خوشگوے بودہ و اصلاً ترشیزیست و بروزگار دولت سلطان الاعظم ابوالقاسم بابر ظہور یافت و شہرت گرفت و قصیدہ را متین مے گوید و بمدح سلطان مشارالیہ قصاید غرا دارد و از آن جملہ در جواب خاقانی قصیدہ ردیف ریختہ اوراست :-

شب برافق یاز از شفق یاقوت احمر ریختہ — گردون ز انجم بر طبق لولوی لالا ریختہ،

و افاضل قصاید او را بر قصاید اقران او ترجیح مے نہند و مولانا طوطی مردے ظریف و نیکو منظر بودہ و با وجود شاعرے در فضایل دیگر وقوف و در علم طب شعوری داشت و این بیت را در حق مولانا بدیہی بخاری گوید و از ظرایف بدیہیات اوست :-

ہر پردہ بینی بدیہی غاریست — طوطی منم و ترا عجب منقاریست

و در حدود سنہ سبع و ثمانین و ثمانمایہ طوطی روح مولانا بدار السلطنت ہرات از قید قفس حواس بدروازۂ اوج عزت طیران نمود بوقت رفتن این غزل گفت و وصیت نمود تا بر قبر او کتابت نمودند :-

وقت آن شد کہ دل از دام ہوس باز رہد
طوطی روح ز بیداد قفس باز رہد
تا بکے جور رقیب و ستم یار کشد
وقت شد کز ستم ناکس و کس باز رہد
بحریم حرم وصل برد محمل تن
از بیابان غم و مجلس تن باز رہد
طوطی روح رسد در شکرستان وصال
باز شاہیست ز غوغائے مگس باز رہد

دو سہ روزی بعاریت درین محنت آباد در کشاکش طبایع و اضداد بسر بردن و آخر بنا کامی
دو دستگای ساقی اجل خوردن چہ عشرت بقا کہ طوطی روح را کہ مرغ باغ ملکوت است مجلس
دنیا قفسے ست و روزگار زندگانی بنزد عاقل و دانا نفسے است بیت

مرغ باغ ملکوتم نیم از عالم خاک
دو سہ روزے قفسے ساختہ اند بدنم

ذکر قنبری نیشاپوری رہ

مرد عامے بود اما در شاعری ہدایتے و بخششے یافتہ بود قصاید را محکم و پر معانی مے گوید
و بعضے افاضل در کار او حیران بودند و او را در جواب قصاید اکابر امتحان مے کردند و سخن او را محکم
مے یافتند و در آخر عمر در مشہد مقدس رضویہ ع ساکن بود و بعضے اوقات در دار السلطنہ ہرات
بودی و در مدح سلطان بابر قصیدہ گفتہ است :-

این گہر ہا بین کہ در دریائے اخضر کردہ اند
زین مشاعل آتش خور بین کہ چون بر کردہ اند
کشتی سیماب گون در بحر قلعی راندہ اند
بیضۂ کافور در طشت معنبر کردہ اند
آتشین اجرام را ہمچون سر بیدست و پائے
اندرین بحر زمرد گون شناور کردہ اند
بر مجرہ بدر بر کردار میزانے بود
کش عمود از سیم خام و کفہ از زر کردہ اند
مے نماید جوہرے قایم برائے ایجاد عرض
اندر ابداع از عرض قایم بجوہر کردہ اند
این مدخن مجمر سیماب گون بین کاندرو
صد ہزاران اخگر از اجرام اختر کردہ اند
وین معنبر کشتی ظلمت پر از سیماب نور
بادبان از بادش و از خاک لنگر کردہ اند
شاہدان مطربان چرخ زنگاری نقاب
این غزل را در مدیح شاہ از بر کردہ اند
در ازل کین طاق مینائی مدور کردہ اند
شکل مطبوع تو بر سقفش مصور کردہ اند

لمعهٔ از پرتو اقبال جان افروز تست   آنکه نامش روشنان خورشید انور کرده اند

ولہ

بوی از زلف دلاویز تو تا چین برده اند   خون دل در نافهٔ آهو معطر کرده اند

نخل بالای ترا در خلد جان طوبی لقب   قدسیان سر در کنار حوض کوثر کرده اند

قنبری مولای شاه و بندهٔ فرمان تست   قابلان از آتش غلام شاه اکبر کرده اند

تاج بخش سلطنت سلطان نشان تاج و تخت   کش ندا از آسمان شاه مظفر کرده اند

شهریار مشرق و مغرب ابو القاسم که زوست   هر حکایت که سلیمان پیمبر کرده اند

با بر آن سلطان عالی گهر و تعظیم قدر   خادمانش را لقب فغفور و قیصر کرده اند

بندگانش اعدای دولت را هم از پشت پدر   او درین منزل گهی صحرای محشر کرده اند

یک طرف یاجوج ظلم و یک طرف ملک امان   تیغ شه را در میان سد سکندر کرده اند

چون نبوت مصطفی را پادشاهی شاه را   در دو عالم این دو را یار امیر کرده اند

تیغها نصر من الله بر صواعد کنده اند   نیزه ها انا فتحنا جمله از بر کرده اند

در همایون موکب شاهنشه آخر زمان   فتحها را آشکار و کسر مضمر کرده اند

ای سلیمان رفعتی که از ره قدرت بندگان   ملک صد جمشید را فریدون مسخر کرده اند

سایهٔ حق دان ظل ظلیل ذات او   آفتاب سلطنت را سایه گستر کرده اند

ملک همت را سلیمانی و خنجر خاتم است   خاتم ملک ترا از جرم خنجر کرده اند

تا ثنا و مدحت خواند خطیب چرخ پیر   پایه های چرخ عالی هیچ منبر کرده اند

خسروا آن مادحم من بنده کز انشای من   در مدیحت قدسیان صد جلد و دفتر کرده اند

ملک عالم شاه را و ملک مداحی مراست   شهریاران بوده اند و هیچ دیگر کرده اند

حلقه در گوشم چو دولت بر در شاهی ترا   حلقه دارم از دست چون حلقه بر در کرده اند

خاک راهم یک نظر بر حال زار من فکن   سنگ را خورشید و مه از نور گوهر کرده اند

بندگان را پرورش در رحمت عام است   رحمت شاهنشهی را بنده پرور کرده اند

تا جهان باشد جهان دار تو باد جاودان   کین جلالت جاودان بر شه مقرر کرده اند

ذکر طاهر بخاری نور مرقده

و او موسوم است بشیخ زاده طاهر مردے خوش طبع بود و بروزگار سلطان بابر قصد دار السلطنه هرات کرده با فضلاے پاے تخت اختلاط کرده و اشعار دلپذیر لطیف دارد خصوصاً در غزل گوئی عدیم المثل روزگار خود بوده و در دار السلطنه هرات نیز غزلے از گفتار او شهرت یافت و پادشاه روزگار بسیار آن غزل را پسند نمود و از فضلا و شعرا اکثرے جواب گفته اند و آن غزل این است هذه الغزل :-

تا آرزوے آن لب میگون کند کسے | بسیار غنچه وار جگر خون کند کسے
منعم مکن که هیچ بجائے نمیرسد | سعیے که در نصیحت مجنون کند کسے
خلقے ملامتم کند و من برین که آه | از دل چگونه مهر تو بیرون کند کسے
دل میبرند و یاد اسیران نمیکنند | یارب بدلبران جهان چون کند کسے
گفتی که طاهرا پی خوبان دگر مرو | دیوانه را علاج بافیون کند کسے

و طاهر ابیوردی نیز بوده و بروزگار سلطان بایسنغر شاعری زیبا سخن است و این مطلع غزل او راست :-

از چمن بگذر و آن سرو سهی قد را دان | نیست غیر از تو درین باغ کسے خود را دان

ذکر مولانا ولی قلندر

غزل را نیکو میگوید و از جمله شعراے سلطان محمد بایسنغر بوده و بعد از واقعه آن خسرو جمشید اقتدار از ملک عراق مایل بخراسان شده از جمله اشعار او یک غزل درین تذکره ثبت شده :-

ساقی بیا که غم شد و آثار غم نماند | جامی بدست گیر که دوران جم نماند
در عرصه جهان غم سود و زیان مخور | چون در بضاعت فلکی بیش و کم نماند
از ترکتاز غمزه شوخ ستمگرت | جان مانده بود در تن و آن نیز هم نماند
تا کے دمم دهی که سوز درون من | مسدود شد ره قفس و جائے دم نماند

ریش ولی ولی زغمت ملت الایام   چون زخم دید راحت مرہم الم نماند

ذکر سلالۃ الامرا امیر یادگار بیگ

از جملہ امیرزادگان صاحب قرانے بود وجداو امیر جہان ملک امیر بزرگ امیر تیمور گورگان بودہ وبروزگار شاہرخ سلطان نیز منصب دمرتبہ داشت وامیر یادگار بیگ مردے خوش گوی ولطیف طبع بودہ وبروزگار شاہرخ امارت موروث رابفضل مکتسب مبدل وبعد بابر سلطان از غوغاے امارت براحت قناعت وسکنت راضی شد وروزگار برفاھیت گذرانیدی وبا اہالی فضلا اختلاط نمودے وبعضے اشعار اورا بر اشعار اہل روزگار او افضل مے نہند وانصاف آن است کہ بسیار خوش گوے است این مطلع اوراست :-

آمدی اے شمع مجلس راچو گلشن ساختی   پاے بر چشم نہادے خانہ روشن ساختی

واین غزل نیز اوراست :-

آن پریرخے کہ دیوانۂ خویشم خواند   کاش باز آید و دیوانہ ترم گرداند

وقت آن شد کہ زلیخاے جہانرا از نو   دولت یوسف نوروز جوان گرداند

از شگوفہ درم افشاند چمن بر سر گل   عیش را باد صبا سلسلہ می جنباند

نعرہ بلبل خوش خوان بسحر دانی چیست   سر خوشان سوی چمن رو کہ ترا میخواند

عاقل آنست درین دور کہ یکی ماند   چون بویرانۂ غم گیرد و خود را داند

ذکر خواجہ محمود برسہ رہ

مردے لطیف طبع وخوشگوے بودہ ودر شاعری مرتبہ وقدرے یافت کہ بوصف درنیاید بروزگار امیرزادہ علاء الدولہ در نیشاپور بودے وبعد ازان رجوع بمشہد مقدسہ کردہ مردے خود پسند بود وفضلا وشعرا بدین جہت با او اجیانا از جادہ حرمت پاے بیرون مے نہادند وزبان بہجو او میکشادند از خراسان غربت اختیار کردہ بہ بدخشان افتاد وشاہ سعید سلطان محمد بدخشانی چون مرد فاضل واہل بود واندیشہ مند واز شعر وشاعری باخبر محمود را تربیت کلی کرد

وآن اموال که شاه بدو بخشید مایهٔ دست او شد و او بدین جهت مالدار و تاجر و خواجهٔ بزرگ گردید تا حدیکه بروزگار سلطان ابوسعید بالدارے شهره بود و وی نامه بنام علاء الدوله میرزا گفته و در صنعت تجنیس در رعایت قافیه نیز فکر نموده الحق نیکوست و ما یک بیت از آن وی نامه بیاوریم تا وزن و صنعت آن معلوم شود این است آن بیت در نعت رسول الله صلعم

عرش پروردگار میدانش   هیچو کوثر هزار میدانش

و در حدود سنه احدی و ستین و ثمانمایه در دار السلطنه هرات در باغ زاغان حرسها الله عن الحدثان سلطان ابوسعید جشنی فرمود که در عظمت و شوکت نقصانے نداشت و شعرائے اطراف در تهنیت آن جشن اشعار گذرانیدند و خواجه محمود نیز این قصیده در آن حال مے گوید :-

ای سدهٔ رفیع ترا سدرهٔ آسمان   از چار طاق قدر تو یک طاق آسمان
صحن طرب سرای ترا نزهت ارم   کریاس کبریای ترا رونق جنان
گیتی شبیه منظر گردون مثال تو   با صد هزار دیده ندیده است جهان
از فوق عرش فرق بود تا بتخت فرش   از غرفهای قصر تو تا فرق فرقدان
تصویر نگارخانهٔ چین یا خورنق است   کز لطف و زیب غیرت باغست بوستان
فراش بارگاه ترا زیبد ار کشد   بالای هفت خرگه افلاک سایبان
از ساحت کرد روضهٔ رضوانست یا بهشت   رضوان و حور هر دو فتادند در گمان
بهر نثار بزم تو آورده است دهر   هر گوهری که خازن کان داشت در دکان
بخشد بمطربان تو ساعت از فنا   اقضی القضاة محکمهٔ چرخ طیلسان
خنیاگران بزم ترا شاید ار بود   در دف بروز جشن جلاجل ز اختران
از ابتدای خلق جهان تا بصبح حشر   سوری بدین صفت ندید هیچکس نشان
امروز هست زهره و خورشید را شرف   وامروز هست مشتری و ماه را قران
این قصر جنت است و درو صد هزار حور   هر یک بحسن ماه وده عمر جاودان
شمشاد قامتان سمن چهره در چمن   در سایهای سرو و صنوبر شده چمان

و این قصیده در صفت جشن سلطان ابوسعید طولی دارد و خواجه محمود از سلطان نوازش و تحسین یافت و بعد از تحسین و احترام نوبت او باختتام رسید و در شهور سنه اثنی و سبعین و ثمانمایه کوکب حیات او از صعود بقا به هبوط فنا سیلان نمود و مالے که اندوخته بود بر چشم حرص و طمع که بران حطام دوخته نوبت زندگانی چون گل بباد داد و خورده ها را بر خاک نهاد و عزیزی این دو بیت را زیبا فرموده:-

دنیا چه کنی جمع که مقصود ز دنیا است | دلق کهن و نانے و باقی همه فاضل
تا کامی و در نجست همه حاصل دنیا | در کام شود حاصل ازان نیز چه حاصل

اما سلطان اعظم ابوسعید گورگان از احفاد کرام میران شاه بن امیر تیمور است پادشاہے دانا و قاهر و توانا بود و صاحب شوکت و رعیت پرور عدلے در افق تمام و هیبت و سیاستی بالاکلام داشت در شهور سنه اربع و خمسین و ثمان مایه بر سلطان عبد الله بن ابراهیم سلطان بن شاهرخ بهادر در دار السلطنه سمرقند خروج کرده بر وظفر یافت و سلطان عبد الله را به قتل آورد و سلطنت سمرقند باستقلال بدست تصرف او در آمد و هشت سال برفاهیت سلطنت سمرقند و ماوراء النهر و ترکستان نمود و در شهور سنه ثمان و خمسین و ثمان مایه شاهزاده عالی قدر اویس که از احفاد بایقرا بود و عمزاده پادشاه اسلام ابو الغازی سلطان حسین بهادر است که امروز ممالک ایران و توران بوجود شریف و عدل منیف آو آراسته است خروج کرد و لشکر ترکستان و امرائے ترخان و سرکشان دوران جمله دوست صفت میل آن قرة العین سلطنت نمودند و آن شاهزاده خسروی بود و زیبا منظر و ستوده محضر مرد دانا و شجاع و صاحب کرم و خیر اندیش بیت

گوئی زپای تا بسران منظر لطیف | فرّ همائے در سایه لطف خدائے بود

افراسیاب وار تمامی ولایت ترکستان را بتحت حکم در آورد و سلطان ابوسعید از غایت پر دلے و تدبیر دلهائے امرا و سرداران را که ازان شاهزاده بودند بدست آورد تا هیچون گردون ستمگار با او بدغا بازی مشغول شدند و او بدست سلطان ابوسعید افتاد و آن خسرو نا اعتماد آن شاهزاده مظلوم را شهید ساخت و بعد ازان بر تخت ملک سمرقند نشست و مهابت نام و شهرت او در اقالیم اشتهار یافت و بعد از واقعه بابر سلطان بطمع ملک خراسان نموده و از جیحون عبور کرده به بلخ

قرار گرفت و بعضے امراے امیرزاده بابر که بنواحی بلخ و مضافات آن بودند رجوع بسلطان ابوسعید نمودند و در سنه احدی و ستین و ثمانمایه باهنگ تسخیر دار السلطنه هرات از بلخ متوجه بخراسان و هرات را گرفت و گوهر شاد آغا را بقتل آورد و عنقریب از جهت تسلط اولاد امیرزاده عبد اللطیف که بنواحی بلخ خروج کرده بودند شهر هرات را گذاشته بجانب بلخ قشلاق نمود و هنگام بهار آن سال جهان شاه ترکمان هرات را مسخر ساخت و سلطان ابوسعید لشکرے بقصد او مستعد با کمانداران و پهلوانان از ممالک ماوراء النهر و ختلان و بلخ و مضافات آن جمع کرده متوجه هرات شد و جهانشاه از جهت تسلط سلطان العادل ابو الغازی سلطان حسین و استرآباد و قتل کردن او حسین بیگ ترکمان را سخت شکسته دل شده بود و با سلطان ابوسعید صلح نموده خراسان بوے گذاشت و بطرف عراق روانه شد و سلطان ابوسعید باستقلال در خراسان بسلطنت نشست و مهابت او در دلها قرار گرفت و رعایاے خراسان با او خوش بودند و در اوایل سنه ثلث و ستین و ثمانمایه علاء الدوله میرزا و ولد او ابراهیم سلطان و امیرزاده سنجر که از ابناے ملوک تیموری بودند هر سه پادشاه اتفاق کردند بدفع سلطان ابوسعید لشکر کشیده و در کولان بادغیس حربے عظیم میان ایشان و سلطان ابوسعید دست داد و نزدیک بدان رسید که ظفر یابند آخر الامر بفرمان رب الارباب سلطان ابوسعید ظفر یافت و شاهزاده سنجر را بقتل رسانید و سلطان علاء الدوله و ابراهیم سلطان فرار نمودند و از عجایب حالات آنکه در ثانی الحال که مملکت خراسان بر سلطان ابوسعید قرار گرفت شاه محمود ولد بابر میرزا و سلطان علاء الدوله و ابراهیم سلطان فرزند او که یکے در سجستان و قندهار بود و یکے بر ستمدار و یکے در مشهد که از اعمال ابیورد است در عرض دو ماه این سه سلطان عالی قدر وفات یافتند و گشته شدند و ممالک صافی بتصرف ابوسعید در آمد۔

چنین است رسم سراے غرور   یکے جاے ماتم یکے جاے سور

و بعد از واقعه سلاطین مذکور سلطان ابوسعید فارغ البال پادشاه ملک خراسان و ماوراء النهر و بدخشان و کابل و خوارزم شد و آفتاب دولت او آهنگ صعود و اوج نمود و مدت هشت سال سال خراسان را ضبط او سلطان الغازی سلطان حسین از جهت

حرمت داری با او مقاومت نکرد و ملک باو گذاشت اما سلطان ابوسعید همواره از این پادشاه رستم دل سهراب منش اندیشه مند بود و دمے آب باسایش نے خورد تا چند گاہے فلک بدین گرد ار بازی کرد و سلطان ابوسعید دو نوبت از خراسان بدفع امیرزاده جوکی بن عبد اللطیف بسمرقند و شاهرخیه لشکر کشید و عاقبت آن شاهزاده را بقتل رسانید و حالات سلطان الغازی سلطان حسین که با سلطان ابوسعید واقع شده در ذیل حالات همایون سلطان الغازی در خاتمه کتاب خواهد آمد انشاء الله تعالی و سلطان ابوسعید رعایاے خراسان را که از انقلاب بابری و ظلم و غارت جهان شاهی ویران و بے آب شده بودند بسایه معدلت و رافت در آورد و بارعیت نوازشها نمود و بدعتها بر انداخت و بعد از واقعه جهان شاهی تمام ارباب عراق عجم و کرمان مضافات رجوع بدو کردند داروغه و شحنه و داروغه با اسب یام مے فرستاد و رعایا بطوع حکومت او را قبول میکردند تا از حدود کاشغر تا تبریز بقید حکم او و تسخیر امراء او در آمد و طغیان و غرور دامنگیر آن پادشاه عالی شد و از خراسان در حدود سنه ثلث و سبعین و ثمانمایه لشکر بے پایان جمع نمود و آهنگ عراق و آذربایجان کرد و اولاد جهان شاه و لشکر تراکمه نیز رجوع بدو کردند و در اقطار آفاق دست بالاے دست خود ندید پاے از درجه انصاف بیرون کشید و از ثقات دعدول استماع افتاد که بارها بر زبان راندے که معموره عالم جاے یک کدخداے بیش نیست و ندانست که همه اولاد آدم میراث عالم اند :-

گدا را کند یک درم سیم سیر فریدون بملک عجم نیم سیر

آخر چون بحدود آذربایجان رسید امیر کبیر ابو النصر حسن بیگ نور مرقده بسیار باو در صلح کوشیدن میسر نشد آخر چون از صلح نا امید شد مردانگی و کوشش پاے همت فشرده بتدبیر روز بروز کار سلطان ابوسعید را ضعیف مے ساخت و لشکر ابوسعید از مشقت راه دور و دراز که رفته بودند و از گرسنگی و سرما ستوده شدند و بمرگ و اسیرے راضی گشتند از ثقات یکے نقل کرد که من شبے در پهلوے یکے از مقربان پادشاه سعید بگذشتم آواز مناجاتے بگوش من آمد احساس کردم آن مرد دعائی گفت که الٰهی حسن بیگ را توفیق ده تا ظفر یابد و زن و فرزند ما را اسیر کند و ما را ببردگی برد چون این شنیدم متحیر شده بر او در آمدم و آن مرد را ملامت کردم که چه

کفران وناسپاسی است که نسبت با ولی نعمت خود می کنی همه اگر این گویند و تو نیز این گوئی که پرکشیده و تربیت یافتهٔ این درگاهی چنین مگوی و شرمی بدار آن مردود در جواب من گفت راست می گوئی اما من این مناجات از اضطرار مسلمانان و خام طبعی این پادشاه میکنم آیا تو معلوم نداری که حق تعالی بیک نظر لطف از فارس تا بغداد و از ری تا روم بدو ارزانی داشته که نصف عالم توان گفت البته میخواهد که تمامی دنیا را بیک ماه مسخر کند و مشقت بندگان خدا را خوار می پندارد و من آن مردود را چون محق یافتم روی از ملامت برتافتم و بخواندن این بیت پرداختم بیت

کار آسان گیر با ابنای زمان کز روی طبع
سخت میگیرد فلک بر مردمان سخت کار

القصه چشم زخم روزگار بر آئین سلطنت آن خسرو نامدار راه یافت و شکسته بدان انبوهی و آراستگی از جمعی تراکمه متوجه شدند و سلطان سعید از حقارت لشکر و سپاه بلکه از قادرت اله بهم برآمد تیر تدبیر بر هدف صواب نیفتاد و شمشیر جلادت در غلاف بطالت محجوب ماند :-

قضا چون ز گردون فرو هشت پر
همه زیرکان کور گشتند و کر

خسروی که در عرصه کاردانی پرویز را اسپ طرح وادی در غربی و ندامت ذلیل شد و جمشیدی که با رابعهٔ فلک رابع در رتبت همسری می جست مقید دام ضحاک بلا گردید

آن مصر مملکت که تو دیدی خراب شد
و آن نیل مکرمت که تو دیدی سراب شد

القصه امرای خراسان که از آن پادشاه هراسان بودند و نفاقی که از نامداران سمرقند در دل داشتند عزم خدمت یاغی کردند و آن پادشاه نامدار را ضائع گذاشتند و فلک بزبان حال بایشان گفت :-

ای دوست به بیهوده میازار دل دوست
ترسم که پشیمان شوی و سود ندارد

راصد انساعت منحوس چنین نمودند که روز دوشنبه بیست و پنجم رجب المرجب سنه ثلث و سبعین و ثمانمائه رایت دولت سلطان ابو سعید معکوس و باب دولت آن خسرو سعادت منش مدروس گشت و علی الصباح روز مذکور چون پادشاه مغفور بر غدر امرا مطلع شد و دید که تدبیر از دست و تیر قضا از شست رفته چاره جز انهزام ندید و با معدودی چند خواست تا از آن گرداب

بساحل امان رسد ترکمانان ورپے او افتادند و بدست زینل ولد امیر حسن بیگ آن خسرو نامدار گرفتار شد:-

از جفاے گردش دوران بے انصاف عاق   ماه گردون جلالت شد گرفتار محاق

امیر ابوالنصر حسن بیگ از غایت احسان نمے خواست که آسیبی بدان خسرو عالی مرتبت رساند و حق اخلاص قدیم که آبا و اجداد او را بخاندان صاحبقرانے تیموری مؤکد بود روا نمے داشت که متغیر گردد و بعضے از امرائے ترا خنه که جهت خون گوهر شاد آغا آن پادشاه کریم را کینه در دل داشتند امیر حسن بیگ را از راه صواب بگردانیدند تا بقتل آن پادشاه کامگار رضا داد و بعد از چند روز از تاریخ مذکور در صحرائے موقان آن شاه سعید را بدرجه شهادت رسانیدند

ماتم سرائے گشت سپهر چهارمین   روح القدس بتعزیت آفتاب شد

اکابر الوس چغتائے که مدت عمر بعزت و کامکارے بسر برده بودند بذلت و ادبار گرفتار شدند اما امیر کبیر حسن بیگ پادشاہے خردمند و پیش بین و اصیل و اهل ناموس و صاحب کرم بود از روئے انصاف و الطاف بعزیزان و اکابر نظر فرمود و هیچ آفریده را الا انعام و اکرام آسیب و زحمت نرسانید و با خود اندیشه کرد که حق تعالی او را تختے بزرگ چنین ارزانی داشت شکر آن بر مقتضاے کلام بزرمت و همت و دولت خود واجب دانست و نیز از شمشیر کین سلطان الغازی ظل الله خلد زمانه و اید احسانه اندیشه مند بود که اگر با الوس چغتائے آسیبی رساند شمشیر آبدار خسرو عالی تبار بانتقام باد رساند که باتباع جهان شاه در آخر او رسانید حمایت لطیف و رعایت منیف حضرت پادشاه اسلام از خراسان دستگیر ایران شد بلبیت

گر نه در سایه اقبال تو آرند پناه   از بد حادثه گردند همه خلق تباه

حق تعالی سایه دولت رفیع این پادشاه صاحب توفیق را بر سر بیچارگان خراسان ممدود دارد و خسرو شهید را همچنان که در دار دنیا محجوب دلها میداشته در آخرت نیز مشهود شهداو مسعود سعدا گرداند و سلطنت سلطان ابوسعید در خراسان هشت سال و در ماوراء النهر هشت سال که مجموع شانزده سال و کیسال دیگر از حد بغداد تا نواحی فرغانه و ترکستان و از دیار هند تا حدود خوارزم خطبه و سکه

بالقاب شریفش مزین گشت در عدل و داد و سیاست آیتی بود و عمر شریفش از چهل و دو سال تجاوز کرده بود که بدرجه شهداء و سعداء مرتقی گشت و الیوم اولاد و عظام کرام او که فرمانروایان سلطنت و خلافت اند در دیار ماوراء النهر و بخارستان و کابل بسلطنت متمکن اند و پادشاه جهانگیر با ایشان طریق شفقت و رافت ثابت است و ایشان را حقوق اخلاص بدرگاه عالی موید و محکم و از اکابر و مشایخ علما و شعرا که بعهد سلطان ابوسعید ظهور یافته از مشایخ سلطان الطریقت خواجه عبید الله و از علمای قاضی القضاة مولانا قطب الدین احمد امام الهروی و از شعرا مولانا عبد الصمد بدخشی و خواجه محمود برسه رحمهم الله علیهم اجمعین ٭

خاتمه

در بیان حالات و مقامات اکابر و افاضل که الیوم بوستان خرد بزیور فضل ایشان پیراسته و قانون ملک بوجود عدلشان آراسته است مد الله تعالی ظلال فضایلهم حقیقتی است که مدبران سپهر مدور و مهندسان کارخانه اخضر بفرمان رب داور بهر دور و از قران و عصر و زمان طایفه را ملحوظ انظار عنایت و فرقه را مستوجب شمول عاطفت می گردانند و خاطر دراک و آئینه ادراک آن زمره را بصیقل هدایت منور می سازد و این هدایت البته بعنایت صاحب قرانی منوط و مربوط است که اصحاب فضل و استعداد و ارباب صلاح و رشاد را بواسطه مددگاری الطاف و تربیت و اعطاف مجل و مراتب اشراف رساند و بی شایبه ذات شریف این پادشاه کامگار و فریدون جم اقتدار را رتبعت الله تعالی ارکان مملکته اسالیب فضل و بلاغت حاصل است و جوهر ذات ملک صفاتش بتربیت اهالی فضایل مایل لاجرم روزگار که تابع فرمان قضا جریان اوست بر تبعیت ذات شریفش همواره بتربیت اهالی فضایل اقبال مینماید و شیخ نظامی درین باب میگوید ٭

بدانش چو شه باشد آموزگار ۔۔۔ همه اهل دانش کند روزگار

فایل که حکم حکما است و به بدیهه عقل ثابت و درست که طبایع سلاطین بهر شغل که

مشغول گردد اهالی آن روزگار تتبع او نمایند امام غزالی سے فرماید که بروزگار عمر عبدالعزیز چون بهمدیگر رسیدندے از نماز و روزه و نوافل و ذکر و اوراد پرسیدندے و بروزگار سلیمان ابن عبدالملک از نکاح و عشرت و الوان طعام و عشقبازی و هر آئینه مثال این حکایات مطابق این حدیث نبوی است که الناس علی دین ملوکهم چون سیرت و اخلاق اعلیحضرت خلافت پناهی جم جاہے عز انصار دولت القاهره بر هنر مندے و هنر پروری دانسته بیشک اکابر دولت و اعوان حضرت بار تفتیش در اکتساب فضایل قصب السبق از اقران و اکفار بوده اند و هر یکے در فنون فضایل ید بیضا نموده اند :-

سعی سلطان هنر پرور خورشید محل | دایم از همت عالی بفضایل کوشید
دین امیرالامرا داد دین حامی ملک | بر عروس هنر از مرتبه زیور پوشید

حمایت عنایت ازلے و رعایت هدایت لم یزلی ارباب فضل را العدال نکه از نوایب روزگار و حوادث گردون غدار پایمال حرمان بودند بطراوت هدایت این امیر کبیر مسرور و بهجت این صفدر شهیر مشهور ساخت :-

آنکه در بیشه دین صولت او شیرے کرد | فضل را زنده عنایات علی شیرے کرد

هر چند بهمین الطاف این بزرگوار اطراف آفاق را مستعدان و فضلا به تیغ زبان مسخر ساخته اند و بهر انجمن دور زن سخن فضیلت و هنر در میانست اما حالات و تذکره فضلا و مستعدان این روزگار را قلم ضعیف این نحیف از عهده تحریر و تسطیر بیرون نمیتواند آمد و نیز عنان مرکب قلم از دست رفته است سعی بنده بران جمله است که این سرکش بد لجام را رام گرداند و از هرزه روی و ترک تازی منع نماید بیت

فریاد ز دست خامه تیز اندو | کو از ولم بد شمن و دوست نمود
گفتم ببرم زبانش تا گنگ شود | ببریدم از آن فصیح تر گشت که بود

القصه مصلحت آن است که این شغل حواله بدیگرے رود که درین راه بسعی خویش پوید و سرگشت فضلا این روزگار بگوید :-

افسانه چند ما بعالم گفتیم | گو دیگر گوید فسانه به یکبار دگر

ششن جهات را ما حواله بدیگران کردیم و وجود شریف شش فاضل را که خلاصهٔ
هفت اقلیم اند برگزیدیم که طبع سلیم هر یکے گنجینهٔ معانی و فضایل است و این اشراف عظام امور
برگزیده پادشاه ایام و ستون عرش اسلام اند با وجودے که متکفل مهمات مسلمانان و معتمد و
مؤتمن حضرت سلطان اند انواع فضایل و علوم را حیازه کرده اند و در هنر پروری و هنرمند نوازی
سنت اکابر ماضیه را تازه مے وارند و عجایب آنست که اشتغال دنیا و فضایل ضد آن
لایجتمعان اند و این جماعت بتوفیق حق بدین دو امر منیع موفق و مسعود شده شک نیست که همت
کیمیا خاصیت پیر طریق و دستگیر این قوم است۔

پیر باید راه رو تنها مرو | از سر عمیا درین دریا مرو

لاشک پیر طریقت این قوم نیست الا محققی واصل و مدققی فاضل و موحدے
کامل بیت

حافظ مرید جام می است اے صبا برو | وز بنده بندگی برسان شیخ جام را

چون بتقریب شمهٔ از اوصاف کمال بندگی مولانا بتحریر پیوست واجب باشد شطرے
از محاسن اخلاق آن حضرت نمودن و از بدایع کلام شریفش شمهٔ بیان کردن هر چند مقام این بزرگوار
مد الله فضایله و برکاته عالیست و شعر و شاعری دون مراتب بزرگوارش خواهد بود و بد و اسناد کردن
آن چنان است که شیخ بزرگوار مے فرماید۔

گل آورد سعدی سوئے بوستان | بشوخی چو فلفل بهندوستان

اما گاه گاہے همای همت عالیش از فراز اوج عرفان بنشیب دامگاه شاعران
میلانی مے نماید ازین جهت از روے تبرک و تیمن ذکر و حالات و مقامات و تحریر اشعار آن
حضرت خواهد پیوست۔

ذکر مولانا عبد الرحمن جامی

ساقی جان جام معنی پر شراب ناب ساخت | بعد از انجا مے حریفان را ازمی سیراب ساخت

در مصطبه جامی تا گشاده شد مجلس رندان نامی در هم شکست عروس بکر فکر تا نامزد این

مرد معنی شد مخدرات حجرات دعوی عقیم شدند طوطیان شکر شکن هند را سواد دیوان و منشآتش خاموش ساخت و شیرین زبانان و فارسان مملکت فارس تا شهد اشعارش نوشیدند دیگر انگشت بر نمکدان ملیح گویان نزدند •

جام جان افزائے جامی جرعۂ توفیق یافت ... شورش او برد ذوق از شعر شیرین کمال
کوکب سعد وی آمد ثانی سعدی بنور ... کرد نجم طالعش با سهم خسرو اتصال
حالیا او خسرو وقتست و ماضی دیگران ... پیش دانایان ماضی هست اولے فضل حال

اصل و مولد مولانا مخدوم ولایت جام است و مسقط راس مبارکش قریۂ خرجرد و منشا مبارکش دار السلطنت هرات و ابتدائے حال بتحصیل علم و ادب مشغول بود تا سر آمد علمائے روزگار شد با وجود علم و فضل مقام برتر طلب میداشت تا در طلب دامنگیر همت عالیش گشت و دست ارادت بجناب عرفان مآب شیخ الاسلام و المسلمین سعد الملة و الدین الکاشغری قدس سره العزیز زد که آن مرد معنی از مریدان و خلفائے خاندان مبارک حضرت شیخ الشیوخ شیخ بهاء الحق و الدین بود و بندگی مولانا مدتے در قدم مولانا سعد الملة را مقام عالی در تصوف و فقر پیدا شد هر آئینه نظر کیمیا خاصیت مردان خدا کبریت احمر است •

تا نیفتد بر تو مردے را نظر ... از وجود خویش کی یابی خبر

و بعد از روزگار مولانا سعد الدین مولانا خلف الصدق و جائے نشین مسند طریقت آن مرد خداست و برکت انفاس شریف مردان طریقت جناب مولانا امروز مقصد طلاب معانی و مقر سعادات جاودانیست سلاطین اطراف عالم از علو همت بندگی مولانا استفاده میگیرند و فضلائے اقالیم مجلس رفیع او توصل مے جویند دیوان شریفش زیور مجالس فضلائے روست و منشآت لطیفش دیباچه بدایع اهل شام و ما از اشعار لطیف آن حضرت چندے ایراد کنیم تا زیور این کتاب گردد و من واردائه ادام الله برکاته غزل

از خار خار عشق تو در سینه دارم خلدها ... سر دم شگفته بر زخم زان خارها گلزارها
از بس فغان و شیونم چنگیست خم گشته تنم ... اشک آمده تا دامنم از هر مژه چون تارها
رو جانب بستان مکن کز شوق تو گل در چمن ... صد چاک کرده پیرهن آغشته بخون رخسارها

تا سوی باغ آری گذر سرو و صنوبر را نگر — عمری پی نظاره سر برکرده از دیوارها
زاهد بمسجد برده پی حاجی بیابان کرده طی — آنجا که باشد نقل و می بیکاریست این کارها
هر دم فروشم جان ترا بوسه ستانم در بها — دیوانه ام باشد مرا با خود بسی بازارها
تو بوده یار هر خسی من مرده از غیرت بسی — یکبار میرد هر کسی بیچاره جامی بارها

ودر آخر حال که جهان را از دبدبهٔ چاوش سلطان عشق پر شور گردانید و دماغش از بوی ریاحین گلزار حقایق و معارف معطر و چشم جانش از عالم ملکوت منور گردید پیش ذوق گفت وگوی خیر ندارد و قلمش از تحریر حروف مجاز بتفسیر آیات حقایق جاریست و درین باب گوید

رباعی

جامی دم گفت وگو فرو بند دگر — دل شیفتهٔ خیال مپسند دگر
در شعر مده عمر گرانمایه بباد — انگار سیه شد ورقی چند دگر

وبندگی مولانا اشعار و قصاید اکابر را در حقایق و معارف اجوبهٔ شافیه بسیار فرموده وایراد این مجموع درین تذکره مشکلست

بحر اعظم چون نگنجد در غدیر

حالا بندگی مولانا مستغرق بحر معانیست درچند گاهی تصنیفی چون عقد گوهر شاهوار منظوم و منثور از آن بحر لامتناهی بساحل وجود می رساند و ما جوابی که مولانا در قصیدهٔ بحر الابرار خواجه خسرو فرموده بتمامی نخواهیم آورد و اینست آن قصیده:-

کنگر ایوان شه کز کاخ کیوان برتر است — رخنها دان کش بدیوار حصار دین در است
چون سلامت بایدت زان تاراج نقد این جهان — پاسبان در خواب و هر رخنه دزدی دیگر است
چیست زر تاب رنگین گشته خاکی ز آفتاب — هر که گرد افسر زر ناب خاکش بر سر است
گر ندارد سیم و زر دانا منه نامش گدا — در برش دل بحر دانش او شه بحر و بر است
کیسه خالی باش بهر رفعت یوم الحساب — صفر چون خالیست از ارقام عدد بالاتر است
زر ز تو مردی کن و دست کرم بگشا کزر — مرد را بحر کرم زن را برای زیور است
عاشق همیان شدی لاغر میانش کن ز بذل — حسن معشوقان رعنا در میان لاغر است

نیست سرخ از اصل گوهر تنگهٔ زر گو بیا | بهر داغ بخل کیشان گشته سرخ از آذر است
مرد کاسب گر مشقت میکند کفرا درشت | بهر ناهمواری نفس دغل سوهان گر است
طامعان از بهر طعمه پیش هر خس سر نهند | تا فقاع از خنده بر شاه و وزیر و لشکر است
ماکیان از بهر دانه می برد سر زیر کاه | قهقهه بر کوه و بر در شیوهٔ کبک دری است
هر کرا خر ساخت شهوت نیم خردل گو بعقل | خود بفهم خورده بینان نیم خردل هم خر است
دست ده بار استان در قطع پستیهای طبع | بی عصا مگذر که در راه تو پس عجزی و جر است
چون کنند اهل حسد طوفان طریق حلم گیر | گاه موج آرام کشتی را ز نقل لنگر است
با حسودان لطف خوش باشد نشاید نتوان بآب | کشتن آن آتش که اندر سنگ آتش مضمر است
هست مرد تیره دل در صورت اهل صفا | چون زن هندو که از جنس سفیدش چادر است
طعنه از کس خوش نباشد گرچه شیرین گو بود | زخم نی بر دیده سخت است ار همه نیشکر است
نیست از مردی عجوز دهر را کشتن زبون | زن که فایق گشت بر شوهر بمعنی شوهر است
نکتهای پست کامل هست طالب را بلند | نقطهای پای حیدر تاج فرق قنبر است
چاره در دفع خواطر صحبت پیرست و بس | رخنه بر یاجوج بستن خاصهٔ اسکندر است
در جوانی سعی کن گر بی خلل خواهی عمل | میوه بی نقصان اگر از درخت نوبر است
عالم عالیمقام از بهر چه خواهد علو | چون علی معنی استعلا و کار او جر است
جامی احسنت این نه شعر است از باغ رضوان قطعه | کاندرو هر حرف ظرفی پر شراب کوثر است
لجة الاسرار گر سازم لقب او را سزاست | زانکه از اسرار دین بحر لبالب گوهر است
سال تاریخش اگر فرخ نویسم دور نیست | زانکه سال از دولت تاریخ او فرخ فر است

آن چه از تصنیفات بندگی مولانا حالا از قوت بفعل آمده و محبوب و مطلوب اکابر و افاضل است نفحات الانس است در بیان حالات اولیاے عظام در شرح جواب چند نسخه منظوم شیخ نظامی مثل مخزن الاسرار وغیرهم و نسخه معما و چند کتاب در تصوف و به عنایت ازلی و هدایت لم یزلی بعد الیوم همواره از امواج این بحر حکمت و معرفت در و انها بساحل وجود خواهد ریخت انشاء الله وحده العزیز۔

ای نیر حقایق دین قرنها بتاب   وی عنصر کمال یقین سالها بمان

ذکر ملک الامراء و مربی الفضلا امیر الکبیر نظام الدین علی شیر

القاب شریفش زیب و زینت فاتحه این کتاب بلکه دیوان سعادت فصل الخطاب ست

تا ذات خیرش کند از لامکان ظهور   اے بسکه روزگار درین روز کار کرد

واهب العطایا بروزگار و راز چنین مظهرے سرافراز گرداند و گردون بقرنها چنین درے

بر سریر عزت نشاند بیت

سالها باید که تا یک سنگ اصلی ز آفتاب   لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن

تعریف نمودن آفتاب تیرگی عقل است و در فضیلت مشک ناب اطناب علامت

جهل است ذکر میمون و مدایح این امیر کبیر در ربع مسکون سیار و طیار است و دبدبه فضیلت

و کمال و علو همتش در اطراف آفاق منتشر و هرچه درین تذکره گفته شود تحصیل حاصل باشد اما

بر طریق معهود این کتاب شمه از فضایل این امیر کبیر و شطرے از بیان مقامات شریفش درین

تذکره ثبت نمودن واجب بود والد بزرگوار این امیر نامدار عالیمقدار از مشاهیر روزگار بود و از

جمله صنادید الوس جغتاے و بروزگار دولت سلطان الاعظم ابوالقاسم بابر بهادر مدبر ملک و

کافئے دولت و معتمد علیه و مشار الیه گشت و با وجود ترکیت فضایل ترک فضایل نمی نمود و

نهایت همت عالیش بر آن مصروف بود که فرزند سعادت مندش بزیور فضل متحلے و با نوار

هدایت متجلی گردد بیت

خدا ضایع نمیگرداند اجر نیک کارانرا   درین مزرع نکوکاری بود الحق نکوکاری

سعی آن بزرگوار ضایع نشد و از آن سلف خلفی چنین نادره روزگار بر مسند عز و تمکین

قرار یافت و بروزگار پادشاه مغفور مذکور این امیر کبیر با وجود احتشام و حکومت و ایالت بفضیلت

کوشیدے و با ارباب فضل صحبت داشتی و طبع کریم و ذهن مستقیمش بگفتن اشعار و شنیدن

ابیات آثار و اخبار مولع بودی و در آوان شباب ذواللسانین شد و در شیوه ترکی صاحب

فن گردید و در طریق فارسی صاحب فضل و مولف راست بطریق تلمیع در حق امیر کبیر

ترکی بین گوی وتبلیغ لالاربوی ترک وتو بہم | کوتیرکی بوسہ لالا یردی نطقی ترک
باوجود فارسی در جنب شعر کاملش | چیست اشعار ظہیر و کیست بارے انوری

بار سلطان پادشاہے بود سخن شناس و ہنرور دایما بر لطف طبع و قاد این امیر کبیر آفرین کردے و احیانا در ترکی و فارسی شعرے از منشآت این امیر کبیر مطالعہ نمودے و در قدرت طبع و شیرینی مستفید و بدعاے خیرش مدد فرمودے

پاکبازان نظر از رہ گذری یافتہ اند | توتیاے بصر از خاک دری یافتہ اند

الیوم این امیر کبیر حامی دین و دولت و پشت و پناہ شرع و ملت است خسرو روزگار از نصایح مفیدش مستفید و اصحاب مناصب و ارباب مراتب از صحبت شریفش مشکور و راضی مجلس منیعش مقصد فضلا است و درگاہ رفیعش مرجع ضعفا و فقرا خوان نعمتش برائے مہجوران نعمت مہیا نہادہ و باب کرمش بر رخ نیازمندان وا کشادہ

خیرات چنین لطف خدائی باشد | نے از سر شہوت ریائی باشد
صاحب نظرے کہ بہترش خیر عطا است | باللہ کہ ہدایتش عطائی باشد

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ طبع شریف و عنصر لطیف این امیر کبیر با وجود تقرب حضرت سلطان و تکفل مہام مسلمانان و رونق شرع و ملت و تدابیر ملک و دولت و ایما بفضل و علم اشتغال دارد و جلیس او جز نکوی طبع و فاضلے نیست و انیس خاطرش جز اہل دلے مایل نہ گرانان بحضرتش سبک مے نمایند بلکہ نا اہلان مجلس شریفش در نمی آیند بیت

ما در بروے مردم نا اہل بستہ ایم | ور نہ ہیچ باب دری ما بکار نیست

اشعار ترکی و فارسی خلاصہ طبع شریفش و گفتن و شگافتن معما خاصہ فکر لطیفش ہر چند روزے موج دریائے دانشش عقد درر منظوم و منثور بر میفشاند و اہل عالم در گوش ہمگیر بلکہ زیور گوش اہل ہوش مے کنند

چشم گردون با ہزاران دیدہ آخر کور نیست | تا ترا بیند بدست دیگرے زہد عنان

آنچہ تا امروز از آن طبع لطیف صادر شدہ در ترکی جواب خمسہ شیخ نظامی کہ قبل از این امیر خسرو ہیچکس نگفتہ الحق داد معانی دران ہر داستان دادہ دو بیت از داستان لیلی مجنون

بانتهاد بیاوردیم که در بهاریات وتشبیهات وخیالات بلند درین دو بیت وباقی ابیات دیگر دران کتاب مندرج است :-

مزراورنده گیارسه برکه جوشن ـ ششش پرگو نزو رباشنغه سوسن
لاله ورقین بیربیت صباغه بعزی قراویک او چار هواخ

طبع لطیف صنایع وبدایع باقی ابیات ازاین دو بیت معلوم کند درخانه اگر کس است یک حرف بس است ویر سبیل عادت که درین تالیف جاریست از روئے گستاخی از کلام ترکی وفارسی این امیر کبیر چندے خواهیم آورد تا پیش فضلا نموداری باشد وازان حضرت بعد الیوم یادگارے باشد ودر جواب قصیده بحر الابرار خواجه خسرو دهلوی این امیر کبیر را قصیده غراست و گمان مؤلف چنان است که این جواب براجو به دیگران فضل دارد۔

آتشین لعلے که تاج خسروانرا زیور است ـ اخگری بهر خیال خام پختن در سر است
شه که یاد مرگ نارد زوست ویرانی ملک ـ خسرو بے عاقبت خسر بلاد و کشور است
قید زینت مسقط فر وشکوه خسرویست ـ شیر زنجیرے زشیر بیشه کم صولت تر است
لازم شاهی نباشد خالی از زور درسرے ـ کوس شه خالی وبانگ غلغلش در سر است
یاد هان خشک وچشم تر قناعت کن از ملک ـ هر که قانع شد بخشک وتر شه بحر و بر است
تخم رسوائی وبد بروانه تسبیح زرق ـ اری اری دانه جنس خویش را بار آور است
رهروان بارکش را سهل دان آشام فقر ـ در دهان ناقه خار خشک خرمای تر است
گنبد خضرا که خون ریز نیست فعلش و غریست ـ برگ حنا اخضر آمد لیک رنگش احمر است
نیش تردامن بود هر متعے مرد گرم رو ـ جان بط را هر پری از بال شاهین خنجر است
مرد را حرز نجات امواج خوناب دلست ـ رند را حرز قدح ارقام دور ساغر است
مرد را یک منزل از ملک فنا دان تا بقا ـ مهر را یک روزه ره از باختر تا خاور است
سگینه را ساختن آزرده از تیغ زبان ـ ناتوان کردن رگ بیخ را از نشتر است
خاکیان در پایه بالاتر ز جباران که مور ـ بر خرابه بر مثابر گرچه از شیر احقر است
ظالم وعادل نه یکسانند در تعمیر ملک ـ خوک دیگر در شیار ملک دهقان دیگر است

ای بسا نقصان که در ضمنش بود بکنج سود جان رف لولی دیدار بهر عمون چنبر است
رو بسوی حق بجید اینها هست اقرب راه فقر بهر انکه الفقر فخری گفته پیغمبر است
اندرین ره انکه دارد گام بر گام رسول عرش پرواز یست کو هم راه رو هم رهبر است
حامی دین نبی جامی که جام فقر را داشته بر کف لبالب از شراب کوثر است
روضه رای منیرش گلشنی وان کش ز لطف قطرهٔ رخسارهٔ هر برگ مهر انور است
عاجز از تعداد اوصاف کمال او دست عقل انجم گردون شمردن کی طریق اعور است
دین پناها اهل دوزخ را چو امید بهشت جان خاکی راه هوای وصل انخاک در است
ژاله سان کاندر درون غنچه افتد تیست کار زوی در دو فقرم در دل غم پرور است
زالتفات خاطرت این نکته شیرین مراست همچنان کز پرتو خورشید نی را شکر است
تحفة الافکار اگر سازم لقب او را رواست تحفه چون نزوت ز بحر فکرتم اینگوهر است
گشت یوم عاشر شهر رجب تاریخ این طرفه ترکیبن روز و ماه اتمام آن ز اظهر است
طالبان ربع مسکون را ز ظل عالیت فیض باد تا مقام مهر چارم منظر است

اگرچه خواجه خسرو مقدم و صاحب فضل است و در بحر الابرار معارف و حقایق و خیالات دقیقه او نزد عارفان مکرم و مقرر است اما این امیر کبیر داد معانی داده و در شاعری و سخن پروری و فنون خیال خاص تقصیری نکرده

این بیت این هست طلب نظم از گفته خسرو بل کین دو سخن خوب تر از یکدگر افتاد

و دیوان ترکی امیر کبیر زیور مجالس سلاطین و اکابر است و نوای ارغنون عشاق بی نوا را براه راست می آورد و مخالفان از صدای صریر کلکش مغلوب شد و آهنگ خسروانیش محبوب سلطان حسینی زهی آوازه که از دیار ترک تا حد حجاز برفت و زهی دبدبه که از نیشابور تا اصفهان رسید گوشهای اهالی دیار عجم ازین صدا پرست و گوشهای عالم ازین بحر پر و پیک صبا این خبر بعراق رسانید و اوراق طوبی را فلک شعبات این نهال گردانید

پیر دانش اهل فضل هر مقام باد باقی ظل جاهش والسلام

و اما از دیوان این امیر کبیر غزلی برگزیدیم که در مشرب فقر موافق حال این کمینه بود چنانکه

سخنهاے مصنوع یافتم اما جراحت دل این مستمند دردمند را این غزل نمک پاشید بلکه جگر
مجروح را خراشید غزل

یارب اول ای حسینی اهل فهمغه مفهوم قیل | پیله موجوم ایا نمک اول مینی معدوم و قیل
بولسه عشقیم دا قصوری کونگلی سے منگین بیامروت | عشقیم ارباب اولسه تاش کونگلی اینک واموم قیل
برچه نوردین ایم کوزومنی ابلا محروم ایلاونیک | برچه کوزنی اول پریوش یوزی دین محروم قیل
قیل سا ظلم اهل ظالم اهل غم تعلیمین یارب ایجین | چون تظلم دور ایشیم دائم مینی مظلوم قیل
تا کوزوم قوتلوق توری دین اوزکا ساری تو شمسو | سر نے کوز کورکی تیک تحتم غذا فی شوم قیل
تا بزنگ عشق حسفے دور ایچیم وا ای رفیق | اولسه فی اوق غرام تاشی وامر قوم قیل
دیما کیم یار بولکین همدم نوائے کونگلی دا | اندا مین سین برتامل ایلەن معلوم قیل

یک چندے سخن از کمال و فضل این امیر خیر رفت واکنون از صدقات جاریه و آثار خیرات او رقمی بر وجه صواب رود خلاصه سخن آنکه هر پیش بین وزیرک و عاقل در کار دنیا بنظر عبرت نکرد و درین دار عمل از کار دار جزا غافل و ذاهل نباشد این تامل دامنگیر همت این امیر خیر شده و همگی همت و تمامی نهمت ارجمندش بکار آخرت مصروف گشته و قاعده هاے صالحان پیش گرفته و توشه آخرت را از پیش فرستاده بیت

کار این جا کن که تشویش است در محشر بسے | آب اینجا خور که در دریا بسے شور و شر است

رائے صواب نمایش اقتضا کرد که فواضل اموال را صرف خیرات و مبرات نماید و دست تطاول میراث خواران ازان کوتاه گرداند پس بر فحواے کلام ملک علام مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ از خالص اموالش که در راه خدا برغم ریا و هوا درین ممالک بر مدارس و مساجد و رباطات و بقاع خیر و دار الشفا صرف و خروج کرده و اوقافیکه بر آن بقاع مقرر نموده تخمیناً پانصد تومان رائج کپکی باشد بیت

ذکر خیرت میرود در خافقین | اے علی شیر خدا ذکرت بخیر

اگر به تفصیل ذکر اعداد خیرات و مستحدثات این امیر کبیر رود کار بتطویل و اطناب انجامد چندے که در دار السلطنه هرات و بعضے از مشاهیر منازل و مراحل است مجملا ذکر خواهد شد اول اعمارت

دار السلطنه هرات است از مدرسه و مسجد جامع و خانقاه و دار الشفا و حمام جمله در یک محل بر کنار جوی انجیل که سلسبیل و انهار جنت از غیرت آن دیده تر دارند و مسافران در تمامی ربع مسکون بدین نزهت و محل عمارتی نشان نمی دهند و دیگر احداث رباط عشقیست و ذکر آن سابق درین تذکره ثبت شد و دیگر عمارت رباط سنگ بست است و ذکر آن نیز بمحل خود مرقوم شده و حالا در چند محل دیگر عمارات عالیه احداث می فرماید مثل عمارت سر روضه حضرت سید عارف قاسم انوار قدس سره و رباط دیرآباد به نواحی نیشابور که ثانی رباط ایاز خاص است بلکه ازان عالی تر و سنگین تر بعنایت الهی چند وقتست که همت عالی بر خیری گماشته که آب چشمه گل را که از مشاهیر عیون خراسانست و از متنزهات جهان و در اعلی ولایت طوس واقع است بمشهد مقدسه رضویه آورد و مجاوران و مقیمان مشهد مقدس را از جور بی آبی خلاص کرد و درین کار مدد همت اهل الله شامل حال این امیر کبیر است چه احسانیست که جباران و سلاطین درین کار عاجز اند و قریب ده فرسخ شرعی است منبع این آب که مجموع در ناهمواریها و سنگلیها آب می یابد آورد و این خیر بر جمیع خیرات شریفه اش شرف دارد و مشهد مقدس ازین جوی آب رشک بهشت برین و غیرت نگارخانه چین خواهد شد ان شاء الله تعالی قال النبی صلعم افضل الاعمال سقی الماء و باقی عمارات خیرات این امیر را بتفصیل نمی توان آورد چه از شمار عدد افزون است حرسه الله تعالی معالیه و شکر مساعیه و این کمینه مؤلف را بمدح این امیر خیر قصیده مطلع است در ترکی و فارسی چون سخن سخنوران که درین تذکره گذشته بنده را یارای آن نیست که در عداد فضلا خود را مندرج سازد اما بتقریب در مداحی این امیر کبیر شروع مینماید و این قصیده بعرض رساند

صبحدم اولدی درین پردهٔ نیلوفری　　جلوه بروی خسی نه مینا عروس خاوری

از افق باشدید بیضای موسی آشکار　　بو العجب کاران شب ازرفت سحر سامری

بولدی ظاهر نور ایمان کفر ظلمت پیشه دین　　شاه خاور دین هزیمت قیلدی خیل بربری

آتش خور عود شب را سوخت وه جای صبح　　آسمان کوی مهیت کرده شکل مجمری

دهر ظلمت دین خلاص اولدی زلیخا کوزی تنگ　　هر نظر لطف ایلادی یوسف نمنا باساحری

دیو ظلمت شد گریزان از سلیمان سحر　　صبح از یاقوت خور بنمود تا انگشتری

یوسف مه چهر چاه مصرده ایولدی عزیز — هر نظار آگاه را انکا هزاران مشتری

از طلوع شمسهٔ خاور جهان پر نور شد — وز نوای زهره در گوش آمدی دردی

کای جمالونینک قبلهٔ صاحب نظرلار منظری — عارضینک برگ سمن دیبرگ گلبرگ طری

تا ملایک دید رویت سجدها شکر کرد — عکس رخسارت چو پنهان گشت پنهان شد پری

ای قرلیچی کوزلارینگ سر فتنه دور قمر — کاکل مشکینلارینگ بولدی بلائی پری

چون کلامت منطق طوطی ندارد حالتی — با لبت شکر طری چون بود تو چون شیرین تری

طینتینک یارب ملایک دین مگر یوق کیم دنیا — بولدی ظاهر نسل دین سینینک دیک گوهری

لمعهٔ گر در خطا افتد ز نور عاقبت — بشکند نقاش چینی خامهٔ صورتگری

بو جهان دا حسن اقلیم مسلم دور سنکا — کیم فضیلتی تلپتی دورنینک واجب اسکندری

آسمان معرفت خورشید دین بحر شرف — انکه خورده گوشمالش گوش چرخ چنبری

مظهر دولت علی شیر اول که شیر حق ابرو — هر معارک ایتکاسی فتح و سعادت مشتری

آن چنان کز مقدم سید شده یثرب عزیز — گشته دار الفضیل عالم از وجود او هری

بحر حکمت دور انینک زیبا ضمیری روشنی — لولوی منظوم اول بحر شرف نینک گوهری

ای همین همت آباد ملک از عدل و داد — وی بدور دولتت گشته قوی دین نبی

بر خصایل هر که حاصل قیلغوسی اول عالیمقام — کیم کوپ اراند اق مقام دا روحینینک نوری

قیلسنگ گر میر نظامی انوری دیوانی نی — شامل عالم غم دور کامل بو سوز نینک ظاهری

آسمان در کشتی عمرم کند دایم دو کار — وقت شادی بادبانی گاه اندر لنگری

بیر نظر بر له بینی بحر مذلت دین چقار — نوح دعوت سین بلی طوفان دا قیلغیل یاوری

تا برین ایوان مینا حلقهٔ میم بلال — میکند گوش فلک را هر سر مه زیوری

بولسه ای حاکم سنکا محکوم دوران فلک — ماه اقبالنک جمالینک خسف و نقصان دین بری

حق سبحانه و تعالی ذات شریف این امیر کبیر را سالها بر مفارق شکسته حالان مستدام دارد بالنبی و اله ❖

ذکر امیر فاضل نظام الدین شیخ احمد سهیلی ره

واین نامدار عالی مقدار در الوس چغتای خانواده بزرگست واجداد کرام او از زمان دولت صاحبقران تیموری صاحب جاه وامرا بوده اند وبعهد دولت شاهرخی متکفل معظمات امور سلطانی واین امیر نیکو اخلاق از اقران واکفا ممتاز شده و در قبا از اهل عبا گشته وهمواره با درویشان در مقام خدمت وبا علما در مرتبه حرمت زندگانی کرده تا بمدد کیمیا خاصیت مردان خدا بدولت دنیا ودین امروز مشرف ومفتون است ونزد سلطان عالم محترم وبنظر همگنان معزز ومکرم بیت

توسهیلی تا کجا تابی وکے طالع شوی　　عکس تو بر هر که می افتد نشان دولتست

حالا این امیر فاضل صاحب دیوانست نگین خامتش مزین دیوان ترکی سلطان عجم است ویکی قلمش محرر دیوان اشعار که سفینه بحر دقایق وگنجینه رموز حقایق است

خامتش کار جهانی بدرمے راست کند　　قلمش گنج معانی بدرمے افشاند

ومن بنده ازین امیر فاضل شنیدم که فرمودند که من در عنفوان جوانی ایام شباب بملازمت شیخ العارف آذری علیه الرحمه رسیدم واز همت آن حضرت دریوزه کردم وطبعم بر گفتن اشعار قادر بود وتخلصے چنانکه مناسب باشد نمی یافتم التماس کردم که شیخ مرا بتخلصے مشرف سازد وبندگی شیخ مجلدی در دست داشتند وفرمودند که این مجلد کتاب را بتفأل بکشائیم شاید لفظے که مناسب باشد بیرون آید چون برکشادیم بر اول صفحه لفظ سهیل برآمد بغایت مستحسن شمرده بجهت من سهیلی رقم کرد وبعد الیوم ابواب معانی بر رخ من گشاده شد وفیض همت مردان بمن رسید لاشک همت مردان کمتر از طلوع سهیل نیست که در بدخشان سنگ را لعل ودر یمن چرم را ادیم میکند اگرچه چنانچه فضلا جلد دیوان سهیلی از ادیم سازند ولعل بدخشانی بر گفتهائے رنگین او افشانند هنوز از حق انصاف بیرون نیامده باشند تخصیص مطلعے که این فاضل را دست داده وآن مطلع اینست :-

بروز غم بغیر از سایه من نیست یار من　　ولے او هم ندارد طاقت شبهاے تار من

اما از دیوان ترکی وفارسی این امیر فاضل دو بیت اختیار نموده ثبت افتاد -

ای منی جوره جفا بالی وامقد او ایلاکان　　او رکالار بیرادنا قصری بے بنیاد ایلاکان

نباشد خانهٔ زرکاری شاهی هوس مارا | که این دیوار محنت خانهٔ اندوه بس مارا

گمان مؤلف آن است که اشعار این نامدار درین دو زبان لطیف و مصنوع افتاده است و در مطلع اول او را بمعنی خاص بوقوع پیوسته که در دواوین استادان مقدم کم دیده ام همانا از زوادات طبع لطیف اوست و انوار و اسرار او شهرت اشعار سهیلی همچون نور سهیل از حدود بدخشان تا ملک یمن تابان و سیار است حق تعالی فیض انوار هدایت نصیب روزگار این نامدار کناد و بر عمر و جوانی و فضیلت و کامرانی او برکت بخشد ٭

ذکر وزیر کامل فاضل افضل الدین محمود عز نصره و مرقده

بیت :-

بعهد مملکت جم گر آصف او بودے | نیوفتادی خاتم بدست اهرمین

فلک تا صدر وزارت بارباب استحقاق مے سپارد و زمانه تا مسند عزت بوجود بزرگان میآراید الحق باستحقاق فضل و کمال و علو همت و آثار کفایت مثل این وزیرے بصدر ظهور نیاورده

گر جمع کنند بهر اعلی | فضل فضلا و فضل افضل

از هر ملکے بجائے تسبیح | آواز آید که افضل افضل

والد بزرگوار این وزیر نامدار صاحب مغفور خواجه ضیاء الدین احمد طاب ثراه از صناوید کرمان بوده و آبا و اجداد منصب مقدمی و پیشوائے ملک کرمان بلکه وزارت سلاطین زمان محروثی خاندان این وزیر باستحقاق است حسب مکتسب نسب شریف این بزرگوار را باوج عیوق رسانید

چون حسب با نسب افضل و هنر یار شود | آدمی زین دو صفت افضل احرار شود

منصب وزارت تا بیمن قدم مبارکش آراسته شد کار مملکت رونقے تمام و حال رعایا انتظام ما لا کلام یافت قلم عطارد القاب او را اکفی الکفاة نوشت وزیر اعظم بااو شمس الوزرا خطاب کرد سخاوت و الطاف این نامدار کرم بزرگان برمک را لاشئی کرد هیچ وجه بے دریغش سجل سخاوت حاتم را طے فرمود صاحب راے اگر از کفایت و کاردانیش رمزے شنیدی بیشک از محاسبان دفاترش گردیدے بیت

چنان داد انتظامی حکمتش کار خراسان را　　که درگاه سکندر داد ارسطو ملک یونان را

فایل ع خواجه جهان نظام الملک الحسن طوسی تغمده الله بغفرانه بجهت فرزند خود فخر الملک در نصیحت نامه نوشته که مملکت پادشاهی را حکما بمثابه خیمه تصور کرده اند و رعایا مثل اوتاد خیمه اند که بے اوتاد قیام خیام محال باشد و امرا بر طور طنابهاے خیمه اند که بقوت اوتاد که رعایا اند خیمه را برپاے دارند و عمله و کارداران بر هیأت طنابهاے کوچک اند که آن را غرض مے نامند از خیمه که ملک است قوتے حاصل مے سازند و دست بدامن امراے که طنابهاے بزرگ زده و بحمایت قوت ایشان در آمده و وزرا بر مثال ستون خیمه اند که بار خیمه و طناب و شرح و ما فیهما همه بر ستون است چه وزیر را گویند و وزیر بار کش لاشک بار دل همه ملک و ولایت و لشکر بر دل وزیر خواهد بود پس ستون خیمه را چهار صفت باید که شایستگی و صلاح ستون بدرگاه ملک او را حاصل باشد و آن صفت چهارگانه راستی است و رفعت و صفاے ظاهر و باطن و ثبات قدم پس وزیر باید که با خدا و خلیفه خدا و بندگان خدا راستی ورزد و وجود خود را در خویشتن داری و ناموس ملک مرتفع دارد و بصفاے ظاهر و باطن آراسته باشد و تحمل و ثبات را شعار و دثار خود سازد و از خبث باطن و اعوجاج دور باشد که چوب کج شایستگی ستونی نداشته باشد غرض از تحریر این حکایت آنکه این صفات در ذات این وزیر موجود است و با وجود ملازمت درگاه و ملک و ولایت محنت تکرار مطالعه بسیار را بر خود آسان کرده لیلاً و نهاراً بکسب فضایل علم و حکمت مشغول است و مجلس مسایل علمی و ایما مے کوشد و عروس الفاظ را کسوت معانی مے پوشد و اوقات شریفش وا بما بنشر علوم و صحبت علما مقتضی است و در شاعری خواجوی کرمانی از گلزار اشعارش گلبندی تواند بود و از دیوان او سلمان ساوجی علمدار بیست در مدح پادشاه اسلام قصاید محکم و غزا دارد که اگر بر کوه بر خوانی لرایته خاشعاً متصدعاً و خسرو روزگار را در تحسین این وزیر مدار مبالغتے تمام است و ما از واردات آن دستور عالی مقام مطلع غزلی خواهیم آورد که در حالت زهد فرموده و بس نازک و محیل است و از معنی خاص با نصیب

نگوئی چشم خود بستم براے رفع آزارش　　خیال روئیت آنجا بود پوشیدم ز اغیارش

حق تعالی ایمن الزوال را از روزگار این وزیر با اقبال دور دارد و ظل ظلیل او را بر رعایا

ممدود گرداناد دولت اورا امتداد تا یوم التناد وبمحمد واله الامجاد

ذکر مفخر الصدور والعظام ونتیجة الاکابر خواجه شهاب الدین عبدالله مروارید

حق سبحانه وتعالی آنچه از اشراف الناس باید وبکار آید از علم وفضل وطهارت باطن ولطافت ظاهر واخلاق حمیده وهنر پسندیده بدین ذات ملک صفات ارزانی واشته خطش در رعنایے کجناح الطاؤس وانشا لیش در زیبائی کنشاة النفوس است سخنش در متانت ناسخ یاقوت کفاتیش دیوان صدارت بقانون ساخته وقانونش ولهاے عشاق رابے قانون کرده لاجرم طبع سلطان روزگار که معیار فضیلت است بتربیت این فاضل مایل شده وبزرگان که هنر شناسان روزگار بلکه خلاصه لیل ونهاراند همواره خواهان صحبت وجویان مواصلت این معدن فضیلت اند :-

باش تا این اصل وهمت را نماید برگ وشاخ　　باش تا این طایر دولت کشاید پر وبال

والد این خواجه فاضل دستور اعظم خواجه شمس الدین محمد مروارید ادام الله تعالی اقباله بها باستحقاق وزیر سلاطین بوده واز صنادید اعاظم کرمانست بزرگے نیکو اخلاق وخداترس وصاف اعتقاد بود ودرویش نفس است والیوم از تشویش ملک پائے همت بیرون برده وباختیار از شغل وزارت استعفا خواسته همواره بخیرات ومبرات مشغولست واز صحبت شریف اهل حق وعلم وفقر محظوظ وبا نصیب جزاه الله خیراً واین وزیرزاده را تقرب درگاه سلطان گیتی پناه حاصل است ومناصب عالیه بدو مفوض ومخصوص است امید که پایه قدرش بذروه عالی رسد وشام شبابش بصبح الشیب نوری پیوندد انه علی ما یشاء قدیر وچون طبع کریم این بزرگ نامدار بگفتن اشعار مایل است وشعرش در متانت ثانی شعر انوریست وعنصر طبعش دوم عنصری واجب نمود درین تذکر مطلعی از اشعار مختارش با یراد رسانیدن وبندگی مولانا نورالملة والدین عبدالرحمن جامی راست :-

نوبهاران که دمد شاخ گلی از گل من　　غنچه مایش بود آغشته بخون دل من

وخواجه شهاب الدین عبدالله نیز تتبع مولانا درین مطلع فرمایه بیت

آه کز هرکه وفا بود امید دل من | غیر نومیدی ازو هیچ نشد حاصل من

و مؤلف این تذکره بنابر حکم این بزرگ زادهٔ فاضل این گستاخی نموده جواب این غزل گفته بحکم المأمور معذور و این است آن غزل مذکور غزل

دلبری را مکش از غمزه بغم دل من | هر زمان قصد هلاکم مکن ای قاتل من
می کشی خنجر و خون میخورم از حسرت آن | که نشود رنجه دم تیغ تو از بسمل من
قابل دولت غمهای تو آیا دل کیست | نیست مقبول تو باری دل ناقابل من
یار بگذشت و رقیب از اثر او برسید | آه از بخت بد و دولت مستعجل من
سر نهم بر سر آن کوی علائی زان رو | تا دم حشر در انجاست همه منزل من

ذکر وزیر زاده مکرم خواجه آصفی ره

و این بزرگ زاده نیز از خاندان وزارتست و پدرش دستور اعظم خواجه نعیم الحق والدین نعمت الله کساه الله بلباس الغفران بروزگار خاقان سعید ابوسعید انار الله برهانه وزیری به استقلال و استحقاق بود و از جمله وزرای روزگار چون او بکاردانی و حساب شناسی کفایت وزیری نبود و پدر خواجه نعمت الله خواجه مولانا علاء الحق والدین علی بروزگار حضرت صاحبقرانی کفیل مهمات سلطان بوده مشرف خزانه عامره مرحوم خاقانی و با مروت و از او آثار اولیاء الله دیده اند گویند که عمله و باقی داران را که بر درگاه صاحب قرانی باینها و عقوبت مبتلا می دید بعضی را که تکلیف ما لا یطاق بود برات از خزانه بدیشان می داد و ایشان را از زجر خلاص میکرد و پدران مرحوم میگفت که نوبت مروت من گذشت و نوبت مروت شما مانده است زهی توفیق که علمداری نیز مایل بندگان خداست بهر صفتی که باشد رضای خدا بهانه میطلبد

گر طاعتی چنان نکنی کان سزای اوست | بارے بقدر خویش که رحمت بهانه جست

و این بزرگ زاده در شاعری مرتبه عالی و در فضیلت درجه والی دارد و الیوم امرای این روزگار اکرام این بزرگ زاده باقصی الغایه میدارند حسب شرافتش و نسب منیف او ملازمان عظام او شاهد عدالت دعا از سخنان خیال پرور ایهام اندیش او که در صدف معانیست مطلعی ثبت خواهیم کرد

بسے خورا در آب دیدہ چون ماہی طن دیدم   کہ تا قلاب زلفش را بکام خویشتن دیدم

حق سبحانہ ابواب فیض بر طبع کریمش باز دارد و بر کردار اسلاف عظامش در روزگار او را سرافراز گرداند منہ لا بی بعدہ و عزتہ ؛

معذرت در ختم کتاب و نکات تاریخ و مقامات حضرت سلطان حسین بہادر رہ

سرکشی توسن ادہم قلم از حد گذشت خوف تطویل و اطناب بعد ہذا در حساب است امّا اصحاب اشغال را بعد از تردد روزے در شبہا استراحتے مفید است و با افسانہ الفتے واجب ہمانا این افسانہا مدد خوابست ؛

آنہا کہ محیط فضل و آداب شدند   در حل دقیقہ شمعے اصحاب شدند

رہ زین شب تاریک نبردند برون   گفتند فسانہ و در خواب شدند

ای عزیزان حال عالم و عالمیان فسون و فسانہ پیش نیست و دو روزہ مہلت زندگانی ناپایدار ستعار زیادہ نہ از افسانہاے حریفان گذشتہ عبرت باید گرفت و از خواب گران فنا اندیشہ باید کرد ؛

ای از می فریب چو نرگس بخواب ناز   بگذشت روزگار خوشی چشم باز کن

مریدے گستاخ نزد حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ از کیفیت دنیاے دون سوال کرد شیخ بزرگوار آہے برکشید و این شعر بر مرید خواند شعر

حال دنیا باز پرسیدم من از فرزانہ   گفت یا خوابست یا بادست یا افسانہ

گفتمش ہر کس کہ مہر دل بر و بربست دل   گفت یا غولست یا دیواست یا دیوانہ

حق تعالی اعیون اولوالابصار را بسرمہ توفیق مکحل سازد و راہ تحقیق بہمگنان نماید

ذکر مقامات و حالات پادشاہ اسلام ابوالغازی سلطان حسین بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

ہر چند ذکر این مقامات و شرح این درجات در قدرت بشری و طاقت انسانی نہ دنیا مدہ اگر

مثلاً محمد جریر طبری و حمزه اصفهانی و اصطخری که مورخان دانا و حکمای توانا اند زنده بودندی از عهده عشر عشیری از ذکر مقامات و حالات این خسرو رستم دل سهراب هیبت بیرون نتوانستے آمد قلم ضعیف این نحیف چگونه درین شغل خطر جاری گردد فاما از هزاران یکے و از بسیار اندکے نمودن و کتاب را بر ذکر و مقامات این خسرو عالی منقبت ختم کردن اولی است :-

رسم ترنجبست که بر شاخسار ‏ ‏ پیش دهد میوه پس آرد بهار

روزگار شریف لطیف حضرت اعلی بهار زندگانی است لابد افعال و کردار و مقامات او شگوفه و ریاحین این نو بهار باشد عادت مورخان و مؤلفان تاخیر در تقدیم لایح است پس برین نسق تتبع اکابر ماضی نموده کتاب را بر حالات حضرت اعلی خاقانی ختم کردیم و از مشاهیر جنگها و مصافها که آن حضرت را دست داده که عقل عقلا دران عاجز است بر سبیل پیشکش یک تعفه گذرانیدیم باید دانست که این خسرو نامدار کریم الطرفین است و از احفاد و ذریت صاحبقرانے که هیچکس را این شرف و منقبت حاصل نیست و از جانب پدر و مادر این خسرو بزرگوار صاحبقران است و پیوستگی با سلاطین قدیم ماوراء النهر نیز دارد از طرف ام و درین تذکره شرح دادن آن وصلت که صاحب قرانے را با شاهزاده میرزا میرک که پادشاهزاده ماوراء النهر بوده است حاجت نبود چرا که آن قضیه اظهر من الشمس است و در ظفرنامه مذکور و چون این خسرو نامدار بسن شباب رسید آثار جهانداری و انوار فضایل و بختیاری در جبین عالم آرایش واضح و لایح بود و بعد از وفات بابر سلطان در مرو شاه جهان رایت جهانداری برافراشت و در شهور سنه خمس و ستین و ثمانمایه بر تخت شاه جهان که ام الممالک خراسان است جلوس کرد بیت

ای هر اول کرده از یاری رخی هیچو سحر ‏ ‏ دعوت دین آشکارا چون ابو مسلم ز مرو

و بعد از جلوس و خروج اول قضیه فتح استراباد است و کشتن حسین بیگ سعدلو شعری از ان سمت رقم یافته و آن مصارف را جهانداران اقرار دارند که از سلاطین ماضی هیچ آفریده چنان مصافی نکرده و فتحی نیافته و دوم مصاف سلطان محمود میرزا بنواحی استراباد و فتح آن مملکت در شهور سنه خمس و ستین و ثمانمایه سلطان ابوسعید ایالت استراباد بفرزندش سلطان محمود بهادر داد و خود بدفع میرزا جوکی ولد امیرزاده عبد اللطیف عزیمت سمرقند و شاهرخیه نمود و

امیر شیخ حاجی جاندار را که از امرائے شاهرخی و مرد کار دیده و مبارز بود بملازمت شاهزاده سلطان
محمود نصب کرد حضرت خلافت پناہے فرصت غنیمت شمرده باندک لشکرے از جانب خوارزم
و دشت قپچاق عنان عزیمت بصوب استراباد معطوف فرمود سلطان محمد و امرائے عظام او
جلادت نموده با لشکر سنگین در مقابله استادند و در مقامی که آن را جوزولی گویند بقرب استراباد
حربے عظیم دست داد و در آخر حضرت اعلی را ظفر روے نمود و مخالفان مقهور و رایت فتح و نصرت
عالی منصور شد و سلطان محمود منهزم گردیده بهرات گریخت و امیر شیخ حاجی بقتل رسید و حضرت
خلافت پناہے بر باقی حشم و لشکر رحم نمود و جمله را در حرم امن و امان حمایت داد و ممالک خراسان
بعد از ان حضرت اعلی را میسر شد سوم مصاف ترشیز است و کیفیت چنان بود که بوقتے که سلطان
ابوسعید باستقلال تمام فارغ البال در تخت هرات نشسته بود و دران حین حضرت خلافت
پناہے از طرف دشت قپچاق و خوارزم عنان عزیمت بجانب خراسان معطوف فرمود و قطع مراحل
کرده به نیشاپور آمد و مخیم نزول اجلالش گشت سلطان ابوسعید بهم بر آمد و خواست تا بنفس نفیس
خود متوجه گردد باز اندیشه کرد که مبادا بے ناموسی دست دهد و دست برد حضرت اعلی خاقانی دیده
بود اکثر امرائے نامدار خود را مقدم هم امیر محمد علی بخشی را بحرب حضرت اعلی بجانب ترشیز و نیشاپور بایلغار
فرستاد در شهور ثمان و ستین و ثمانمایه در نواحی ولایت ترشیز حضرت اعلی را با آن لشکر حرب واقع شد
و با وجود نود مرد مسلح با حضرت اعلی زیاده نبودند و لشکر خصم ده هزار مرد مسلح و مکمل بناه بلطف حضرت
اله آورده اندیشه ننمود و رستم وار بران لشکر بزرگ زده و مار از نهاد آن قوم بر آورده بیک لحظه آن
حشر محشر ظاهر کرد و محمد علی بخشی بطرف خداوند خود گریخت و حضرت پادشاه اسلام از سر جریمه یاغیان
لشکر در گذشت و جمله را عفو فرمود و از ترشیز میخواست تا عزیمت حرب سلطان ابوسعید نماید امرا و
ملازمان صواب ندیدند و باز بمقتضاے العود احمد بطرف دار الملک خوارزم معاودت نمود چهارم
فتح ملک خراسان و جلوس آن خسرو کامگار بر تخت دار السلطنه هرات و این قضیه در نوروز او دئیل
بود و بماه مبارک رمضان سنه ثلث و سبعین و ثمانمایه بیت

خدا میخواست رد لق ملک دین و شرع ایمان را ... که ارزانی بسلطان کرد اقطاع خراسان را

چون واقعه سلطان ابوسعید بر وجهے که شطرے ازان بقلم آمده بوقوع پیوست در آذربایجان

درآن حین آن خسرو نامدار از طرف دشت قبچاق بمدعاے تسخیر ملک آذربایجان بسرحد خراسان
آمده بود و کاربدان نزدیک رسیده که خراسان را فتح کند خبر شکست سلطان ابوسعید خود سبب
شوکت این خسرو عالی مقدار شده و در شهر رجب سنه مذکور بدولت و سعادت از حدود ابیورد
عزم مروشاهجهان نموده امیر کبیر شجاع الدین ولی بیگ بهادر را بجهت تسخیر مشهد مقدسه و
نیشابور و باقی ملک خراسان نامزد فرموده بدین طرف گسیل کرد و بیمن الطاف خداوندی دولت
پادشاهی ازدحامی بر امیر جمع شده فتح این طرف میسر شد و دران حین شاهزاده سلطان محمود
از طرف آذربایجان منهزم بدیار خراسان رسید و جمعی کثیر از لشکر سلطان ابوسعید در راه بدو ملحق
شدند و آن شاهزاده در نواحی جام با میر ولی بیگ مصاف داد و شکست یافت و چون منهزم
بهرات رسید خبر توجه حضرت اعلی استماع نمود و ثبات نیافت و از اضطرار فرار نموده راه حصار ختلان
پیش گرفت و دران حین چهل دختران و بادغیس مضرب خیام عساکر ظفر پیکر بود و از عنایت
الهی و الطاف نامتناهی سرداران سلطان ابوسعید فوج فوج دولت صفت روے بحضرت
خاقانی آوردند و شرف دست بوس میافتند کما قال الله تعالی یدخلون فی دین الله افواجا
و حضرت اعلی نیز عنایت پادشاهانه شامل حال همه گان نموده از ما مضی گذشت و همه را بدستور
سلطان ابوسعید مراتب و مناصب مقرر داشت و از کمال عاطفت و اخلاص که ذات این
پادشاه را جبلی فطریست بارها بر زبان مبارک جهت سلطان ابوسعید تاسف جاری ساختی و
فرمودی که آن حضرت مرا بجاے پدر و اعمام بود کاشکے این نکبت بدان سلطان عالی قدر
نرسیدی و من از نیل مرام سلطنت محروم بودمے این سخن مے گفت و قطرات عبرات
بر چهره مبارکش از فواره عیون جاری مے شد زہے شفقت و انصاف و زہے اخلاص و الطاف
لاجرم حق تعالی ملک مکتسب صاحبقرانے را موروث این خسرو عالی منقبت نموده سراپرده
سلاطین مقدم را بزیور وجود شریف او اراسته است تمکین این پادشاه فرشته اخلاق در این سلطنت
باستحقاق قرنهاے بیشمار باد و فرزندان کامگار و اتباع نامدارش را سلطنت و خلافت تا قیام
قیامت باقی باد پنجم مصاف نوبت اول با میرزاده یادگار محمد بن سلطان محمد بایسنغر و این مصاف
آن بود که چون بتوفیق یزدانی و سعادت آسمانی سلطنت خراسان پادشاه اسلام را میسر شد

امرای کبار و اعیان و یازجگی مطیع رای همایون گشتند امیر ابو النصر حسن بیگ امیرزاده مذکور را
که وارث ملک مذکور بود از زمان ماضی نشو و نما در میان ترکمه یافته بود نامزد ایالت این دیار
نموده لشکر جرار و سواران نیزه گذار با او همراه کرده بطرف خراسان فرستاده امرای نامدار خراسان
و سرداران سلطان ابوسعید را در مصاحبت و ملازمت آن شاهزاده بدین صوب فرستاد و امیر
زاده یادگار محمد یعقوب حسن بیگ و سپاه ترکمه و دیگر می داشت ملک امرای نامدار از حدود عراق
بجانب خراسان نهضت نموده و اول میل استراباد کرده آن حدود را بگرفت و امیر شیخ زاهد طارمی
را که از قبل حضرت پادشاه روزگار حاکم آن دیار بود منهزم گردانید و چون این خبر در تخت هرات
بسمع اشرف همایون رسید فی الحال باحضار لشکر ظفر پیکر مثال داد و بر عزیمت حرب یادگار محمد عنان
عزیمت بجانب استراباد معطوف فرمود بیت

درآمد ز در که غو کرّنای   زمین چون زمانه درآمد ز جای

بعضی امرای نامدار که بایلغار پیشتر از موکب همایون آمده بودند از استیلای دشمن
ستوه گشته ملتجی بکوه شده بودند که بنواحی جبال سیلاق خوار زمی مرغزار که بنواحی دربند شقانست
تا بخت مدد کرد و اقبال روی نمود و در شهر صفر اربع و سبعین و ثمانمایه پادشاه اسلام از طرف مستقر
دولت با امرای نامدار رسید و امرا از بهجت این ابیات میخواندند.

زهی با آمدنت بخت مرحبا کرده   بروی خواب تو دولت نظر صفا کرده
ستاره خیل ترا دیده و ثنا کرده   فرشته روی ترا دیده و دعا کرده

و روز دیگر که دشمن در کوه شقان نزول نمود خسرو جوان بخت بآیین لشکر و پیکار مشغول
گشت و از قله کوه چون لشکر انبوه خصم در نظر آمد سرداران متوهم شدند و بعرض رسانیدند که مصلحت
آن است که این جبال مستحکم از دست ندهیم که لشکر خصم انبوه می نماید پادشاه بانگ بر امرای
نامدار زد و این بیت خواند.

که گر من ز دشمن هراسان شوم   همان به که با خاک یکسان شوم

و در دم میمنه و میسره را ترتیب داد

روز دیگر کین سپهر لاجورد   نصب کرد از جیم جوز منجوق زرد

پادشاه اسلام بعزم رزم دشمن رخش دولت راکب گشت و در نواحی بند شقان حربے
در پیوست که هفت خوان و پیش آن تاختن پیش نبود و نبرد اسفندیار بسیار زابل در مرتبه
آن جولانی زیاده بیت

برات مرگ میآمد ز دست قابض ارواح　　بصد زاری همی ارواح می گوید براشباح

نسیم فتح عاقبت از مهب آباد امال این خسرو صاحب اقبال وزیدن گرفت و درج القدس
آیات فتح خواندن بنیاد کرد و بسے بر نیامد که رایت خصم معکوس و دولت دشمن مغلوب و منکوس
گشت و امیرزاده یادگار محمد بصد حیله جان بسلامت زان گرداب بلا بیرون برد و بعضے از
امرای ترکمه و چغتای که در مصاحبت و ملازمت شاهزاده مذکور بودند مقید طناب مالک
القاب پادشاهے گشتند خسرو جمشید دولت نماز عصر آن روز در جناران بدولت نزول
فرموده فتحنامه باطراف ممالک روان ساخت و جهت تقدیم سیاست از امرای
ترکمه و چغتای دو سه تن را طعمه سباع و طیور گردانید و بر باقی اسیران بچشم مرحمت نظر
فرمود بیت

رو بدای اسیران سوی خانمان　　بمن تان دعا باد تا جاودان

تمامی اسیران و صناع و سپاهیان که بر موطن خود نزدیک رسیده بودند فارغ البال
دعای دولت پادشاه اسلام گویان از راه اسفراین متوجه دار السلطنت هرات و بلاد خراسان
شدند خسرو عالی مقدار منصور و مظفر عازم دار السلطنه هرات گشتند و این فتح در سنه اربع و
سبعین و ثمانمایه بود موافق پارس ئیل ششم قتل امیرزاده یادگار محمد است و فتح دار السلطنه
هرات کرت دوم و درین کار که بدست خسرو نامدار بر آمد عقل عقلا عاجز است و این دست
برد از رستم و ستان نشان نداده اند و در رزم بهرام گور با خاقان بدین دستور نبوده چه در تاریخ مذکور
است که بهرام گور خاقان را با سی صد نفر مرد بزدو بکشت در حالتے که نود هزار مرد با خاقان بود
تا ما آن شبیخون در صحرای بوده و این کار که این خسرو نامدار نموده در مستقر سریر سلطنت بوده با وجود
چندین در بند و چندین پاسبان و حفظ و مصر جامع القدره تا لعظمه الله تبارک و تعالی و سبب این
قضیه آن بود که چون آن شاهزاده یادگار محمد شکسته و منکوب شده و بار استعانت بامیر کبیر

ابو النصر حسن بیگ آورده داد و دیگر بار لشکر گرانمایه جهت او ترتیب نموده در مصاحبت امیرزاده
مذکور او جمله قرابتان خود یوسف بیگ را با چند از امرای ترکمه مقدم هم یعقوب بیگ بود بطرف
خراسان فرستاد و آن لشکر بیادگار محمد ملحق شدند و بصوب خراسان روانه گشتند و ولایت سبزوار
و اسفراین و جوین را مسخر ساختند و چون اعلی حضرت خلافت پناهی خبر قدوم یادگار محمد بدین
نواحی استماع نمود از دار السلطنت هرات عازم حرب ترکمه و یادگار محمد شد و در حدود جاجرم قراولان
هر دو سپاه مابین جاجرم و جوین ملاقات کردند و بعد از حرب و کوشش بسیار قراول یادگار
محمد شکست یافت و نعمت خوارزمی که از متعینان روزگار و بهادران لشکر یادگار محمد بود با چند
نفر از خاصان امیرزاده مذکور گرفتار شدند و حضرت اعلی النعمت را با اکثری از گناهگار سیاست فرموده
بیاسا رسانید و یادگار محمد و لشکر ترکمه از این معنی متوهم شده شب از قصبه جاجرم فرار نمودند و حضرت
اعلی مظفر و منصور مراجعت فرموده حسن شیخ تیمور را بایالت استراباد تفویض فرمود و بنفس مبارک
در النگ رادگان قرار گرفت و احشام ترکمه خراسان را گرد کرده بخود جمع نمود و یادگار محمد بعد از انهزام
باز استقرار کرده از جناشک که از اعمال بسطام است آمد شد با حسن شیخ تیمور در میان آورد و آن
روباه بازگرین صفت یادگار محمد میرزا را با خود خواند و در ظاهر گرگان بدو پیوست و آزرم حضرت
اعلی را از میان برداشت و باز شیخ علی پرناک که از اعاظم امرای ترکمه و قرابت حسن بیگ بود
بدو پیوست و قوتی و شوکتی تازه روی بیادگار محمد آورده عزیمت خراسان درست کرد و در شهور
ذو القعده من شهور سنه اربع و سبعین و ثمان مایه با اهل فتح از فیروز غند عازم خراسان شد حضرت
صاحب قرانی حرب را مکمل و مستعد شده از رادکان می خواست تا پذیرا شود و لشکریان و جوانان
و بعضی امیرزادگان نافرمان با دیده شوخ چشمی این خسرو فیروز بخت بنیاد روگردانی و بدغا بازی
مشغول شدند خاطر مبارک اعلی ازین معنی متاثر شده روی بتخت هرات آورده و هر روز از معسکر
ظفر پیکر فوج فوج روگردان شده بخصم می پیوستند حضرت اعلی معاینه می دید که این نادانان
تبر بپای خود میزنند و این شوربختان خطا از صواب نمی دانند اما باراده علام کالانعام جز قدرت
ذو الجلال و الاکرام هیچکس برنمی آید رای رزین خسرو نیکو سرانجام چاره جز آن ندید که یک چندی
تخت را بگذارد و تا بخت بر سر مددگاری آید برین عزم از دار السلطنت هرات آورد و ق و احمال خلصان

ودیگ جهتان را همراه واشته متوجه فیضآباد میمنه وصوب بلخ شد و یادگار محمد با جمعی از ترکمه بشهر هرات آمد و دست بظلم ناشایست بدرآوردند و بندگان خدا بظلم و دست انداز لشکر بیگانه و بی فهمی پادشاه گرفتار شدند و ترکمانان جلف بدزبان به بیداد دست برآوردند و فسوق و فجور آشکارا کردند و آن مظلوم کج فهم بداد هیچکس نمی رسید بلکه یارای پرسش نداشت عجزه و رعایا فریاد برآوردند که اغثنا یا غیاث المستغیثین و چون این خبر بسمع شریف حضرت اعلی رسید غیرت و حمیت اسلام دامنگیر پادشاه ایام شد و با امرای دولت فرجام گفت روا باشد که جائی که من زنده باشم در ملک اسلام این بیدادی رود حضار مجلس باتفاق هزار جان ما فدای پادشاه اسلام باد این را با جهاد اکبر برابر میدانیم فی الحال از میمنه قلب و جناح لشکر ترتیب داده به عزم دار السلطنه هرات با هزار مرد کاردیده دو اسپه برنشست

شد روان از میمنه سلطان فرخ روزگار فتح و نصرت بر یمین و بخت و دولت بر یسار

القصه سه شب و سه روز راه و بی راه می پیمودند نماز دیگر روز چهارشنبه ماه مذکور در نواحی باغ غیس در باغی از لشکر یاغی معدودی چند یافتند تفتیش احوال و تفحص قضایا نمودند آن مردم گفتند یادگار محمد مسرور و فارغ البال بعشرت مشغول است و امرا همچنین هر یکی با شاهد خفته و هر کس با حریفی نهفته حضرت اعلی چون خبر مخالفان برین نهج استماع نمود مسرور گشت و گفت :-

ای دل و دلدار چونت یافتم

فی الحال مردان کار را دلداری می نمود و حیا خانه عالی را بر جوانان قسمت فرموده هر یکی را از امرای عظام بگرفتن یکی از سرداران شهر تعیین کرد و بتعجیل از کوه کیون فرود آمده نیم شب بنواحی تربت عنبر سرشت مقرب باری عبد الله الانصاری علیه الرحمه رسید و از روح پر فتوح خواجه دریوزه همت کرده صبح کاذب بخیابان هرات درآمد و بتعجیل بدر باغ زاغان دوانید و بعضی دربانان و مستحفظان کوشش نمودند بجایی نرسید بضرب تبرزین قفل دروازه را در هم شکسته حضرت اعلی بفتح و فیروزی بباغ درآمد قضا را آن شب یادگار محمد مست و در بر محبوبه خفته بود آواز عربده بگوشش رسیده سراسیمه برجست و آن شب را روز قیامت دید آشفته وار میخواست تا خود

را بگوشه باغ متواری ساز و جمعی خاصان حضرت اعلی او را گریبان گرفته پیش سلطان آوردند شاهزاده قالب از روح تهی شده از روی سراسیمگی در زمین می نگریست پادشاه روزگار روی بدو کرده گفت ای بی حمیت از ما عارت آمد و شرم نکردی ترا که همیشه مطیع و فرمان بردار آبا و اجداد ما بوده اند که بگستاخگی ترا که بر تخت شاهرخ سلطان جلوس می نمائی و جمعی ظلمه را بر رعایای ملک موروث ما بظلم و بیداد مسلط میسازی

ای سیه رو زرد گردی روی سرخ آل را

فی الحال اشارت کرد تا سیافان بسیاست آن شاهزاده را بگذشتگان قبیله ملحق گردانیدند وکان ذلک فی لیلة الاربعا سابع عشرین صفر سنه خمس واربعین وثمانمایه علی الصباح لشکر ترا که فزون از قیاس بودند فوج فوج فرار می نمودند پوست بر اعضای ایشان از حیث هیبت و سطوت پادشاه خشک شده بود و امرای عظام بهر جا که نامزد شده بودند مخالفان را بدرگاه عالم پناه می آوردند و حضرت اعلی امیر علی جلایر را از روی سیاست بیاساق رسانید و ذیل عفو بر جرایم جمیع مجرمان پوشیده و بمقتضای ارحم ترحم بهجت و سروری که از عنایت حق سبحانه و تعالی واصل بروزگار این خسرو نامدار شده بود زیور عفو بر صفحات اعمال همگان مرتسم گردانید لمؤلفه

کیست از شاهان که داده جز در عدل فاریاب — ره نورد خویش را از چشمه مرغاب آب
تا خلق آورده تا تخت هری وقت سحر — همچو خورشید او فرو شسته ز چشم خصم خواب
اینچنین دولت که اگردد میسر در جهان — وین چنین کامی که یابد غیر شاه کامیاب
یارب از لطف و کرم این دولت جاوید را — در رواری وایا از انتقال و انقلاب

هفتم فتح اندخود است و مصاف شاه زاده سلطان محمود و حقیقت این قضیه آن است که شاهزاده مذکور شکسته از جانب هرات بطرف حصار روان ملک راند و در اندک فرصتی حشمتی و شوکتی یافت و بتمنای ملک گیری لشکری آراسته جمع نموده بلخ را مسخر کرد و حضرت اعلی در آن حین بتلافی خرابی که لشکر ترا که در خراسان نموده بودند مشغول بود چون خبر استیلای شاهزاده مشار الیه بشرف اعلی رسید کمر همت بر دفع شاهزاده مصروف فرمود و از حد جرجان و مازندران تا نواحی مرغاب لشکر و سپاه بر خسرو گردون اقتدار جمع شدند آنگاه بتصحیح مکاتیب بشاهزاده فرستاد و مضمون

انکه ای قرة العین سلطنت وای ثمرهٔ شجرهٔ خلافت مکن و انصاف پیش آر و آزرم گوش کن امروز پشت لشکر و روی دولت منم و بمقام برادری بمرتبهٔ فرزندی قناعت نمای و تعین بدگمان دشمنان قدیم و کمین اند و مدعیان دولت گوشه نشین اما آن نصایح مفید نیامد شاهزاده سلطان محمود بدعای ملک از راه انصاف تجاوز نموده استدعای حرب و قتال کرده حضرت اعلی چون از نصایح ناامید شد شمشیر کین از غراب غیرت مکشوف ساخت ؏

بران باش تا جنگ باز افگنی　　اگر خود بدانی که می بشکنی
در آید که چاره نباشد ز جنگ　　جگر باید انجا و لختی درنگ

پادشاه اسلام لشکر و احشام را از روی احتشام جمع نموده در نواحی اندخود بموضعی که آن را چکمن سرای خوانند صفهای مصاف راست کردند ؏

گهی اغتید و گه جوشید و گه تابید و گه خشید　　سر مرد و رگ خون و سر رمح و تن خنجر

و خسرو صف شکن تهمتن صفت بر سمند کوه پیکر سوار شده یلان و مبارزان را بر حرب تحریص می کرد و دل میداد من بندهٔ مؤلف دران مصاف در رکاب ظفر مآب بودم بعینه احساس کردم آواز تکبیری که در آن روز آن تکبیر مردم لشکر می گفتند یقینم شد که رجال الله الغیب اند گمان مؤلف آن است که بعضی آن روز در آن مصاف حاضر بوده اند این حال را مشاهده کرده اند بیت

آن را که عون عصمت ایزد مدد بود　　اجرام جمله عدت و اوتاد لشکر است

القصه بیک لحظه نسیم فتح وزیدن گرفت و رایت سلطان مسعود و لشکر خصم مغلوب گشت و این مصاف را مبارزان روزگار از مصافهای نامدار می شمارند بلکه صعب ترین جنگها میدانند و جلادت این مصاف را حضرت خاقانی هیچکس از امرای نامدار و مبارزان روزگار ندادند که این کار من بنفس خود کرده ام و امرا و پهلوانان درین صورت سلطان را مسلم داشتند و این بیت برخواندند شعر

ای منزل ماه علمت اوج ثریا　　رخسار ظفر از آئینه روی تو پیدا

و حضرت پادشاه کامگار بعد از ان فتح نامدار بلخ و مضافات را بالخوره ضبط آورده احمد مشتاق که از سرداران عراق بود بایالت بلخ مقرر کرد و خود بدار السلطنه هرات معاودت فرمود و کان ذلک فی محرم سنه ست و سبعین و ثمانمایه هشتم محاصره بلخ و فتح آن جا است و این قضیه از غرایب و عجایب

حالا قسمت بباید دانست که بلخ شهر قدیم و بناے اوّل است در دنیا بزعم اکثر ارباب تاریخ و بعضے گفته اند و ما وندا اقدم هست و بعضے بابل را قدیم گفته اند بعضے گویند بناے بلخ بلاخ بن اخنوخ نهاده و بعضے برانند که کیومرث بانی بلخ است که گشنده هوشنگ را در ان مقام بکشت و شادی حاصل کرد بناے شهر آنجا نهاد بالجمله در عظمت و شوکت ملک بلخ هیچکس را سخن نیست حکمای بلخ را ام البلاد نام نهاده اند و قبة الاسلام و جنة الارض و خیر التراب گفته اند چنانکه حکیم الدین انوری مے فرماید بیت

آسمان گر طفل بودی بلخ کردی دایگیش ... زانکه دارد کرد معمور این جهان را مادری

و این قلعه و شهر بند که اکنون معمور است آن حصار را هندوان نام است و بعد از تخریب شهر قدیم بلخ بدست احنف ابن قیس و قتیبه بن مسلم الباهلی نصر بن سیار که بروزگار هشام بن عبدالملک مروان امیر خراسان بود فرمود که این قلعه را غلامان هندوی او عمارت کرده بودند و حمزه اصفهانی از محمد جریر طبری روایت کند که نصر را غلام هندوی زر خرید بود در خمس غنیمت او دوازده هزار بود الغرض فتح بلخ امرے متعذر است چراکه خندق این حصار آب خیز دارد و نقب بردن میسر نه و پادشاه اسلام بلخ را مسخر کرده ایالت آن دیار و کوتوالی حصار را بر احمد بن مشتاق مقرر داشت و بعد از اندک مدتے آن ترکمان طبع دون با پادشاه روزگار غدر ظاهر کرد و با ولی نعمت کفران نموده بطرف اولاعظام سلطان ابوسعید میل نمود و دم عصیان زد و این صورت بر خاطر خطیر آرای منیر پادشاه کبیر شاق آمد و رکاب همایون را بمحاصره بلخ سبک گردانید لشکر گران بدر بلخ کشید و چند وقت بمحاصره مشغول گشت و فتح میسر نمے شد و قتال و جنگهاے پیوسته روے مے نمود مبارزان عساکر ظفر آثار مجروح شدند بعضے از امراے اکابر بعرض پادشاه رسانیدند که فتح بلخ کارے بزرگ است و روزگار ضایع کردن بدین امر بے فایده اگر خسرو روی زمین از تسخیر این ویرانه درگذرد همانا که صلاح دولت ابد پیوندش این است بیت

بشادی در خیابان جام مے گیر ... تو بلخ کهنه را ماندری گیر

حضرت پادشاه اسلام و جمشید ایام

بدادار دارنده سوگند خورد ... بروز سفید و شب لاجورد

که این باره با خاک پست آورم و این دون نسب را بدست آورم

مثال واجب الامتثال باطراف مملکت فرستاد که تا استادان منجنیق ساز چرخ انداز عراده و منجنیق و کشکنجیر و مار از نهاد سکان بلخ بر آرند و دیگهای عالی ساختند و خرقها و سایر نقب زنان از ممالک روی بصوب بلخ نهادند چون آن صدمت و اهوال باحمد مشتاق رسید در بلخ از تلخی زندگانی مشتاق اجل موعود گردید و چاره جزان ندید که استغفار نماید و در قلعه بروے آن خسرو کامگار بکشاید شفاعت بامراے دولت و اخوان حضرت آورد تا جریمه اورا از خسرو کامیاب درخواستند و پادشاه اسلام بطریق معهود شیوهٔ موروث که در جبلت این مظهر الطاف عفو و احسان غریزیست از جرائت و جرایم آن حرام نمک درگذشت و شهر بلخ کرت ثانی داخل قلمرو و معمور گردید و کان ذلک فی شهور سنه ثمان و ثلثین و ثمان مایه نهم مصاف و فتح امیرزاده ابابکر است پسر سلطان ابوسعید و واقعه شاهزاده مذکور با جمعی از امراے ترالمه و این قضیه چنان بود که والده شاهزاده ابابکر از نژاد پادشاهان بدخشان است و سلطان ابوسعید بزندگانی خود این شاهزاده را در طفولیت سلطنت بدخشان مفوض ساخته بود بعد از واقعه پدر حشمت و شوکت و شهرت یافت والحق شاهزاده بود زیبا منظر و شجاع و پر تهور و عالی قدر بملک بدخشان قناعت نمود و علی الدوام دم از تسخیر ممالک میزدی و این شعر از شاهزاده است :-

چو سنجد در نگین من بدخشان ز چینم تا بدخشان در نگین باد

بکوهستان سمندم را چو جولان مرا میدان همه روے زمین باد

شاهزاده که طبع لطیفش دری بدین منوال مے سفت و سخن را بدین سلیقه مے گفت منظرش آفتاب درخشان و منشاش کان بدخشان بهاے این جوهر که داند و سخن گفتن در فضیلت او که تواند القصه شاهزاده مذکور را بکرات با اخوان عظام محاربت و مصالحت افتاد و آخر بر شاهزاده محمود مسلط شد و حصار شادمان و مضافات را مسخر کرد و بعد از مدتے دیگر از سلطان محمود منهزم شد و رجوع بپایه سریر همایون آورد و پادشاه اسلام مقدم اورا باعزاز و اکرام تلقی نمود و انواع مرحمت و شفقت بدو نمود و بمنصب دامادیش مشرف ساخت و آن شاهزاده مدتے دولت صحبت ملازمت رکاب ظفر انتساب همایون بود اما مفسدان اورا از راه بدر برده بدگمان ساختند تا فکر غلط نموده از

آستان ملک آشیان پادشاه روزگار فرار بر قرار اختیار کرده به بهانه امیر سید مرید ارغون را بیگناه
بقتل رسانید و بر نسب سیادت و خدمت دیرینه آن سید مظلوم نه بخشید و از نواحی ترمذ بقصد ملک
خراسان و عزیمت مرو نمود پادشاه اسلام فوجی از امرائے عظام و سرداران کرام را بفرستاد و در
مرو با پادشاهزاده ابابکر مصاف دادند و شاهزاده مذکور شکست یافته منهزم شد و بعزیمت بدخشان
روے نمود و ثباتے انجا هم نیافت بطرف کابل و هند رکاب گرانمایه را سبک ساخته از حدود
آب سند پنج و مکران میل کرمان کرد دران حال ولی پیر علی شکر ترکمان بدو ملحق شده شاهزاده
تحریص مملکت عراق کرد و لشکر امیر کبیر یعقوب بیگ که امروز والی عراقین و آذربایجان و دیار
بکر و فارس و مضافات است و خلف صدق امیر کبیر ابو النصر حسن بیگ قصد شاهزاده مذکور نمودند
در گرمسیر کرمان از لشکر تراکمه منهزم شد و باز قصد خراسان نمود چون منهیان این خبر بپادشاه اسلام
رسانیدند که شاهزاده مشار الیه از سیستان عزیمت خراسان دارد پادشاه روزگار بدولت و ایلغار
در پے شاهزاده افتاد و شاهزاده از فراه سیستان براه بیابان عزیمت ترشیز و سبزوار نموده پادشاه
اسلام بر سر او مے راند مرکبے که او سوار میشد مخیم عساکر سلطان مے گشت تا از حدود ولایت فراه
تا چهار فرسخی استراباد پادشاه اسلام در عقب شاهزاده بایلغار براند جماعتے که دران سفر ملازم رکاب
خداوندے سلطنت شعاری بودند نمودند که در هزار اسب مخالفان پادشاه اسلام را سقط و ضایع
و مجروح و مانده شده و از قضاے حق تعالی مخالفان روزی در کنار آب جرجان بنواحی استراباد
فرود آمده بودند و پنجر نشسته کتاگاه صولت رایت همایون خسرو و روے زمین سیاهی لشکر ظفر
پیکر پیدا گشت مخالفان روز فزع اکبر معاینه دیدند و سراسیمه بر اسپان سوار شده کر و فرے میکردند
و حرکت مذبوحی مے نمودند سرانجام پاے ثبات زیر سنگ نکبت و دست تصدی بسته ریسمان
محنت گشت بیت

گر بتو خصم نکو هیده برابر باشد   مثل کنجشک و هما پشه و صرصر باشد

آخر چون دریاے امواج عساکر پادشاه اسلام برگرد ایشان محیط شد راه گریز نیافتند
بالضرور خود را در آب جرجان انداختند چندے دران آب تلف گردیده اکثرے ازان سپاه
مخذول بکمند دشمن خسرو دولتمند مقید گشتند مقدم همه پیر علی شکر و بیرم برادر او و آن دو ترمان

راخسرو صاحب قران بحضور شریف طلب داشت و خطاب کرد که اے برگشته دودمان بد بخت
چه مے خواستید ازین کودک خودپسند نادان که او را نیز بچون خود بدین بد روز کردید آخر شما معلوم
دارید که اقبال از شما روے گردانست و ظلم چندین ساله را مکافات در میان مصرع

یک روز بجز انچه فروشی یک سال

و فی الحال حکم سلطان نفاذ یافت که آن مخاذیل را با جمعی مفسدان از شهر بند حیات
بدروازه ممات بیرون فرستادند بیت

رخنه گر ملک سر افگنده به   لشکر بد عهد پراگنده به

و شاهزاده بهزیمت از جنگ گاه بیرون رفت تا شب بیگاه در صحاری بسر رفت و شب
اسب و لباس را بدل کرده میل خراسان نمود بخت روگردان و اقبال دول کنان از تنهائی
و ضجرت فریاد کنان بجمعے زنان رسید و راه خراسان سراغ کرد آن ضعفا راه بد و نمودند تا بحد
فیروز غند رسید و از جمعے مردم چشم طعامے خواست جوانے بفراست از صفاے ظاهر و باطنش
دریافت و دانست که این شاهزاده ابابکر است بر اثر شاهزاده روان شد و پیش رسید که اے شاهزاده معلوم
کرده ام که شمایل تو گوهر کان سلطنت است بدان آمده ام که معین و دلیل شوم و ترا ازین
ورطه خون خوار بساحل امان رسانم شاهزاده گفت اے مرد اگر بقول خود وفا نمائی از جمله سروران
گردانمت آن شخص چند قدمے با پادشاهزاده برفت و آخر ازین قصد برگردید و شاهزاده را
بدست مردم احشام باز داد و آن مردم نیارستند چنان گنجے را پنهان کردن و چنین گوهر
مستور داشتن بیت

در مرتبه عالیه حقا که نگنجد   شهباز سلاطین بنهان خانه عصفور

و چون رایت نصرت شعار بعد از فتح دیار و قتل اشرار بحد فیروز غند رسیدند و آن مردم خبر
شاهزاده مذکور را بسلطان رسانیدند فی الحال حضرت سلطان باحضار شاهزاده ابابکر مثال داد
و آن قرة العین سلطنت را بحضرت حاضر کردند سلطان کامیاب پادشاهزاده را خطاب کرد که
اے نوباوه چمن سروری هنوز بوئے شیر از شکرت مے آید در خون بیگناهان خصوصاً کسیکه
او را بخاندان طیبین و طاهرین نسبتے باشد چرا رخصت مے کنی و تقرب وادن ترکمانان

جلف نے دانی کہ سبب زوال دولتست و خسرو فیروز طبع این بیت بر شاهزاده خوانده

عاقبت سررشته کارش بویرانی رسد　　هر که از نیکان برید و با بدان همسایه شد

وگفت دریغا که بر قول تو اعتمادی نیست واین همه که من با تو نیکی کردم جز از تو بدی ندیدم این سخنان بر زبان پادشاه اسلام مے گذشت واز عیون مبارکش سیلابہ سرشک جاری مے گشت روبا مراے ارکان دولت کرد که میخواهم که بدین نهال روضه اقبال اجنبی نرسانم که دلم از مهر او بے قرار است وجانم در سلسله رحم او استوار امرا یک بار فریاد بر آوردند که اے سلطان عالم بیت

ترا ایزد چو بر دشمن ظفر داد　　بکام دوستانش سر جدا کن

وگر خواهی صواب ملک دان　　طمع از جان بر او را رہا کن

خسرو صاحب قران دانست که بقاے او سبب فناے دولت است باکراه و اجبار بقتل شاهزاده ابابکر رضا داد

ملک آرزم بر نے تابد　　خواه بیگانہ گیر و خواہے خویش

قضاے خداے نهال عمر آن نوجوان را از بیخ بر کند و روضه امید دوستان را چون بخت تیره دشمنان ساخته صاحبقران مظفر و منصور از نواحی فیروزغند براه مشهد مقدس منور متوجه دار السلطنه هرات گشت وکان ذلک فی شهر صفر سنه خمس وثمانین وثمان مایه که روز دولت این پادشاه جم اقتدار را هر سال فتحے وهر ماه فتوحے وخواهد بود

هر فتح کاسمان زندش فتحهاے کار　　چون بنگری مقدمهٔ فتح دیگر است

لاجرم ازین قبیل کارها مهابت وصولت پادشاه اسلام در دل مبارزان قرار یافته و ملوک اطراف وسلاطین اکناف پیوسته درین درگاه گردون اشتباه توصل میجویند و با پادشاه در مقام اخلاص وطاعت زندگانی مے کنند وفقرا و رعایاے خراسان در ظل حمایت وکنف رعایت این حضرت مرفه و آسوده وذات ملک صفات خسرو نامدار همواره بر اعتلاے اعلام دین ورواج شریعت مایل است وکار علماے اسلام بدور دولت او برونق ومعاش غربا و فقرا مرتب مفسدان وظالمان وقطاع الطریق در دولت او مخذول وبد دینان وبد اندیشان

بکلی متاصل اند خراسان و خراسانیان را حق سبحانه بنظر لطف برداشته که بحمایت عدل و رافت
این خسرو شریعت پناه بفراغت اند در مراحل و منازل که همواره دزدان و قطاع الطریق بودند
حالا مستحفظان و خادمان در اربطه و بقاع در خدمت اهل سلوک و مسافران مشغول اند۔
قنواتے که از عهد هجوم چنگیز خان چون باب گرم بخیلان مسدود و مندرس بود اکنون سفره گستران
جاریست و رباطے که از عهد محمود غازی ویران بود اکنون چون روزگار اهل دولت معمور
شده دهقنت و زراعت بمرتبه رسیده که کیوان بر ترنشین فلک هفتمین بر جمع و ماقین بوے
حاسد است و بازار خرمن سنبله از رشک این مزارع کاسد

هرجا که بے عنایت و لطف تو در جهان ۔۔۔ تابوت و دار بود کنون تخت و منبر است
دار الامان تخت هرے با وجود تو ۔۔۔ رشک بهشت و شمع اقالیم و کشور است

حق سبحانه و تعالی اقبال این خسرو خجسته آمال را که واسطه امن و امان و پناه اهل
ایمان است بر سالهاے ممدود مخلد دارد و شاهزادگان عالی مقام را که هرکدام شمع شبستان
دولت و سرو بوستان حشمت اند در پناه ظل این خسرو دولت پناه قرنهاے پاینده و مستدام
دارا د و تا قیام قیامت سلطنت و خلافت در خاندان این خسرو صاحبقران ثابت و مقرر باد و هر روز
فتحے تازه و دولتے بے اندازه نصیب این خسرو خجسته لقا باد

ازان پیشتر کاوری در ضمیر ۔۔۔ ولایت ستان باش و آفاق گیر

خدم بتالیف و تحریر هذه التذکره اقل عباد الله دولت شاه بن علاء الدوله بختیشاه
الغازی السمرقندی اصلح الله شانه فی ثامن عشرین شوال سنه اثنی و تسعین و ثمانمایه
الهجریة النبویه المصطفویه الخاتمیه۔
اللهم اغفر لمولفه و لکاتبه و لقارئه و لسامعه و لمن قال آمینا

فضل حسین تحریر نمود ساکن هیرانواله خورد
(نزد وزیرآباد)